سلسلۂ مطبوعات : ۶۱

سخنِ شعرا

مولانا
عبدالغفور نساخ

اترپردیش اردو اکادمی، لکھنؤ

سخنِ شعرا

عبدالغفور نساخ

SUKHAN-E-SHOARA
BY
ABDULGHFOOR NASSAKH
PRICE Rs.22/50

پہلا فوٹو آفسیٹ ایڈیشن: ۱۹۸۲ء

تعداد ۱۰۰۰

قیمت: ۲۲/۵۰ روپے

عزیزالجبار خاں، سکریٹری اتر پردیش اردو اکادمی نے میسر اتل آفسٹ ورکس۔ نئی دہلی۔
میں چھپوا کر اکادمی کے دفتر قیصر باغ، لکھنؤ ۲۲۶۰۰۱ سے شائع کی۔

پیش لفظ

آجکل اردو میں جس رفتار سے ریسرچ کا کام آگے بڑھ رہا ہے، اس پر اظہار اطمینان
جا سکتا ہے، لیکن کبھی کبھی بعض تحقیقی مقالات میں کیفیت کی کمی کا احساس ہوتا ہے۔ اس کا شائد
سبب یہ بھی ہے کہ تحقیق کرنے والوں کو بنیادی مآخذ سے استفادے کا موقع نہیں ملتا۔

اردو شعرا کے تذکروں کا شمار بنیادی مآخذ میں ہوتا ہے مگر اب یہ نایاب ہوتے جا رہے
اتر پردیش اردو اکادمی کے منصوبوں میں یہ امر بھی شامل ہے کہ کمیاب تذکروں کا عکس شائع
جائے۔ زیر نظر تذکرہ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

عبدالغفور نساخ کا "سخن شعرا" انیسویں صدی میں اردو شاعروں کا اردو میں لکھا جانے
آخری ضخیم تذکرہ ہے۔ اس میں چوبیس سو سے زیادہ شعرا اور شاعرات کا ذکر اور ان کے
م کا انتخاب شامل ہے۔ "سخن شعرا" تاریخی نام ہے جس سے ۱۲۸۱ھ برآمد ہوتا ہے،
اس میں بعض ایسے حقایق کا بیان ہے جس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ اس میں ۱۲۸۱ھ
بعد اضافے ہوئے۔ اس کی پہلی اشاعت ۱۲۹۱ھ (اکتوبر ۱۸۷۴ء) میں عمل میں آئی تھی
کا عکس پیش کیا جا رہا ہے۔

امید ہے کہ اکادمی کی دوسری مطبوعات کی طرح اسے بھی حسن قبول حاصل ہوگا۔

محمود الٰہی
چیرمین، مجلس انتظامیہ

پردیش اردو اکادمی
باغ، لکھنؤ
بر ۱۹۸۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد اوس نخلبند گلستان جہانکی رونق افروز چمنستان معانی ہے اور ثنا اوس گلچین آرا ئے
زمین وزمان کی بہار افزاے ریاض نکتہ دانی ہے جسنے عرائس معانی کو ریاحین مبانی سے
پیراستہ اور ابکار افکار کو روائح ازہار بلاغت اور فوائح گلہاے فصاحت سے آراستہ فرما
اور نونہالان گلشن لطائف کو تمائل طرائف سے مزین فرماکے عجیب بطون سے منصۂ شہود پر
جلوہ نما کیا اور اونکو سحاب لطف وکرم کی آبیاری سے شورستان عدم استعداد کو روضۂ
رضوان بنایا سروقدان باغچہ احسن تقویم اور سکے بہار خلق کی تعلیم سے مالامال اور نوبادہ ہاے
گلشن تکریم برگ وبار حسن تنظیم سے چمن چمن نہال ہوئے * شعر *

اے موج نسیم کرم الطاف سے تیرے   دیکھا نہین اس گلشن بیجا رمین گلہا

اور گلدستہ درود ثنا محدود وصلواۃ غیر معدود پیشکش بہار گلستان رسالت رونق بوستان
نبوت آفتاب دوسرا آسمان اہتدا تاجدار لی مع اللہ خدیو انجم سپاہ ہے جسکی نکہت
مرحمت سے معطر ہر دماغ اور نسیم مکرمت نے ہر غنچۂ دل باغ باغ ہے خاک پا اوسکا فروشان
گلشن صنائع کو غازہ ہے اور چمن زار فضاے بدائع اوسکی آبیاری سے تروتازہ قدبائی علوم

اوس منبع جود و احسان سے اپنی موجون مین لہراتا ہے اور محیط شرایع اوس گوہر بے بہا کی
ہتقان سے آب و تاب مین چشمۂ خورشید کا پہلو دباتا ہے صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ
الاتقیاء الابرار ماظلمی البحر الذخار وعتب العجاج الکثیار بعد اسکے ہیچمیرز ابو محمد عبد الغفور
خالدی متخلص بہ نساخ ڈپٹی مجسٹریٹ و ڈپٹی کلکٹر ضلع راجشاہی معروف بہ اسید بو ابیہ
ابن منشی قاضی فقیر محمد مرحوم صاحب جامع التواریخ وکیل عدالت عالیہ صدر دیوانی کلکتہ
ابن قاضی محمد رضا مغفور متوطن ضلع فرید پور باشندگرین دار الامارۃ کلکتہ نکتہ فہمان سخن سنجان
زمن کی خدمت مین عرض رسا ہے کہ یہان ہنوز بانچ عمر مین نسیم شعور کی آمد آمد اور فرش سبزہ
رشاد فضای سن و سال مین ممتد بہی نتہا کہ سر مین سودا سے گلگویان معامین پیدا ہوا دل
غنچہ لبان معانی کا شید اہوا کلام اساتذہ کا شوق رہا غیرون کے سخن سے ذوق رہا سوبے
دفون مین بہت سی دواوین نظر سے گذرے عرصۂ قلیل مین تذکرہ ہاے کثیر دیکھے جنہون نے
داد سخن کی دی ہے جانفشانی و جانکاہی کی ہے ہر مضمون خضرۂ حیات سے ہر معنی شاخ نبات
سے ہر انداز شیرین غیرت شان انگبین سے ہر طرز نمکین رشک لب شیرین ہر مینے بھی
چاہا کہ شربت تالیف سے کوزے بہرون اور اس قند کو مکرر کرون یعنی اس طرح کا
تذکرہ لکھون جسمین اشعار آبدار مین اطناب و ایجاز ہو اور احوال شعرا مین اختصار و ایجاز
اور حالات ابناے زمان کو بقدر طاقت بشری جامع اور حشو و زوائد کو مانع ہو بحمد اللہ
کہ یہ ناوک عزم ہدف مراد مین دوسار ہوا کہ بارہ ۱۲ برس کی محنت مین یہ تذکرہ شعراے
ریختہ سے بنام تاریخی سخن شعرا تیار ہوا وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

ردیف الالف

آباد تخلص محمد یعقوب علی خان خلف محمد اسحاق خان باشندۂ دہلی

ان خراباتیون کی صحبت نے ۔ مجھکو آباد کیا خراب کیا

آباد تخلص مہدی حسن خان ولد غلام جعفر خان باشندۂ لکھنؤ ناسخ سے اصلاح لیتے تھے
سال تولد انکا ۱۲۳۸ بارہ سو اٹھائیس ہجری ہے اِنکے تین واسوخت اور ہر بحر مین
غزل کے ایک ایک دیوان ہے بعض دیوان اور واسوخت نظر راقم سے گذرے

بہشتی تذکرہ ہے مصحفِ رخسار جانان کا
کوئی ثروت مین بھی انیاء غربت بسر جاتی ہے
ہجر مین اے رشکِ شیرین جان شیرین تلخ ہے
کیا عجب شوقِ اسیری مین اگر منقار سے
روشنی پائے سخاوت سو جہان مین نام سے
پائیگا اکدن کمال سربلندی شکل بدر
ہے بجا اے گل اگر کہتے تجھے رشکِ بہار
رکھ لیا پردہ مرا قاتل تری تلوار نے
بجلیان روشن کرینگی قبر پر میرے چراغ
تیرے ہر ایک سخن مین ہین بہم دو پہلو
نور آترپ کے حرف سے ہر حرف جو جدا
گر سکندر کی طرح ہوتے میرے بخت رسا
طور کم کر نہ مرے بعد جفاکاری کا
زلفِ دراز و ابرو و رخسار و چشم و لب
واللہ کیا ہے حسنِ بتِ پر غرور کا
بگڑ گیا جو نکلتے ہی روح کے نقشا
شعبدے دکھلائے حسنِ یار نے ہر دم نئے
بیتاب وہ ہون چین نہ آئے لحد مین بھی
ہاتھ کیا اوسنے اوٹھایا سیکڑون بسمل ہوئے
خون گرفتہ نہ کوئی عشق مین مجھسا ہوگا
فقط امید ہے بخشش کی تری رحمت سے
مثالِ قصرِ گردون جبکے الوان قصر عالی تھے
مجھے یاد آگیا سجدہ بتون کی آستانے کا

کتابِ عشق نے حافظ کیا ہے مجھکو قرآن کا
نہ بھولا تختِ پر یوسف کو صدمہ چاہ کنعان کا
کام نالے کر رہے ہین تیشۂ فرہاد کا
بلبلین دامن کریں دور کر صیاد کا
ہر درم گویا چراغ مرقدِ حاتم ہوا
ماہِ نو کی طرح جو بر تواضع خم ہوا
پھول مرجھاتا نہین تیرے گلے کے ہار کا
جسم عریان پر ہے احسان زخمِ دامن دار کا
کشتہ ہون اک برق وش کی ہین نگاہِ ناز کا
کبھی اقرار سے ہوتا نہین انکار جدا
لکھدون جو خط مین حال کبھی اضطراب کا
ہفت کشور چھوڑ کر مین کنجِ عزلت ڈھونڈتا
حوصلہ تا کسی دشمن کو نہو یاری کا
مارا ہوا ہون مین تو انھین تین چار کا
بندون کو شک ہوا ہے خدا کے ظہور کا
طلسم تھا کوئی یا ابنا خانۂ حسن تھا
سامنے آنکھون کے یہان کیا کیا تماشا ہو گیا
میرے جنازے کو نہو آرام دوش پر
دے رہا ہے عاشقونکو موت کا پیغام رقص
وہ بدم شستِ جلاد کیا کرتے ہین
وگرنہ عفو کے قابل مرے گناہ نہین
اب اونکی خاک اوڑتی پھرتی ہو دشت و بیابان مین
کسی مسجد مین جب دیکھا کسی مین نے نمازی کو

دل لگانے مین تو ہے جدائی اٹھانے کا مزا
لطف کیا ہے کہ جو معشوق ستمگار نہو

لطف جینے کا یہ ہے جان کسی پر نکلے
نہ جیے وہ جسے مرنے سے سروکار نہو

کہین فرقت مین جائین اشک ہین یا بزرگ آنکھون
تماشا ہی لیے پھرتے ہین ہم کشتی مین طوفان کو

ودسے اونکے لڑکپن تقدیر پشت آئنہ
مہرسے الا ہوئی توفیق پشت آئنہ

خیاط قطع کر تو سمجھ کر لباس یار
رشتہ مری حیات کا اوس پیرہن مین ہے

ابر تخلص تفضل حسین شاگرد اسیر

خاکساری کا اگر مرتبہ حاصل ہو جائے
ہے ولا پھر طلب نسخۂ اکسیر عبث

آبرو تخلص نجم الدین معروف بہ شاہ مبارک باشندۂ دہلی شاگرد و عزیز سراج الدین علیخان آرزو و حضرت محمد غوث گوالیاری کے نبیرون مین تھے محمد شاہ جنت آرامگاہ کے عہد مین وفات پائی بیشتر صنعت ایہام مین شعر کہتے تھے

کیون چھپا ظلمت مین گر اوس لب سے شرمندہ تھا
جان کچھ پانی مرے سے ہے چشمۂ حیوان کی طرح

سر سے لگا کے پاون تلک دل ہوا ہون مین
یہان تلک تو فن عشق مین کامل ہوا ہون مین

دور خاموش بیٹھ رہتا ہون
اسطرح حال دل کا کہتا ہون

شور ہے اوسکی اشکباری کا
آبرو چشم تر قیامت ہے

نہ دیوے پیکے دل وہ جعد مشکین
اگر باور نہ ہو تو ہاتھ دیکھو

وابن رضا تخلص و نام سید ابن رضا لکھنوی کلکتہ مین آئے تھے راقم نے انکو دیکھا ہے

پیچھے رقیبون کے دل مین ہزارون ہی کانٹے
گلون کے گجرے جو ہم یار کو پہنانے لگے

آتش تخلص مرزا غلام حسین ولد مرزا اکرم اللہ بیگ باشندۂ ڈھاکہ شاگرد و داماد نیر [illegible] ملیش عدالت دیوانی ڈھاکہ مین وکالت کرتے تھے

آپ تو محو فنا تھے جس طرح کاسہ کی اوس
جنبش باد صبا کا اک بہانہ ہو گیا

آتش خواجہ حیدر علی خلف خواجہ علی بخش لکھنوی شاگرد مصحفی ١٢٦٣ بارہ سو ترسٹھ ہجری مین انتقال کیا دیوان اونکے نظر راقم سے گذرے سواے غزل کے اور کسی صنف سخن پر قادر نہ تھے اشعار انکے پرمضمون و بامزہ ہوتے ہین

حباب آسا مین دم بهرتا هون تیری آشنائی کا
وصال یار کا وعده کیا ہے فردای قیامت پر
نهین مٹتی ہے پتهر کی لکیر احباب کہتے ہین
نهین دیکها ہے لیکن تجهکو پهچانا ہے آتش نے
حسن پری اک جلوهٔ مستانه ہے اوسکا
وه یاد ہے اوسکی که بهلا دے دو جہان کو
لیجائے خط شوق کبوتر غریب کیا
آتش یهی دعا ہے خدائے کریم سے
کونسا دل ہے نهین جس مین خدائی منزل
کیا قتل اوسنے کہنے سے رقیب تیره باطن کے
عالم منعق مصور ہے تری تصویر کا
کس خوشی سے دوڑکر عاشق کناقی ہین گلے
حیف کی جا ہے نمو دے نرم و حیرت دیکھی بان
دہن اوس روے کتابی مین ہے ہر نا پیدا
گهڑی بهر رو کے کوی یار مین یون زنگ دل کهویا
آئے تھے لوگ بیٹھے بهی اوٹھے بهی کهڑے ہوئے
حال مجنون تو نهین نوع دگر دیکھا تجھے
دم آخر بهی بالین پر مرے همراه یار آئے
سلانے ہوتی نهین اوس شمع رو کی اپنی آنکھ
اسقدر نازان نهوا ے شیخ اپنی زهد پر
کسی کے محرم آب روان کی یاد آئے
شب فراق مین مجهکو سلانے آیا تھا
عذاب گور سے واعظ نهایت سے ہے ڈراتا

نهایت غم ہے اس قطرے کو دریا کی جدائی کا
یقین مجهکو نهین ہے گو تک اپنی رسائی کا
رہے گا پاس بت پر نقش اپنی جبہه سائی کا
بجا ہے اے صنم گر تجهکو دعوی ہو خدائی کا
هشیار وهی ہے که جو دیوانه ہے اوسکا
حالت کو کرے غیر وه یارانه ہے اوسکا
وه ان جس جگه مقام نهین جبرئیل کا
محتاج اے کریم نه کیجو بخیل کا
شکوه کس منه سے کرون مین بت هرجائی کا
رکھا گردن په اپنی دوست نے احسان دشمن کا
منه کتابی قطعی ہے خط حاشیه ہے میر کا
نقش حب ای ترک جوهر ہے تری شمشیر کا
پرورش پایا ہوا یه آدمی ہے شیر کا
اسم اعظم وهی قرآن مین نهان ہے که جو تھا
که کپڑا جیسے مفلس نے کٹرے گهاٹ جا کے کهولیا
مین جا بهی ڈهونڈهتا تری محفل مین رهگیا
ساربان آج ہی کیون چهرهٔ لیلی اوترا
رقیبون نے محل باقی نرکھا عذر خواهی کا
اے صبا محفل سے پروانه کے خاکستر اوٹها
بندگی کرنے سے تو شاید خدا ہوجائیگا
حباب کی جو برابر کوئی حباب آیا
جگا یا مینے جو افسانه گو کو خواب آیا
همارے ساتھ جو نه زمین کیا آسمان هوگا

ای غم

اے صنم تیری کر بجی آنکھ سے ثابت ہوا
طبل و علم ہے پاس نہ اپنے نہ ملک و مال
یار کو مین نے مجھے یار نے سونے نہ دیا
تکیہ تک پہلو مین اوس گل نے نہ رکھا آتش
سیل گریہ سے مرے نیند اوڑی مردم کی
آہ و نالہ سے سوا چرچا خموشی کا ہوا
چال ہے مجھ ناتوان کی مرغ بسمل کی تڑپ
روز سیاہ ہجر مین میرے جلے چراغ
خط دیکھے کیسوا بکی زبانی ہے نامہ بر
جو کہ شاکر ہوا مقدر پر
خط نے غرور حسن کو کھویا ہے مہربان
تار تار پیرہن مین بس رہی ہے بوے دوست
واہ رے شانہ کی قسمت کسکو یہ معلوم تھا
قاصدون کے پاؤن توڑے بدگمانی نے مرے
دو مرینگے زخم کاری سے تو حسرت ہی ہزار
فرش گل بستر تھا اپنا خاک پر سوتے ہین اب
اوس بلاے جان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے
اللہ ری صبح عید کی اوس حور کو خوشی
اے ماہ چاردہ یہ گریز اب نہین ہے خوب
گویا زبان شمع جو ہوتی تو پوچھتا
جو پہنے اوسکو جامہ عریانی ٹھیک ہو
حاجب شیشہ جو دیکھین تو مغان کہتے ہین
میرے مرنے کی دعا مانگی وہ بت پر جھکاتا ہے

رنگ اوڑ جاتا ہے رو سے مردم بیمار کا
ہم سے خلاف ہو کے کرے گا زمانہ کیا
رات بھر طالع بیدار نے سونے نہ دیا
غیر کو ساتھ کبھی یار نے سونے نہ دیا
فکر بام و در و دیوار نے سونے نہ دیا
پاس رسوائی نے ہمکو اور رسوا کر دیا
ہر قدم پر ہے یقین یان رہگیا وان رہگیا
پروانون کو نصیب ہوا دن وصال کا
تحریر کا جواب نہ تقریر کا جواب
خط پیشانی کا پڑھا مطلب
مجبور ہو گئے ہین قضا و قدر سے آپ
مثل تصویر نہالی مین ہون پا پہلوے دوست
پنجہ وحشی سے کھلینگے عقدہاے موے دوست
خط دیا لیکن نہ بتلایا نشان کوے دوست
چار تلوارون مین شش ہو جاینگے بازوے دوست
خشت زیر سر نہین یا تکیہ تھا زانوے دوست
دل ہوا شیشے سے نازک دل سے نازک خوے دوست
شانہ تھا اور زلف معنبر تمام رات
پہلے کیا تھا کس لیے خوگر تمام رات
کٹتی ہے ہجر یار مین کیونکر تمام رات
اندام پر جو اسکے ہے پیرہن درست
آنکھون مین دختر رز کے پینے جاتے ہو عبث
کس طرف جا کر کرون مین سجدہ شکرانہ آج

بوٹے سے قد کا تیرے نظارہ لگانے لگا
پوچھتا ہے طنز سے کیا باندھی ہے کس پر کمر
پاہا نہیں میں یار گو میل سخن ہنوز
کوچۂ یار میں سائے کی طرح رہتا ہوں
کرتے ہیں عبث یار سے داغ پہ طاؤس
حرص دنیا حسن غارتگر کو کرتی ہے خراب
حسرت جلوۂ دیدار سے ہے مجھکو
مرتے ہیں رشک کے مارے پس دیوار رقیب
لکھا ہے کس کے خنجر مژگان کا وصف
جوشش وحشت میں جو ہوں مائل رفتار قدم
یہ سعادت لکھی ہے قسمت میں کسکی دیکھیے
برابر جان کے رکھا ہے اوسکو مرکز تنگ
عطر گلاب ملکر حلقہ میں یار بیٹھا
خضر و مسیح کا ملتے ہیں رشک سے گلا
یہ کیسے گشت گلپر اون کو اوبھارتے ہیں
مری ضد سے ہوا ہے مہربان دوست
دیوانگی نے کیا کیا عالم دکھا دیے ہیں
دیدار عام کیجے پردہ اوٹھا دیجئے
رخ انور دکھا کر خاک کا پیوند کرتے ہیں
برہمن آنکھوں کو ملتا ہے جو پاے بت پہ
سرمۂ منظور نظر ٹھہرا ہے چشم یار کو
دست رنگین سے تری بیعت اوسے کی دیوانا
تمہیں نسبت جو مجنون سے ہوا لیلی ہو دیوانی

کس کس نہ ہوشیار کو دیوانہ پن کی شاخ
باندھی ہے اس پہ کمر کیوں تم اخلو اور بند
معدوم ہے کمر کی طرح سے دہن ہنوز
در کے نزدیک کبھی ہوں کبھی دیوار کے پاس
زخمی کو نہیں اوسکے دماغ پہ طاؤس
بہر زر کرتے ہیں محبوبان سیم اندام رقص
چاہیے سہرے سے آئینہ خانہ شب وصل
شور کرتا ہے جو پازیب کا دانہ شب وصل
اک زخم دیکھتے ہیں قلم کی زبان میں ہم
شہر ہستی سے ہے صحرائے عدم چار قدم
خون گرفتہ ایک میں ہوں اور خنجر سیکڑوں
ہماری قبر پہ رو باکرینگی آرزو برسوں
بلبل پکڑنے آیا صیاد انجمن میں
تو بھی کو گر شہیدوں کی اپنی زیارتیں
سیر چمن کو چلیے بلبل پکارتی ہیں
مرے احسان ہیں دشمن پر ہزاروں
پریوں نے کمر آنکھوں سے پردہ اوٹھا دیا ہیں
تا چند بندہائے خدا آرزو کریں
حسین ہونے سے طوفان نوح کے فرزند کریں
رشک آتا ہے مجھے سنگ در یار تہو
نیلگون گنبد اٹھا یا مردم بیمار کو
ہاتھ آجاتا اگر بختہ مرجان مجھکو
تمہاری دلفریبی چین سے خسرو سے شیرین کو

چال وہ چلتے ہو دل پستے ہین جسپر ہر قدم
کہتا ہے وہ شوخ آئنہ مین عکس سے آتش
بوسۂ خال کے سودے مین ہوا ہون بیمار
شمع روئے مرے اوٹھا سر مجلس جو نقاب
آدمی کے واسطے کچھ اور ہو وسے یا نہو
پیا میسر نہ میسر ہوا تو خوب ہوا *
کروٹ تنگ مین ملتا ہے تو کہتا ہے وہ شوخ
کرینگے یار کو گریان شب وصل
جلاتی ہے دل آتش طور کی طرح
مہمان ہون مین جگہ دین سب مجھے تکلیف کرین
سب عشق لوگ کہتے ہین ماہ جبار وہ
تصویر کھینچی اوسکے رخ سبز فام کی
یہ صدا دیتی ہے خلخال اونکی ہنگام خرام
اکیلا پاکے نہین چھوڑنے کا مین تمکو
جھانکی حور و پری پر ہے طعنہ زن تھی
ہمیشہ جھاڑتے ہین گرد پیرہن غافل
مشتاق اس قدر ہون خدا کے حضور کا
چنانکہ کیا ہے قتل مجھے تیغ یار نے
شب کو دم دیدکے لیجاتا ہے کوے یار مین
چلنے مین ناز سے جو وہ رفتار آفتاب
کون فصل گل مین اے آتش نہین مبتلا سرا
کرے جسقدر شکر نعمت وہ کم ہے
کچھ عشق مین مجنون سے ہے ہوا سے نہ تو فرہاد

کام وہ کرتے ہو تم جین کسیکا کام ہو
تم کسی سے زیادہ ہو تو ہم تم سے زیادہ
تولکے مجھسے ترازو مین تو ہو تل بھاری
ایک پر ایک ہوا ساکن محفل بھاری
ساقی وسے سبزہ و آب روان درکار ہے
زبان غیر سے کیا شرح آرزو کرتے
مرد ہے وہ کہ جو ہم کو سر میدان روکے
عیان ہو جائیگا راز نہانی
کسی پردہ نشین کی لنترانی
اوسکے اصحاب لیسار اور ہمین تھوڑی سی
بنکر مقر ہوتے ہین تمہاری کمال کے
اک صفحہ مین قلم نے گلستان تمام کی
خاک مین ملجائے جسکو حسرت پابوس ہے
خیال خام ہے یہ میری پختہ کاری سے
بلاے جان ہوئی سرخ و سفید بن مٹی
نہین سمجھتے کہ ہے زیر پیرہن مٹی
سجدہ کردن جو بت بھی ملے کوہ طور کا
کشتہ ہی دل مرا طرف امتیاز کا
مین تو تھا ہی مجھسے بھی مرشد مرا اول ہو گیا
یاد ان کو پوجتے مین پرستار آفتاب
بہتر سے ہے بیٹھ میخانے کے در پر اندرون
مزے لوٹتی ہے زبان کیسے کیسے
لیلی سے نہ چھوٹی ہے نہ شیرین ہی بڑی ہے

نیرنگی زمانہ سے آتش عجب نہیں	جیلا دیا مارے دزد و حنا دست یار سے

سخن شعرا

اجمل تخلص میر عبدالجلیل باشندۂ دہلی شاگرد معنوی جعفر زٹل

زلف ہے چہرے پہ یا جنجال ہے	جنبش ابرو ہے یا بھونچال ہے

اثر تخلص حسین علیخان لکھنوی خلف امین الدولہ حیدر بیگ خان نائب آصف الدولہ ناسخ کے شاگرد ہیں شعر خوب کہتے ہیں صاحب دیوان و مثنوی گزری کلکتہ میں بھی آئے تھے

گر تصور میں وہ بے شک مہ کنعان ہوتا	دل مرا یوسف یعقوب کا زندان ہوتا
نہیں چلتا صنم پر زور اپنی سینہ زوری کا	نہ ٹوٹا وصل کی شب ایک تار انگیا کی ڈوری کا
کسیکی گوری گوری چھاتیوں پر مر گیا ہوں میں	پیالہ بھر دے پھولوں میں انگیا کی کٹوری کا
دلا سونے میں قند لب کا خاطر خواہ بوسہ لے	مثل مشہور ہے دنیا میں گڑ میٹھا ہے چوری کا
تعجب کا محل کیا ہے جو اڑ سکتی نہیں چڑیا	یہ طائر رشتہ بر پا ہے تری انگیا کی ڈوری کا
بسکہ ورد اٹھوں پہر نام اوس مہ تاباں کا ہی	بنگیا اختر مری تسبیح کا جو دانہ تھا
سنکے نقل شب تا در زندان وہ آکر مر گیا	قیس بن زنجیر خواب بخت کو افسانہ تھا
عالم بالا پہ کس خود بین کی رہتی ہے نظر	نصب ہے جوہر کا چرخ کہن میں آئینہ
کیا دین دہن کو نقطۂ موہوم سے مثال	عنقا کا ذکر کیا کریں عنقا کے سامنے

اثر تخلص سید محمد میر برادر خورد حضرت خواجہ میر درد دیوان اور مثنوی انکی نظر سے گزری اشعار انکے پُر درد ہوتے ہیں

بیوفا تیری کچھ نہیں تقصیر	مجھکو میری وفا ہے راس نہیں
مر تو چلے کہاں تلک اب در گذر کریں	یا ہم نہیں اس آہ میں یا آسمان نہیں
نہ لگا لے گیا جہاں دل کو	آہ لے جایئے کہاں دل کو
صرف غم ہم نے نوجوانی کے	واہ کیا خوب زندگانی کے
دوست ہوتا جو وہ تو کیا ہوتا	دشمنی پر تو پیار آتا ہے
ہر دم فزوں ہیں کجروان روزگار کی	کچھ سیکھتا چلا ہے روش میری یار کی
اور تو کوئی نہیں دام قفس دامنگیر	تنگ آیا ہوں فقط دل کی گرفتاری سے

چھپ چھپ کے دیکھنے کے غرض سب ہے اثر
معلوم ہوئنگے جو کبھی اوسنے نگاہ کی

ہین حیرت ہی آپ ہی مجھکو دیوین کیا جواب اُنکا
کہ تجھ بن اب تلک کسطرح ہمنے زندگانی کی

اثر تخلص عبد الرزاق ولد عبد الرحمن تمنا مقیم دہلی

ترا ہر ایک سے ملنا جتا وفا دشمن
کرے گا دیکھیے کس کس سے آشنا مجھکو

گر چال کا نام آتا ہے آتی ہے قیامت
مضمون تری رفتار کا باندھا کرینگے

کیا جانتا تھا وہ کہ ستم کیا ہے جور کیا
باتین یہ سب ہین اس دل الفت شعار کی

مین اور یار اور شب ماہتاب ہے
یارب مجھے خیال ہے یا کہ خواب ہے

پامال غیر ہے مری نعش اوس گلی مین آج
مرکر بھی میری نعش پہ کیا کیا عذاب ہے

عشق بتان مین خاک بسر ہے تو اے اثر
دنیا خراب اور ترا دین بھی خراب ہے

ایک دن فاتحہ پڑھتا تھا کسی قبر پہ وہ
حیلہ اک اور بھی باقی ہے سوم دیکھینگے

انجم تخلص سید غلام مصطفے زمیندار موضع مصطفے آباد متعلقہ الہ آباد

کب تصور مین تری زلف گرہگیر نہین
مجھسے سودائی کو کچھ حاجت زنجیر نہین

انجم تخلص شیخ عزیز حسین ولد مسیح اللہ بلگرامی

انکار مین بوسے کے کہین صبح نہ ہو یارب
کیا وصل کی شب آہ یہ تکرار نکالی

اجمل تخلص شاہ محمد اجمل الہ آبادی برادر غلام قطب الدین مصیبت نبیرۂ شاہ خوب اللہ ۱۲۳۶ بارہ سو چھتیس ہجری مین انتقال کیا بیشتر فارسی کہتے تھے

ہوگیا تھا کتنے کہتے اِن دنون مین ہوشیار
پھر جو دیکھا کل مین اجمل کو وہی دیوانہ تھا

احسان تخلص حافظ عبد الرحمن خان خلف حافظ غلام رسول خان استاد و مختار مرزا فرخندہ بخت بہادر ابن شاہ عالم بادشاہ باشندۂ دہلی ۱۲۶۸ بارہ سو اٹھسٹھ ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گذرے

کبھی شادی کبھی غم ہے یہی عالم ہے عالم کا
مہ عید اسکے گذرا تو چاند آیا محرم کا

سخت نادانی کی احسان جو کہا عاشق ہون
بھید کہتا ہے کسی سے کوئی دانا دل کا

کہان وہ کھیلنا اور وہ جان بلب رہنا
کسی کا کام ہمیشہ بنا نہین رہتا

ہوئے کون سے اپنا گر پرسنگ مزار — مرے نام کا اب سبز مزار رہا
مجھ پر نہ یک بار ہی مجھ خشمگین ہوا — نامہ بھی وا کیا تو وہ چین بر جبین ہوا
میاں مجنون کے سننے کو اہل درد ستے پوچھیے — کر مغل سرمہ رکھے ہین وہ چشم یار مین جا
مجھ سے گلتے ہی سننے لگا تو بھول گئے — وگرنہ یاد تھین ہم کو شکایتین کیا کیا
ہماری جان پہ گرتی ہے برق ظلم ظالم — تجھے تو سہل سا ہے شغل مسکرانے کا
پہ شام ہجر آئی شامت زرد و کہا ہیسے — ہو روسیاہ ایسے ناخواندہ میہمان کا
مجھکو مت ٹھکراو بس چلتے سمجھکر دیکھ کر — چال سب چلتے ہین لیکن بندہ پرور دیکھ کر
فائدہ تم جو مجھے نزع مین یار آئے نظر — ہے نہ یارا اسے سخن اور نہ یارا اسے نظر
مین جو مے پینے پہ آوں تو سبو پی جاوں — گر محتسب منع کرے اوسکا لہو پی جاوں
بہت دور ہے اپنے نزدیک قرب بھی — تجھے یار کا فر بہانے بہت ہین
اوسے پوچھے ہے جو احسان وفا پیشہ بھی — پیو فا کون ہے کتنا ہے وہ عیار کر تو
کچھ سانس رکا آئے ہی رہ رہ کے یہ ڈر ہے — قاصد نہ کہین راہ مین کمبخت رکا ہو
مر لیے کے بعد آن کے کہوا ئین پھیریان — آج آپ اچھے کتنے کی شتہ جا چلے
کتنے ہین لپٹ گیا وہ رہ سے — تقدیر او لٹ گئی ہماری
مین مجھکو بھی ہنو سمجھکو ستانے والے — تو بھی ٹھنڈا نہ ہے جی سکے جلانیوالے
آشنا کس کے ہین سب دیدہ مین یہ دیدہ و دل — ہین یہی دیدہ تو دو اشک ڈوبانے والے
اونکے رونے پہ ہنسی آتی ہے مجھکو حیران — دو ڈرے پانی کو ہین کیا آگ لگانے والے

احسن تخلص مولوی محمد احسن ولد مولوی حسن بخش متوطن سکاکوری مقیم میں پوری

تجھسے دشمن کو دوست سمجھا — دل نے مرے ساتھ دشمنی کی
خال ابرو نے مار ڈالا — کعبہ والون نے رہزنی کی
رونے پر آگے ہنستے تھے ہم — اب روتے ہین بات پر ہنسی کی
احسن کیون چپ ہو کس کی ہے یاد — کچھ ہم سے کہو تو اپنے جی کی

احسن تخلص شیخ فرزند حسن ولد شیخ حسین الدین ساکن قصبہ پالی

موباف جب پڑے گا تو کیا حال ہوئیگا ۔ بالونکی بوجھ ہی سے وہ بل کھائے جاتے ہین
قربان جاؤن اونکے مین اللہ ری نازکی ۔ پڑتی ہے چاندنی تو وہ کملائے جاتے ہین

احسن تخلص محمد احسن اللہ معصر آبرو کے تھے

نازک بدن پہ اپنے کرتے ہو تم جو گھمنڈ ۔ مو ہی کمر نے تم کو فرعون سا بنا یا
آگ سی میرے دل کو لگتی ہے ۔ جل گیا ہون خدا کے ہاتھون سے
یہی مضمون خط سے احسن اللہ ۔ کہ حسن خوبرویان عارضی ہے

احسن تخلص میرزا احسن علی خوشنویس دہلوی تلمیذ سودا و ضیا نواب آصف الدولہ مرحوم کی سرکار مین صیغۂ شاعری مین ملازم تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

حسن پر اپنے جو اک مہ پارہ گرم لاف تھا ۔ گھر سے وہ خورشید رو نکلا تو مطلع صاف تھا
ٹکڑے اوڑجا ئینگے سینہ مین جگر کے احسن ۔ تیرے نالون کا کوئی دن جو یہ انداز رہا
اشک گلگون کو نہین لعل و گہر سے پیوند ۔ یہ سگے سنگ سے نسبت وہ جگر سے پیوند
جو دل وہان گیا سو وہ مٹی مین مل گیا ۔ تیری گلی مین خاک کرون جستجوے دل
گل جو اوس ترک ستمگر نے دکھائین آنکھین ۔ برق نے ابر کی چادر مین چھپائین آنکھین
مل گئے خاک مین ہم پھر بھی تو اوس ظالم نے ۔ نہ ملائین تو ملائین نہ ملائین آنکھین
بزم مین اوسکی جو ہوتی ہے کبھی سرگوشی ۔ دل دھڑکتا ہے کہ میرا کہین مذکور نہو
بوٹا سا قد اوسکا ہے اور چال مین چھل بل ہے ۔ ہو کیون نہ بہار اوسپر اوٹھتی ہوئی کونپل ہے

احسن تخلص حسین علیخان خواجہ سرا مخاطب بہ احسن الدولہ شاگرد محمد رضا برق باشندۂ لکھنؤ راقم نے انکو کلکتہ مین دیکھا ہے صاحب سراپا سخن نے انکا تخلص حسین لکھا ہے

صنم کی آنکھون کی ڈورون کی خلق بسمل ہے ۔ برش مین رکھتی ہے تلوار انکا اثر رگ سنگ
صنم کو دیکھ کے پتھرا گئین مری آنکھین ۔ عجب نہین ہے جو ہو رشتۂ نظر رگ سنگ
جتون کے ہجر مین وہ سخت جان ہون عالم مین
سمجھا ہے رشتۂ جان کو کوہ کن اگر رگ سنگ

احسن تخلص احسن اللہ دہلوی شاگرد قاسم صاحب تذکرہ

اوسکی گلی مین احسن شب ہو رہی ہو رہی جاناں | یہ چال ڈھال تیری خانہ خراب کیا ہے

احقر تخلص سید غلام نبی باشندہ دہلی بیشتر فارسی کہتے تھے

جس وقت فاتحہ کو اٹھے وہ لب کے ہاتھ | ماتم سے قتل ہوئے مرے اہل عزا کے ہاتھ
شعر بار ارجنون سب پوچھتے ہو حال کیا | کرو یا شہری غزالون نے بیابانی مجھے

احقر تخلص پاروپرشاد ولد مہاسکھ رائے فرخ آبادی

فراق یار مین اس درجہ ضعف و ناتوانی ہے | کہ اے دل سخت مشکل ہے بدلنا مجکو کروٹ کا

احقر تخلص مرزا جواد علی قزلباش باشندہ لکھنؤ میر حسن سے اصلاح لی تھی کربلا اور نجف اشرف کی زیارت کی تھی

بزم مین اوسکے جو شب چاند کا ذکر چلا | اوٹھ کے مجلس سے وہین وہ بت پر شور چلا
ہووے نصیب جلد کہین وصل یار کا | احوال بے طرح ہے دل بیقرار کا

احمد تخلص صمصام الدین خلف انعام اللہ خان یقین مقیم دہلی سپاہی پیشہ تھے

حسن کو جلاے پاکر تو آنسو بہاے شمع | بنتی نہین بیان سمجھے جن سر کٹاے شمع
فراق گلرخان مین کھاکے داغ آہستہ آہستہ | کیا سینے کو اپنے مین نے باغ آہستہ آہستہ

احمد تخلص حافظ میر احمد علی شاگرد میر عزت اللہ عشق مقیم دہلی

ایسی تقصیر کیا ہوئی ہم سے | وہ خفا ہم سے ہے جدا ایا کیون
کیا غضب ہے کہ تو نے احمد کو | اسقدر دل سے ہے بھلایا کیون

احمد تخلص احمد بیگ قزلباش باشندہ دہلی قواعد سپاہگری مین خوب دخل رکھتے تھے

غضب سے ہاتھ مین جب اوسنے تیغ کین پکڑی | نہ اوٹھ سکا تری بسمل نے یہ زمین پکڑی
دل نہین وہ شیشہ کہ جو کافر بنے اور ٹوٹ جاے | ہم نہ مانینگے خدا کا گھر بنے اور ٹوٹ جاے

احمد تخلص حافظ غلام احمد باشندہ پنجاب

گر یہی ہین دست اپنے نارسا | اون کے پاؤن تک رسائی ہو چکی
نہ مجکو رسائی ہے نہ خواہش ہے تمہین کچھ | پھر کون سی صورت جو ملاقات کی ٹھہرے

احمد تخلص مولوی احمد خان باشندۂ شاہجہان پور

کیا پریشانی مین ڈالا دل کو آج　　مین نہ جانون کسنے کی تقریر زلف
مار ڈالے چاہنے والون کو وہ　　دیکھی ہم نے کچھ عجب تاثیر زلف

احمد تخلص احمد علی سررشتہ دار سرسری مقام الہ آباد باشندۂ سکندرہ

روبرو آئینہ رویون کے رہے ہے رات دن　　ابل بے قسمت واہ ری تقدیر روے آئنہ

احمد تخلص شیخ غلام احمد ولد شیخ امام بخش خان برادر زادۂ کرنیل محمد زمان خان شاگرد الٰہی بخش عاشق والد انکے شیخ امام بخش ٹیپو سلطان کی فوج مین کپتان تھے انکا مولد و مسکن کانپور ہے صاحب دیوان ہین

درد دوئی سے صاف ہے کیون نہ عشق مین　　پہلو مین شیشۂ مئے وحدت ہے جاے دل

احمد تخلص نواب احمد علیخان بہادر مرحوم مسند نشین رامپور حالات انکے مشہور ہین حاجت بیان نہین کبھی رند تخلص بھی کرتے تھے

شوق مے خواری تو دیکھو کہ مین بیخود ہو کر　　رات دوڑا اسنے لگا ساغر مہتاب پہ ہاتھ

احمد تخلص مرزا احمد شاہ دہلوی چھوٹے بھائی مرزا جمعیت شاہ ماہر کے

بہاے بلبل بیدل کا جب لہو صیاد　　تو کیون نہ سامنے گل کے ہو سرخرو صیاد
بچاے جان کدھر عندلیب زار اے گل　　پھرین تلاش مین جب اوسکے چار سو صیاد

احمد تخلص مرزا احمد بیگ عم زادۂ مرزا فاضل بیگ مقیم دہلی تسخیر احمد ہی مین مشہور تھے احمد بیگ قزلباش تخلص یہ احمد اور یہ ایک ہین یا نہین معلوم نہوا اسلیے انکا نام جدا لکھا گیا

ہوئی جو خاک اوس کوچے مین تو یہ آبرو پائی　　لگی سو بار قدمون سے لگے سو بار دامن سے

احمدی تخلص مولوی نور الدین حسین ولد مولوی نصیر الدین حیدر وطن انکا اٹاوہ مسکن الہ آباد

باغ مین زلفون کو اپنے تم نے جو شانہ کیا　　سنبل تر رشک غیرت سے پریشان ہو گیا

احمدی تخلص شیخ احمد باشندہ قصبۂ زمانیہ

عالم کی تیری چشم نے حالت تباہ کی　　دور فلک سے کم نہین گردش نگاہ کی
حیران کرینگی آئنہ رویون کی دوستی　　صورت کوئی نظر نہین آتی نباہ کی

احمدی تخلص خواجہ احمد علی مرحوم دہلوی شاگرد جرأت

جاگے ہی بزم مین جو اونسے جھکائین آنکھین
جب تلک بیٹھے رہے ہم نہ اوٹھائین آنکھین

اختر تخلص میر اکبر علی خلف میر عبد اللہ سرہندی پیرزادے تھے صنعت آتشبازی مین ید بیضا رکھتے تھے جرأت سے اصلاح لیتے تھے

تماشے کی ہے جا مژگان پہ جو لخت جگر نکلا
عجب یہ نخل ہے جسمین بشکل گل ثمر نکلا
خواب راحت مین ولا اوسکو نہ تو ہاتھ لگا
چونک اوٹھے گا ابھی وہ جو کبھو ہاتھ لگا
اللہ اللہ رے تری جلوہ گری کا عالم
نہ لگی گرد کو بھی جسکی پری کا عالم
بزم مین کسکے رات جاگے تھے
ہے جو اب تک خمار آنکھون مین

اختر تخلص خواجہ عبد الغفار رئیس اعظم شہر ڈھاکہ خلف خواجہ عبد الغفور مرحوم شاگرد حافظ اکرام ضیغم متوطن کشمیر الکا مولد و مسکن ڈھاکہ اشعار فارسی و اردو خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے واسطے بھیجے تھے

حیرت ہے اوسکے آنے پہ کیا پیشکش کرون
سینے مین دل رہا ہے نہ جان اپنے تن مین ہے
پھولا ہوا خوشی سے ہر اک گل ہے اے نسیم
کس نو بہار حسن کی آمد چمن مین ہے
شمع روشن نہ سیہ خانۂ عاشق مین ہوئی
جلوہ گر وہ مہ کلبۂ احزان مین کبھی

اختر تخلص واجد علیشاہ بادشاہ لکھنؤ دیوان اور مثنوی انکی نظر سے گذری اندنون کلکتہ کے موچی کھولہ مین تشریف رکھتے ہین

داغ دل سے رخ روشن نہ ملاؤ صاحب
مہر کو آتشی شیشہ نہ دکھاؤ صاحب
حلقۂ چشم کو پابوسی کی حسرت ہے بہت
آنکھ مین بھی مع پاپوش سماؤ صاحب
طفل غنچہ کے تو یون کان مروڑا نکرو
خندہ زن ہوکے گلستان کو ہنساؤ صاحب
میکدے مین تن لاغر مرا الیلو سا تھے
بادبان کشتئ مے کا جو بناؤ صاحب
غمزہ و عشوہ و انداز و ادا نے مارا
ناتوان ایک یہ جو رنگ ہوا چار کے ہاتھ

اختر تخلص قاضی محمد صادق خان بہادر مرحوم ولد قاضی محمد لعل مرحوم باشندہ ہوگلی تھا کہ مرزا قتیل لکھنؤ اطراف لکھنؤ مین ہمیشہ عہدۂ عمدہ پر مامور رہے تذکرہ آفتاب عالمتاب

و محاورۂ حیدری و دیوان فارسی و ریختہ و گنج بیرنج وغیرہ بہت سی تالیفات اونکی مشہور ہین زبان فارسی خوب جانتے تھے فن شعبدہ مین کمال تھا کیمیاگر مشہور تھے اور بہت سے فنون مین دخل رکھتے تھے بہت سی تصنیفات اونکی نظر سے گذری تھوڑا عرصہ گذرا کہ انتقال کیا

سوز دل دیوان کا اپنی باعث تنظیم تھا
صفحۂ رنگین خیالی باغ ابراہیم تھا +

کر لیا بند اوسنے در کو دیکھتے ہی میری شکل
کھولتا تھا بند مین جسکے قبائے ناز کا

اسے سے تو سر فروشے ہے اِس بزم مین مدام
تونے اوٹھایا یار سے پردہ حجاب کا

محنت دل پہ ہم جو آتے ہین چلے اشک ہنسکے ساتھ
اشک کا ہر تار اک تسبیح مرجان ہو گیا

لطف بیحد سے ترے سب دشمن جان ہو گئے
ابر رحمت ہائے میرے حق مین طوفان ہو گیا

قطعہ

کل شیخ سے کہ مجتہدِ عصر سا قیا
دکھلا کے باغ سبز ثواب و عذاب کا

کہنے لگا ز راہِ تبختر مجھے یہ بلند
معلوم ہوگا حشر مین پینا شراب کا

مین نے کہا کہ مین بھی ہون یہ خوب جانتا
پر کیا کرون کہ ہے ابھی عالم شباب کا

گستاخی ہو معاف تو اک عرض مین کرون
لیکن نہ کیجیے مجھے مورد عتاب کا

مے ہو اور کنج باغ ہو ساقی ہو ماہ وش
اور کوئی بھی مخل نہو باعث حجاب کا

گردن مین ہاتھ ڈال کے وہ شوخ بیحجاب
یہ ریش جس پہ جلوہ ہے رنگ خضاب کا

کھینچ اسکو اور اپنے ملا کر وہ منھ سے منھ
دے ذائقہ زبان کو دہن کے لعاب کا

منت سے یہ کہے کہ ہمارا لہو پیے
گر پی نجائیے جلد یہ پیالہ شراب کا

اوس وقت مین سلام کرون قبلہ آپ کو
گر کچھ بھی خوف کیجیے روز حساب کا

اور امتحان بغیر تو یہ آپ کا کلام
قائل نہین ہے قبلہ کسی شیخ و شاب کا

مستی و ہوش کسی نے کہین سمجھا دیکھا
ہان تری آنکھون مین ہم پاتے ہین ہشیاری و خواب

نیند بیمار کو ہرگز نہین آتی ہے مگر +
مردم چشم تری سکتے ہین بیماری و خواب

جگر آتش دل آتش دیدۂ تر شعلۂ آتش
ہوا ہون سوز الفت سے سراسر شعلۂ آتش

تہمت سے قبا لاکھ ہو پیراہن یوسف
ہے جامۂ عصمت سے فزون تن یوسف

ہر بیر مو مرا فوارۂ خون سے اختر
ہے سوز دل کہ مین بھی لب سے جو تیرے
کوچے مین پریزادون کے جاتا ہے تو اختر
دیا بوسہ دہن کا اوسنے ہمت اسکو کہتے ہین
ڈرے ہے بیگانے تیرے سے بعد اوسکے یار ہون
آہ آتشدم جو شمع خانۂ زنجیر ہو
عمر جو گذری سو گذری فکر باقی کیجیے
بسکہ اوسکا جلوۂ جبین جبین آنکھون مین ہے
کیون نہ سوجھا حیف یہ نمرود اور فرعون کو
فذ عاشق کو ترس ادتیائی ہے
کیا تاسف سے تڑپتے ہین اسیران قفس
ہون نالہ کش اون سرمئی آنکھون کا جو اختر
ہاتھ سے دل لے گئے تیسے قرار آنکھون سے جوان
عجب ڈھب کی یہ تعمیر خراب آباد ہستی ہے
حصول جاہ کی تدبیر جو ہم لوگ کرتے ہین
دور اب وہ ہے کہ اختر جایے جس بزم مین
جگر ہے مائل سوز آنکھ بھی رونے ہی پر غش ہے
ہم آغوشی میسر کسکو ہوا ہے سیمبر تیری
قلق ہے درد ہے کاہش ہے غم ہے ناتوانی ہے
اودھر قاصد گیا ہے اور ادھر جاتا ہے جی اپنا

وہ فقط دیدۂ پر نم سے ہے مرا تخمیر اشک
ہر سنگ سے نکلی ہے شرار شفقی رنگ
اوس راہ مین ہم سنتے ہین اکثر خطر دل
یہ تنگی اور بخشش سخاوت اسکو کہتے ہین
ورنہ جی دے بیٹھنا کچھ عشق مین مشکل نہین
اشک کا ہر قطرہ وہان پروانۂ زنجیر ہو
ہے یہ آتش یادگار کاروان سوختہ
ہر نگہ اک موج حیرت آفرین آنکھون مین ہے
اوسکے بندے ہوکے عالم مین خدائی کیجیے
شب کو بے چینی سے ہے بیخوابی ہے تنہائی ہے
کچھ جو اڑتی سی سنی ہے کہ بہار آئی ہے
دود نفس سوختہ سینے مین فغان ہے
چشم جادو بھی تری کیا صاحب تسخیر ہے
کہ پستی یہان بلندی ہے بلندی یہان کی پستی ہے
ہماری سعی باطل دیکھکر تقدیر ہنستی ہے
ہے شراب دشمنی سے پر ایاغ دوستی
الہی کیا کرون یہ سخت کار آب و آتش ہے
ولی اس فیض پر نازان ترا ملبوس زرکش ہے
فراق یار ہے یہ یا بلاے آسمانی ہے
جواب نامہ تک کسکو امید زندگانی ہے

اختر تخلص مرزا وحید الدین دہلوی نبیرۂ مرزا سلیمان شکوہ بہادر یہ شعر اونکے ایام نابالغی کا ہے

وان اوسنے بلایا ہے کہ تو رات کو آنا
یہ عمر اور عشق کا آزار دیکھن
یہان ونکو نکلنا بھی میسر نہین آتا
اور دل پہ پھر یہ صدمہ شب انتظار کا

اخگر تخلص حکیم اصغر حسین فرخ آبادی ولد منشی غلام غوث وکیل ملازم نواب سکندر بیگم فرمانروای بهوپال

نہ پڑھا اوسنے کبھی مثل خط پیشانی | نامۂ شوق کو تحریر مقدر جانا

اخگر تخلص شیخ محمد عسکری عرف حیدری باشندہ اناوہ

رفتار کی ٹھوکر سے جگر تھا تہ و بالا | بجلی جو گری اور گئی اوسان ہمارے
جان عشق نے لی ہے حیدری کی | سوگند ہے مرتضے علی کی

اخگر تخلص منشی فرزند علی وکیل عدالت مرزاپور باشندہ عظیم آباد

خود نما تھا سب حسینان زمن مین آئنہ | ہے مگر حیران تیری انجمن مین آئنہ

اخگر تخلص احمد نور خان کوتوال ہو با متعلقہ بوندیل کھنڈ ولد نور محمد خان رامپوری صاحب دیوان ہین

کیا خاک ناتوانی مین خط اوسکو لکھ سکون | باقی نہین ہے قدرت تحریر ہاتھ مین

اخگر تخلص مرزا آغا جان باشندۂ ڈھاکہ شاگرد احمد جان عطش

ہوا ہون ہجر مین تیرے وہ ناتوان صیاد | کہ ایکسان ہے مرا جسم اور جان صیاد

ادیب تخلص سید احمد حسین خان خلف سید رمضان علی خان شاگرد اصغر علیخان نسیم

ابتدا مین نہ یہ سمجھے تھے کہ رسوا ہونگے | آخر کار مرے قتل سے پچتائے بہت
صبح تک جوشش تمنا مین رہا مین گستاخ | بیقراری سے مرے رات وہ جھنجھلائے بہت

ادراکی تخلص مرزا باقر ولد مرزا انور علی اوستاد نواب محسن الدولہ بہادر باشندۂ لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان ہین

ہے عشق نشتر مژگان جو شعلہ دل کا | تو پھوٹ پھوٹ کے روئیگا آبلہ دل کا

آدم تخلص جہانگیر خان فرخ آبادی تلمیذ قوت

گرمی صحبت اغیار سے کر دل ٹھنڈا | مجھکو بھاتا نہین چھوٹا یہ ترا پیار کھیٹر

آذر تخلص ذوالفقار علیخان ابن حیات علیخان ابن معتمد الدولہ احمد علیخان ابن نواب یعقوب علیخان قلعہ دار دہلی برادر شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ بادشاہ شاگرد مرزا اسد اللہ خان غالب

شکر پر وا ہان زبان کھلتی ہے | شکوہ کرنے کی کیا مجال ہمین
مرے ستانے نے کام اوس سے لیا آہ کا | جو مین غم وہ تو ہو گردش آسمان کے لیے

آشنا تخلص خیر اللہ خان تیر گر باشندۂ دہلی ملازم نواب ظفر یاب خان صاحب تخلص شروع جوانی مین انتقال کیا

جی مین رکنا تو حباب سای رشک گلشن چھوڑ دے
خاک عاشق پر جھلکتا کیون ہے دامن چھوڑ دے

آرام تخلص پریم ناتھ راے کھتری باشندۂ دہلی تیر اندازی اور خوشنویسی مین اچھا دخل رکھتے تھے صاحب دیوان گذرے

خون آنکھون سے نکلتا ہی رہا
دل کا فوارہ اوچھلتا ہی رہا

آرام تخلص لچھمن لال کایتھ شاگرد انشاء اللہ خان باشندۂ دہلی

ہمدمو مجھسے یہ کہتے ہو نہ تو یار سے مل
اونکو سمجھاؤ ذرا یہ کہ نہ اغیار سے مل
تری سلک در و دندان کے ایسی آبدار ہین
کہ جنکے سامنے پانی در خوش آب بہتے ہین

آرزو تخلص سراج الدین علیخان اکبر آبادی شاگرد میر عبد الصمد سخن مقیم دہلی فارسی بیشتر کہتے تھے ریختہ کمتر ۱۱۶۹ گیارہ سو انہتر ہجری مین لکھنؤ مین انتقال کیا اور دہلی مین مدفون ہوئے بہت سی تصنیفات اونکی نظر سے گذری

اوس تندخو صنم سے ملنے لگا ہون جب سے
ہر کوئی مانتا ہے میری دلاوری کو
جان تجھپر کچھ اعتماد نہین + +
زندگانی کا کیا بھروسا ہے
سیخانہ بیچ جا کر شیشے تمام توڑے
زاہد نے آج اپنے دل کے پھپھولے پھوڑے
رکھے سیپارۂ دل کھول آگے عندلیبون کے
چمن مین آج گویا پھول ہین تیرے شہیدون کے

آرزو تخلص مرزا محمد علی ولد مرزا ابو جعفر تحصیلدار آدریہ ضلع کانپور باشندۂ لکھنؤ شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

زاہد میں نوجوان ہون بھلا کسطرح نہ لون
دیے جام سے جو پیر خرابات ہاتھ مین

آرزو تخلص مرزا علاء الدین عرف مرزا کالی خلف مرزا مشور بخت نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا آغا در بخشش بہت بہ

پھنکے ہے اگ سے ہر دم یہ آسمان کیسا
بڑھا ہے شور یہ اب نالہ و فغان کیسا
کہے سے ہے پند جہین پند گو خدا کی ہے شان
کھان کا آج ہمارا یہ غمگسار آیا

وہاں بے نیازیوں سے نہیں کچھ خیال بھی | ہم لب بھی کو کس امید پہ کھولیں دعا کے ساتھ
محفل میں تو اعدا کو بلایا مرے آگے | اور باتیں بنا کے سے لگے کیا کیا مرے آگے
آرزو کو بھی وہ افسوس قضا نے چھوڑا | عاشقوں میں ترے اک یہ ہی رہا تھا باقی

آرزو تخلص سید طالب حسین

کبھی ہے آنکھ میں یہ حسن گلبدن کی بہار | کہ دل پسند نہیں ہے کسی چمن کی بہار

ارشد تخلص مفتی ارشد علی خان بہادر وکیل نواب ناظم مرشدآباد کلکتے میں رہتے تھے
تھوڑے دن ہوئے کہ انتقال کیا راقم کے دوستوں میں تھے

نزدیک اپنے یار ہے اور ہے وہ دور بھی | ہے قلب میں ہمارے سیاہی بھی نور بھی

ارشد تخلص مرزا عبد الغنی دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

صاحب ہماری جان بھی صدقے ہے دل تو کیا | بندہ کچھ ان ہٹوں سے ہٹایا نہ جائے گا
دل کیا ملائیں دل میں کدورت ہے آپ کے | دل ہم سے خاک میں تو ملایا نہ جائے گا
غم ہجر اور اوس پہ رشک رقیب | مرض میں مرض دوسرا ہو گیا

ارمان تخلص شاہ علی برادر بیات جعفر علی حسرت شاگرد جرأت

کون کہتا ہے ابھی تم سے نہ گھبراؤ تم | پر کوئی بات تسلی کی تو کر جاؤ تم
تا سر بالین اوسے آنا قیامت شاق تھے | یہ دل بیمار جسکا نزع میں مشتاق ہے
دلا تو بستر غم پر یوں کراہے ہے | بتا تو چاہے ہے وہ بھی جسے تو چاہے ہے

ارمان تخلص راجہ جنم جی مترنبیرہ راجہ تیسر متر شاگرد حافظ اکرام احمد ضیغم حوالی شہر کلکتہ
میں سوتڑی میں رہتے ہیں راقم سے انسے ملاقات ہے انکا ایک تذکرہ شعرا اردو نظر سے گذرا

کام اپنا نہ کبھی تجھسے مری جان نکلا | تن سے جان نکلی مگر دل کا نہ ارمان نکلا
رات بھر نالے کیا کرتا ہوں گریہ دن کو | پوچھتے کیا ہیں حقیقت مری اوقات کی آپ

آزاد تخلص خواجہ ضیاء الدین دہلوی

کہتے ہیں نعش پر ترے آیا نہ جائے گا | لو خاک میں بھی اون سے ملایا نہ جائے گا
دعوی آب و تاب اور اوس پر شک قمر کے | منہ بھی تو آئنے سے دکھایا نہ جائے گا

شام وصال کم نہیں ہے روز عید سے
کہتے ہین اکی جالکے پھر آبانہ جاے گا

آزاد تخلص غلام علیخان مرحوم بلگرامی معاصر خان آرزو بیشتر فارسی و عربی کہتے تھے بہت تصنیفات اُنکی نظر سے گذری

کیا دھوان دھار اوس مسی آلودہ کی ہی تحریر لب
دل جلو نکا یہ ہے دود آہ دامنگیر لب

آزاد تخلص محمد امیر الدین باشندہ بریلی شاگرد عشرت

بن ترے سیر چمن کو نہ گئے ہم ورنہ
خندۂ گل نے ہمین خوب رولایا ہوتا

غفلت مین آپکی مین گیا اپنی جان سے
فرمائیے تو آپ کا کیا مہربان گیا

وصل دلبر نہوا سیکڑون تدبیرین کین
سچ کہا ہے کہ ہر اک کام ہے تقدیر کے ہاتھ

آزاد تخلص سید محمد امین

پھیلا کے پاؤن قبر مین آزاد سو رہنا
درکار ہے ہوا ہمین دو گز زمین ہے کب

آزاد تخلص مرزا اعظم شاہ دہلوی ولد مرزا عادل ابن مرزا سلیمان شکوہ بہادر سلیمان تخلص

ہم یہ سمجھے تھے چھپانے گا گنہگار ون
پر بہت تنگ ہے محشر ترا دامان دیکھا

آزاد چپکا رہنا آٹھون پہر برا ہے
ہیٹ جائیگا کلیجہ کچھ بات بھی کیا کر

وہ بن سنور کے ترا بیٹھنا وہ شرمانا
وہ دیکھ آئنہ کہنا کہ دیکھیں مجھکو

آزاد تخلص رام سنگہ باشندۂ دہلی بعد تحصیل کے اونکی بصارت زائل ہوگئی تھی

اندنون یار سے تری طرز تکلم اور ہے
طور چشمک اور ہے وضع تبسم اور ہے

آزاد تخلص کپتان الگزنڈر ہیڈرلی خلف مسٹر جیمس ہیڈرلی شاگرد زین العابدین خان عارف سرکار الور مین عہدۂ کپتانی پر مامور تھے ۱۸۶۱ اٹھارہ سو اکسٹھ عیسوی مین بتیس ۳۲ برس کی عمر مین قضا کی دیوان انکا نظر سے گذرا

سامان قتل میرے لیے کیا ضرور ہے
خود نقص آپ مین نہ مری جان نکالیے

ابرو نہو تو تیغ ستم ریز کھینچیے
مژگان نہ ہو تو خنجر براق نکالیے

آزاد تخلص میر نصیر اللہ دکھنی

سب صنعتین جہان کی آتا ہو ہم کو آئین
پر جس سے یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا

آزردہ تخلص مخدوم اعظم جناب مولانا محمد صدر الدین خان بہادر دہلوی متوطن کشمیر صدر الصدور دہلی خلف مولوی لطف اللہ راقم کو دہلی مین رہنے کے ہنگام مین ذکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا تھا حضرت کے علم و فضل کا حال مشہور ہے محتاج بیان نہین ۱۲۸۵ ہجری مین انتقال کیا

مرکر بھی ہمارا دل بیتاب نہ ٹھہرا
کشتہ بھی ہوا تو بھی یہ سیماب نہ ٹھہرا

پرزے پرزے نہ کرو نامہ مرا ین دیکھے
یہ بھی چھاتی سے لپٹتا ہے کہ منظور نہین

کاش مقبول ہو دعا سے عدو
کیا کرون وہ بھی مستجاب نہین

تیری آنکھون کے دور مین کیا کیا
سحر رسوا نہین خراب نہین

مختصر حال چشم و دل یہ ہے
اسکو آرام اوسکو خواب نہین

عشقبازی کا ستہ چڑاتا ہے
اب وہ موسم نہین شباب نہین

گھر سے گھبرا کے نکل جاؤن ہر اک کھٹکے پر
کیون نکل آتے ہو دھوکے مین بیتاب نہین

اودھی کے سے کہنے لگے اہل حشر
کہین پرسش داد خواہان نہین

فلک نے بھی سیکھے ہین تیرے سے طور
کہ اپنے کیے سے پشیمان نہین

اے بلبلان شعلہ دم اک نالہ اور بھی
گم کردہ راہ باغ ہون یاد آشیان نہین

اے دل تمام نفع ہے سودائے عشق مین
اک جان کا زیان ہے سو ایسا زیان نہین

اچھا ہوا نکل گئی آہ حزین کے ساتھ
اک قہر تھی بلا تھی قیامت تھی جان نہین

کٹتی کسی طرح سے نہین یہ شب فراق
شاید کہ گردش آج تجھے آسمان نہین

مین اور ذوق بادہ کشی لے گئین مجھے
یہ کم نگاہیان تری بزم شراب مین

تحقیق ہو تو جانو کہ مین کیا ہون قیس کیا
لکھا ہوا ہے یون تو سبھی کچھ کتاب مین

یہ عمر اور عشق ہے آزردہ جائے شرم
حضرت یہ باتین بھبتی ہین عہد شباب مین

ذری مجروح کے سینے مین کچھ گرمی سی باقی تھی
وہین بس ہو گیا ٹھنڈا جو کھینچا تیر پیکان کو

الجھنے کو بلا ہین آپ بھی کچھ خیر ہے صاحب
لگایا ہاتھ کسنے آپ کی زلف پریشان کو

مصر مین آج تجھے دیکھ کے پچھتاتے ہین
سادہ لوحی سے جو یوسف کے خریدار ہوئے

عالم خراب ہے نہ نکلنے سے آپ کے
نکلو تو دیکھو خاک مین کیا گھر کے گھر ملے

دل سے نہ ملا دین خاک مین سب وضعداران	جون جون نہ رکے وہ ملنے سے ہم پیشتر ملے
باہم ملاپ تھا یہ ترے دورِ حسن مین	یہ رسم اوٹھ گئی کہ بشر سے بشر ملے

ازل تخلص مرزا آغا حسن خلف مرزا عباس لکھنوی شاگرد وزیر علی صبا

او گل بغیر تیرے جو رہتا ہون باغ مین	روتی ہے میرے حال پہ شبنم تمام شب

آسان تخلص الہ سہج رام باشندہ الہ آباد

مرنے کے بعد تا بحشر آنکھین مری جو وا رہین	مجھکو تو کچھ خبر نہین کسکا یہ انتظار تھا

اسحاق تخلص اسحاق علیخان لکھنوی ولد فدا علیخان شاگرد نواب عاشور علیخان بہادر اولاد مین نواب سالار جنگ کی صاحب دیوان ہین

باریک ہین کو آئیگی کیونکر نظر کمر	تار نگہ سے ہے او بت نازک کمر کمر
آب روان کی چٹکے نے طوفان اوٹھا دیا	اسے بحرِ حسن آگئی کیا موج پر کمر
مشتاق قتل سمجھے اوسے چاند عید کا	تیغ ہلالی سے جو ہوئی جلوہ گر کمر
نہ کوئی گل ہے نہ بلبل نہ باغبان نہ صبا	خزان کے ہاتھ سے برباد ہے چمن کی بہار

اسد تخلص میر امانی باشندہ دہلی شاگرد سودا شاہ عالم بادشاہ کی عہد مین لکھنو کی راہ مین رہزنون کے ہاتھ سے مارے گئے

فلک تو نے ہی گرم کی بغل رات	ہم سرد ہوئے تجھے ورنہ کل رات
بزم ستان ہو جام ہو خلوت ہو پھر تو بس	کافر ہون گر وہان مین خدا کا بھی ڈر کرون
مانے ہی کوئی وہ بت گمراہ کسو کے	گو آپ سفارش کرے اللہ کسو کی
اسد اس جفا پر بتون سے وفا کی	مرے شیر شاباش رحمت خدا کی

اسرار تخلص مرزا اسیر شکوہ دہلوی ابن مرزا طہماسپ ابن مرزا سلیمان شکوہ بہادر ساری عمر تلاش وصحبت اہل کمال مین بسر کی پندرہ سولہ برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

وہ جب ہنستے ہین مین کہتا ہون یارب	یہ بجلی دیکھیے گرتی کہان ہے
پھر مجھو خیال رخ جانانہ ہوا ہے	پھر شیشۂ دل اپنا پریخانہ ہوا ہے

اسرار تخلص مرزا آبند ومتوفی گورکھ پور ولد مرزا افضل لکھنوی شاگرد صاحبقران

صاحب دیوان گذرے

بعد فنا ... دیوسیب ہے فرار پر
ان کسبیون سے کوئی نہ اپنا لگائے دل

اسعد تخلص مرزا اسعد بخت نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ

تو اسود غضب ہے کہ ہاتھون سے تیرے
نہ تسبیح ٹھہری نہ زنار ٹھہرا

اسلام تخلص شیخ الاسلام باشندۂ سہارنپور

ظلم ظالم کا پس مرگ بھی رہتا ہے بجا
ہین یہ بازو سے عقاب اب جو بنی تیر کے پر

اسیر تخلص تلبر ازنصرانی مقیم دہلی شاگرد شاد نصیر ٹرازور آور تھا

شمع فانوس مین در پردہ جلی ہے دیکھو
شعلۂ آہ نکالی ہے جگر سے باہر

ہم اوس آئینہ رو کی ہجر مین یون بسر کرتے ہین
کہ سکتے کی سی حالت ہے نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین

اسیر تخلص خلیفہ گلزار علی خلف و شاگرد نظیر اکبرابادی صاحب دیوان ہین —

ہم لے گئے وہ ہڈیون کی ڈھیر لحد مین
گریان زمین بھی ہوے سیر لحد مین

خط کبوتر کو دیے لاکھ طرح کے ہین خیال
خاطر وسوسہ پرواز کا دیوانہ ہون

اک مین ہی نہین زخمی ابروے ستمگار
خورشید بھی تر خون مین نکلا ہے سحر کو

اسیر تخلص ہدایت علی وکیل عدالت دیوانی میرٹھ خلف سید امیر علی باشندۂ زیدپور
توابع لکھنؤ شاگرد مصحفی و حسین علیخان اثر فارسی مین اسیری تخلص کرتے ہین

ہر بن مو سے اوڑاتے ہین غبار سے ہاتھ پاؤن
جا بجا نخل آتشین ہین اب ہمارے ہاتھ پاؤن

گوہر مقصود ہاتھ آیا نہ پایا آشنا
بحر الفت مین ڈالا لاکھون ہی مارے ہاتھ پاؤن

اسیر تخلص منشی مظفر علی خان مخاطب بہ تدبیر الدولہ ولد میر مدد علی باشندۂ امیٹھی مقیم لکھنؤ
شاگرد مصحفی دیوان انکا نظر سے گذرا

ازل سے سلسلہ ہے اس جنون فتنہ ساز کا
تکلف خانۂ کن چاک ہے میرے گریبان کا

نشان کیا پوچھتے ہو تم ہمارے جسم لاغر کا
کہ رفتہ رفتہ سایہ بنگیا قد پیمبر کا

کم شرر سے نہ تھی مری ہستی
آنکھ کھلتے ہی مین تمام ہوا

موت شانہ کو آئی تو ملا بوسۂ زلف
نزع مین ڈال تو سودا ٹھہرا

خوف سے بھاگے پڑتے ہین پری رو جو آپ
شیشہ ہاتھ آیا نہ پینے کو کوئی ساغر پایا
بام پر چڑھتے اوترتے ہو بہت کیا باعث
آپ ہی ظلم کرو آپ ہی شکوہ اوٹھا
عالم کو معجزہ مسیحا دکھاؤن مین ❖
کہنے کو یون جہان مین ہزار ہا ہین یار دوست
مست ایسا کر دیا مجھکو شراب شوق نے
جسدن وہ تنہا بوسہ لینگے ہم زبردستی
قد ہو اگر خمیدہ تو لازم ہے تار اشک
اوٹھے مجھکو طلب نہ رنگ حنا کرے
ترقی کچھ جوانی مین نہین ہے بیقراری کی
نہ سہی گر نہین منظور ملاقات نہین
قد جو دونون کے خمیدہ صورت شمشیر ہین
چاندنی مین کون آیا پاؤن مین مل کر حنا
الفت دندان جانان مین کہی جاتی ہے عمر
گل تازہ ہے جو تن پر ہمارے زخم کاری ہے
بسکہ آنکھون مین روشنائی ہے
چین سے سوئے شاہد مضمون ❖
بھیجئے ہم ملا کر بادۂ انگور تازی مین

ابن آدم مین نہ ٹھہرا کوئی حوا تھا
ساقیا لے تری محفل سے چلے بھر پایا
سچ تو یہ ہے کلیجا تہ و بالا اپنا
سچ ہے صاحب روش اولٹی ہے زمانہ اولٹا
ابھر وے ساقیا مرے چلو مین آفتاب
مشکل کے وقت ایک ہے پروردگار دوست
محتسب سے پوچھتا ہون مین سر میخانہ کج
ہمارا دانت ہے مدت سے اوس سیب زنخدان پر
لازم ہے اس کمان پہ چلّا چڑھاؤن مین
ماتم سرا مین ہاتھ کسیکے نہ آؤن مین
ہلا کرتا تھا گہوارہ ہمارا خود لڑکپن مین
کعبہ گھر آپ کا اے قبلۂ حاجات نہین
ابرو سے پیوستہ قاتل کی کشتی گیر ہین
جا بجا ہین سرخ بوندے چادر مہتاب مین
ہے روان کشتی ہماری موتیون کے آب مین
گر تمشیر قاتل موجۂ باد بہاری ہے
خار مژگان دربا سلائی ہے
جو رہائی ہے چار پائی ہے ❖
ایسے تاکا ہے ہمنے ساقیا اودر اودھر کو [illegible]

اسیر تخلص میر کرم علی ولد میر کرم علی باشندہ بریلی مقیم دہلی شعر بہت کم کہتے ہین

بیٹھی کوئی ادا سے کرشمہ غمزون کے ساتھ
باتین ہین ہم سے اور نظر اغیار کی طرف

اسیر تخلص سید غلام نبی برادر خورد سید آل نبی اعظم خلف غلام نبی اعظم باشندہ دہلی اپنے برادر کلان سے کسب سخن کرتے ہین۔

ہچکیاں بے وقت آتی ہین اسیر
رفت غربت مین کسے یاد آگیا

جواب نامہ نہ لکھنے سے یہ ہوا ثابت
ارادہ رکھتے ہین شاید وہ آپ آنے کا

خون ابھی ہاتھوں سے کتنوں کا ہو امیرے بعد
رنگ لائی تری ہاتھون کی حنا میرے بعد

خط غیر کا اوس شوخ کو آیا مرے آگے
آیا مری تقدیر کا لکھا مرے آگے

قاصد ڈرتا ہے مانگتے خط
ایسا نہو وہ جواب دے دے

اسیر تخلص مولوی محمد حسن خان بہادر صدر الصدور مرادآباد ولد مفتی ابو الحسن باشندۂ بریلی

اب حبس دوامی کا گلہ کس لیے اسیر
زلفون مین کیون پھنسا تھا یہی تھا خراب دل

اشتیاق تخلص شاہ ولی اللہ ولد شاہ محمد گل باشندۂ سرہند

چھوڑ کر تجھکو ہین اور سے جو لاگ لگی
نہین مہندی یہ ترے تلوونسے ہے آگ لگی

اشراق تخلص حکیم محمد رضا خان لکھنوی ولد رضا علیخان ابن اللہ یار بیگ خان رسالدار خواہرزادۂ امیر الدولہ حیدر بیگ خان لکھنوی شاگرد ہجر صاحب دیوان ہین

صید کرنا ہے کسے بلبل دل کا منظور
تنے پھولون سے جو گلدام بنائے گیسو

اشرف تخلص شیخ اشرف علی خوشنویس ولد شیخ مظہر علی باشندۂ قصبۂ مصطفے آباد عرف کسمندی مقیم لکھنؤ شاگرد نسیم دہلوی صاحب دیوان ہین راقم نے انکو لکھنؤ مین دیکھا ہے

سودا نہ اوسکا بعد فنا سر سے جائیگا
اشرف بلا ہی جان رکھا ہم نے نام زلف

جواب تک بھی نہین یار مہربان منہ مین
یہ خامشی ہے کہ گویا نہین زبان منہ مین

بسان آسیا گردش سے ہے بخت کو ہر دم
پہونچیگا نہ دانا بھی آسمان منہ مین

کچھ ایسی آپ کو بھاتی ہے لذت انکار
نہین کی کبھی آتا نہین ہے ہان منہ مین

اشرف تخلص اشرف حسین خان متوطن الہ آباد شاگرد مہدی حسین خان تصدیق عدالت دیوانی شہر بنارس مین عہدۂ نظارت پر مامور تھے

ہے چرخ پر کبھی تو کبھی کوہ و دشت مین
یک جا نہین مقام ہمارے غبار کا

اشرف تخلص اشرف حسین باشندۂ بنارس شاگرد ہادی علی بیخود عمر نوزدہ سال مین دم

اعلیٰ صدر ایین کانپور کے ہین

اوسپہ سرو قامت تو بلا خیز ہے اشرف | اسواسطے ہے رنج دو بالا مرے دل کا

اشرف تخلص حافظ غلام اشرف دہلوی شاگرد میر قدرت اللہ خان قاسم موسیقی مین کمال رکھتے تھے

مطلب ہے امکان سے نہ کچھ کائنات سے | ہے مدعا فقط مجھے تیری ہی ذات سے

اشرف تخلص محمد اشرف ولد امام الدین باشندۂ کانڈھلہ

آتش دل سے ہوا ہے مجھے یہ ڈر پیدا | کہ مرے سینہ مین ہوئے نہ سمندر پیدا

اشرف تخلص میر اشرف علی خلف میر برعلی سب اسسٹنٹ سرجن اکبرآباد باشندۂ کلکتہ شاگرد حافظ ضمیر راقم کے دوستون مین ہین۔

تو تا ہے تیر او ٹھا تا نار لیجائے کو وہان | اگر مسیح تو سر مزدہ یہ سنبر یہ ہو جائے گا

آشفتہ تخلص عظیم الدین خان مرحوم عرف بہور یحیان افغان باشندۂ دہلی میر مجدی مائل اور فرزند علی مضمون سے اصلاح لیتے تھے بشیر مقطع مین اسکے زلف کا مضمون ہوتا ہے آخر ایام مین شعر گوئی ترک کرکے کسب باطن کی طرف مشغول ہوے تھے صاحب دیوان گذرے

ناخواندہ مرے خط کو او لٹا ہے پھرا لایا | قاصد کا گلہ کیا ہے قسمت کا لکھا لایا
پنڈت سے پوچھو ہاتھ دکھاؤ فال کھلاؤ کوئی پر | بخت جو ہون برگشتہ اپنے کسکے پھیرے پھرتے ہین
پاؤن کو توڑ جو بیٹھے ترے در کے آگے | سر جایار پہ اک گام نہ سرکے آگے
برگشتہ بخت ہم سے دیکھے ہین کم کسی نے | جب ہم ہوئے مقابل وہ منہ کو موڑ بیٹھے
نبی کو خاطر اصحاب کیون نہو منظور | کہ زیب و زینت مجلس ہے چاریار و تسے

آشفتہ تخلص منشی محمد علی خان راجۂ پٹیالہ کی سرکار مین متعلق ہین راقم نے انکو کلکتہ مین دیکھا ہے

خوب کرنے ہو عیادت ای مری زنگ مسیح | آئے تب بالین پہ جب بیمار کا قائل ہو گیا

آشفتہ تخلص حکیم مرزا رضا قلی ولد حکیم میر شفیع اکبرآبادی مقیم لکھنؤ شاگرد میر سوز

جی تھا آنکھون مین یار تھا دل مین	اسقدر انتظار تھا دل مین
دم آخر جو ہچکی آتی تھی	وہ فراموش کار تھا دل مین
چلا ہے کعبہ کو آشفتہ پارسا بنکر	خدا جو بیٹھے بٹھائے اوسے خراب کرے
مرگیا اک صنم پر آشفتہ	موت ایسی خدا نصیب کرے
ہمیشہ آگ نکلتی ہے میرے سینے سے	الٰہی [illegible] سے گذرا مین ایسے جینے سے

آشفتہ تخلص گلاب سنگھ کھتری باشندۂ دہلی مونامی ایک زن خانگی پر عاشق تھا صاحب جور فلک سے تنگ آیا خنجر آبدار سے اپنا سر کاٹکر مرگیا اس واقعہ کو چھبیس برس کا زمانہ گذرا

پوچھتے کیا ہو کہ شب آشفتہ کیونکر مرگیا	اوسمین کیا باقی رہا تھا بندہ پرور مرگیا
جان دی عاشق نے تیری چھب کو آنکھون کی سنگ	آدمی تھا آخرش صدمہ اوٹھا کر مرگیا
ہے جدائی مین زبس آشفتہ جینے سے تنگ	سن ہی لوگے اک نہ اک دن پھوڑ کر سر مرگیا
ہای یہ غیرون سے کہنا اوسکا رک رک کر اب	مجھکو مت چھیڑو کہین آشفتہ یہان آجائیگا
زلفون سے بھی زیادہ کیا تنگ نے دل یہ جو	کافر جو تھے سو تھے یہ مسلمان کو کیا کرون
اک نہ آنے سے تیرے اے ظالم	شکوے سو سو زبان پہ آتے ہین
دم کا مہمان ہے اور آشفتہ	بیخبر تجھکو کچھ خبر بھی ہے

آشفتہ تخلص امرناتھ پنڈت باشندۂ دہلی شاگرد تنویر

اندنون تم جو ہو آشفتہ پریشان خاطر	کس پہ ہوش آپ کے کھوئے ہین کہان دل آیا
آشفتہ بزم یار مین ساقی بنا ہے غیر	کیونکر پیون کہ کرتی ہے ٹکڑے جگر شراب
کی ہوگی اوسنے بادہ کشی بزم غیر مین	تلخی رہی جو میری زبان پہ تمام رات
دل مین آشفتہ ہے بتون کا خیال	لب پہ باتین ہین پارسائی کی

آشفتہ تخلص حکیم سید منور علی خان سررشتہ دار ضلع میرٹھ ولد سید علی نواز رضوی شاگرد مومن خان و نواب مصطفیٰ خان شیفتہ وطن انکا بارہ مولد دہلی

ہم وحشیون کا گھر ہے کہ گردون کا کھیل ہے	دن مین ہزار بار بنا اور بگڑ گیا
پرسش حال نے پھر یاد دلائی اونکی	گور مین بھی پس مردن نہ کچھ آرام آیا

جو نامہ بر گیا وہ گیا جان سے وہاں
ہے وصل میں بھی فراق کا غم
تم غیر سے ملے ہو کبھی سے ملا نہیں
نے قتل کا خلل انھیں اور نہ موت کو
ابھی دل زبانی کو کیا جانتا ہے
غش ہو گئے ہم آشفتہ تاب رخ جانان سے
میرا بھی کیا قصور ہے بیتاب و بیقرار
سنا تھا ہم نے آشفتہ کو کوئی دم کا مہمان ہے

اب بھی جی میں ہے رقیب کو ہم نامہ بر کرین
ظاہر میں ہوں پاس پر جدا ہوں
سچ ہے کہ بیوفا ہوں میں تم بیوفا نہیں
فرقت میں کیا خدا مرے مرنا لکھا نہیں
ستم کو وہ بد خو ادا جانتا ہے
پوچھے گا قیامت میں جو ہوش ہے کیا کوئی
جز غیر اور کون نہیں تیرے واسطے
کئی دن ہو گئے اور سنا نہ جیتا ہے نہ مرتا ہے

آشفتہ تخلص حاجی منشی عبد اللہ باشندہ سلہٹ خلف عبد الحمید شاگرد حافظ ضیغم فارسی وارد و خوب کہتے ہیں راقم کے دوستون میں ہیں یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

دیکھنا شوقِ شہادت عاشقِ دلگیر کا
قبر کی کیوں بانٹے لوگ ہیں حیران ہوں میں
آج کل مائل ادھر ہے دل بت بے پیر کا
وادیِ وحشت میں ایسا پاؤں پھیلا ہے مرا
ہوا نہ ہو میں اندازِ گریہ کا سا
کھل گیا ہے میکشی میں جو ہر افزا رقدس
رکھے زانو پر بت بے پیر تیت آسمہ

کیا تڑپ کر چوم لیتا ہے گلا شمشیر کا
کیا تن بیجان کو بھی ہے حوصلہ تقدیر کا
یہ اثر کب تھا کبھی نالۂ شبگیر کا
دیدۂ غول بیابان حلقہ ہے زنجیر کا
قور ہنچ غلط میں ہو گا میں مصور کا سا
ہے تماشا گاہ بزم قدس کی منظر شراب
ہوں میں حیران پانی پہ تو تیر نشست آئینہ

آشفتہ تخلص حزبار الدولہ ضیغم الملک ہادی علیخان بہادر قائم جنگ خلف نواب حیدر علیخان بہادر برادر خلف البطن نواب محسن الدولہ بہادر باشندہ لکھنؤ شاگرد امام علی سحر

خون سے میرے حنا بندی بسی منظور ہے ۔ چشم ناخن سے جو کرتے ہیں اشارہ ہاتھ پانو

اشک تخلص مولوی ہادی علی خلف مولوی شیخ حسین علی باشندہ لکھنؤ شاگرد برق بھی آئے تھے بیت اللہ شریف کی زیارت بھی کی ہے راقم کے دوستون میں ہیں اشعار عربی و فارسی بھی خوب کہتے ہیں

چاند سورج تیری بالون مین نہین بالا سر
ہو گئے ہین مہر و مہ شب کو قرین بالا سر

چلے وہ چال کہ دل سیکڑون ہوے پامال
نکالے آپ نے کیا عالم شباب مین پاون

وہ رند ہون کہ جہان ہون دہن کو کہ پہونچے
لگین شراب مین پر ساقیا کباب مین پاون

انھین یہ سوجھی فلک سیر کی ترنگ مین آج
کہ چلکے دھوئیے اب طشت آفتاب مین پاون

ہجر کے صدمے سے کل جان نکل ہی جاتی
گر خیال لب جان بخش نہ ہوتا دل مین

در بدر پھرتے ہی اب بنت عنب تو رہین
پوچھتا کوئی نہین وو رشتہ تھا دل مین

جنبش لب سے تری کشتہ نے جب جان پائی
دم بخود رہ گئی شرما کے مسیحا دل مین

ہماری آہ سے ڈرہی رقیب لازم ہے
نہ ہو یہ تیر ہوائی دو سار پہلو مین

دل ستم زدہ و یاس و حسرت و حرمان
انیس ہین یہی دو تین چار پہلو مین

سُنی نہ ایک مری بات ہاے صد افسوس
سُنایا حال دل اوسکو ہزار پہلو مین

افسک تخلص سید علی حسن ولد سید آغا میر لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید سلسلہ انکی نسب کا حسن الاصغر بن حضرت امام زین العابدین سے ملتا ہے اولاد مین میر عماد خوشنویس کے ہین

اب کیا ہوئی وہ آپ کی آنکھو کی موہنی
باتون مین تھا جو سحر کا عالم کہان گیا

ترک چشمان سیہ مست کو ہم کیا چھیڑین
قہر ہو جاے اوٹھائین جو کبھی سر پلکین

اکملی تخلص مرزا غلام محی الدین عرف مرزا ممن خلف مرزا غلام حیدر نواسہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد میر نظام الدین ممنون و مفتی محمد صدر الدین خان بہادر آزردہ

کیا پاس کسی کا ہے کہ مرتا ہون ولیکن
شکوہ نہین کرتا شب ہجران کی جفا کا

قسمت کو تو دیکھو کہ پھرا نامہ بر اوس دم
جسوقت مرے سر پہ تھا منڈلاتے قضا کا

آئے تو نہ دشمن کے خطر سے مرے گھر مین
اور مفت مین بد نام کیا نام حیا کا

لمحہ وجد نہین نغمہ مطرب ہی پہ موقوف
کافی ہے بیان نالۂ پر ربط درا کا

آشنا تخلص میر امیر علی ولد میر شبر مرشد آبادی شاگرد مرزا غلام حسین آتش بیس برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا ؛

وہ حسن جلوہ گر ہے وہ رخ بے نقاب ہے
لیکن کچھ اپنی آنکھونکا پردہ حجاب ہے

مجھکو تو بات کل کی نہین یاد آشنا ۔ کہتے ہین روز حشر لو دینا حساب ہے

آشنا تخلص سید محمد مرحوم خلف اکبر سید حافظ وارث علی مرحوم لکھنوی شاگرد ناسخ

کیونکر نہ رگڑون آنکھین مین ہر بار پاؤن مین ۔ اے دل لگی ہے خاک در یار پاؤن مین
زنجیر دیتے باندھیے دست گناہ گار ۔ ہو کھسک کا کانٹا ڈال دے دلدار پاؤن مین

آشنا تخلص میر زین العابدین عرف میر نواب متوطن گجرات باشندہ دہلی خلف حکیم اصلح الدین خان آرزو کے معاصر تھے

ہم سے بندون پہ ظلم کرتے ہین ۔ ان بتون کا کوئی خدا بھی ہے

آشنا تخلص مولوی عبد اللہ خان منشی فورٹ ولیم کالج باشندہ کشن نگر کلکتے مین رہتے تھے شعر بہت کم کہتے تھے لیکن جو کہتے تھے نہایت پاکیزہ کہتے تھے سات آٹھ برس ہوے کہ انتقال کیا راقم کے دوستون مین تھے

جو قطرہ خون کا میرے دل کے داغ سے ٹپکا ۔ تو گویا شعلہ تر اک چراغ سے ٹپکا
چھاتی اوٹھی تری دل خلق کا خورسند ہوا ۔ شکر للہ شجر حسن برومند ہوا
ضبط نالہ باعث چاک گریبان ہوگیا ۔ کام یون دست جنون کا اپنے آسان ہوگیا

آشوب تخلص میر امداد علی فرزند میر روشن علیخان فروغ باشندہ دہلی شاگرد میر نظام الدین ممنون

ناوک غم سے چھنا یہان تک تن اپنا کام کا ۔ استخوان پر ہے گمان میری ہما کو دام کا
گنہ کے بوجھ سے محشر تلک پہونچ نہ سکے ۔ اسی مین پردہ رہا ہم گناہگارون کا
پوچھا جو مین نے یار سے انجام سوز عشق ۔ شوخی سے شب چراغ کو اوسنے بجھا دیا
دل کو سمجھے تھے کہ اوس بزم سے لا اینگے ۔ ہاے اپنا بھی ہوا وہان سے پھر آنا مشکل
عذر جفا کے کب تلک تم کرو ہم گلہ کرین ۔ وصل کی رات کم رہی آؤ معاملہ کرین
دل کہین دیدہ کہین صبر کہین تاب کہین ۔ ہای کتنا شب ہجران مین پریشان ہون مین

اصالت تخلص سید فضل علی ولد سید وارث علی لکھنوی شاگرد امانت

بوسہ جو مانگتا ہون تو انداز و ناز سے ۔ مجھکو دکھاتے مین وہ انگوٹھا ہلا کے ہاتھ

اصغر تخلص میر امجد علی مرحوم باشندۂ اکبر آباد

شاید کہ شوخ دیدے کا دیدار ہو نصیب ❊ پھڑکے ہے آنکھ میری ست بار بار بر
ہوا ہون بسکہ خفا اب تو اپنے جینے سے ❊ لگا ہی لو لگا مین تیغ اون کو سینے سے

اصغر تخلص سید اصغر علی وطن انکا بامحلہ الہ آباد وارد آباد کی عدالت منصفی مین وکالت کرتے ہی

جو ٹر سے یہ ہوا شک کہ یہ ہے نافۂ تاتار ❊ مین زلف کو سمجھا کہ یہ مشک ختنی ہے

اصغر تخلص ظفر الدولہ معتبر الملک رفیع الامرا نواب علی اصغر خان بہادر ناصر جنگ وزیر ابو ظفر بہادر شاہ جنت آرامگاہ بادشاہ دہلی خلف رشید مولوی علی اکبر شاگرد خواجہ آتش داماد نواب ظہیر الدولہ غلام یحییٰ خان بہادر وزیر محمد علی شاہ بادشاہ اودھ وطن انکا کشمیر مولد و مسکن لکھنؤ کلکتہ مین آکر بہت روز دن تک رہے آخرش سنہ ۱۲ بارہ سو چہتر ہجری کے ۱۱ گیارہوین ذیقعدہ کو انتقال کیا ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر بہت خوب کہتے تھے راقم کے دوستوں مین سے تھے صاحب مثنوی و دیوان ہوے راقم نے انکا انتقال کی تاریخ کہی

قطعہ تاریخ

چون علی اصغر شد از دنیا سوی ملک عدم ❊ شد دل نساخ محزون راز بس رنج و الم
شد بیک مصرع دو تاریخ این چنین اعجاز ❊ شنبہ ذیقعدہ ہے بہ ہجر آہ درد ہا سے غم

۱۲۷۴ ۱۲۷۴

الصبا

قضا کی جو علی اصغر نے اسے نساخ ❊ غمین ہے یہ دل مانوس صد حیف آج
کہی ہے آہ مین نے عیسوی تاریخ ❊ علی اصغر موے افسوس صد حیف آج

بتا نہ کوچۂ گیسو مین ہے نہ پہلو مین ❊ تمھین بتا و مجھے پھر کہان ہے دل میرا
منڈا کے آپ نے منت کے بال جیسے ❊ برنگ طائر بے آشیان ہے دل میرا
شکستگی سے ہمیشہ درست ہوتا ہے ❊ خدا کی شان عجائب مکان ہے دل میرا
وہ رند ہون مجھے دست سبو سے بیعت ہے ❊ مرید حضرت پیر مغان ہے دل میرا
آتا ہے جب کہ یاد مزا اضطراب کا ❊ سینے پہ ہاتھ مار کے کہتا ہون ہائے دل
کیون جا کے زلف خم بخم یار مین پھنسا ❊ اپنی بلا سے پیچ پہ گر پیچ کھائے دل

ہمین دیر و حرم سے کام ہم الفت کے بندے ہین
وہی کعبہ ہے اپنا آرزو دل کی جہان نکلے

جنون انگیز ہم فصل بہار عاشقی آئی
دل سودا زدہ پھر رنگ لایا اے رسوائی

یہ کس پردہ نشین نے جھانک کر شکل اپنی دکھلائی
بنی ہے روزن دیوار جو چشم تماشائی

تجرد باعث سرسبزی کونین ہوتا ہے
خضر کی دل سے پوچھے کوئی لطف فیض تنہائی

نہ کھینچا ہاتھ ترک چشم نے قتل غریبان سے
ہزارون بار سمجھانے کو پردے مین حیا آئی

دہان و چشم نے کسکے کیا خاموش و نابینا
نہ غنچہ مین ہے گویائی نہ نرگس مین ہے بینائی

بجا ہے اضطراب روح وقت نزع اے اصغر
کیا ہی یاد حاکم نے بلانے کو قضا آئی

اصغر تخلص اصغر علی صاحب دیوان گزرے فارسی بھی کہتے تھے

تری اس مانگ سے کیا معنی دلخواہ پیدا ہے
شب معراج کی اس خط سے گویا راہ پیدا ہے

آصف تخلص وزیر الممالک نواب یحیی خان مرزا امانی آصف الدولہ بہادر خلف شجاع الدولہ بہادر مولد انکا فیض آباد مدفن لکھنؤ ۱۲۱۲ بارہ سو بارہ ہجری مین انتقال کیا تیر اندازی مین کمال رکھتے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

یا ڈر ہے مجھے تیرا کہ مین کچھ نہین کہتا
یا حوصلہ میرا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا

کہتا ہے بہت کچھ وہ مجھے چپکے ہی چپکے
ظاہر مین یہ کہتا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا

جہان تیغ اوسکی علم دیکھتے ہین
وہان اپنا سر ہم قلم دیکھتے ہین

قمر کو ہوتا ہے ہر ماہ مین کمال و زوال
ترے حسن کا عالم رہے رہے نہ رہے

اظفری تخلص محمد ظہیر الدین مرزا علی بخت عرف مرزا کلان دہلوی کچھ روز دن مدراس مین رہے وہانسے کلکتہ مین آکر پھر دلی کو چلے گئے

کئی دن ہین کہ یار نے مجھ سے + ق ربط بار دگر کیا پیدا

شکر للہ آہ نے میرے
اظفری کچھ اثر کیا پیدا

تیرے حسن و صفا کو جو دیکھا +
آرسی اس مین لاجواب ہوئے

اظہر تخلص میر غلام علی مرحوم شاگرد شمس الدین فقیر ساکن دہلی ترک دنیا کرکے عظیم آباد مین سکونت کی تھی وہین وفات پائی صاحب دیوان فارسی و ریختہ گذرے

مین ہے مردمک چشم ساتھ آنسو کے ‌ ‌ ‌ ‌ نکل کے داغ جگر جم رہا ہے آنکھون مین

اطہر تخلص سید علی حسین ولد مولوی ارشاد علی لکھنوی ناظر عدالت دیوانی لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید صاحب دیوان مین

خیال ہے انھین کس گل کے خار مژگان کا ‌ ‌ ‌ ‌ کھٹک سی رہتی ہے میلی نہار آنکھون مین

اطہر تخلص غلام محی الدین دہلوی شاگرد غلام حسین سروری شاعر فارسی گو فرزند علی موزون طبعی کرتے تھے

رکھتی ہے مری جان کو مضطر طپش دل ‌ ‌ ‌ ‌ دکھلائیگی ہنگامۂ محشر طپش دل

اطہر تخلص مرزا مرزا شاگرد مرزا علیجان شفق باشندۂ لکھنؤ مقیم کلکتہ اشعار مرقومۂ ذیل اسی تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

کونسے دل کو جدائی کا تمھاری غم نہین ‌ ‌ ‌ ‌ کونسی وہ آنکھ ہے فرقت مین جو پرنم نہین
یہ آہ و شیون نے سر او ٹھائی کہ ہجر کی تہ تہ بالے لئے ‌ ‌ ‌ ‌ کلیجہ پکڑے ہوئے خود آئے ہماری نالون یہ ایسے
تمھارے کوچے مین آ کے کل شب کئی ہی ہمکو تڑپ تڑپ کے ‌ ‌ ‌ ‌ خبر بھی تمنے نہ لی ہماری یہ کوئی ٹھیری یا گیا ہے

اظہر تخلص مولوی امامت علی ولد مولوی امانت علی باشندۂ شیخپور توابع فرخ آباد مقیم لکھنؤ شاگرد نصیر دہلوی صاحب دیوان گذرے تاریخ گوئی مین مثل لاثانی تھی

نہ کیونکر اشک مسلسل ہو رہنما دل کا ‌ ‌ ‌ ‌ طریق عشق مین جاری ہے سلسلہ دل کا
بہشت پہنچے جو زاہد کب اوسکی دست کو ‌ ‌ ‌ ‌ عجب روش کا ہے یہ باغ دلکشا دل کا
لگائی کس بت مے نوش نے ہے تاک اسپر ‌ ‌ ‌ ‌ سبو بدوش ہے ساقی جو آبلہ دل کا
کہینگے ہم یہ سراسر جو کوئی پوچھے گا ‌ ‌ ‌ ‌ سواد ہند مین لٹتا ہے قافلہ دل کا
روشن دو چند مہ سے ہے اپنا چراغ دل ‌ ‌ ‌ ‌ اے شمس عکس مہر نبوت ہے داغ دل
تاثیر حاضرات رکھے ہے چراغ دل ‌ ‌ ‌ ‌ اپنا یہ از نگین سلیمان ہے داغ دل

اعجاز تخلص نواب اصغر علیخان لکھنوی خلف نواب نجابت علیخان بن نواب شجاع الدولہ شاگرد شیخ امام بخش ناسخ صاحب دیوان ہین بکمال

شعلۂ حسن یہ جبین رات نظر میں ہے ‌ ‌ ‌ ‌ نور ہی آنکھین قمین سراب ہو گئین ناری آنا

اعزاز تخلص میر باقر علی لکھنوی ولد میر اسد صاحب شاگرد رشک

تری چشم سیہ کچھ کم نہ تھی مجھ تیرہ بختوں کو
مگر سرمہ کو دی بیکار اسے طناز آنکھوں میں

اعظم تخلص محمد اعظم ملازم نواب آصف الدولہ بہادر

ہے قد کے سبب عالم بالا پہ تری زلف
رکھتی ہے دماغ اپنا یہ زنجیر فلک پر

اعظم تخلص مرزا اعظم بیگ دہلوی

چھپتا ہے کوئی شمع صفت سوز دل اپنا
سرکائی اگر تو ہو نمودار گلی سے

اعظم تخلص مرزا اعظم شاہ رسالہ دار خلف مرزا محمد اشرف ابن خلیفہ عبد الکریم متوطن ترکستان باشندۂ دہلی مقیم لکھنو شاگرد آتش

ترک فلک سے بھی نہ کی چوٹ یار کی
کہاں وہ مہتکنی جو اوٹھائی سپر کا ہاتھ

مردون سے وقت جنگ دغا ہو بعید ہے
سر کی کبھی بتا کے نہ ماری کمر کا ہاتھ

مجھکو سلا کے ساتھ کل آزردہ وہ ہوئے
کیا جانے پڑ گیا کہاں مجھ بےخبر کا ہاتھ

مٹی کے مول بھی تو کوئی پوچھتا نہیں
بگڑی ہوئی ہے آج کل اعظم ہوئے دل

اعظم تخلص سید اعظم علی الہ آبادی منشی مدرسہ اکبر آباد شاگرد آتش دیوان انکا نظر سے گذرا

خنجر کا نہ بسمل ہون نہ شمشیر جفا کا
انداز کا مقتول ہون کشتہ ہون ادا کا

غمزے کا بوسہ لب شیرین میں ہے مزا
گالی میں تیرے لطف ہے مصری انار کا

چھوڑ کر کے مجھے روتا نہ کرو عزم سفر
جان من موسم بارش تو نکل جانے دو

کچھ مفت نہیں وعدۂ دیدار کیا ہے
جب لاکھ قسم دی ہے تو اقرار کیا ہے

جلوہ ہو کوہ طور کا موسیٰ کے سامنے
مٹھی جو کھول دو ید بیضا کے سامنے

اعظم تخلص مولوی عبد الصمد عرف محبوب جان برادر خورد مولوی وجیہ اللہ خان پہلے متخلص بہ داغ ولد مولانا مولوی محمد وجیہ صاحب مدرس اوّل مدرسہ عالیہ کلکتہ باشندۂ کلکتہ شاگرد راقم الحروف

ساکن ارض و فلک تک تجھ پہ شیدا ہو گیا
جسنے دیکھا تجھکو وہ محو تماشا ہو گیا

شکوہ کس کس کے عداوت کا مین اے اعظم کرون
ایک عالم اوس جہان آرا کا شیدا ہو گیا

... صورت سے جا بجا ہین آئینہ گر آئینہ	دل سے ہرگز ہو صفائی مین نہ بڑھ کر آئینہ
روی آتش رنگ کی دیکھی جھلک گر آئینہ	صورت سیماب ہو بیتاب و مضطر آئینہ
ہے دل نالان کو میرے عشق روی صاف سی	کھل گئی قلعی فدا ہے آئینہ پر آئینہ

اعظم تخلص اعظم خان افغان باشندہ دہلی شاگرد نصیر دہلوی اس فن کو ترک کرکے کسب علم کیطرف متوجہ ہوئے تھے

اسی مضمون سے معلوم اوسکی سر مہری ہے	جو اوسنے مجکو نامہ کاغذ کشمیر پر لکھا
سوز دل از بس طبیبون سے نہان رکھتی ہین ہم	شمع آسا نبض زیر استخوان رکھتے ہین ہم
کیا یہ ملبس دام کم ہے جوشن فولاد سے	ہے اسیری مین لڑائی صید کو صیاد سے

اعلی تخلص اعلے خلف میر ولایت اللہ خان باشندۂ دہلی ملازم تہور جنگ الدولہ بہادر

جو ہاتھ اوسکے بند قبا کھولتے تھے	وہ مشغول ہین اب تیکار گریبان
مرے دیوانہ دل کو شور طفلان آشنا ہے	اوٹھوانکے ہاتھ کا پتھراسے سنگ حجر اسود ہے

اعلی تخلص آغا مرزا خلف مرزا ابراہیم شوکت باشندۂ کانپور

گل اوس ملک بینے کو گیا تھا یہ ہدہد	کچھ مجھکو جیب سے لگ گئی ایسی کہ کیا کہون

اعلی تخلص آغا حسن ولد مرزا میر باشندۂ لکھنؤ شاگرد میر صبا شملا بارہ سو اسی ہجری مین کلکتہ مین تجارت کرتے تھے راقم کے ملاقاتی ہین صاحب دیوان ہین

وصل کی شب بھی کرتا ہون دعا ای آغا	حشر تک اب نظر آئی نہ سحر کی صورت
تپ فرقت سے ایسا بڑھ گیا ہی ضعف ای آغا	کہان کروٹ بدلنا سانس بھی لیتا ہون مشکل سے

اعلی تخلص سید آغا ولد سید صاحب علی جائسی مقیم لکھنؤ شاگرد نسیم دہلوی

ہو جلوے اسی زیر نگین ملک سلیمان	سر درسے جو آغا کو دکھائے وہ پری آنکھ

آفاق تخلص میر حسین علی ولد میر احسان علی مخلوق ریختی گو باشندۂ لکھنؤ شاگرد آباد

خوب بل کھاتے ہین رخ پر تری دلبر گیسو	ہے یقین پیچ کوئی ڈالین گے ہم پر گیسو

آفاق تخلص میر فریاد الدین ابن بہاء الدین دہلوی شاگرد شاہ اللہ خان فراق حضرت شاہ سلیمان سے قرابت دار تھے

اوس گل سے ملکے ہوینگے جام شراب ہم | لالے کا دل جلا کے کرینگے کباب ہم
اشک تر چشم سے جبدم کہ ہمارے نکلے | مرزمان گننے لگے دان کو یہ تارے نکلے

آفتاب تخلص حضرت فردوس منزل ابو المظفر جلال الدین شاہ عالم بادشاہ غازی بادشاہ دہلی حال مشتہر بارہ ہوا کیسی مجری میں ہو آکے حال شکا مانند آفتاب عالمتاب کے روشن ہے محتاج بیان نہیں دیوان انکا نظر سے گذرا

خوب سا سید جلنے گا دیکھ اسے سرو چمن | اوسکی رعنائی سے مت تو اپنی رعنائی ملا
صبح اوٹھ جام سے گذرتی ہے | شب دل آرام سے گذرتی ہے
ق
عاقبت کی خبر خدا جانے | ابتو آرام سے گذرتی ہے

آفرین تخلص شیخ قلندر بخش صاحب تحفۃ الصلاح باشندہ سہارنپور حضرت امام ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں

یہ جا چمن میں تو اب آفرین کہ جون غنچہ | لبوں میں اوسکے نہان ہے بہار خندۂ گل
بہت ہیں گرچہ تمھیں اور ناز کرنے کو | بُری تو ہم بھی نہیں دل نیاز کرنے کو

افسر تخلص نصرت خان مرحوم خلف فتح خان قوم افغان باشندہ لکھنؤ دکن میں جاکے انتقال کیا

بلبلو ایک ہزار دن میں ہے اوس یار کی آنکھ | جس پہ پڑتی ہے سدا نرگس بیمار کی آنکھ

افسر تخلص مولوی محمد علی فتحپوری شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم دحشت انکا فاتیہ ملتی میں کیا

سلسلہ دل نے کیا زلف دوتا سے پیدا | پھر سودا میں ہوئی شام بلا سے پیدا
عشق گیسو میں اولجھتی ہے طبیعت ہر دن | خاک مضمون ہو کوئی فکر رسا سے پیدا

افسر تخلص شاہ تاج الدین ولد شاہ محمد اعلی باشندہ اکبرآباد

ہے سیب کے مانند جو خوشبو ذقن اوسکا | غنچے سے نزاکت میں ہے افزون دہن اوسکا

افسر تخلص مرزا محمود دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

گل گل سے نہ ہر کے مرا ناک میں ہے دم | کیا آج بھی وہ یار خدایا نہ جائیگا
محبت میں صبر و شکیب و قرار | ہر اک رفتہ رفتہ جدا ہو گیا

افسر تخلص غلام اشرف مرثیہ گوی دہلوی خلف شیخ غلام رسول شاگرد مصحفی

جب دیکھتے ہیں داغ سیہ اپنی جبین پر | آتا ہے اوسے رشک ترے روی حسین پر
معلوم نہیں کیا ہے تو خاک تماشا | نرگس کی جو رہتی ہے سدا آنکھ زمین پر

افسردہ تخلص مظفر علی فرید پوری شاگرد مولوی رشید النبی وحشت راقم الحروف سے
ملاقاتیون مین ہین +

سرد مہری بتانِ ہند کا لکھنا ہے محال
نرگس فتان کبھی اوس سے جدا ہوتی نہین
ہوتی ہین مفلس غنی وصفِ طلائی رنگ مین

چاہیے کاغذ دم فکر سخن کشمیر کا
جالی غرفہ کی تری ہے دم آہو گیر کا
کاغذ اشعار بھی نسخہ بنا اکسیر کا

افسوس تخلص غفور بیگ وطن انکا قوران سپاہی پیشہ تھے ثناء اللہ خان فراق
اور قاسم دہلوی صاحب تذکرہ سے اصلاح لیتے تھے

یار در پر ہے خدا خیر کرے
کفِ پا ہے جو ظالم لال رہا ہے

خانہ بیدر سے ہے خدا خیر کرے
کسی کا خون ہے یہ یا حنا ہے

افسوس تخلص میر شیر علی خلف میر مظفر خان داروغہ توپ خانہ نواب قاسم خان
عالیجاہ باشندہ نارنول شاگرد میر حیدر علی حیران و میر سوز ملازم مرزا جوان بخت بہادر
امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی اولاد مین سے تھے آخر ایام مین کلکتہ مین فورٹ ولیم کالج کی
منشی گری مین مقرر ہوئے تھے حضرت شیخ سعدی شیرازی کی گلستان کو اُردو مین
ترجمہ کیا ہے ترجمہ گلستان و دیوان انکا نظر سے گذرا

نزع مین نزدیک تھا رنج افسوس
بیان تلک ہے نزاکت گلون کی گجرے سے
قفس سے چھٹنے کی امید ہی نہین افسوس
پاؤن یہ کانٹے ہے کہ جون نقش قدم بیٹھ کے اٹھے
کیا لکھون اوسکو مین احوال یہ کہنا قاصد
اشک گرم اپنے سے یہ دیدۂ تر جلتے ہین
ہو مرا کیونکہ گذر اوسکی گلی مین وہان تو
دیکھتے ہی اوسے حاضر ہوئے مرجانے کو
کچھ بات تم سے کر نہین سکتے ہزار حیف

چھٹے رنگ نے اوسے مارا
چھپتے کھلتا ہے اوس گلعذار کا بیوپار
حصول کیا ہے جو فردۂ بہار کا بیوپار
خاک مین مل گئے بیٹھے جو ترے در پر ہم
بجو اسی کے سبب طاقت تحریر نہین
دیکھلو مردم آبی کے بھی گھر جلتے ہین
طائر سدرہ کے اوڑتے ہوئے پر جلتے ہین
وہی احباب جو یہان آئے تھے سمجھانیکو
مدت مین تم ملے بھی تو غیرون کے گھر ملے

سخن شعر

یوں تجھے ہی کیا لگا لے اگر سر مین درد ہے
اوس خاک پاکی آگے تو صندل بھی گرد ہے

نہین جاینگے اس مجلس سے ہم بے اوسکی تجاہے
قدم اب کب اوٹھاتے ہین کہ ہجنے پاؤن پسارے

آدمی کیا ہے فرشتہ لوٹ جائے دیکھکر
چاندسی شکل اوسکی اور چھاتی وہ گدرائی ہوئی

افسون تخلص مرزا آغا حیدر لکھنوی

آگئی جان بدن مین دل شیدا ٹھہرا
آکے بالین پہ جو دم بھر وہ مسیحا ٹھہرا

فرصت ملی تلاش بت مہ جبین سے کب
ٹھہرا دل اپنا گردش چرخ برین سے کب

افسون تخلص سید احسان حسین خان نبیرہ نواب بہار الدولہ باشندہ لکھنؤ

جلتا ہون روز ہجر مین خورشید کی طرح
ہوگا وصال دیکھئے اوس مہ جبین سے کب

افصح تخلص شاہ فصیح شاگرد مرزا بیدل سنہ ۱۱۹۲ گیارہ سو بانوے ہجری مین انتقال کیا

بس شام و سحر خیال قد یار ہوگیا
پھر زلف و رخ سے مجھکو سروکار ہوگیا

افضل تخلص سید افضل علی خان عرف سید صاحب خلف الرشید سید قاسم علی خان قاسم باشندہ لکھنؤ اپنے والد ماجد سے کسب سخن کیا ہے راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

ہے وصف روے یار جو لو نام ماہ کا
کیا ذکر اس مقام پہ اوس روسیاہ کا

روشن ہمارا نام زمانے مین کب ہوا
بیان گل چراغ زیست سر شام ہوگیا

اوسوقت اپنے بام پہ آیا وہ رشک ماہ
افضل جب آفتاب لب بام ہوگیا

مانی نہ ایک بات یہ ٹھہرے وہ دو گھڑی
منت کی لاکھ ہمنے خوشامد ہزار رات

اتنے خط بھیجے ہین لکھا کہ ہین یکدست شل
نامہ بر کے پاؤن مجھ خستہ جگر کی اونگلیان

افضل مین کیونکہ زانو نہ بیٹھون کہ یاد ہے
باتین وہ کرنا یار کا زانو پہ دھر کے ہاتھ

مچاتے ہین وہ روزن در سے
نقش دیوار ہم ہین ششدر سے

دل سے شکوہ زبان تک آکر
بنگیا خنجر آپ کے ڈر سے

ہم وہ رند بادہ کش ہین ساقیا تو دیکھ لے
می ٹپکتی ہے ہمارے زخم کے انگور سے

کل سے بیکل ہون نہ سمجھا خاک تجھے کل کسے
کل سے وعدہ تھا نہ آج آئے نہ وہ کل آئے

کیا فزا ہو کہ وہ دربان سے اپنے کہدین	کوئی بیان آنے نہ پاے مگر افضل آئے
شوخی غضب اوس شوخ کی خلقت مین بھری ہے	بجلی ہے شرارہ ہے بھیا ازا ہی پری ہے

افضل تخلص افضل بیگ حیدر آبادی

بہانہ آنا ہی غرض ہے عذر ورود شب	مستغرق مین ایک نہ ایک تمکو بہانہ چاہیے

افضل تخلص منشی حسن یار خان بہادر مخاطب بہ اسد الدولہ باقر علی خان بن محمد یار خان رسالہ دار باشندہ لکھنؤ شاگرد خواجہ آتش انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

وہ دیوانہ ہون جس پر رشک فرزانگو آتا ہے	فسانہ ہے پرستان مین مری زنجیر کے غلغل کا
خنجر کا ذکر قتل مین میرے نہ کیجیے	لیتے نہین مین نام چھری کا شکار مین
یہ بیا کی فکر مین ہے وہ دہان کے خیال مین	دیکھو جسے وہ مست شب [illegible] مین
موسے کی طرح تاب نظارہ نہ ہو سکے	غش آ گیا جمال جو دیکھا جلال مین
آخر یہ حب مال و بال بخیل ہے	انصاف ہو تو نقشہ تارون دلیل ہے
کیونکر خدا کرے نہ حسینون سے دوستی	خود عاشق جمال سنہ خود بھی جمیل ہے
کرتا ہے آگے یار کے اکثر ہمارا ذکر	غماز گویا اپنی طرف سے وکیل ہے

افضل تخلص منشی تفضل حسین لکھنوی

دھڑکا گیا نہ ہجر کا وصلت مین ای پری	شادی مین بھی رہا یہ مجھے غم تمام شب

افضل تخلص افضل علیخان ولد داروغہ اعظم علیخان

پہلو مین بیٹھکر مرا دل شاد کیجیے	بندہ ہون رنج سے مجھے آزاد کیجیے

افضل تخلص شاہ غلام اعظم خلف شاہ ابو المعالی عالی بن حضرت شاہ محمد اجمل صاحب دائرہ الہ آباد شاگرد ناسخ انسے دو دیوان اور ایک مثنوی یادگار ہین

ہے یقین نور بصارت ہو زیادہ افضل	سرمۂ خاک مدینہ لگے گر آنکھون مین
پھوٹین مری آنکھین جو کسی اور کو دیکھون	ناحق نہ ستا کیجیے افواہ کسی کی
بجی جائے جگر تیرے ہو بھٹ جائے کلیجا	کیا مجھکو خنیا سے بت گمراہ کسی کی

افغان تخلص الف خان درویش خصلت تھے

پہلے قدم مین عشق کے میر اتو جی گیا ۔ مجنون بہ چندروز بھلا کیونکہ جی گیا

اکبر تخلص نواب محمد اکبر خان دہلوی برادر خورد جناب نواب مصطفی خان شیفتہ
شاگرد مومن خان صاحب دیوان گذرے

ہوا نہ شوق سے اوس کوچے مین گذر اپنا ۔ ہمیشہ ہم سے رہا پیچھے نامہ بر اپنا
جنون عشق کا درمان نہ ہو کسی سے کبھی ۔ کہو علاج کرے جا کے چارہ گر اپنا
عدو کے ذکر سے وہان ہوش جاے بیان ہو نہ سکے ۔ مزاج اون سے بھی نازک ہے کسقدر اپنا
خانۂ غیر مین گر لگنے لگا دل تیرا ۔ مجھکو بھی اور سے آتا ہے لگانا دل کا
قتل کرا نشۂ اکبر کو چھپایا گھر مین ۔ بارے اونسے مجھے جانے نہ دیا اور کہین
وہان رسم اختلاط سے انکار و عذر تھا ۔ یہان جان ہی نکل گئی اپنے نہین کے ساتھ

اکبر تخلص مرزا اچھو دہلوی شاگرد حاتم بڑے ظریف تھے

چھیڑا جو ٹک اوسے تو بگڑ کر کہا کہ واہ ۔ تم کون ہو کہ ہاتھ لگاتے ہو گات کو

اکبر تخلص مکرم الدولہ سید اکبر علیخان مرحوم موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے

طوفان سے کم نہین ہے اکبر کا دیدۂ تر ۔ دیکھ اوسکو ابر بھی یہان پانی بھرا کرے

اکرام تخلص اکرام اللہ خان ولد حکیم ہدایت اللہ خان دہلوی

آرزو وصل کی مٹانی تھی پر ۔ کیا ہوا گر مٹا دیا دل کو

اکرام تخلص منشی محمد اکرام باشندۂ لکھنو

اعجاز پر کبھی جو لب جان بخش آگئے ۔ مردون کو زندہ کرکے تماشا دکھا چلے

اکرم تخلص خواجہ محمد اکرم دہلوی تاریخ خوب کہتے تھے

اکبار تیرے ڈیرے مین زاہد اگر آوے ۔ مین جانون جو مسجد کیطرف پھر نظر آوے

اگاہ تخلص سید محمد رضا معروف بہ احمد مرزا باشندۂ دہلی شاگرد اسد اللہ خان غالب

ہم کے ہاتھون کچھ ایسا زیست سے بیزار تھا ۔ غیر کے بدلے بھی کل مرنے پہ مین تیار تھا
اوسی کی یاد مین سب عمر ہم نے کاٹی ہے ۔ جسے خیال ہمارا نہ ایک بار آیا

گھر میں کا ہو راہ میں یہ بھی مری قسمت | لایا تو اد سے جذبہ محبت کا یہیں تھا

آگاہ تخلص محمد صلاح دہلوی محمد شاہ جنت آرامگاہ کی عہد میں تھے

پیری میں کرون سیر جہان کی تو بجا ہے | دن ڈھلتے ہی ہوتا ہے تماشا گزری کا

آگاہ تخلص میر حسین علی افسانہ خوان شاہی باشندۂ دہلی

ہان تیغ کھینچ آئے بت نازک مزاج تو | مرتے یہ آج یہ بھی گنہگار گرم ہے

آگاہ تخلص نور خان افغان قصہ خوان شاگرد ضیا

حلقۂ چشم میں کیون آج ہے دم یار کا آب | ہے کہان کا ہمین در پیش سفر دیکھین تو

منہ دیکھو اپنا سیکھو ابھی رسم جاہ کی | ہائین بتا بنا کے نہ کیجے نباہ لی [?]

آگہ تخلص پنڈت جوالا ناتھ خلف دانا رام برہمن فارسی بھی کہتے ہین کلکتہ مین رہتے ہین

جان جاتی ہے تڑپتا ہون پڑا | دیکھئے کیا ہوتا تھا کیا ہے

تیرا دیدار میسر ہو سکے | اس سوا اور تمنا کیا ہے

الفت تخلص منگل سین کایتھ باشندۂ عظیم آباد شاگرد جرأت دہلی کی سیر بھی کی تھی

ہر قدم پہ یہان تلک آنے میں سو سو ناز ہے [?] | کیونکہ گھر جانے لگے شام و سحر دو چار سے

الفت تخلص ایک شخص باشندۂ مظفر نگر کا ہے اور کچھ حال معلوم نہوا

ہمیشہ کہتے تھے الفت کو لوگ زشت نصیب | سو آج کوچہ مین تیرے ہوا بہشت نصیب

الفتی تخلص راجہ پیارے لعل عظیم آبادی ولد رای سکھن جی زبان پارسی مین اچھا دخل رکھتے تھے

خاکساری سے مثال نقش پا | جس جگہ بیٹھے وہین کے ہو گئے

الم تخلص آغا مہدی ولد آغا مرزا لکھنوی شاگرد نواب عاشور علیخان بہادر صاحب دیوان مین

جو سنتے ہین مین نے کب لب شکر فشار یار سے | آگاہ اس مزے سے کہان ہے مری بات [?]

چکھی کبھی نہ نعمت دنیا سوا ہے خون | گویا الم زبان سنان ہے مری زبان

الم تخلص محمد حسین خان غازی پوری شاگرد مصحفی

ایمان سنتا ہون مین تیرے ہی کہنے ورنہ | مجھکو اک بات تو کہنا یہ داہن کیسا تھا

الم تخلص محمد علی شاگرد محمد ابراہیم ذوق باشندۂ دہلی

نہ تھا تحمل اگر اوسکے ناز کا تجھکو	الم فریفتہ کیوں ایسے نازنین کے ہوئے

الم تخلص صاحب میرزا ہادی خلف خواجہ میر درد مرحوم ۱۱۹۴ھ گیارہ سو چورانوے ہجری میں مرشد آباد میں گئے

اب تو اوس بت کو ہمنے رام کیا	بس خدا تجھکو بھی سلام کیا

الم تخلص شیخ شرف الدین عرف شاہ ملول باشندۂ لکھنؤ فارسی بیشتر کہتے تھے ملول بھی تخلص کرتے تھے

تری جدائی نے میاں تک ہمیں ملول کیا	کہ زندگی کے عوض موت کو قبول کیا
نگہ وہ دشنہ کہ طعنہ کٹار پر مارے	مژہ وہ تیر کہ خنجر کو دھار پر مارے
ارے بیکسی تیرے قربان ہوں	برے وقت میں ایک تو رہ گئی

الہام تخلص فضائل بیگ شاگرد غربت سورتی

چاہتے ہی وہ کرے رخصت تری بیمار کو	اب گلے ملنے دے اے قاتل ذرا تلوار کو

امامی تخلص خواجہ امام بخش عظیم آبادی

اے چشم تو تھام اسکو ہے اشک تو جوش اوپر	مژگان نہیں رکھ سکتی اس طفل کو دوش اوپر

امامی تخلص خواجہ امامی مرثیہ گو ولد خواجہ آثمی دہلوی ۱۱۷۰ھ گیارہ سو ستر ہجری میں مرشد آباد میں شدت گریہ سے مجلس عزا میں بیہوش ہوکر راہی ملک بقا ہوئے بتاریخ صاحب تذکرہ نے انکا تخلص امانی لکھا ہے

گھیرا ہے مجھے غم نے عجب حال ہے جی کا	اے نالۂ دل وقت ہے فریادرسی کا
کف افسوس بیٹھے ملتے ہو	کیوں امامی گیا نہ آخر دل

امانت تخلص سید آغا حسن خلف میر آغا رضوی لکھنوی شاگرد دلگیر مرثیہ گو لکھنؤ میں کی انداز میں شعر اچھا کہتے تھے ۱۲۷۶ھ بارہ سو چھہتر ہجری میں قضا کی انکا دیوان مع واسوخت نظر سے گذرا

نادان کی محبت میں ہے دھڑکا دھڑکا	دل دوں کبھی نادان کو ہیہات نہیں ڈر
وہ دم حسینوں کا بھرتا ہے ہوچکی مری بسبت	جو خود مرے لگا کسیکو جلائے گا ہمدم گیا

مرکا بھی

مرکے بھی بار خاطر نازک بدن رہا
تابوت میرا یار نے رکھا نہ دوش پر

نے کرم نے مہر و دین نے مروت نے وفا
ای امانت دل دیا تم نے اسے کیا دیکھکر

محشر کا کیا دعدہ یہان شکل نہ دکھلائی
اقرار اسے کہتے ہین انکار اسے کہتے ہین

باغ مین جاتی ہی اوس گل کی سواری اندنون
دم مرا آئے بھرتی ہے باد بہاری اندنون

جی چاہتا ہے صنعت صانع پہ ہون نثار
بت دیکھکر سمجھا کے سامنے یاد خدا کرون

گر نہ دکھلانے مین دیکھی جو وہ رخسار صاف
بنگیا حیرت سے مین تصویر پشت آئینہ

بیداد مجھے یاد ہے واللہ تمہاری
یوسف کی قسم اب نہ کرون چاہ تمہاری

رفتار کی چلن سے غضب ہو گیا ہے
چھوٹے سے سن مین یار بڑے تم ہو چاہیے

گردون کے دور مین اونہین کل نہین نصیب
جو لوگ اوڑھتے تھے دوشالے نئے نئے

خط اونکا دیکھ مجکو نامہ بر دیکھیا اک لگا لے
کہا مینے یہ کیا بولا کہ پیغام زبانی ہے

امانت تخلص امانت رائے باشندۂ دہلی

تشریف یہان لاؤ یہ نامہ بر تو بھیجو
مت لو خبر ہماری اپنی خبر تو بھیجو

امانت تخلص میر امانت علی خلف میر کرامت علی ناگوری مقیم دہلی صوبہ مین انتقال کیا

بہار بھی نہین آئی کہ جوش وحشت سے
ہمارے پاؤن کو ہے ربط خار صحرا سے

اللہ رے رسائی دست جنون کہ اب
دامن کی راہ لی ہے گریبان چاک نے

امانی تخلص ایک شخص دہلوی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

کیسکے یہ خار مژگان دل مین کھٹک رہے ہین
جو چشم سے لہو کے قطرے ٹپک رہے ہین

امجد تخلص مولوی محمد امجد دہلوی ولد مولوی محمد ارشد عالمگیر ثانی کے عہد مین تھے

جس گھڑی آپ کو دیکھون ہو نہین جس قطرہ سا
اپنی نظرون سے بھی امجد مین گرا جاتا ہون

امجد تخلص امجد حسین متوطن بلدۂ ایلچپور علاقہ صوبہ دکھن

اوس لب لعل کی صفات امجد
کیا کہے ناطقہ تو لال ہوا

امداد تخلص حافظ سید امداد علی ولد حافظ سید مہدی علی باشندۂ فرخ آباد

بلبلی منزل مقصود کو پہونچاتی ہے
آہ کیا بے سر و پا عرش تلک جاتی ہے

امداد تخلص مرزا امداد علی شاگرد علیخان شفق باشندۂ لکھنؤ مقیم کلکتہ یہ شعر اس تذکرہ کی ہیں

فراق میں تلف اوتھا چکے ہیں کسو سے ہم رو اپنا ... اثر یہ نالے دکھا چلے ہیں کہ دل تو سنگ ہے اعدا اپنا

یہ تو یہ ہے گر پسند خاطر عالی نہ ہو ... پھیر دیجے آپ دل امداد کا امداد کو

پڑھتے ہی نامہ مرا کہنے لگا وہ تنگ گل ... مجھکو بو سے عاشقی آتی ہے اس تحریر سے

امراؤ علی نام و تخلص امراؤ علی خان ساکن کول مقیم اکبر آباد ہر چند عرف اشناتہ تھا
مگر آزاد ہیں اور ذکی تھا نشتر برس کی عمر میں انتقال کیا

دو پھول گر کسی سنے چڑھاتے اوڑا دیتے ... باد صبا کو گور غریبان سے لاگ ہے

امی تخلص روشن بیگ دہلوی برادر خورد حمید الدولہ شاگرد نصیر مرد جاہل تھا
شروع جوانی میں انتقال کیا

دل دھڑکتا تھا کہ سینے میں نہ آجای لچک ... ہاتھ سے چھوڑ دیا میں نے ترا جابکے ہاتھ

امید تخلص مولوی فرحت علی ولد غلام شاہ غازی پوری

سنشد رہ ای امید ہو ہرگز فراق میں ... آخر یہ دن جاتے ہو نینگے ہمدم صنم سے ہم

امید تخلص قزلباش خان محمد رضا ہمدانی امرائے محمد شاہی میں تھی ہندی کی موسیقی
میں انکو کمال تھا سنہ گیارہ سو انسٹھ ہجری میں دہلی میں وفات پائی اشعار فارسی انکے
بہت ہوتے ہیں

یارب گھر میں عجب صحبت ہے ... در و دیوار سے اب صحبت ہے

امید تخلص امید علی خان خلف نواب خان جہان خان بنگلوری

معلوم ہیں شیخ کا ایمان کہاں ہے ... زاہد کی تو تسبیح میں زنار نہاں ہے

امیر تخلص نواب حسین علیخان خلف نواب امانت علیخان لکھنوی شاگرد احمد حسنخان جوش

بے تکلف کیجے دیتی ہے جوانی کی امنگ ... مہر پر اونکے نہ کسی وقت دوپٹا ٹھہرا

لگنے آنکھوں ہی آنکھوں میں جو لگے دلکو ... دیکھیے دیکھو الستہ میں اندھا ٹھہرا

بوسہ طلب کیا تو وہ چیں بر جبیں ہوا ... دل کی ہوس بر آئی نہ بت شرمگیں کب

امیر تخلص نواب امیر الدولہ ناصر جنگ عرف مرزا امینڈو فرزند وزیر الممالک نواب

نواب شجاع الدولہ بہادر صاحب دیوان فارسی و ریختہ کوری دہلی مین اپنے مکان پر صحبت مشاعرہ ترتیب دیتے تھے

پاس و غم و آزار دجمع یہ سب چیز ہے
بلبل تیرا حوصلہ دل بھی عجب چیز ہے

گل جو ہم نے غنچہ کے ساتھ سیر دہر کی
دلِ تنگ پر آیا تھا ہے پالیکن خدا نے خبر کی

امیر تخلص منشی امیر احمد شاگرد اسیر خلف مولوی کریم احمد لکھنوی حضرت شاہ مینا قدس سرہ کی اولاد مین ہین اور صاحب دیوان ہین

قتل عشاق سے باز آئینگی کھائی ہے قسم
طاق ابرو کی طرف ہاتھ اوٹھا کر بلکین

امیر تخلص مرزا امیر بیگ دہلوی مقیم گوالیار

آنکھ وہ کافر کہ قتل عام جسکی اک ادا
لب وہ روح افزا جسے مردے جلانا بات ہے

کب تلک رو کے کہو کوئی کہ تم کو تو امیر
مارے مرنا سہل ہے اور زہر کھانا بات ہے

امیر تخلص میر امیر علی ولد میر مومن دہلوی شاگرد حکیم عزت اللہ خان عشق

ہم کو حاصل کیونکر ہو تیری قد بالا کی سیر
کب میسر ہو سکی ہے عالم بالا کی سیر

امیر تخلص مولوی امیر علی ولد قاضی روشن شوطن بلگرام

گل سامنے ای گل تری مرجھائے ہوئے ہین
کیا ہمسری عارض گلفام کرینگے

امیر تخلص مولوی امیر علی ولد شیخ محمد عاشوری باشندہ سکندر پور مقیم امیٹھی

ہر اوس غنی کے در کا دل و جان سے ہے فقیر
کیا حاجت سوال ہے اوسکو امیر سے

امیر تخلص نواب علی محمد خان قوم افغان باشندہ دہلی شاگرد قیام الدین علی قائم موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے بعض صاحب تذکرہ نے انکی فرزند محمد یار خان کا امیر تخلص لکھا ہے

تھم تھم آتا ہے اب تلک خورشید
سامنے تیرے آ کیا ہوگا

اوس نگار نازنین سے لگ کر کوئی چپکی پڑی آنکھ
کیون نہ سوسے فتنۂ وقت رم تیکھیگا

ای ستم گر تری رفتار کی ہنگام عتاب
جتنا بگڑے ہے تو اوتنا ہی سنور جاتا ہے

بس نہیں کیا ہو ہماری ادبی جا ہو سو کرے
کیا ستم آدمی سہتا نہیں لاچاری سے

امیر تخلص امیر اللہ باشندۂ دہلی شاگرد نصیر مرثیہ میں اچھی مہارت رکھتے تھے۔

اس تشنہ گلو پر ہی بیداد کیو قاتل ۔ بے آب ترا خنجر بران نہ ہوا ہو

امین تخلص امین الدین خان فرزند قاضی وحید الدین خان جو نجیب الدولہ نواب نجیب خان مرحوم کے عہد مین دہلی کے قاضی تھے صاحب دیوان گزرے

سختی کا دست مین ہون بر رنگ نگین ۔ ایسے نام آوری کا منہ کالا
کون آتا ہے یہ کسکے پاؤن کی آواز ہے ۔ ہر صدای پا مین جسکے سوطرح کا ناز ہے

امین تخلص خواجہ امین الدین باشندہ معظم آباد نواب مظفر جنگ میر محمد رضا خان کے رفیقون مین تھے صاحب دیوان گذرے

خورشید ترا دیکھ کے منہ کانپ کے نکلا ۔ مہ چادر مہتاب مین منہ ڈھانپ کے نکلا
ڈر سے ترے نالہ بھی نکلتا نہین لب سے ۔ ظالم ہی ترے ظلم کی تاثیر ہوا یہ
بوسہ دیا ہے جی مین جو آوے تو پھیر لو ۔ اتنا خفا ہو کس لیے اس خاکسار پر
یہ نہین جوہر نمایان تیغ تیز یار پر ۔ کندہ رہا ہے نام مقتولون کا اس تلوار پر
دل خیال زلف مین نت خواب و بے آرام ہے ۔ رات ہوتی ہے امین بھاری ہر اک بیمار پر
کس سے تشبیہ وین بھلا تجھکو ۔ ایک یوسف سو تیرا ثانی ہے

امین تخلص محمد اسمعیل پہلے وحشی تخلص کرتے تھے

گلشن مین جب اوس گل کا وا بند قبا ہوگا ۔ کیا جانیے بلبل کی پھر جان پہ کیا ہو
اپنی تو رہی عید ہے جس روز کہ ہمدم ۔ نکلا وہ نظر آتے لب بام کسی کا
کیا غضب تیری آن ہے پیارے ۔ میری اوس مین تو جان ہی پیارے

امین تخلص سید محمد امین باشندہ بنارس شاگرد غلام علی آزاد بلگرامی فارسی بیشتر کہتے تھے

کیون شعلہ زن ہو مجھکو جلاتے ہو کہ سینہ ۔ رکھتا ہون مین گل خوردہ برنگ چراغ بس
جی سے کہدو کہ آہ سرد کے ساتھ ۔ ٹھنڈے ٹھنڈے چلے تو چل نکلے

انتظار تخلص علی نقی خان دہلوی ولد علی اکبر خان نواب علی وردی خان مہابت جنگ کے عہد مین مرشد آباد مین آکر رہے تھے

جون ہی بہار گل کی قفس تک خبر گئی ۔ سنتے ہی بلبل ایسی ہی تڑپی کہ مر گئی

انجام تخلص عمدۃ الملک نواب امیر خان دہلوی شاگرد مرزا بیدل حال اونکے خاندان کا کتب تواریخ سے مانند شمس نصف النہار کے روشن ہے حاجت بیان نہیں ۱۱۵۹ گیارہ سو انسٹھ ہجری مین دہلی کے دیوان عام مین کٹاری کے زخم سے وفات پائی

ساتھ اپنے سر کے تھا انجام پاس سلطنت	شکر ہے تڑپے نہ زیر خنجر جلاد ہم
نقش میری دیکھ کے مقتل مین یون کہنے لگے	کچھ تو یہ صورت نظر آتی ہے پہچانی ہوئی

انجم تخلص مرزا باشندہ رضا عرف جمن مرزا شاگرد میر کلو عرش

شام سے ہجر مین مرنے کا یقین ہے انجم	نہین امید کہ دیکھون مین سحر کی صورت

انداز تخلص مرزا غلام حسین دہلوی خلف مرزا ہدایت علی مرحوم شاگرد شیخ ابراہیم ذوق موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے خاندان گورکانی سے تھے

دیکھیے آگے کیا ہووے	دل لگی مین تو ہے ابھی سے رنج
جور و جفا کی اوسکے شکایت کرین تو کیا	سو شوخیان نکلتی ہون جسکے حجاب مین
نیم بسمل مجھے رکھنے سے تمہین کیا حاصل	ایک ہاتھ اور بھی خنجر کا لگاتے جاتے
نیور آج اور نظر آتے ہین اونکے ہمدم	غیر کچھ چپکے ہی چپکے ہین پڑھاتے جاتے

اندوہ تخلص علی حسین خان مرحوم خلف شمس الدولہ بارگاہ قلیخان دہلوی شاگرد مصحفی

صیاد نے رکھے گل تر مردہ قفس پر	اچھی ہوس مرغ گرفتار نکالے
بار اٹھا ہمین عشق نے اک پردہ نشین کے	کیون نعش ہماری سر بازار نکالی

انس تخلص سید محمد مرزا خلف مرزا فیض آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان ہین

طول مین ہین جو تری قد کے برابر گیسو	کہین برپا نہ کرین فتنۂ محشر گیسو
واہ ری مہر و وفا عاشق گیسو جو ہوا	پھر نہ چھوڑی کبھی اوس شوخ نے منہ پہ گیسو

انیس تخلص میر ببر علی مرثیہ گو خلف و شاگرد میر مستحسن خلیق باشندۂ لکھنؤ

دیکھو دکھلاؤ خفا ہو کے نہ ہر بار آنکھین	اب کبھی بزم مین روئین تو گنہگار آنکھین

انسان تخلص اسد اللہ اسد یار خان اکبرآبادی امرائے محمد شاہی مین تھے ۱۱۵۸ گیارہ سو اٹھاون ہجری مین دہلی مین انتقال کیا اور اکبرآباد مین مدفون ہوئے

ہوگیا جو تجھسے دریا نوش کو ذوق شراب
ہین جو اسے طفل مجوسی لاشۂ عاشق پڑے
کام لے ابرو کی جنبش سے جو تیغ تیز کا
نمایان سبزۂ خط کب سے گرد عارض جانان
دیکھ پائے گر نظارہ وسمہ تو آفتاب
ہے تماشا ان روزون کس نو رسیدہ کی جو
آزاد باغ دہر مین سرسبز ہین مدام
فیض بہار عام ہے اے دل عجب نہین
کیا خطا صیاد کی ہے دام گلے کیا قصور
سر بلند ونکو کیا ہے جسنے عالم مین اسیر
روئے روشن سا نہوگا بزم عالم مین چراغ
ایک دن یہ ہے کہ پابند سلاسل پاؤن ہین
ہوسنے کمر کی طرح سے معدوم ہوگئے
وہ دست ور ضعف نے حد سے بڑھا پاؤن
تھی در پہ کھڑے ہونے کی جنکو نہ اجازت
گھر یار کا اب مجمع عشاق ہوا ہے
بڑھی ہین منت اغیار سے اہل عروج ادبار
نہ پہنچے فائدہ سنگین دلونسے خلق کو ہرگز
رومی ساقی کی جدائی کا بیان کیا کیجیے
چاند تلوا ایڑیان انگاری ہین پاپوش کبک
ہے دل صافی کو ہردم روئے صافی کا خیال
بھڑکی ہوئی جو عشق کی آتش بدن مین ہے

آسمان تشنہ نبادہ رحب ساغر ہوگیا
تیرا کوچہ آج وخمہ کے برابر ہوگیا
کب ہو وہ سفاک ممنون خنجر خونریز کا
اثر افسونگر وچھپا ہے زہر مار گیسو کا
زرد ہوجائے سپہر نیلگون پر آفتاب
صورت مشاطہ پھرتا ہے جو گھر گھر آفتاب کا
کس دن نہین ہے سرو لب جویبار پر
دریا مین مچھلیان سبھی ہوجائین چار سو
آب و دانہ نے کیا تجھکو گرفتار قفس
طائر سدرہ ہوا ہے کب گرفتار قفس
کر رہی ہے یہ زبان حال سے تقریر شمع
ایک شب وہ تھی کہ تھی زلف معنبر پا تحتن
تیرے دہن کی طرح سے گویا کہ ہم نہین
نقش قدم کیطرح سے اوٹھتے قدم نہین
اب اونکو بٹھاتا ہے ستمگار بغل مین
دو چار مقابل ہین تو دو چار بغل مین
نہ ہووے حاجت روغن چراغ ماہ روشن کو
بجھاتے پیاس کب دیکھا کسی نے آب آہن کو
آئینہ رو ہے مرا حال دل زار آئینہ
خط ہے طوطی لب ہے شکر صاف رخسار آئینہ
آئینہ کے روبرو رکھا ہے اسے یار سا آئینہ
مانند شمع جسم صفا پیرہن مین ہے

اس ہستی موہوم سے میں تنگ ہوں انشا
واللہ کہ اس سے بمراتب عدم اچھا

کچھ اشارہ جو کیا ہم نے ملاقات کے وقت
ٹال کر کہنے لگے دن ہے ابھی رات کے وقت

جو بات تجھسے چاہیے ہے میرا افزا آج
قربان تیرے کل یہ نہ ٹال آج آج آج

جب گدگداتے ہیں تجھے کچھ اوڑھ کے تب
سنتے ہیں گالیاں تری ناچار چار پانچ

لگ جا تو سینے سے دروازے کو کر بند
دے کھول قبا اپنی کی بے خوف و خطر بند

گلبرگ تر سمجھ کے لگا بیٹھے ایک چونچ
بلبل ہماری زخم جگر کے کھرنڈ پر

بولے وہ جب ہاتھ رکھا میں نے اونکی ران پر
خیر ہے تمکو اجی لعنت کرو شیطان پر

کیوں سا قبا نہ لال ہو آتا ہے رنگ فرش
شیشے شراب سرخ کے ہیں جا بجا سنگ فرش پر

بسکہ تھا تیرے شب ہجر میں بے نور پلنگ
میں نے لیں کروٹیں یہاں تک کہ ہوا چور پلنگ

کیسی ہی کیوں نہ ہم میں تم میں رکھائیاں ہوں
جب کھکھلا کے ہنس دو دوہیں صفائیاں ہوں

گر یار مے پلائے تو پھر کیوں نہ پیجیے
زاہد نہیں میں شیخ نہیں کچھ ولی نہیں

یا وصل میں رکھیے مجھے یا اپنی ہوس میں
جو چاہیے سو کیجیے ہوں آپ کے بس میں

ادا و ناز و حجاب و غمزہ کرشمہ شوخی حیا تغافل
تمہاری چتون کے آگے تنکے یہ کرتی ہیں اہتمام

حیف ایام جوانی کے چلے جاتے ہیں
ہر گھڑی دن کیطرح ہم تو ڈھلے جاتے ہیں

چھیڑنے کا تو مزا تب ہے کہو اور سنو
بات میں تم تو خفا ہو گئے لو اور سنو

غصہ میں تری ہم نے بڑا لطف اوٹھایا
اب تو عمداً اور بھی تقصیر کرینگے

گالی سہی ادا سہی چین جبین سہی
یہ سب سہی پر ایک نہیں کی نہیں سہی

دیکھ انگیا میں اوسکے گوٹ لگی
دل کو پھر تازہ ایک چوٹ لگی

آج تو کپڑے نہ بدلو تم کو میری ہی قسم
آپ کا میلا کچیلا پن سبھی کچھ بھید اوسے

کیا منہ بنا رہے ہو اللہ رے رکاوٹ
گویا کہ آشنائی گاہے نہ تھی کسی سے

پھبتی ترے مکھڑے پہ مجھے حور کی سوجھی
لا ہاتھ ادھر دے کہ بہت دور کی سوجھی

صاحب کے ہرزہ پن سے ہر ایک کو گلہ ہے
میں جو بنا ہوا ہوں میرا ہی حوصلہ ہے

دیں گالیاں ہزاروں سن مطلع اس غزل کا
کہنے لگے کہ انشا اسکا یہی صلہ ہے

دو گھڑی رن سے کہا ملے گر کیا ارشاد وست
تن کے بوسے اب ہوا کہا بات تیری یاد ہے

دو بوسوں مین راضی نہ ہوا مین تو وہ بت
تیری تو کس طرح سے نیت نہین بھرتی

غیر کے اک اشارے پر اٹھ گئے میرے پاس سے
تس پہ یہ مجھسے پوچھا بیٹھے ہو کیون اداس سے

یہ پیاس اپنی بجھے برف سے نہ شوربے سے
بجھے تو نرگس ساقی کے آبخورے سے

بھری وہ آتش عشق اس دل افگار مین ہے
کہ لاکھ برق نہان جسکی ہر شرار مین ہے

عجب لطف کچھ آپس کی چھیڑ چھاڑ مین ہے
کہان ملاپ مین وہ بات جو بگاڑ مین ہے

کھب گئی آنکھون مین کل جلوہ نمائی تیری
مجھکو کیا جانیے کیا بات خوش آئی تیری

چمن ہے جام و صہبا ہے گھٹا ہے اور خلوت ہے
اگر ایسے مین آجاؤ تو صنما وقت فرصت ہے

ریختی

بن بیٹھے ہین دولہ دولھن اس وقت ہم تم
تو لاکھ روپیے کا تو بندھے مہر دوگانا

اپنا جو جانا ہو ہین زور نگوڑا
صدقے دوسے کوڑا لیے در گھر نگوڑا

چبھتی ہے یہ تو نگوڑی مجھے بھاری انگیا
کوئی سادی سی مرے واسطے [illegible] انگیا

سمجھے کچھ شرم بھی ہے بیٹھ رہی او کم بخت
تاڑ جاوینگے بڑے لوگ ارے او کم بخت

پھول کی ایک کلی جو بیچ مین اپنی لیکر
ذم یہ بلبل نے بھلائے کہ الٰہی توبہ

گنڈ گئی مجھسے دوگانا کی بہن جو چھٹکی
تو بس ان جاو بھرے لوگون سی مجھسے کٹکی

رات بھر اتنا ترستا ہی - ہاجی باجی
اب تو نوبت بھی اٹھو اجی باجی باجی

دیلو اس کوٹھڑی مین میرے ڈرانیکے لیے
اک عبا اوڑھ کے بن بیٹھی ہین جاجی باجی

کیا کہین بات ہم اوس مردوے کی مستی کی
آج تو اوسنے بہت مجھسے زبردستی کی

انصاف تخلص عبدالرحمن خان ولد سالار بخش اکبرآبادی داروغہ اصطبل راجہ بلوان سنگھ بہادر

حسد کی آگ سے غیر و لگا دل کباب ہوا
ہمارے ساتھ جو کی اوسنے بادہ خواری رات

کیا ہی نادم ہوئے ہین اے انصاف
بے وفاؤن سے ہم وفا کر کے

انوار تخلص شیخ عبداللہ قنوجی

کیون طلوع اتنا آفتاب حشر تو ہوتا نہین	ہم پہ اک دن مہربان وہ ماہرو ہوتا نہین

انوار تخلص غلام علی باشندۂ کالپی

ہووے دہن پہ تیرے جو شرط ہمسری کی	تیرے لبون کا بوسہ مصری ہے کالپی کی

انور تخلص میر آغا ولد میر تراب علی شاگرد مہدی علیخان کوثر باشندۂ لکھنو

لکھو نگا حال اگر ضعف و ناتوانی کا	کمیت خامہ نہ قرطاس پر روان ہوگا
بیان کرے گا نکیرین سے فراق کا حال	دہان قبر کو لاشہ مرا زبان ہوگا

انور تخلص سید محمد علی خان عرف نواب دولہ رئیس شمس آباد

یارب کبھی کسی کا بتون پر نہ آسے دل	اور آسے تو نہ ہجر کے صدمے اوٹھاے دل

انور تخلص حاجی حسین خان لکھنوی

دل کسی زلف کے پھندے مین مقرر اولجھا	اے مری جان جو تم پھرتے ہو گھبرائے سبب

انور تخلص پنڈت بشمبھر ناتھ لکھنوی ولد کیشو ناتھ شاگرد آغا حسین مرزا عشق و معصوم علی

مجھپر جو کچھ گذرتی ہے روشن ہے یار پر	خود حال آینہ ہے کوئی کیا خبر کرے
کیون سر شام سے گھبراتے ہو ٹھہرو صاحب	شوق سے گھر کو چلے جائیو کچھ رات رہے

انور تخلص ولے محمد خان باشندۂ دہلی جد آباد رنگے دار وغہ عدالت شاہی تھے فارسی بھی کہتے ہے

ایسی جان بخش ہوا موسم گل کی آئی	قصد پرواز مین ہین بلبل تصویر کے پر
انتظاری مین ترے چشم ہوا گوش ہوا	مژدہ آنے کا ترے سنتے ہی بیہوش ہوا
ہوا اشک خونی بہار گریبان	رگ گل بنے تار تار گریبان
روبرو آئینہ رو کے کیون نہ مین دلگیر ہون	حیرت نظارہ سے جون غنچۂ تصویر ہون

انور تخلص مرزا علی حسین باشندۂ لکھنو مقیم کلکتہ شاگرد علیخان شفق یہ شعر اسی تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

وعدہ تو کر دیا یہ خیال وفا ہو ہے	دینے کو کہتے ہین کوئی بوسہ دیا بھی ہے
کیون مفت اپنی جان تمھارے لیے دونگا	نقصان کے سوا ہین کچھ فائدہ بھی ہے

کیا ہو سمجھتے ہو قیمت دل کا معاملہ
تم سے بھلا کبھی کوئی سودا بنا بھی ہے

انور تخلص سید شجاع الدین عرف امراو مرزا دہلوی خلف سید جلال الدین مشہور استاد محمد بہادر شاہ و شاگرد محمد ابراہیم ذوق اشعار انکے خوب ہوتے ہین راقم سے انسے دہلی مین ملاقات ہوئی تھی

مرجائینگے پر درد اوٹھایا نہ جائے گا
الفت کو مرتبہ سے گرایا نہ جائے گا

نالہ نہ آئی ضعف سے گو تا بلب آئی
کیا آسمان کو بھی ہلایا نہ جائے گا

ہے روز عید تم نہ ملوگے تو کیا یہان
خنجر کو بھی گلے سے لگایا نہ جائے گا

پردہ رخ وفا سے اوٹھایا نہ جائے گا
داغ اوسنے جو دیا ہے دکھایا نہ جائیگا

وہ آنکھین نہین رہے کیا ہو گیا
وہ صاف تو اب کچھ نیا ہو گیا

مزا جب ہے عند کا کہ تو مجھسے مل
فلک یار اغیار کا ہو گیا

تعین یہان تک آنا قیامت سے ہے
ہمین جی سے جانے مین کیا ہو گیا

مجھکو آئینہ دکھاتے ہین دم عرض وصال
جرم سے میرے ہوئی توقیر پشت آئنہ

انور تخلص سید مہدی حسن ولد میر احمد علی لکھنوی شاگرد مرزا مہدی کوثر

تیر نشانۂ دلبر رہین کھٹکا دل مین
روح کی طرح اوسے سینے مین چھپایا دل مین

نہ ہوا ایک خیال آئے تھے کیا کیا دل مین
رہ گئی یار کے ملنے کی تمنا دل مین

انیس تخلص میر ببر علی ولد میر مستحسن تخلص بہ خلیق خلف میر حسن صاحب مثنوی بدر منیر متوطن دہلی مقیم لکھنؤ مرثیہ گویان مین ممتاز ہین اور تحت لفظ پڑھنے مین کمال رکھتے ہین سواے مرثیہ کے اور کسی صنعت سخن مین مطلق دخل نہین رکھتے بلکہ مرثیہ بھی انکا ایسا نہین کہ عیوب شاعری سے پاک ہو

ہوا ہے ابر ہے ساقی شب ہے مے ہے
پر اک تو ہی نہین افسوس سب ہے

کس سے ای شوخ ہوئی بات کہ اوٹھایا
نور تن آج جو ڈھلکا ہے ترے بازو سے

کل تو آغوش مین شوخی نے ٹھہرنے نہ دیا
آج کی شب تو نکل جاوے گی قابو سے

انیس تخلص امیر الدولہ نوازش خان ہمشیرہ زادہ شاہ نواز خان دہلوی شاگرد میر ممنون شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین خدمت مختاری رکھتے تھے آخر عمر مین

شعرگوئی ترک کی تھی بعض صاحب تذکرہ نے انکی والد کا نام شاہ نواز خان لکھا ہے

پرکالۂ آتش ہے وہ رخسار انیس آہ
چہرہ جو غضبناک ہوا اور بھی چمکا

کشتی سے اپنے چرخ خبردار رہ کہ آج
رکھتے سرشک دیدۂ طوفان فشان نہین

آہ یہ کسکی یادگاری ہے
آج جو دل کو بے قراری ہے

آوارہ تخلص محمد کاظم برادر حقیقی میر زین العابدین

اے عندلیب جاکے کریگی چمن مین کیا
بادِ خزان سے سب گلِ گلزار جھڑ گئے

اوباش تخلص امیر الزمان پیرزادہ لکھنؤ شاگرد میان مصحفی

قطعہ

یار مجھسے وہ مہ جبین نہ ہوا
میری خواہش پہ آسمان نہ پھرا

ہوگئے پیر انتظار رہے مین گو
تو بھی اوباش وہ جوان نہ پھرا

دل و دیدہ اپنے جو باہم سو وہ رنج و غم مین تھیا
ہمین جنسے چشم امید تھی وہی آنکھ ہمسے پھرا

اوج تخلص نواب اشرف علی خان شاگرد شرف

زندگی ہو گئی فرقت مین قضا آنے سے
ملک الموت مرے حق مین مسیحا ٹھہرا

بندہ ہے تیرا الکھ چڑھے آسمان پہ چاند
مٹتا ہے یہ کلنک کا ٹیکا جبین سے کب

اوج تخلص شیخ عبد الکریم برادر کوچک شیخ عبد الصمد فوق خلف شیخ محمد روح اللہ
باشندۂ میرٹھ

قتل پہ ہین نہ وصل پہ راضی
رنگ بگڑا ہے کیا مقدر کا

فلک دون سے کیا مدد چاہین
اوس سے مانگین جو ہو برابر کا

اوج تخلص میر محمود خان ولد میر خواجہ شاہ رضوی باشندۂ لکھنؤ شاگرد رشک
صاحب دیوان ہین

ابرو ہلال بدر جبین خال ہے زحل
کیونکر نہ ہو فلک پہ تمھارا بھلا دماغ

دو چار جنرین حیا ہین معشوق مین ضرور
انداز غمزہ عشوہ شرارت اداد مانع

اوج تخلص مرزا علی حسین خلف مرزا عسکری منجم باشندہ لکھنؤ شاگرد آتش صاحب دیوان ہمہ

نرگس سے چشم سرو سے قد غنچے سے دہن — رخ رشک گل ہے غیرت ابر بہار زلف

اوج تخلص مولوی امام الدین باشندہ قصبۂ بہانی توابع لکھنؤ شاگرد نواب علی خور ملتجا

اے اوج اوسکو جان وسیلہ نجات کا — دل کو ترے لگی ہے جو خیر البشر کی لو

اوج تخلص عبد اللہ خان باشندۂ دہلی مقیم دہلی انکو عارضہ خلل دماغ کا تھا

بہاتا ہے جوش عشق شیرین وشان مین رونا — ہے آب شور گریہ آب زلال اپنا

اوج تخلص قاضی عنایت حسین خان بہادر صدر الصدور متوطن غازی پور

گنہگار نعمت اوج ہین اوس چشم مے گون کے — ہمین اس جرم پر آنکھین دکھانے جسکا جی چاہے

اوصاف تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہوا

لغزش بہت ہے پاؤن کو دے ہاتھ ساقیا — ہوتے نشے مین ہین مست شراب کہن کے پابند

اولی تخلص نام میر اولاد علی

بتان ہر چند بہلاتے ہین میرے دل کو پر اوسکے — اداکش سے مجھکو اوس پری رخسار کی جستجو

اولیا تخلص میر اولیا لکھنوی مرشد آباد مین سکونت اختیار کی تھی

رخ اپنا بادہ گلگون سے تم نے لال کیا — چراغ حسن کو پانی سے اشتعال کیا

ہنسی آتی ہے مجھکو اولیا کی پارسائی پر — اودھر تو ہاتھ مین تسبیح اودھر زنار پہلو مین

اویسی تخلص غلام محی الدین خان باشندۂ دہلی اشعار فارسی اوسکے نہایت مطبوع ومرغوب ہوتے ہین

رنگینی ہے گلستان کو جو باد سحر تازہ — ہے آہ سے اب میری ہر زخم جگر تازہ

اہ تخلص سید اکبر علیخان لکھنوی ولد سید ولایت علی خان بن محمد حسین خان مخاطب بہ مرصع رقم خان صاحب نوطرز مرصع صاحب دیوان ہین

اس بند ... باہوش ان مین یا چشم مست تیرا — ہین حنائی پنجۂ مژگان ترکی اوہ گلگلیان

آہی تخلص میر عبد الرحمن خلف میر حسین تسکین باشندۂ دہلی شاگرد مومن فن معمائین دخل رکھتے ہین

ہنستا ... سے حسن مین گرمی نہین ہے — اگر ہو دے تو وا بند قبا ہو

کھل گیا دروازۂ جنت بھی اپنے گور مین / پر دل وحشی یہ کہتا ہے بیابان چاہیے

اوسکو کہین ہے آمد آمد اوس ستمگر کی وہان / اہل محشر مجکو یہ مژدہ سنا کر مر گئے

شکوہ کہان کا کیسا گلہ جی نکل گیا / شرما کے یار نے جو ہین نیچے نگاہ کی

ایجاد تخلص مرزا رحیم الدین دہلوی خلف شاہزادۂ حسین بخش شاگرد مولوی امام بخش صہبائی و مرزا قادر بخش صابر

بتخانے مین تھا یا کہ مین کعبہ کے قرین تھا / اے زاہد نادان تجھے کیا مین کہین تھا

دیکھو تو مری ضد کہ کسی شب وہ ستمگر / آیا بھی تصور مین تو دشمن کے قرین تھا

یہ کس خلش کا تقاضا رہا کہ تا دم صبح / کچھ آپ ہی آپ رہی دلکو بیقراری رات

یہ باتون مین بھلائی وہ دل چھین کے لیجاے / کیا یاد ہین ڈھب لب کو تری اور نظر کو

لگے مجسے نظر اپنی چرا اسنے / وہ سمجھے جس گھڑی لطف نظر کو

سبب سمجھا جو بیماری کا وہ شوخ / نہ آیا پھر کبھی میری خبر کو

ایما تخلص حکیم واحد علی باشندۂ ڈھاکہ شاگرد مولوی رشید النبی وحشت

دیدۂ گریان سے ہے اپنا ابر باران کیطرح / شعلہ زن ہے آہ سوزان برق خندان کیطرح

دیدۂ گریان کو ہے جو زلف پُر خم کا خیال / تار اشکون کے بنے ہین مار پیچان کیطرح

ایمان تخلص سید شیر محمد خان حیدرآباد دکن کے شعراے مشاہیر مین تھے

جو داغ ہے دل کا سو برنگ پر طاؤس / ہو کیون نہ تجمل دیدۂ تنگ پر طاؤس

ہے مرہم زنگار کا دشمن دل پر داغ / یہان شمشیر طوطی سے ہے جنگ پر طاؤس

روا ہے کونسی مشرب مین یہ اے عشق نا منصف / دل پرویز خوش ہو خاطر فرہاد محزون ہو

مے گلگون کا جسدم بزم مین ساغر چھلکتا ہے / ٹپک پڑتا ہے خون دل مرا آنکھون سے

قدر یاقوت نہین لخت جگر کے آگے / ابر بھی پانی بھرے دیدۂ تر کے آگے

ہے بناگوش سے شرمندہ ترے آب گہر / شمع کو تاب نہین نور سحر کے آگے

حرف باے موحدہ

باطن تخلص حکیم میر قطب الدین اکبرآبادی شاگرد گلزار علی اسیر

گئی ہے آنکھوں کی رہ تیری انتظار میں روح | رہی نہ نام کو اب جسم خاکسار میں روح

باقر تخلص میر باقر علی برادر خورد و شاگرد میر فرزند علی موزون

جو ربتان سے سینے میں کیا کیا خراش ہے | دل ٹکڑے ٹکڑے سب ہے جگر پاش پاش ہے

باقر تخلص باقر علی خان ناظم صوبہ حیدر آباد شاگرد شاہ کمال کمال

رونق کی سن صدا مری بولا وہ دیکھو | خانہ خراب یہاں پس دیوار کون ہے

باقر تخلص نواب محمد باقر خان خلف نواب ظہیر الدولہ غلام یحیی خان بہادر وزیر محمد علی شاہ بادشاہ اودھ شاگرد خواجہ وزیر وطن انکا کشمیر مسکن لکھنو

غیر کے کہنے سے گو اوسنے چرائیں آنکھیں | ہو گئی صلح جو اکبار لڑائیں آنکھیں
بوسۂ چشم کبھی ہم نے جو مانگا باقر | یار نے چین بہ جبین ہو کے دکھائیں آنکھیں

باقر تخلص باقر خان ولد اصالت خان باشندۂ الہ آباد

ہاے افسوس چھٹا موسم گل ہی میں چمن | مجھ سے ناکام کوئی باغ میں صیاد نہین

باقر تخلص میر باقر علی باشندۂ جون پور ولد میر علی حسین پیشتر پنجاب کیطرف رہتے تھے

چکھائینگے تجھے نازک مزاجیوں کا مزا | اگر ذرا ہمیں دل پر کچھ اختیار رہا
تجھے تو مشغلہ اغیار سے رہا تا صبح | تری بلا سے کسی کو گر انتظار رہا

باقر تخلص منشی باقر رضا ولد قاضی اکبر علی منصف پٹنہ باشندۂ عظیم آباد شاگرد مولوی عصمت اللہ انسخ مقیم کلکتہ

ہر روز وعدہ کرتے ہو آنیکا پر آتے نہیں | قول کب پورا ہو صاحب تمسے فقرہ بانکا
لکھتا ہوں حال جدائی کا جو تیری ای جان | حرف از خود مرے نامہ سے جدا ہوتا ہے
کسطرح دل سے بخار اپنا نکالوں باقر | میرے رونے سے مرا یار خفا ہوتا ہے

باقر تخلص سید محمد باقر علیخان مخاطب بہ اعتضاد الدولہ برادر کوچک ذو الفقار الدولہ ولد سید محمد تقی علی خان شاگرد مرزا مظفر علی ہنر باشندۂ لکھنو مقیم کلکتہ صاحب دیوان [illegible] راقم کے دوستوں میں ہیں اشعار مرقومۂ ذیل انتخاب کرکے [illegible]

خاک پر پروانون کی تهی بس لگن مین کچه نہ تها
صبح کے ہوتے ہی ہوئے انجمن مین کچه نہ تها

کسی طرح سے نہ کم ظرف ہونگے عالی ظرف
حباب لاکه بڑهے آسمان نہین ہوتا

نحیف جسم نے اسقدر رگ رگ مین اسیری کی خلش
مغز بنکر درد ہر اک استخوان مین رہ گیا

نزاکت سے کمر دوہری ہوئی جاتی ہے چلنے مین
وبال دوش ہے اوس نازنین کو بار کاکل کا

عرش اعلیٰ تک گزر ہے نالۂ شبگیر کا
دیکه اے پیر فلک کیا توڑ ہے اس تیر کا

جبہہ سائی کے سوا تاک آستان یار پر
مٹ گیا سنگ در جانان سے خط تقدیر کا

نہ مرتا ہجر مین تو عاشق دلگیر کیا کرتا
سوا اسکی وصال یار کی تدبیر کیا کرتا

بوسے پہ اوس سے وصل مین کیا حجتین رہین
گذری تمام رات سوال و جواب مین

باقر تخلص باقر علی خان ولد امجد علی خان خویش سبحان علی خان کنبوہ باشندہ لکهنؤ انکا تمام کلام اسی طرز کا ہے

حادث ہو کیون نہ صورت عالم ترا دہن
لب بهی نئے نئے ہین ترے اور نیا دہن

کف لاتا ہے عدو کف مار سیاہ سا
ہے صورت دہانۂ مار قضا دہن

اے بحر حسن دانت ہین سلک گہر تری
موجین ہین گال لب ہے حباب کشادہ دہن

آگے تو گالی دے کے زبان خوب صاف تهی
اب منہ چڑا کے بگڑا ہے کیا آپکا دہن

باقر ریاض شہ مین جو مدفن کی ہے طلب
واکر نماز فجر مین بهر دعا دہن

باقی تخلص ایک شخص کا ہے جسکا اور کچه حال معلوم نہ ہوا

یہ مال کیا ہی گیا تو گیا بلا سے دل
چهپائین کاسے کو ہم اپنی دلربا سے دل

ببر علی تخلص و نام شاہ ببر علی مرید و تلمیذ شاہ محمد نبی مائل تخلص انکا انکی غزلون مین بہت کم آتا ہے

سیر گلشن کی کرے اب بلبل
پهر کہان آشیان کہان یہ باغ

بحر تخلص نواب علی احمد خان شاگرد ناسخ باشندہ عظیم آباد

کشتی نوح بهی آئے تو نہ ساحل ہو نصیب
دیدۂ تر نے کیا میرے وہ طوفان پیدا

بحر تخلص شیخ امداد علی خلف شیخ امام بخش باشندہ لکهنؤ شاگرد ناسخ عروض و قوافی مین

اپنا دل قتوی مین دیوان انشا نظر سے گذرا اور اسی لکھنو مین ۱۱۹۱ تک ہولی تھی شعر انکی طرز پر چھاپا ہم

بتو خدا یہ نہ رکھو معاملہ دل کا — برا بھلا نہیں ہو جائے فیصلہ دل کا

خدا یہ نالہ و فریاد ساز وار کرے — کہ دل لگی ہے ہماری یہ شغلہ دل کا

کمر پہ یا منت سے نہین پشت خمیدہ زاہد — بار عصیان وہ اوٹھایا کہ ہوئی جور کمر

پردہ بھی روز وصل نہ اوٹھا کسیطرح — سرکا نہ سینہ پر سے دوپٹا کسی طرح

کیا کیا نہ مجھسے سنگدلی دلبرون نے کی — پتھر پڑین سمجھ پہ نہ سمجھا کسی طرح

آنکھ کھلتے ہی میسر ہوا دیدار قفس — موئے مژگان مری قسمت سے ہوئے تار قفس

ہم اسیرون کی اگر یہ نظر کاری ہین — ہو گئی دیوار چمن صورت دیوار قفس

کہے دیتی ہے بنائے قفس تا بوتے — مر گئے پر بھی نہ چھوٹینگے گرفتار قفس

ہمصفیرو کوئی کیا جانے اسیری کا مزا — مین چمن بیچ کے ہوتا ہون خریدار قفس

پر خدا ہو تو نہ اوڑ چل کہ اسی مین ہی نجات — کب ہو آزاد بلبل تصویر گرفتار قفس

بیان ہر اک عیش کے انجام کا آغاز ہے کم — راحت باغ کو بلبل سمجھ آزار قفس

رو بصحت ہوئے زندان سے جو مر کر نکلے — گھر مین نقل مکان کرتے ہین بیمار قفس

ایسے عمامے سے تو انگوچھا ہی خوب ہے — زاہد کے ہاتھ چھوڑ کے لین برہمن کے پاؤن

مجھسے ملتے ہین تو منہ سرخ ہوا جاتا ہے — خوش ہین ظاہر مین لی آگ بگولا دل مین

آج کل اونکی حرزداری ہے میٹھا سال ہے — بیچتے ہین کوزہ قند تکر اچھا تیا لن

ایک دن تجکو بہنسائینگی محشر پلکین — آنکھین صیاد ہین ٹٹی ہین ستمگر پلکین

تو وہ بے دید ہے جسوقت پھری تیری نظر — تل بھر آنکھین نہ کرین رحم نہ جو بھر پلکین

جان نکلے ہجوم غم مین کیون کر — کچھ بھیڑ چھٹے تو در آستانہ ہو

ماہ کو نقرہ مہر کو زر دو — جسکو چاہا ہو اوسکو بھیجدو

خدا کسی کو نہ روز سیاہ دکھلائے — گگن مین چاند ہے تارے شریک حال نہین

ہوئے ہین ایسے مجھے زندگی کے دن بھاری — کسی سے آتش بھی اوٹھے یہ اقبال نہین

جو بس مقام پہ آیا سہا اتر ملتا ہے — ہتھیلیون مین کسی آدمی کے بال نہین

جاری ہی سوز درون کا نہ پوچھے عالم — وہ ہوا ہون دماغ سے اوٹھتا ہر سکے بال نہین
جو نکلے ہین سپاہی کسی سے دستے ہی — جہان مین سبزۂ شمشیر پایمال نہین
ہوا ہے عیش کو سر سے نکال ہوش مین آ — سحر ہی شام جوانی سپید بال نہین
ہما ایک لاف زنی کرے اپنی گھر مین مگر — نکل کے منہ سے جو بولے زبان مجال نہین
محفل مین نکلکر یہ اشارے بجلی نہین — فتنے اوٹھینگے یار اس آفت کی نگہ سے

بخشی تخلص حسین بخش پارچہ فروش اکبرآبادی بعض صاحب تذکرہ نے اسکا بزاز تخلص لکھا ہے

کہون ہون جب سے مین اونکو بلا اور یہ کہتا — سب مجھے بیہودہ مت وڈ انہ آئینگے نزدیک

بدر تخلص مرزا الٰہی باقی ابن شاہزادۂ نصیر الدین بہادر دہلوی شاگرد مرزا [illegible]

سن لینا ایک دن کہ اوسے غم نے کھا لیا — غم کھائیگا یہ نہین جو یہ کھاتا ہے سب کا
اپنے ہی پرستش مین ہوگا ختم گروہ گنہگار سب — گر قیامت مین ہمارے حال کا دفتر کھلا
اک کشتی طوفان زدہ گردون کو بنایا — اللہ رے گریہ مرے اس دیدۂ تر کا
کاشانہ خاک ہوئے پر بھی کچھ وفا سر اپنا — ہمیشہ دوش صبا پر رہا غبار اپنا
مین اگر جاؤن تو نکلے مطلب دل کچھ نہ کچھ — میرا جانا اور ہے قاصد کا جانا اور ہے

بدر تخلص سید آغا علی خان خلف میر عباس شوشتری باشندۂ لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید

پروانہ شمع طور بھی ہے جنکی حسن پر — ایسی ہین گوری گوری تمہاری کلائیان

بدر تخلص میر بدر الدین باشندۂ کرنال مقیم دہلی

کس مژہ کی یاد تھی ہمدم کہ شب صبح تک — ہر نفس کے ساتھ دل مین خار سا کھٹکا کیا
کیسا خواہان ہے کہ دل قافلۂ اشک کے ساتھ — دمبدم سینے سے آنکھون مین چلا آتا ہے

بدر تخلص شیخ الٰہی بخش شاگرد سید مہدی علی خان [illegible]

قفس نصیب ہوا جبکہ فصل گل آئی — نہ دیکھی بلبل ناشاد نے چمن کی بہار

برشتہ تخلص شرف الدین تلمیذ مہدی علی خان آشفتہ باشندۂ دہلی

رشتہ توڑا برشتہ الفت کا — دیکھ اوسکی شکستہ حال سبھی

کیا کیا الجھ رہے ہین جیب و گریبان کی دھجیان — ہاتھ سے جب کہ یار کا دامن نکل گیا
کیا لگی پھرتی ہے اوس بازی گہ مین ہوا — جس جگہ اوسنے قدم رکھا گلستان ہو گیا
صورت گل چاک چاک اپنا جگر ہے برق ہنا — چارہ گر کو فکر ہے ٹکڑے گریبان ہو گیا
رشک عدو و حسرت وصل آرزوی مرگ — صدمہ ہے کونسا جو مری جان پر نہین
دیکھ لین ہم بھی تو دل لیتا ہے کیونکر کوئی — ہان اشارہ تو کرے چشم فسون گر کوئی
ہون وہ ناکام مجھے وصل بتان تو کیا — سر کے ٹکرانے کو ملتا نہین پتھر کوئی

برق تخلص ابو علی باشندہ ڈھاکہ خلف میر محمد علی فاضل

ہے گھٹا یا کہ ناگن یا کہ کالی رات ہے — زلف مشکین ہے یہ یا کہ پردہ ظلمات ہے

برکت تخلص برکت اللہ خان باشندہ کوتانہ بیشتر فارسی کہتے تھے

ملا جا خاک تیغ غم سے دل غمناک سینے مین — اگر ڈھونڈھے کوئی دل کو تو پاسے خاک سینے مین

برکت تخلص منشی برکت علی خان باشندہ خیرآباد راجہ پٹیالہ کے مختار تھے اشعار سے نہایت شوق رکھتے تھے اور خوب کہتے تھے

ہو پہنچے آسیب نہ اوسکو کہین دلگیر نہو — نالۂ شب مین الٰہی مری تاثیر نہو
دل بیتاب کسیطرح سے ٹھہرا لے کوئی — مجھے سمجھائے کوئی یا اوسے سمجھائے کوئی
غم اوٹھانا مرے اس دل کا ٹھکانا لگ جاتا — ایک دم کے لیے بھی پاس جو بٹھلائے کوئی
تصور مین ترے گر کوئی چھیڑے ہے تو کہتا ہون — ذرا دم لو کوئی آیا ہوا جاتا ہے قابو سے
خفا کی ہو وہ چہرے سے یہ معلوم ہو گئی — قاصد نے جب کہا کہ یہ خط کی رسید ہے
مجھکو بیکار کا سا جو پایا تو یہ کہا — پالے خدا نہ ڈالے کسی بدگمان سے

برہان تخلص نواب برہان الدین حیدر خان نبیرہ صمصام الدولہ بہادر

جب آہ پیچ پہلے سرسے لب پہونچ گئی — کوتہ کمند نکلی یہ عرش برین سے کب

بسمل تخلص سید جبار علی رئیس جہانگیرہ راجہ بنارس کی سرکار مین کچھ علاقہ رکھتے تھے مدت تک عظیم آباد مین بھی رہے تھے

اک ہر ساعت ٹپکتی ہے نہ تھا چشم سے — ہے تماشا استخوان مین ہے گذر کا

ہر دم مجھے نیاز اسے ناز ہی رہا ۔۔۔ انجام کار عشق کا آغاز ہی رہا

یاد آگئی مشت خاک اپنی ۔۔۔ اوڑی جو کہین غبار دیکھا

تیری ہی یاد و ذکر تیرا ہی ہر آن ہے ۔۔۔ گویا کہ ایسے مرے منہ مین زبان ہے

بسمل تخلص محمد عبد الحکیم خلف حکیم پیر بخش برادرزادہ مولوی امام بخش صہبائی [illegible]

مرے بالین پہ وقت نزع کیا تو لیک دم او ظالم ۔۔۔ رہے گا حشر تک سینے مین [illegible] ارمان کا

مین کہا کہ غم دل سکو اپنی ہی نہین ہمدم ۔۔۔ کم بخت یہ دل اپنا آیا تو کہان آیا

وحشت ہی کا ہستی سے آغاز سے پڑھ لے ہو ۔۔۔ دل آپ کا اے بسمل یہ کیسے کہان آیا

حضرت بسمل کی حالت دیکھکر بولا یہ قیس ۔۔۔ پیر و مرشد خیر تو ہے آپ کو یہ کیا ہوا

شیخ سے کو بڑا بتاتے ہو ۔۔۔ اسکا تم کو مزا چکھا دینگے ہم

ناصحا تو ہے لے خدا کا نام ۔۔۔ دل لگانے سے باز آئینگے ہم

ہر ہر نگہ مین نازفروشی ہے کس لیے ۔۔۔ اپنا تو اب وہ دل ہے نہین وہ جگر نہین

قاصد پھر ایسے یون کہ خدا خیر ہی کرے ۔۔۔ میری طرح سے کچھ اوسی اپنی خبر نہین

کھلے گا جس جگہ حق ہم وہین سر کو جھکا دینگے ۔۔۔ ہم کو ربط کچھ کافر سے نے نفرت مسلمان سے

بسمل تخلص حافظ محمد حسین ولد حافظ محمد بخش عرف حافظ ممو دہلوی شاگرد مرزا فخرو [illegible]

نہ آؤ کیا بیا نشک اور نہ مطلب دل کے ہو پورے ۔۔۔ ترستے ہی کا قیامت تک کبھی [illegible]

دل تو لے ہم سے او بت کافر اوٹھا لیا ۔۔۔ اس نازکی مین پوچھو یہ کیونکر اوٹھا لیا

تم سے دل کی ناز برداری نہ ہوگی جان لو ۔۔۔ جان من یہ دل بڑا نازک ہے پالا ہوا

بسمل تخلص مولوی محمدی عرف میان صاحب دہلوی مولانا فخر الدین قدس سرہ کے
یاران خاص مین تھے

اوس لب کی صدا یاد مین غنچہ مین ترو تازے ۔۔۔ آب اشک سے ہے تسبیح [illegible] جگری ہے

بسمل تخلص محمدی بیگ عرف مرزا الہ یار بیگ لکھنوی خلف و شاگرد مرزا محمد [illegible]
قاہر صاحب دیوان ہین

مژگان و خال و ابرو و زلف معنبر ہین ۔۔۔ اتنی بلاؤن سے کوئی کیونکر بچائے دل

شیوہ کرشمہ شوخی غمزہ ادا و ناز / قاتل یہ ایک ایک ہی بسمل براے دل

کرم ہو شی غیر سے کرتا ہے جو وہ بیوفا / سو ہو جاتے ہین غیرت سے ۲ ٹکڑے تو دل

بسمل تخلص امیر حسن خان خلف عاشق علی خان سفیر شاہ اودھ باشندہ کاکوری کاکلیہ
ریختہ بھی بیشتر فارسی کہتے تھے اودھ مین انتقال کیا

ہاے کیا دیوانہ دل نے کام یہ بیجا کیا / آپ تو دیوانہ تھا ہی مجھکو بھی رسوا کیا

دریا مین رات کو جو نہانے لگا وہ شوخ / فانوسین گرد ہوگئین روشن حباب کے

بسمل تخلص پنڈت سندر لال سررشتہ دار پرمٹ کانپور ولد بخشی بھیکارام شاگرد ناسخ
وطن انکا کشمیر مسکن لکھنؤ صاحب دیوان گذرے

یہ نہین ناقوس اے طفل برہمن ہاتھ مین / کر رہا ہے مرغ دل اپنا یہ شیون ہاتھ مین

گوری گوری انگلیاں بیچ انشب کو آتی ہین نظر / شمعین ہین کافوری کی گویا کہ روشن ہاتھ مین

آئینہ سے بھی کہین شفاف تیرا ہاتھ ہے / آرسی پہنے سے ہے کیون اے شوخ پرفن ہاتھ مین

دانتون کے نیچے دبائین انگلیان اغیار نے / مین جو چھپانے لگا اوس سیمبر کی انگلیان

بسمل تخلص مرزا عنایت علی ولد مرزا سعادت علی شاگرد آتش باشندہ فیض آباد
مقیم بنارس دیوان انکا نظر سے گذرا

گناہ میری خطائین مرے قصور مرا / وہی کہین ہم انھین کو گواہ کرتے ہین

جفائین سہتے ہین جور و ستم اوٹھاتے ہین / ہمین ہین یار جو تجھسے نباہ کرتے ہین

کرتے عشق اگر آگاہ ہوتے عادت قاتل سے / کہ لگ جاتا ہے آسانی سے اور چھٹتا ہے مشکل سے

محبت ترک کرتے ہو تو پہلے ذبح کر ڈالو / جدائی آپکی دیکھی نہین جائیگی بسمل سے

بشاش تخلص کلب عابد خان ولد کلب حسین خان نادر بن کلب علی خان بہادر

تیرے ہی سے ہو رہے ایذا سے آسمان تنہا / ہزار دشمن جان ہین اور ایک جان تنہا

بشیر تخلص بشیر اللہ باشندہ کڑہ مانک پور

کہتے ہین یہ صورت مرحوم ہر زمان بالا سر / تھا قلق آتا ہے وقت تکلمان بالا سے

بشیر تخلص میر بشارت علی دہلوی شاگرد نظام الدین ممنون فخری تاریخ فاعلان

دل بیتاب پہ ہم ہاتھ دھرے بیٹھے ہین
دیکھنے ہین تجھے حسرت سے بھرے بیٹھے ہین

یارب نہ کھلے زلف گرہ گیر کسی کی
وابستہ ہے وان خاطر دلگیر کسی کی

شاید دل بیتاب کو تسکین ہو اپنے
کھنچوا کے رکھون سینے پہ تصویر کسی کی

بقا تخلص شیخ محمد بقاء اللہ اکبرآبادی خلف حافظ لطف اللہ خوشنویس معاصر سودا و میر وطن انکا اکبرآباد و مولد دہلی مسکن لکھنؤ بعض صاحب تذکرہ نے غلطی سے انکے والد کا نام سیف اللہ لکھا ہے ریختی مین شاہ حاتم اور حضرت میر درد سے اصلاح لیتے تھے اور فارسی مین مرزا فاخر مکین سے شعر مکین کہتے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

جیب ناصح جو مرے ہاتھ کو اکبار لگا
پھاڑون ایسا کہ پھر اوسمین نہ رسے تار لگا

سرسری دل کے مرے پاس سے جانا کیسا
راہ بس ناپنے آئی تھی یہ آ کیا غضب

آئینہ دیکھ کے کہتا ہے بتا اللہ رے مین
اوس پری زاد پہ مین غش ہون بقا واہ رے مین

اے عشق تو ہر چند مرا دشمن جان ہے
مرنے کا نہین نام کا اپنے مین بقا ہون

مجھسے کب تک اس دل صد چاک کا پیوند ہو
اب یہ دیوانہ الٰہی خاک کا پیوند ہو

ق

شب گزری ہے اے سحر کے نالو
پھر عرش پہ برچھیان سنبھالو

گر قتل کیا بقا کو خو ملو
اس بات کو منہ سے مت نکالو

مہمان سے بھلا ہے عزت عاشق
بس جانے دو اوس پہ خاک ڈالو

تونے اسطرح سے اے چرخ گرایا مجھکو
کہ موئے پر بھی کسی نے نہ اوٹھایا مجھکو

گر دوگے بقا کو تم آخر کے دم بوسہ
تو اوسکے نہین گویا تم آپ بقا دوگے

کیا غلط سمجھے کہ بے حرکت ہاتھ سے کم ہے
خامہ بھی مرے ہاتھ مین انگشت ششم ہے

ترے جو خال سیہ لب پہ آشکارا ہے
کسی کے بخت سیہ کا مگر ستارہ ہے

یہ ترنج یار نہین زلف پریشان کے تلے
ہے نہان صبح وطن شام غریبان کے تلے

آہ کے برق جو سینے مین چمکتی دیکھی
طفل اشک آن چھپے دامن مژگان کے تلے

شیخ ڈرتا ہون کہین بیٹھ نہ جائے یہ کنوان
مت گرا ہو تو عصا [illegible] کے تلے

یاد مین تیرے ہے یہ کس ابرو خمدار کے
آج کھجم ناخن مدل سے آہ [illegible]

ہوتا ہے شیشۂ دل چور اوسکی ٹھوکر سے	یارب یہ پند ناصح یا سنگ محتسب ہے
عشق مین بو ہے کبریائی کی	عاشقی جس سے کی خدائی کی
مسیری مت صبا سے کر اے آہ	تونے بھی کچھ گرہ کشائی کی

بلند تخلص صفدر علی بیگ ولد مرزا فضل علی بیگ دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر [illegible]

بیوفا پیمان گسل دیر آشنا زود رنج	جو تجھے ہے کہا اے یار زیبا ہو گیا
کچھ وصل کا سا حسرت پنہان مین لطف	شب میرے تصور مین جو اک پردہ نشین تھا
روز ہے اوسکو میرے قتل کی فکر	غیر سے دھیان ہے سوا اپنا

بہادر تخلص رتن بہادر سنگ ولد فتح بہادر سنگ اکبرآبادی شاگرد حاتم علی مہر

ایک دم بھی جدا نہین ہوتا	کیا محبت ہے درد کو دل سے
اے بہادر نہ چھوڑیو میدان	نہ اوٹھے لاش کوے قاتل سے

بہادر تخلص راجہ منی بہادر بہار کے راجون مین تھے

سیاہی ہو گئی دل کی آرزو نہ گئی	ہماری جامۂ کہنہ سے مے کی بو نہ گئی

بہادر تخلص مرزا نصیر الدین

کب تلک دل کو کرے عاشق دلگیر کرا	گردن جان کا آخر ہوا زنجیر کرا

بہار تخلص منشی ٹیکچند دہلوی مصنف لغت بہار عجم شاگرد خان آرزو

وہی اک ریسمان ہے جسکو ہم تار کہتے ہین	کہین تسبیح کا رشتہ کہین زنار کہتے ہین
اگر جلوہ نہین ہے کفر کا اسلام مین ظاہر	سلیمانی کے خط کو دیکھ کیون زنار کہتے ہین

بہار تخلص مرزا علی مرثیہ گو خلف مرزا حاجی علی بیگ لکھنوی شاگرد دلگیر کربلا
زیارت بھی کی ہے سامنے اونکو کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے صاحب دیوان ہین

روکون حضور کو مین یا تھام لون کلیجہ	پہلو سے آپ اوٹھے اک درد اوٹھا جگر مین
زبان عشق کی چپ ہی نہین نہ نظر سے اوترنا	ڈبڈبا کر رہ گئین اشکون سے جو آنکھین
یاد کرتے ہین مرے قافلہ والے مجھکو	مین جو بچھڑا ہون تو آواز درا آتی ہے
ایک عالم ہون جو سیر بازار و لیل و دوسرا	ایک وہ ہین نہین گھر بیٹھے جا آتی ہے

بہار تخلص لالہ کالکا پرشاد ولد بہاری لال فرخ آبادی شاگرد صفدر

وہ میرے گھر آئین تو کیون حال دل اپنا	تقدیر سے نکل کوئی صورت اگر آئی

بہجت تخلص عبد المجید

خورشید بھی شرمندہ ترے منہ سے قمر بھی	ہے مشک بھی گیسو سے خجل عنبر تر بھی

بھید تخلص نوازش خان خلف سید مرتضے خان سفیر ایران

بسکہ ہے آتش غم تیرے مرے سینے مین	ناوک ناز ترا دل سے بھی سوزان نکلے

بیان تخلص خواجہ احسن اللہ باشندہ دہلی شاگرد حضرت فرزند جان جانان و مرید حضرت مولانا فخر الدین حیدر آباد مین نظام الملک کی سرکار مین متعلق تھے اور وہین فوت کی کلام او کا بہت شیرین ہے

قفس مین مین رہائی کے لیے کیا کیا مین نہ ترپا	ترپتا ہون پھڑکتا ہون کوئی پروا نہین کرتا
کہتا نہین مین پر شوق اے نالہ جا پہونچ	کانون تلک تو اسکے تو اے نارسا پہونچ
باتون مین آہ کسنے لگایا وسے بیان	رکھتا تھا کان تک مرے فریاد کی طرف
کافر ہون گر زیادہ کچھ اس سے آرزو ہو	اک بے خلل مکان ہو بس مین ہون اور تو ہو
وصل کی شب کا ماجرا کیا کہون تجھسے ہمنشین	شام سے لیکے صبح تک وہ ہی نہین نہین رہی
رخصت ہے چشم و عقل جان جائے ہے جا ہی	اے ساکنان کوے بتان ہم تو یہان رہے
بیان یون ہے اب تلک پوچھتے ہو	تغافل کی قربان تجاہل کے صدقے
مت آئیو اے وعدہ فراموش تو اب بھی	جس طرح کٹا روز گذر جائے گی شب بھی
جادو تھی کہ سحر تھی بلا تھی	ظالم یہ تری نگاہ کیا تھی
ظاہر مین وصل کا نہین اسباب کچھ بیان	نومید بھی نہ ہو کہ خدا کارساز ہے

بیان تخلص سید محمد مرتضی باشندہ میرٹھ شاگرد احمد حسن قربانی ہے

دل مرا گم ہے ایک مدت سے	نہین ملتا نشان ترے گھر کا
مرکر بھی ہون ستم کش آزار بے سبب	اس کوچہ کی زمین بھی کم از آسمان تھی

بیباک تخلص میان بشیر احمد رامپوری کلکتہ مین بھی آئے تھے میر منہ سے پیر پلے تھے

بیتاب تخلص محمد جعفر علی باشندۂ اکبر آباد گوالیار میں منشی گری میں مقرر تھے

حضرت بیتاب اور فکر سخن
دل ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے

بیتاب تخلص عباس علی خان خلف نواب عبد العلی خان بن نواب غلام محمد خان ابن نواب فیض اللہ خان مرحوم والی رامپور شاگرد مومن خان مدت تک لکھنؤ و دہلی میں تھے

بھاگیا اپنی زبس قتل کا ایما مجھکو
واد سے روز جزا کے بھی رہوںگا محروم
آخر فریب کھا کے کیا اوسنے مجھکو قتل

بعد مردن بھی ہے مرنے کی تمنا مجھکو
یہ نظر آتی ہے ملول شب ہجران مجھکو
مینے کہا تھا تم سے اوٹھا ئینگے مر کے غم

بیتاب تخلص شاہ محمد اسمعیل شاگرد مصطفیٰ خان یکرنگ

تڑپ کر مر گئے بلبل قفس میں
پڑی تھی ہائے کس ظالم کے بس میں

بیتاب تخلص محمد علیم الدین الہ آبادی برادر خورد قاضی فخر الدین شاہ عالم بادشاہ کے عہد میں تھے

رفتہ رفتہ بت خوش قدم آفت ہوگا
قدم آگے جو رکھیگا تو قیامت ہوگا
جی کیوں نہ بچے جب کہ جلا دے جگر آتش
سب بستی کو ڈر ہے جو لگی ایک گھر آتش

بیتاب تخلص منشی ولی اللہ ولد شیخ فضل علی باشندۂ قلندر آباد عرف کرنال انگریزی پلٹن کے منشی تھے فارسی بھی کہتے تھے کلکتہ میں بھی آئے تھے

بھرا ہے عکس قطروں میں جو اوسکی روے تاباں کا
ہوئی ہیں قتل میرے ساتھ لاکھوں حسرتیں دل کی
شہادت معرکہ عشق میں محمود [illegible]
نہ آنکھوں سے نہ دیکھا جو تنگ اوسکا

گمان ہوتا ہے فوارے پہ اب سرو چراغاں کا
مرے گنج لحد پہ حکم ہے گنج شہیداں کا
غالب اس جنگ میں سلطان [illegible]
ہاں فقط کان سے سننے میں کلام آتا ہے

بیتاب تخلص افضل الدولہ نواب احمد بخش خان مرحوم باشندۂ دہلی مقیم سکندرہ ضلع علیگڈھ عماد الملک نواب غازی الدین خان بہادر کے عزیزوں میں تھے صاحب دیوان گذرے

ہمارے منہ سے نہ نکلی کبھی اف کبھی قاتل — لگائی کس نے جو خنجر ہزار پہلو مین

بیجان تخلص شیودک سنگھ رسال باشندہ دہلی

آسمان گر پڑینگے ٹوٹ کے ٹکڑے ہوکر — جب کبھی آہ ہماری مین اثر ہووے گا

بیجان تخلص عزیز خان افغان باشندہ رامپور

ایسے نادان نہین ہم تم کو نہ پہچانینگے — ہم سخن غیر سے ہوتے ہو جو آواز بدل

بیجان تخلص شیخ الٰہی بخش باشندہ دانا پور شاگرد حافظ منعم بالفعل ڈاکٹری سیکھتے ہین راقم الحروف کے ملاقاتی ہین

شاعرون کی ہمت پر آسمان بھی حیران ہے — یعنے وہ بدلتے ہین جب زمین پرانی ہو

بیخواب تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

مدعا تم کو بیان نہ آنا تھا — روٹھنے کا بھی اک بہانہ تھا

بیخود تخلص نراین داس باشندہ دہلی شاگرد حضرت خواجہ میر درد

مے گلگون کو چشم کم سے مت دیکھ اے زاہد — بنایا ہے یہ اعجاز مغان نے آب آتش کا

بیخود تخلص محمد نظام الدین خلف و شاگرد محمد حیات خان اسسٹنٹ مقیم دہلی

رہ گیا پیکان جو پہلو مین ترا اچھا ہوا — دل لگی کو اور دل پیدا ہوا اچھا ہوا

تھی ہمین مدت سے اے بیخود اسیری کی ہوس — ہو گیا دل مائل زلف دوتا اچھا ہوا

بیخود تخلص ہادی علی خلف میر ناصر علی سحر زمیندار بہری براون مقیم لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان گزرے انکی ایک چھوٹی سی مثنوی نظر سے گذری

آنکھین ہوئی ہین جو دوچار ابھی تمہین دیکھا ہو — ہان مگر ایک نگہ کا تو گنہگار ہے دل

تمہین سحر کی عادت نہ اسے صبر کی خو — تم بھی مجبور ہو بندے سے کا ہے کو لاچار ہے دل

آخون نظارہ کا کس روز ملے گا ہم کو — دیکھین کب توڑینگی یہ زنجیر ہماری آنکھین

ایک بوسے پہ ہوئی ہین مثل قطرہ برگشتہ — آو منت نہین رکھتین وہ نرالی آنکھین

اٹھیا سلوانے کو بھیجی تو یہ کہلا بھیجا — بھیجو اسکو کسی محرم اسرار کے ہاتھ

پیدا ہو تیرے پہلو سے اے درد عشق — جلتے ہی تجھ سے طبیعت مرے

کیا ہین سے شکوہ تو برہم نہ ہو | تمھین نے بگاڑی ہے عادت مری
چشم جاتی ہے ہوا آکر فدا | بیخود اپنے کام مین ہشیار ہے

بیخود تخلص میر ہدایت علی دہلوی خلف میر مہدی عزیزون مین شیخ محمد خوشنویس کے تھے

جنبش نہین ہے سایۂ دیوار سے مجھے | حلقہ بنا ہے روزن دیوار پاؤن مین

بیخود تخلص مولوی فرجام علی باشندہ بھیلو ضلع سلطنت شاگرد مرزا جان طپش صاحب دیوان گزرے

پوچھے اگر کوئی کہ وہ بیخود کدھر گیا | تو دیجیو جواب کہ کمبخت مر گیا
کھانے کو غم ہے پینے کو ہے اشک تر مجھے | نکلا ہون گھر سے خوب ہی زاد سفر کیے

بیخود تخلص ایک شخص کا ہے جسکا اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

کعبہ سے اور دیر سے ہم نے فراغ پایا | آ بیٹھے تیرے کوچے مین تیرا سراغ پایا

بیدار تخلص میر محمد علی عرف میر محمدی دہلوی شاگرد مرتضی قلی خان فراق مرید حضرت مولانا فخرالدین شعرگوئی مین اچھی مشق پیدا کی تھی اکبرآباد مین جا کر راہی ملک بقا ہوئے صاحب دیوان گزرے سعادت خان ناصر نے جو انکو میر مہدی متخلص بہ قربان کے دھوکے مین ثناءاللہ خان فراق کا شاگرد لکھا ہے غلطی کی ہے

ہم خاک بھی ہوگئے ولیکن | جی سے نہ ترے غبار نکلا
تیرے رخسار و قد و چشم کے ہین عاشق زار | گل جدا سرو جدا نرگس بیمار جدا
پھر انہ مثل نگین زخم یہ مرے دل کا | کہ تا ہمیشہ رہے نام میرے قاتل کا
ناتوانی سے مرے دیکھیو ای دست جنون | رہگیا ہو نہ کوئی تار گریبان مین چھپا
واہ وا اے قاتل کج فہم یون ہی چاہیے | ہم سے ہو نا آشنا غیرون سے ہو نا آشنا
دامن کو ترے نہ پہونچے اب تک | ہر چند غبار ہوگئے ہم
خرقہ رہن شراب کرتا ہون | دل زار کباب کرتا ہون
جا ہین مشتاقون کی لب پر آئیان | بس ہے ظالم تیری بے پروائیان

تھے سنہ ۱۲۲۶ گیارہ سو چھبیس ہجری مین انتقال کیا کلیات انکا نظر سے گزرا

اس دل کے آستان پر جب عشق آکے ہارا		پردے سے یار بولا بیدل کہان [illegible]

بیدل تخلص منشی عنایت علی ولد منشی حسن علی حسن باشندہ ہوگلی مقیم تالی گنج متصل کلکتہ راقم کے ملاقاتی ہین

سر مین سودا زلف کا تیرے بت ابرو ہے		طوق الفت ہی گلے مین پاؤن مین زنجیر ہے

بیرنگ تخلص داور خان دہلوی شاگرد مصطفے خان یکرنگ معاصر سودا سپاہی پیشہ

مفلس کی خبر کب ہے اے سیم بدن تجھکو		افشان سے ترا ماتھا رہتا ہے زر آلودہ
فرہاد کو محنت کی تلخی نہ کبھی ہوتی		شیرین کا جو اک بوسہ ملتا شکر آلودہ

بے صبر تخلص بال مکند ولد لالہ کانجی مل باشندہ سکندر آباد شاگرد مہر گوپال تفتہ بیشتر فارسی کہتے ہین

بیخودان عشق کو کیا حاجت ترک لباس		تن سے پیراہن جدا ہوتا نہین تصویر کا

بیقرار تخلص میر قمر دہلوی ہمشیرزادہ سید رضا خان شاگرد شاہ نصیر

جس طرف پھرتا رہا یار وہ رشک آفتاب		جون گل خورشید دل اپنا مقابل رہ گیا
رخ سے گر زلفین اوٹھین تو چھوڑی اوسنے نقاب		اک نہ اک پردہ ہمارے اوسکے حائل رہ گیا

بیکس تخلص مرزا محمد باشندہ عظیم آباد ایک رباعی اونکی کہ غالباً میر ماشاء اللہ اور میر انشاء اللہ کی ہجو مین کہی ہو مرقوم ہوتی ہے کیونکہ اور کوئی شعر انکا ملا نہین

ظاہر مین تو ایسے ہین کہ ماشاء اللہ		سب کہتے ہین زیادہ ہونگے انشاء اللہ
باطن مین جو دیکھا اونہین اتنے ہین ہیچ		لاحول ولا قوۃ الا باللہ

بیکل تخلص سید عبد الوہاب دولت آبادی شاگرد میر عبد الولی عزلت مرشد آبادی نواب سراج الدولہ کے ملازمون مین تھے

عالم کو لعل و گوہر و تاج دلوا دیا		اے آسمان بتا تو مجھے تین نے کیا دیا

بیمار تخلص سید زین العابدین باشندہ الہ آباد عدالت الہ آباد مین سررشتہ دار تھے

نقش ہمارا یہ باطل ہی قرار تھا صف		لب نازک کو دبائے ہوئے دندان [illegible]

بیمار تخلص شیخ الٰہی بخش شاگرد غفلت باشندۂ رامپور ملازم نواب محمد سعید خان بہادر والی رامپور صاحب دیوان گزرے بعض صاحب تذکرہ نے انکا نام علی بخش لکھا ہے

کون پرسان ہے حال بسمل کا	خلق منہ دیکھتی ہے قاتل کا
سانس آہستہ لیجیو بیمار	ٹوٹ جائے نہ آبلہ دل کا
تیر قاتل سے سپر شکوہ کمان رکھتے ہین	بیزبان صورت سوفار دہان رکھتے ہین
موت سے بھاگنے لگے بیمار	کیا اوسے تم نے شکستہ پا سمجھے
ہر روز وہ پھر جاتے ہین حد تک مری آکر	کچھ جذب محبت کو لگی ہے نظر ایسی
حال دل بیمار نہین ضبط کے قابل	لیکن وہ زبان مجھکو ہلانے نہین دیتے
یا تو دیا ہے الٰہی دل شیدا اوسکو	وصل معشوق کی یا دلسے تمنا اوٹھ جاے

حرف باے فارسی

پارسا تخلص حافظ منشی فیض پارسا مدرس مدرسۂ دہلی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھے

کوی الفت کے خاکسار ہے دل	مثل آئینہ پاک طینت ہین

پارسا تخلص غلام علی دہلوی وضع رندانہ رکھتے تھے

نام کو پارسا ہون مین لیکن	مست ہون نرگس خماری سے

پاکباز تخلص میر صلاح الدین عرف کمن میان خلف سید شاہ کمال شاگرد مصطفی خان یکرنگ صاحب دیوان گذرے

مجھے صد درد و الم رہتا ہے نت گھیرے ہوے جانا	خبر لیتے نہین کیسے ہو تم بیرحم بے پروا

پدیر تخلص خلف گلزار علی اسیر اکبرآبادی نام انکا معلوم نہوا

دیوانہ اپنے جامہ سے باہر ہین سب پدیر	اب فصل گل ہے چاک گریبان ضرور ہے

پرتو تخلص علی شاہ مرادآبادی تلمیذ قیام الدین علی قائم شاہ عالم بادشاہ

مرے نہیں سے تجھے

آج ثابت نہ رہی دل نہ کوئی جان درست — اوسکے مژگان نے کیے ہیں پرے پیکان درست

پروانہ تخلص محمد بیگ خیر آبادی

قتل کر ہان مت کسو کی قسم — تجھے قاتل مرے لہو کی قسم

پروانہ تخلص کنور جسونت سنگھ عرف کاکاجی خلف راجہ بینی بہادر تخلص شاگرد سرپ سنگھ دیوانہ شعر فارسی بھی کہتے تھے ۱۲۲۸ بارہ سو اٹھائیس ہجری مین انتقال کیا نہایت شکیل جوان تھے بعض تذکرہ والون نے جو آنکو میر حسن اور مصحفی کا شاگرد لکھا ہے اس پر اعتبار نہین دیوان انکا نظر سے گزرا

کیا جانیے ہمدم کہ اوسے دیکھ کے ہم تو — ہر چند سنبھالے رہے پر دل کو غش آیا
آئینہ سان ہے صاحب جوہر کو زنگ غم — اس دور مین کہ عیب ہنر دونون ایک ہین
شدا ہے جامے شرمندہ چشم مست سے تیرے — صراحی بھی خجل ہے اس تری تصویر گردن سے
نسیم آہ نے شاید کسی کہ عشق کی تاثیر — شگفتگی سے ترے غنچہ دہان کو ہے
کہتی ہے عندلیب چمن مین پکار کے — اپنے بھی دن پھرین جو پھرین دن بہار کے
صادق نہ سمجھو اوسکو محبت مین ہے کاذب — جو صبح نمط چاک گریبان نہیں ہے

پری تخلص چمن ریختی گو باشندہ دہلی شاگرد مرزا رحیم الدین حیا

اب کی تو مر دوئے مین دکھا باز پیغا — اسکے تماشے مین خدا جانے کیا ہوئے
ذکو ہی آنا تھا تجھے ماہ صیام مین — در گور مردوئے مرے روزے قضا ہوئے

پریشان تخلص محمد خان باشندہ الہ آباد

مین اوس کان ملاحت کے لیے ہون شور — عجب کیا لمحت دل انکھون سے جو برنمک نکلے

پریشان تخلص عبدالرحیم آئینہ ساز دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

دیتے ہو بوسہ دو نہیں دیتے نہ دو کہیں — اتنی نہیں پسند حیا ان اور چنین سے مجھے

پریشان تخلص منولال برہمن شاگرد شاہ نصیر دہلوی

خوبون کی ادا کونسی کب ناز سے خالی ہے — ہر بات پہ چہرے کی سبب ہر حرف نہال ہے

ہم آئین تو او ٹھ جاؤ غیر آئے تو آ بیٹھو
یہ وضع نئی جانان کیا تمنے نکالی ہے

پریشان تخلص میر محمد واحد دانا پور کے پیرزادے ہین مولوی فکر علی ذاکر سے اصلاح لیتے تھے سبب دنون سے کلکتہ مین بستے ہین شعر خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے عنایت فرمائے تھے

دل بنا ہے سنگ مقناطیس مجھ ناشاد کا
تا نہ طرف غیر جائے تیر اوس صیاد کا

خوب اسے شیخ ریا کار بنا ہے تو بہ
دل مین وہ بت ہے زبان پر ہے الہی توبہ

پریشان تخلص واحد علی ساکن آبادہ

تھا سنگ جو اوس لب کے عدم اور وجود پر
ال خط وہمی فرض کیا لا کے سامنے

پریشان تخلص نیاز علی باشندہ سندیلہ

جہان مین آپ کی شیرین کلامی کا ہوا شہرہ
بلا تشبیہ کہتا ہون تم اپنے دم سے عیسیٰ ہو

پناہ تخلص محمد پناہ نور باف دہلوی مرید حضرت شاہ آفاق قدس سرہ تیس برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

موسے کو نظر طور پر آیا تھا وگرنہ
دیکھا تو ہر اک سنگ مین وہ ایک شرر تھا

پورن تخلص پورن سنگہ کایتھ دہلوی شاگرد سعادت یار خان رنگین سنسکرت اور طب بہت ہندی مین اچھا دخل رکھتے تھے سترہ اٹھارہ برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

ہم نام رہائی سے بیزار ہین ہمدم
دل چاہ زنخدان مین ہے جب سے اسیر تھا

پیام تخلص مولوی امین اللہ دہلوی مصنف عربی رسالہ فرضیت جہاد

جب کہ اپنی خبر نہ ہو اوس کو
اوسکو اور دوسرونکی کیا خبر ہو وے

پھونکتا ہے مجھی کو نالۂ دل
یار مین بھی تو کچھ اثر ہو وے

پیام تخلص مرزا حیدر بیگ دہلوی

انس تاثیر سے اپنے کیا کچھ نہ کچھ اثر
دل پوچھتا تھا میری گلی کا نشان وہ شوخ

ہر جا سے بھی کوئی تو نہ تاسف ہوا اوسے
یاد آ گیا شب آن سے کس سنگدل کے ساتھ

پیام تخلص شرف الدین علی خان اکبرآبادی شعر فارسی خوب کہتے تھے محمد شاہ کے عہد مین تھے

بات منصور کو فضولی سے ہے ۔ ورنہ عاشق کو راہ سولی ہے

پیر تخلص مہاراج سنگہ برہمن خوشنویس باشندۂ متھرا مقیم دہلی جوانی مین اپنا تخلص کرتے تھے

رات دن کام ہے ترا مشغلۂ آرائش زلف ۔ اس سے کیا تجھ کو جو ہے حال پریشان میرا

پیرا تخلص و نام ایک سقۂ دہلوی کا ہے وہ اپنے کو محرم کا شاگرد کہتا تھا

شوق گریہ کو کمو روئیے کس پاس کہ اب ۔ نام کو بھی نہ رہا آنکھ مین قطرہ باقی

پیک تخلص کرم اللہ چوبدار دہلوی نامہ بری کرتا تھا

شوق سے جب کہ مین آتا ہون تری کوچہ مین ۔ مجھ سے لیتی ہے صبا تیزی رفتار کو دام

حرف تای فوقانی

تاب تخلص میر محبت علی باشندۂ پانی پت مقیم دہلی موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے

مین تو تھا عاقل زمانہ کا پر الفت کے طفیل ۔ کوئی سودائی کہے ہے کوئی دیوانہ مجھے

تاب تخلص مرزا الطاف اشرف دہلوی خلف شاہزادۂ امداد بخت بہادر

دیا ہے ہمنے دل ای تاب کس بے مہر کو دیکھو ۔ کہ پروانہ ہوا اوسکو اور اوس پر اپنا دم نکلے

تاب تخلص مہتاب رای وطن انکا کشمیر مولد و منشا دہلی

غم ہو نہ ہمیشہ سے تمھارے اگر ایسی ۔ تو کاہکو بنتی مرے اے شنگر ایسی
یا تنگ نکر ناصح نادان سمجھے اتنا ۔ پاویں گے دکھا دے دہان ایسا کمر ایسی

تابان تخلص میر عبد الحی دہلوی شاگرد مرزا سودا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد مین تھے جمال پری تمثال پر اونکے ایک جہان دیوانہ و عاشق زار تھا شرع جوانی مین انتقال کیا صاحب دیوان گذرے

اوڑا دے صبا خاک میری اگر تو ✦ تو کوچے مین اوس بیوفا کے اوڑا
کس کس طرح کی دل مین گزرتی ہین حسرتین ✦ ہے وصل سے زیادہ مزا انتظار کا
ہاتھ مین اوسکے ہاتھ تھا ہیہات ✦ دل مرا گم ہوا ہے ہاتھون ہاتھ
لے دل کی خبر چشم مری یار کی کیونکر ✦ بیمار عیادت کرے بیمار کی کیونکر
دیکھ قاصد کو مرے یار نے پوچھا تابان ✦ کیا مرے ہجر مین جیتا ہے وہ غمناک ہنوز
غم وصل مین ہے ہجر کا ہجران مین وصل کا ✦ ہرگز کسی طرح مجھے آرام ہی نہین
انجان ہو تو اوس سے کوئی درد دل کہے ✦ جو جانتا ہو اوسکو مین آگاہ کیا کرون
ملا یا خاک مین گھر کو گگن کا ہائے خسرو نے ✦ یہ کیا بات آگئی اوس خان ویران باد دل مین
ظالم وفا کا میرے جو لیتا ہے تو حساب ✦ اپنے جفا و ظلم کا بھی کچھ شمار ہے
کس سے فریاد کرین یہ کہ وہ ہرجائی ہے ✦ آہ اس بات مین تو میری بھی رسوائی ہے
تیرے ابرو سے مرا دل نہ چھٹے گا ہرگز ✦ گوشت ناخن سے کہو کہان کہ جدا ہوتا ہے

تابش تخلص محمد جعفر باشندۂ الہ آباد مقیم دہلی ترک علائق کرکے گوشہ نشینی اختیار کی تھی

کبھی بن بادہ رہ نہین سکتے ✦ تو یہ کچھ ہم گنہگار نہین ✦
دل مین خوش ہین عدو پرے تابش ✦ وہ ستمگر کسی کا یار نہین ✦

تاثیر تخلص حافظ محمد حسین دہلوی تلمیذ خدا بخش خان تنویر

وہ ہوا پاس تو قابو مین دل اپنا نہ رہا ✦ ہائے مطلب تو ہوا حسب تمنا نہ ہوا
بیمار کیا اور بھی اس کم نظری نے ✦ ظالم ہمین مارا ترے بیدادگری نے

تاثیر تخلص لالہ کنھیا لال ولد کمل کشن فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

سکھلائی اوسکی چشم مرے سامنے رقیب ✦ اللہ خشک ہو صفت پشت خار باغ

تارک تخلص حاجی میر بقاء اللہ دہلوی جو چوتھی بار کے سفر حجاز مین انتقال کیا

مین وحشی ہون کہون قسمت کل آج تارک ✦ جب نکلتا ہون تو کوسون ہی چلا جاتا ہون

تسلیم تخلص یوسف علی دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

ہے رشک کی خوبی کہ ترے کوچہ کی جانب   گر خضر کو بھی کہیے تو رہبر نہین ہوتا

غصہ اوٹھا اوٹھا کے یون ہی بار بار کے   اے دل مزاج تو نے بگاڑا ہے یار کا

اضطراب دل سے کہتے ہین تپش نے جان کے   روز کے جھگڑون سے چھوٹا مر گیا اچھا ہوا

بے طرح پھنس گیا ہے مصیبت مین ہم ہو   آتا ہے رحم اس دل ناکردہ کار پر

دل کھینچتے ہین اور کسیکو خبر نہین   کرتے ہین کام تیری نگاہین نقاب مین

تجرد تخلص میر عبد اللہ دکھنی شاگرد عبد الولی عزلت

اوس رخ مین لطف ہے سو ملک کو خبر نہین   خورشید کیا ہے اوسکی فلک کو خبر نہین

تجلی تخلص میر حسن عرف میر حاجی دہلوی خلف میر محمد حسین کلیم شاگرد و خواہرزادہ میر تقی میر بڑے ظریف تھے لیلی مجنون کا قصہ ریختہ مین نظم کیا ہے دیوان انکا نظر سے گذرا

تر دامن آگیا مین جو روز حساب مین   کہنے لگے بٹھاؤ اسے آفتاب مین

جب رات تھی دراز ملاقات کم ہوئی   ملنے کے دن جو آئے تو اب رات کم ہوئی

نکلتے ہین دُر دندان مژہ رونے پہ ہنستا ہی   ادھر بجلی چمکتی ہے اودھر مینہ برستا ہے

ہم زیر خاک لیکے جو یہ چشم تر گئے   اندھے کنوئین بھی جتنے تھے پانی سے بھر گئے

لوگ اوسکی تو جفاؤن کی خبر کہتے نہین   بے وفا مجھکو ہے کم ملنے سے ٹھہرانے لگے

حال تیرا اوسنے کیا کہتا تجلی مین بھلا   وہ تو تیرے نام ہی کو سن کے شرمانے لگے

تجلی تخلص سلطے جی شاگرد منشی مینڈو لال زار

مختار ہے وہ چاہے مجھے دیکھے نہ دیکھے   آنکھ اپنی تو اوس رونق محفل سے لگی ہے

تجلی تخلص شاہ تجلی حیدر آبادی

دامن کا عکس کسکے پڑا ہے کہ آج تک   پھیلا رہا ہے سرو لب جوئبار ہاتھ

تجمل تخلص نواب شاہ مرزا لکھنوی

صیاد نے سنایا ہے بلبل کو قید مین   چھوٹے یہ دیکھیے قفس آہنین سے کب

آئینہ رو تمام فقط دیکھنے کے ہین   امید ہے وفا کی بتان حسین سے کب

تجمل تخلص محمد حلیم شاگرد جرات

کتاب نقشِ فریاد و دفتر مجنون	یہ دو ورق ہیں مرے عشق کی کہانی کے

تحمّل تخلص حکیم محمد رسول خان باشندۂ دہلی خلف نواب غلام رسول خان شاگرد آغا جان عیش

بعد فنا جنازے پر آیا نہ جائے گا	اوس سے تو حال میں بھی ملایا نہ جائے گا
سوزِ درون یہی ہے تو اوس نازنین کو ہائے	چھاتی سے وصل میں بھی لگایا نہ جائے گا

تحسین تخلص محمد حسین خان صاحب مطبع مصطفائی دہلی

آزردہ ہوا اوسکو مگر عشق بتان کا	بیطور ہے نقشہ دلِ بے تاب و توان کا
جب بت سے نہ رسائی ہوئی تو بتخانہ میں کیا کام	تحسین چلو کعبہ کو جھگڑا ہے کہان کا
تحسین اونکو دیکھنے جاتے تو ہو مگر	ایسا نہ ہو کہ جان کو وہی پھر عذاب ہو
ہوئے ذلیل تو عزت کی جستجو کیا ہے	کیا جو عشق تو پھر پاس آبرو کیا ہے

تحسین تخلص سید حیدر علی باشندۂ الہ آباد توکل اختیار کیا تھا

ہم تم پہ اے بتان دلِ آزار زار ہین	لیکن ہزار حیف کہ اغیار یار ہین

تحسین تخلص علی مولا خان باشندۂ شاہجہان پور

کیا لکھین اور ذرا غور کرین آپ اسے	ڈرتے ڈرتے یہ لکھا ہے کہ پڑھین آپ اسے

تحیّر تخلص غلام مصطفےٰ خلف مولانا رفیع الدین دہلوی شاگرد شاہ اللہ خان فراق
برخلاف خاندان علم رسمی سے بہرہ ور نہ تھے

فکر اطفال کو ہے سنگ اوٹھانے کی	آمد آمد ہوئی شاید ترے دیوانے کی

تحیّر تخلص مرزا احمد بیگ ولد مرزا رستم بیگ خراسانی مقیم لکھنؤ شاگرد دبیر کلکتہ میں بھی
آئے تھے راقم نے اونکو ٹالی گنج کے مشاعرہ میں دیکھا ہے صاحب دیوان ہیں اونکا
سارا کلام اسی طرز پر ہے

سنگار مرگ ہوئی ہے فراق یار میں روح	پھڑک رہی ہے بہت دام انتظار میں روح
کلیوں کی بو سے بسی رہتی ہے بہار میں روح	لہو کو عطر بناتی ہے جسم زار میں روح
اوسکے تبرکے مجھے بوئے گل نے صید کیا	رہی خزان میں سلامت گئی بہار میں روح
سر دان ہے آنسو اونکو ساتھ جان بھی اے دل	سفر تراپی کا کرتی ہے ہجر یار میں روح

تسکین تخلص میر سعادت علی مرحوم برادرزادہ میر علی حامد دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد احمد علی رسا و فخر الدین منت

دل بیتاب کو میرے نہ کبھی ہو تسکین
کہکے تسکین جو مجھے آپ لگا رکھتے ہین

ہر دم کرے ہی یہ دل کا رشان بغل مین
ہے وہ مثل مطابق دشمن کہان بغل مین

تسکین تخلص گنگا داس پنڈت

عقل و خرد و طاقت اور صبر و شکیبائی
جب سامنے وہ آیا ہم سب یہ لٹا بیٹھے

تسکین تخلص میر حسین دہلوی شاگرد شاہ نصیر و مومن خان میر حیدر قاتل وزیر فرخ سیر کی اولاد مین تھے ۱۲۶۸ بارہ سو اٹھسٹھہ ہجری مین انتقال کیا اشعار انکے نمکین ہوتے ہین

ہر صبح وہ ڈھونڈھے ہے کوئی تازہ خریدار
صورت مری ہر روز بدل جائے تو اچھا

تہمت تو دیکھ جتنے کیے شکوے ہجر کے
اون کو گمان رہا گلہ روزگار کا

خوبصورت نہ ہو کوئی تو نہ ہو بدنامی
سچ تو یہ ہے کہ برا ہوتا ہے اچھا ہونا

کہتے ہین رنجش بیجا ہر مین مزا آتا ہے
یون ہی تم مجھسے خفا ہو کے ذرا بن جانا

یہان آنے سے سوا اسکے جلاتا ہی ہمارے
عاشق تو نہین ہے کہین دربان تمھارا

ہزارون مر گئے دیکھا جو عالم سوگ مین اوسکا
لباس آیا تھا وہ کافر پہنکر میرے ماتم کا

جیب لگی مجھکو تو چرچا یہی پھر دہان ہوگا
راز اپنا نہ خموشی سے بھی پنہان ہوگا

آج جو عرش پہ ہے اپنا دماغ اے ظالم
کوئی دشمن تری نظرون سے گرا ہووےگا

دیکھیو تو لے ہی جان ملک الموت کسطرح
تم وقت مرگ پاس سے اوٹھنا فدا نہین

یہان انتظار ہی مین کٹی مجھکو ساری رات
وہان وعدہ کیا کیا تھا اونہین یاد ہی نہین

یہ تو سچ ہے کہ جو تم چاہو کے کر گزرو گے
پر یہ ممکن نہین ہم پر کبھی بیداد نہ ہو

دیکھتے ہی شوق نے ایسا کیا بے اختیار
حال دل کہنے لگے ہم یار کی تصویر سے

جو وعدہ دیدے وعدہ ہے محشر مین جلوہ فرما ہین
نہین ہے ضعف سے انبوہ مین گذر مجھسے

دل لگے لیتے ہی چلی جان یہ جلدی کہ نہ پوچھ
صبر بھی چند قدم پیچھے رہا جاتا ہے

کر سکے دفن نہ اوس کوچے مین احباب مجھے — خاک مین دل کی کدورت نے دبا دیا اب مجھے

نام تسکین اور یہ مضمون تپش نازیبا — تھا تخلص جو سزاوار تو بیتاب مجھے

تسلی تخلص لالہ ٹیکارام ولد بخشی گوپال راے برادر خورد بھولا ناتھ بخشی وزیر الممالک وطن انکا اٹاوہ مولد لکھنؤ فارسی مین مرزا فاخر مکین سے اور ریختہ مین مصحفی سے اصلاح لیتے تھے

دیکھیے سمان جو اس مژۂ اشکبار کا — ہو جاے شق جگر رگ ابر بہار کا

کیا منھ جو بچھے کوئی ترے تیر کے منہ پر — یہ ہم تھے گلا رکھدیا شمشیر کے منہ پر

گو دل مین خفا ہے تو پر اس بات کو نادان — کہہ بیٹھیو مت عاشق دلگیر کے منہ پر

اب بھی اس نیم جان مین کچھ ہے — فائدہ امتحان مین کچھ ہے

تسلی تخلص میر شجاعت علی دہلوی شاگرد نصیر دہلوی آخر ایام مین ترک علائق کیا تھا

مجھے بدنام عبث لوگ اوسے کرتے ہین — ہمنشین وہ تو مرے پاس نہ آیا نہ گیا

مین نے ہاتھ اوسکا جو ابرو کو لگایا تو کہا — ہے سزا تیری کہ کاٹون تیرے شمشیر سے ہاتھ

تسلیم تخلص شیخ مہدی بخش ساکن سارن عرف چھپرہ شاگرد الفت حسین فریاد دیوان انکا نظر سے گزرا

نہین وہ دل ہمارا توڑتے ہین — طلسم راز اپنا توڑتے ہین

ہمارے داغ دل اور چشم گریان دیکھتے جاؤ — چمن کی سیر کر لو ابر باران دیکھتے جاؤ

تسلیم تخلص شیخ امیر اللہ ولد مولوی عبد الصمد فیض آبادی شاگرد نسیم دہلوی شعر اچھا کہتے ہین صاحب دیوان و مثنوی نالۂ تسلیم و مثنوی دل و جان ہین مثنوی انکی نظر سے گذری

کہا چھپے اللہ سے تسلیم راز نیک و بد — ہر بشر کے ساتھ یک جاسوس ہے چھوڑا ہوا

نہین معلوم بگڑی آج کس سے — مزا ہے دشمنی مین دوستی کا

عجب خلل ہے فلک مائل زمین دشمن — مرا جہان مین کوئی نہین کا

ہمین عاشق اپنے مطلب کی کہین بیچے | تمنا کیا ہمارے مدعا کیا
ہاسے کب تک نہ مین کھبرو نکلا اے دستِ جنون | ابتو دامن بھی نہین ہے کہ بہل جاؤ نگا
اک دورِ سرسری مین نہ گل ہے نہ چمن | پھولی ہوئی ہے کس پہ نسیم بہار تو
اتنے صدمے دیئے کہ آخر کو | ہاتھ اوٹھانا پڑا دعا کے لئے
ہیجان شبِ فراق کا صدمہ نہ پوچھیے | وہ حال تھا کہ موت بھی بالین سے ٹل گئی

تسلیم تخلص ناتم خان باشندہ قریہ ام پور شاگرد الہی بخش ہما ۔

کچھ اوسکے اَحق مین سلے ہونگے وہ لب پیکوتنا | یہ بات کیا ہے کہ تسلیم بے سبب بھکا
پہنچے اسے غنچۂ گل منہ تو ذرا ہنوا لے | کچھ تو پہرہ ہن یار سے نسبت پیدا

تسلیم تخلص دیبی پرشاد بن سلی دہور ام شاگرد اسمعیل حسین منیر

ہیمار محبت کو شفا ہو نہین سکتی | اچھا یہ مرض ہے کہ دوا ہو نہین سکتی

تشنہ تخلص محمد علی دہلوی شاگرد آغا جان عیش و محمد ابراہیم ذوق وارستہ مزاج درویش وضع ہین

الہی خیر کچھ بدخبر سننے مین آتی ہے | جو آتا ہے وہ کہتا ہے تمہارا ذکر کرتا ہین
تمہاری ہم کو خبر کیا کہ ایک مدت سے | یہ بیخبر ہین کہ اپنی خبر نہین رکھتے

تشہیر تخلص مرزا مغل بیگ دہلوی شاگرد غلام مولا عرف مولائی بخش قلق

کیا خاک نشیمن کوئی گلشن مین بنائے | گل نوش ہین اگر ہمسے تو صیاد غضب ہے

تصدق تخلص تصدق حسین خان ولد قاسم علی خان لکھنوی شاگرد محمد بخش تہید

بس ہاری سے ہی ختم مرے گلعذار پر | پہنی جو ہو چکی ہو کبھین بہاری کلائیان

تصور تخلص ذکی الدولہ میر تصور علی دار وغہ خلف میر مقصود علی خان باشندۂ بنارس مقیم لکھنؤ صاحب دیوان فارسی و ریختہ و ریختی ہین

کسلئے روتے ہین میرے حال پر سب گہ شہ پوش | اور کرتی ہے سہہ سبت ہنجیر شعوں کا کین

تصور تخلص میر احسان حسین باشندۂ قصبہ نگوڑا خلف سید حید حسین شاگرد محمد بخش جرات امام زید شہید رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھے بعض صاحب تذکرہ

اسکے والد سید حمید حسین کا تخلص تصور لکھا ہے

شب ہم جو ذکر ہجران وصل مین بند ہونے لگے
وہ ادھر رونے لگے اور ہم ادھر رونے لگے

رونا کوئی سو قوف کرین ہین مری آنکھین
جب تلک نہ تسلی کو دل آئے جگر آئے

تصویر گرم جوشی یار کی مجھکو دلاتی ہے
محبت گرمی کا ہونا سینہ پرسنی کی علامت ہے

دیکھے جو تری چشم سیہ مست کو اک بار
پھر حشر تلک وہ کبھی ہشیار نہ ہووے

تصویر تخلص نبی بخش دہلوی نواسہ شاہ نصیر دہلوی عین جوانی مین انتقال کیا

اوسکے خیال زلف مین کچھ سوجھتا نہین
آنکھون مین اپنی دن شب دیجور ہو گیا

خواب کا بس کیا چلے اس دیدہ بیدار پر
چور کو آتی نہین دیکھا کبھی ہشیار پر

آبلون نے پاؤن کے پانی پھرایا اسقدر
تشنگی سے پڑ گئے کانٹے زبان خار پر

تصویر تخلص ہنّا باشندہ دہلی تنگی زمانہ سے پیشۂ نیچہ بندی کو اختیار کیا تھا باوجودیکہ امی تھا مگر طبیعت نہایت عالی پائی تھی

بات بھی کچھ کی تو اوسنے ذکر دشمن کا کیا
واے قسمت وہ کھلا بھی ہم سے تو کیونکر کھلا

فدا تا آشنائی پر تو ہین لاکھون دل وجان سے
اگر وہ بت کسی کا آشنا ہوتا تو کیا ہوتا

مگر آج بھی نزاکت آنے تمھین نہ دیتی
کچھ اور تھا ارادہ یہان جان ناتوان کا

صبر اوس پر اس ہمارے حسرت دیدار کا
بند جسنے کر دیا روزن تری دیوار کا

مین بارہا تمھاری دوستی کی ان نگاہ ہو چکا
مجھے بھی یون ہی دیکھو دیکھتے ہو جیسے دشمن کا

مجھسے کیا پوچھتے ہو قتل سبب دلدار نے کیا
سنتے جبا لکھا تھا سو یہ فتنہ و شر اوسکا ہے

رہا ہووے یہ بھی ہم تو رہے قفس ہی کو گرد
کہان وہ جائین کہ جو بال و پر نہین رکھتے

یہ بھی کوئی ہنسی ہے کہ رخصت کا لیکے نام
سو بار اٹھے بیٹھے مجھے تم ہنسا چکے

بھر آتا ہے جی تصویر سن کر تری باتین
لگایا تونے اے کمبخت دل کس کی فسانے پر

کیا پوچھتے ہو خاک مین کسنے رلا دیا
جو کچھ کیا سو اپنے دل کے غبار نے

آج کی شب نہ خفا ہو ترے قربان مجھسے
کل تو ویسی ہی ہوگی ہوا شب ہجران مجھسے

کون موسی تھا کہان طور سے غش آیا
ایک یہ بھی تھی مری جان شرارت تیری

تصویر تخلص شاہ جواد علی مرشد آبادی درویش تھے

ایک جھمکا ہے خدا کے نور کا	قد و قامت اوس بت مغرور کا

تعشق تخلص حکیم سید محمد دہلوی شاگرد مرزا میر قدرت اللہ خان قاسم دہلی کی انگریزی مدرسہ کی مدرس تھے بعض صاحب تذکرہ نے اکو عزت اللہ خان عشق خلف قدرت اللہ خان قاسم کا شاگرد لکہا ہے

کچھ وہ آتا نظر نہین آتا	وعدہ شام تو کیا ہے وے
بارے کہ اب تو ہوا خوش دل محزون تیرا	سامنے دیکھو آتا ہے تعشق وہ کون
شدا سنتے رہے یون ہی کہ شب آیا سحر آیا	ہوا ہے بیان شکن وعدہ یہ کس بن میرے گھر آیا
تیرے بن نیند کس کو آتی ہے	خواب مین تجھکو دیکھیے کیونکر
کچھ چھپکے چھپکے کہنا اوسکا لب و دہن سے	ہوتے ہین ٹکڑے ٹکڑے آتا ہی یاد جسدم
موتیون کی سی آبداری ہے	چشم بد دور میرے اشکون مین

تعشق تخلص سید مرزا ولد و شاگرد مرزا انس باشندۂ لکھنؤ صاحب دیوان ہین

کھینچ لاتی ہے اونہین یاس وفاداری دل	اپنے کشتون کی لحد پر کبھی آجاتے ہین

تقی تخلص محمد تقی خان ولد بہادر خان لکھنوی مقیم کانپور شاگرد محمد رضا سحر و خواجہ وزیر

فاش آنکھون نے آخر کیا پردہ گر دل	خون رونے سے سب راز نہان ہو گیا ظاہر
شیشہ ساغر کو لگی درد ہوا آنکھون بین	شیشہ ٹوٹا تو برا ابتر ہے مرا دل ٹوٹا

تقی تخلص سید محمد تقی میر محمد علیم کے مریدون مین تھے تعلّی کرتے تھے

تب سے جہان مین حسن کا بازار گرم ہے	یاد کسی کی جب سے وہ خونخوار گرم ہے

تمکین تخلص صلاح الدین دہلوی آزادانہ وضع رکھتے تھے اور اہل دنیا سے نہین ملتے تھے

مجھکو دیوانہ کیا تجھکو پریزاد کیا	حق اللہ حسن کو جس روز کہ ایجاد کیا

تمکین تخلص بخت مل پنڈت شاگرد لچھمی رام پنڈت فدا تخلص

مشتاق قد موزون سے ہر خار بیابان ۔۔۔ لائی ہے دلا یہ تری شوریدہ سری رنگ

تمکین تخلص میر سعادت علی باشندۂ عظیم آباد مقیم دہلی

نام تمکین ہو تو کیا ہمدم ۔۔۔ رات دن بیقرار رہتا ہون
مہر و الفت کا ثمر ہے مہر و الفت دیکھنا ۔۔۔ پر محبت سے مری تم اور دشمن ہو گئے

تمکین تخلص مولوی غلام بتول خان صدر امین ضلع بیربہوم خلف مولوی غلام رسول خان بہادر متخلص بہ تحسین صدر الصدور ڈھاکہ باشندۂ ضلع میدنی پور بڑے ظریف اور رسم کے دوستون مین مین نا بیشتر ریختی کہتے ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

سنترانی کے سوا اوسکی زبان پر کچھ نہین ۔۔۔ اوس ستمگر نے سنا ہے جب سے قصہ طور کا
کوی جانان کم نہین کعبہ سے عاشق کے لیے ۔۔۔ دیر حق سے کم نہین دیر رخ نیکوی دوست
لاف کرتی ہے اب اوس چشم سے بیجا نرگس ۔۔۔ کھیئے اون آنکھون کے آگے ہی بھلا کیا نرگس
مہربان ہم پہ بھی وہ اور جفا کار بھی ہے ۔۔۔ لطف اور پیار بھی ہے نقشہ و تکرار بھی ہے

تمنا تخلص مرزا مغل جان مصاحب راجہ بلوان سنگہ مقیم آگرہ شاگرد حاتم علی مہر

بغل مین سیکشون کے ہین شرابون کے شیشے ۔۔۔ لیے بیٹھے ہین پریون کو یہان مہجور اپلوں
جام سفال جلوۂ مے سے دمک گئے ۔۔۔ پرتو سے آفتاب کے ذرے چمک گئے

تمنا تخلص عباس علی خان دہلوی سپاہی پیشہ تھے

کیا بات کہون ہمدم اوس نرگس شہلا کے ۔۔۔ اک چشم کی گردش نے جسکی پہ خرابی کی

تمنا تخلص محمد اسحاق دہلوی متوطن گجرات مرزا حاجی کی سرکار مین مختار اور بڑے عاشق مزاج تھے اور ہمیشہ اپنی اوقات نازنینون مین بسر کرتے تھے

جسکے غم مین ہم کبھی آرام سے واقف نہین ۔۔۔ کیا غضب ہے وہ ہمارے نام سے واقف نہین
تڑپ اٹھے ہے گر کوئی خستہ جان زمین کے تلے ۔۔۔ اوٹھے ہے زلزلہ ہر زمان زمین کے تلے

تمنا تخلص مرزا غیاث الدین خلف شاہزادہ شمس الدین دہلوی شاگرد قطب الدین مشیر

شیفتہ بانداولد میر الٰہی بخش رئیس میرٹھ شاگرد مرزا حاتم علی بیگ مہر

مشتاق ہون اسلیے کف افسوس رات دن ... ہین دست نگرین و مرو لیا کر ہاتھ

تنہا تخلص محمد عیسے دہلوی مقیم لکھنو شاگرد مصحفی

افسوس کی جگہ ہے یہ تنہا کہ بعث کب ... ہاتھ اوسکا آکے میرے کئی بار ہاتھ مین
تم کے بموجب پڑتے نہین بسمل تیرے ... آب خنجر ہے یہ رہ رہ کے فرا لیتے ہین
مین جو رو تھا تو منا کر وہ مجھے یون بولا ... کہیے کیا کرتے جو تم کو نہ مناتا کوئی
غیر سے شکوہ مرا بس دیکھی دانائی تری ... مین ہوا رسوا تو کیا ہوگی نہ رسوائی تری

تنہا تخلص ایک شخص معروف بہ آکا باشندہ دہلی کا تھا قوم قصاب سے تھا

اب نامہ بر بنا نکلے ناصح کو جی مین ہے ... معقول آدمی تو کوئی ہو جواب کو

تنہا تخلص عوض علی خوشنویس

تنہا ہی پیغام وقت نزع تنہا یار سے ... اب قیامت پر ہمارا وعدۂ دیدار ہے

تنہا تخلص شاہ وحید

دست جنون سے کرنا ٹکڑے اسے بجا تھا ... کیون پیرہن ہمارے ناحق گلے پڑا تھا

توانا تخلص سید اکرام علی خلف سید سبحان علی باشندۂ فتح پور ہنسوا شاگرد شیخ امام بخش ناسخ
عاشق و ناسخ پہلے ناتوان تخلص کرتے تھے صاحب دیوان گزرے

قرب اعلیٰ سے حصول رفعت اسفل کو نہ ہو ... گل کو سب رکھتے ہین سر پر کاہ گلشن زیر پا
واسطے رتبہ کے ہم جنسی نہین ہرگز مفید ... غیر بت ہر سنگ رکھتے ہین برہمن زیر پا

توفیق تخلص میر توفیق علی باشندۂ آگرہ مقیم دہلی زبان بھاکھا مین کمال رکھتے تھے بہت
دوہرے اور کبت اونکے یادگار ہین

دشمنون سے آہ بے مہری کا کیا تجھ سے گلہ ... دوست ہو نا آشنا ہی بیوفا بے دید ہے

توقیر تخلص لالہ ہر نراین داس ولد لالہ بھول چند فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

غش ہوا جبنے تری مہندی کی رنگت دیکھی ... شعلۂ طور بنا رنگ حنا ہاتھون مین

توقیر تخلص شیخ احسان اللہ ولد شیخ محمد رضا ابن غلام سرور بجنوری مصنف قافیہ

مقیم لکھنؤ صاحب دیوان ہین

ہو چکا جس سے فیصلہ دل کا دیکھیے کبھی فتح ہوتی ہے	اب ہے اوس سے معاملہ دل کا عشق سے ہے مقابلہ دل کا

توقیر تخلص عبد القادر پنجابی مقیم دہلی دس گیارہ برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

استفسار نامہ بر مین اسقدر مدہوش ہون زخمی تری نگاہ کے آخر کو مر گئے ہم تو خاطر سے تری غیر کی بھی تعظیم دین	جان تن مین آگئی پیک قضا کو دیکھ کر کہ کہے ہای ہای جگر ہای ہای دل رشک پر کہتا ہے جی جو اپنی یہ عادت نہین

تہور تخلص مرزا غلام فخر الدین برادر حقیقی مرزا قادر بخش صابر شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان و مومن خان دہلوی مین شباب مین انتقال کیا

سنتے ہی نام غیر تہور بھی ہے غضب لے آئے ذرا خط کا جواب اوس گلی سے ناصحا پند نصیحت تو نکر محفل مین اب ہی کیا باقی جو ہو کاوش تری دست جنون	اوس جنگجو سے لڑنے کو تیار ہو گیا افسوس کہ قاصد سے اب آنا نہین ہوتا کہ مرے ساتھ کوئی اور بھی رسوا ہوگا چاک داماں ہو گیا ٹکڑے گریبان ہو گیا

تیمور تخلص مرزا سعادت سلطان دہلوی خلف شاہزادہ قادر بخش موزون شاگرد مرزا قادر بخش صابر و حافظ عبد الرحمن خان احسان

اسقدر سادہ مزاجی پہ بھی مرتے ہین ہزارون ضبط نالہ کیا تو جان گئے	اللہ رے عالم ترے بے ساختہ پن کا اپنا گویا مین آپ قائل ہون

حرف تاے مثلثہ

ثابت تخلص شجاعت اللہ خان لکھنوی شاگرد حسرت

آتے ہو تم تو دن مین کئی بار اسطرف	پر دیکھتے نہین کبھی اسنے ادھر اسطرف

ثابت تخلص صالت خان افغان مقیم عظیم آباد شاگرد مرزا محمد فدوی

وقت مرنے کے مرے پاس وہ موجود تھا	اپنے ہی پاؤن کا زبان اپنے تئین سودا

ثابت تخلص مرزا معز الدین بہادر خلف شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبدالرحمن خان احسان

سحر ہونے کے دم تڑکے سے ہارا ہی بدن ٹھنڈا
کہ تیرا ہار موتی کا ہوا اے سیم تن ٹھنڈا

خوبرو تیری نہین ہے کچھ فقط گندم رنگ خوب
رنگ پر ہی کاکل دھوان بالبلا رہا خوب

ناتوانی سے یہ حالت ہے کہ جاتا ہون کہین
اور اوڑا اُسکے لیے جاتی ہے ہوا اور طرف

گرم اک بات کسی سے نہ سنی تھی ثابت
اب سنائے ہین انھا مجھے میرے مقدر لاکھون

ثابت تخلص شیخ ثابت علی ولد شیخ محمد علی ملازم راجہ بھرت پور

اُسکے کی کسی کی کیا سُنی ہے
جان کب یہ ٹھہرتی ہے اگر

کہتے ہین وہ بے وفا اب آیا
کہنے ہی کی بات ہے سُنا کر

ثابت کا ہے حال غیر کل سے
تم بھی اوسے دیکھ او جا کر

ثاقب تخلص میر شہاب الدین مقیم دہلی شاگرد خان آرزو

ثاقب کی نعش اوپر قاتل نے آکے پوچھا
کسکا ہے یہ جنازہ یہ کون مر گیا ہے

ثاقب تخلص شاہ شمس الدین دہلوی شاگرد شاہ مبارک آبرو دانا آزادانہ وضع رکھتے تھے

مرے ادب نے رکھا مجھکو یہان تلک محروم
کہ بعد مرگ بھی دامن تلک لہو نہ اڑا

ثاقب تخلص مرزا مہدی ولد مرزا انور علی بیگ استاد نواب محسن الدولہ باشندہ لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان گذرے

کسنے بوسے لیے کیون آج ہو مرجھائے ہوئے
گل افسردہ کی صورت ہے تمھارا عارض

مدح تیرے حسن کی کرتی زبان حال سے
رکھتی گویائی اگر تصویر پشت آئینہ

نہ کیونکر صاف ہون بعد شہادت مین جگر سے
غبار دل مرا قاتل نے دھویا آب خنجر سے

قیامت قامت دلدار کے مضمون لکھے ہین
نہین کم آفتابی دائرے خورشید محشر سے

ثاقب تخلص نواب شہاب الدین احمد خان آنریری مجسٹریٹ شہر دہلی خلف الرشید نواب ضیاء الدین خان بہادر رئیس لوہارو شاگرد مرزا اسد اللہ خان غالب اشعار صاف عاشقانہ خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

ہر شخص کا دل شہر مین پنہاں تھا جو شہر تو
اوس شہر مین کہتے تھے اسے باعث لطف وفا
کیون وعدہ کرو بے خبر آ جاؤ کسی وقت
گھر بیابان مین بنایا نہین ہم نے لیکن
دی جگہ دیر مین نہ تب کو سمجھکر ہم کیش
لاتے زبان کو کام مین کرتے وہ جب بات
رکھا ہے خوب ناقہ و محمل کے بیچ مین
سمجھے ہوئے تھے قبر کو ہم کنج عافیت
گرمی مین دل کو کنول کے بند قبا کہا
جو اس سے پہلے تھا یہ وہی خاکدان ہے
کیون ویسے آدمی نہین آتے بروی کار
سیمرغ و زال و رستم و برزو کدھر گئے
اسفندیار و ناموران جا سب کیا ہوئے
دیکھا ہے کس نے موسی و فرعون کو مین
نے بت گری نہ بت شکنی قصہ مختصر
مین ظلم و معدلت کی حکایات اور بس
ضرب المثل ہے لیلی و مجنون کا حسن و عشق
کیا کر رہا ہون مین کہ یہ ہے اور وہ نہین
نفی وجود غیر ہے تا قب طریق حق
ہم قوت جذب دل دکھائین
کیا چیر کے سینہ دل دکھائین
آتے نہین یہان اگر نہ آئین
اے محبت کہان تلک تیرا

پوچھے کوئی کیون اور سے رستا ترے گھر کا
بچپن کا ہے یہ نام مرے وہ تو ترے کا
ہون وصل کا خواہان نہین مشتاق خبر کا
جسکو گھر سمجھے ہوئے تھے وہ بیابان نکلا
وہ عدوئے بت و بتخانہ مسلمان نکلا
مجبور ہو گئی کہ سر سے وہان نہ تھا
اے چرخ پیر قیس کوئی ساربان نہ تھا
دیکھا تو یہان بھی امن و امان کا نشان نہ تھا
شکر خدا کہ تا قب آشفتہ یہان نہ تھا
یارب وہ خاکیون کی کرامت کہان ہے اب
آخر وہی زمین ہے وہی آسمان ہے اب
کہنے کو ایک ہوش فزا داستان ہے اب
سننے کو ایک تذکرہ ہفت خوان ہے اب
ہان رود نیل روئے زمین پر روان ہے اب
صرف آذر و خلیل کا مذکور یہان ہے اب
حجاج ہے جہان مین نہ نوشیروان ہے اب
اوسکا نہ کچھ پتا ہے نہ اسکا نشان ہے اب
توحید کے خلاف ہے سب جو بیان ہے اب
انکار کی نمود بھی وہم و گمان ہے اب
اور ہے وہ ہمارے گھر نہ آئین
کچھ حال سنو تو ہم سنائین
اے کاش نہ مجھے وہ ہمین بلائین
اے چرخ کہان تلک ستائین

ہم سینہ سپر کیے کھڑے ہیں | وہ شوق سے خنجر آزما ہیں
جو کام ہیں غیر کے ہوئیں صرف | افسوس وہ دلربا ادائیں
شاید کہ ہے گرم نالہ ثاقب | جلتے ہیں شرر فشان ہوائیں

خبر کسکو ہو گریہ کو مائل ہوتے ہیں | محبت میں ہم جلا تن دل ہوئے ہیں
تمنا نہیں ہمکو پروانگی کے | وہ اب غیر کے شمع محفل ہوئے ہیں
نہیں عقل سے عشق خالی کہ اس میں | بڑے تجربے ہم کو حاصل ہوتے ہیں
نہ لپٹیں نہ ہوں قتل انصاف یہ ہے | کہ ہم خود بہ آموز قاتل ہوئے ہیں
ہمیں ذوق صحرا نوردی سے ہے ثاقب | نہ سمجھو کہ ہم پا سے منزل ہوئے ہیں

دل کا سودا ہے خفا ہونے کی کچھ بات نہیں | گفتگو ہوتی ہے بائع کو خریدار کے ساتھ
دانہ پانی کی خبر لینے کی توفیق نہیں | کھیلنا جانتے ہیں مرغ گرفتار کے ساتھ
چیر کر سینے کو دل دیکھتے ہیں قتل کے بعد | اک چھری تیز لگی رہتی ہے تلوار کے ساتھ
خواہش وصل میں ثاقب کوئی دیکھے تاثیر | کچھ دعائیں بھی پڑھی جاتی ہیں اشعار کے ساتھ

ڈرتے ہیں وہ جہان نظر آتا ہے گردباد | سہمے ہوتے ہیں کیا مرے مشت غبار سے
رنجش سے گر کیا ہو نوا یان نہ ہو نصیب | کافر بتوں کو کہتے ہیں عشاق پیار سے

فکر وصال و ہجر کا صدمہ اوٹھائیے | اس چند روزہ زیست میں کیا کیا اوٹھائیے
بے لطف زندگی سے تو مرنا ہی خوب ہے | کیا فائدہ کہ ناز مسیحا اوٹھائیے
آؤ نہ آؤ ہم بھی ہیں خوگر شکیب کے | جی چاہتا ہے ذوق تمنا اوٹھائیے
یہان بھی مژہ کو رخصت طوفان نوح ہے | ہان بزم سے اوٹھائیے اچھا اوٹھائیے
رکھتے ہیں لوگ خلوت دشمن کا اہتمام | بے پردگی میں پردہ ہی پردا اوٹھائیے
بیٹھے ہیں ہم تو اب دل بے آرزو لیے | وہ دن گئے کہ داغ تمنا اوٹھائیے
ثاقب وہ ضبط اشک کو سمجھے ہیں بیخودی | یہ رونے کہ شورش دریا اوٹھائیے

ثبات تخلص میر علی باشندہ پڑھانہ مقیم دہلی

غضب کو جو میں نے دلوں کو چھیڑا تو بولے ہم | مار سیہ کو ہاتھ لگانا نہ چاہیے

ثروت تخلص سید درویش علی مقیم دہلی انکے مزاج مین کچھ وحشت تھی

قابل نہ سمجھے جفا کے اوٹھانے کی ہم ذرا ۔ ثروت تباہ ہو سب یہ ادا آفت تباہ کی

ثروت تخلص محمد بخش ولد شیخ احمد بخش باشندہ بریلی مقیم مومن ستھے شاگرد حکیم مومن خان مرحوم

بھولی صورت پر نجا ثروت بتان ہند کی ۔ نرم گو ظاہر مین ہین لیکن دل اونکا سنگ ہے

ثروت تخلص میر محمد مشاہد باشندہ نارنول مقیم دہلی

داغ ہے لالہ کے دل مین روے زیبا دیکھکر ۔ پا بگل ہے سرو اوسکا قد رعنا دیکھکر
کیا بلا ہوتی ہے آفت رشک کی ہم کرین ۔ مر گیا اغیار سے ربط اوس پری کا دیکھکر

ثریا تخلص سید امیر علی گوپاموی

جھوٹے وعدے بھی یہان غنیمت ہین ۔ اس مین تسکین کچھ تو ہوتی ہے

ثمر تخلص مرزا علی ولد مرزا جعفر علی لکھنوی شاگرد مصحفی صاحب دیوان گذرے ہین

عدسے ہین گزرین یار کی وعدہ خلافیان ۔ پوچھینگے آج اوس بت پیمان شکن سے یاد
کیا رنگ شوخ شوخ کے ہاتھون مین لائی ہے ۔ کیا خون لکھا ہوا ہے ہمارا حنا کے ہاتھ

ثمر تخلص سید ابو تراب خلف شاہ مرزا خان لکھنوی شاگرد امانعلی سحر

مجھکو جو دیکھتے ہو عداوت آنکھ سے ۔ غیرون کو بھی نہ دیکھو محبت کی آنکھ سے

ثمر تخلص احمد سعید خلف سعد اللہ خان دہلوی

مثال آئینہ ہمسے کھلی حقیقت حسن ۔ کہ ہم کو دیکھ کے اپنا تجھے غرور ہوا
تھا تامل امتحان عشق کو قابل ہے کون ۔ بل بے ہمت اس ضعیفی پر گمان مجھپر ہوا
گذر اس نے تو اتنا کیا غضب تھا اگر ۔ مرے غبار کے جا دل مین آسمان ہوتا
نگاہ گرم کا تیرے ہی کچھ اثر اولٹا ۔ کہ غیر پر پڑے اور دل جلا دیا میرا

ثنا تخلص مولوی ثناء اللہ خلف شیخ کریم اللہ باشندہ دہلی سفر حجاز بھی کیا تھا

خواب مین مجھسے وہ بگڑا تھا یہ تعبیر تو دیکھ ۔ کہ سحر سامنے آیا تو پشیمان آیا

تمنا تخلص میر شمس الدین شاگرد شاہ مشتاق طلب وطن انکا کشمیر مولد و مسکن عظیم آباد

موم نہیون ہے جولاہو سے جو کھیلے جو سر
کیا ہم کو پڑے کوئی زناخی سے گھر آیا
ساس نندون کی محبت کی مین قربان گئی
نہ چھینکا ڈھیلا نہ کھنکار سے جیب چلاتے
لمرکا ہووے جو مضبوط اور دکھاوے فرا
گرگٹ کی طرح کالا کبھی لال ہو گیا
کھلتی ہے جبھی ٹھوکرین کھائی کی حقیقت
چھوٹا کپڑا ہے بڑے لطف کی یہ چیز یہ ہے
خوب بھبکایا تھا اوسکو سوت نے
چھوٹے دیوار سے مرسے پردا گیا
ہو خیر دولہن دولہ کی ماتھا مرا ٹھنکا
نامردہی نہ جورو سے اب تک خبر ہوا
سوکھا سا کھا گو ۔ ا گر ا
آتو لے مار مار کے کیون جورو پڑی ہارن
یہ بدگمان ہے دل وسن نگوڑی نٹ کھٹ کا
جان کی خیر ہو صدقہ ابھی کچھ دے ڈالو
مجھے نفرت ہے صورت سے نگوڑی جانصاحب کے
کہدے مہتاب سے مہرن ہی ملاقات کی بات
کیا مہرن نے چالیسواں بسنت کے روز
سوت کی منہ کو لگی سات توڑ نکی کا لک
نہ دیکھو دولہا کو ساس نندون کو اگر [illegible] اوٹھا لو گر
کنواری بیاہی کو چھوڑ بیٹھے مناہی [illegible] گھر مین اللہ
نصیب سیدھا اگر ہو میرا لچکنے کنگنی کی کھات اوسکی

چال وہ مجھ سے سنے گر نہ کیونکر چلتا
اچھا سہین کرنا ہے ابھی بذکر پرایا
جاؤ تم میکے مجھے منگواؤ دو سواری فرا
کسی کے گھر مین کوئی بے خطر نہین آتا
مجھے تو اتنون مین کوئی لطف نہین آتا
غصے سے مردوے کا عجب حال ہو گیا
سر پہ جو کوئی چاہنے والا نہین رہتا
ساری جوڑی مین تو بندی کو غش آئی آگیا
مین ہوئی جب گرم ٹھنڈا ہو گیا
باجی صاحب اوہی تم نے کیا کیا
اچھا نہین یہ ٹوٹنا سہرے کی لڑی کا
قربان اس حیا کی ہوا سال بھر ہوا
کلو کا گھر والا ہو گا
مطلب جو مین نے پوچھا علامہ رحیم کا
لگایا مین نے جو سرمہ موسے کا دل [illegible]
جان تم پر ہے کڑا آج کا دن آج کی رات
وہ اوسکی فصل کیا ہو اوہو اقربان کی [illegible]
پیٹ کی ہلکی ہے اک دن نہ پچی بات کی بات
نکال قیس کی لیلی نے کس سبا زمین [illegible]
سیر سے چولھے مین اوہی ہے [illegible]
نئی نویلی دولہن ہے ابھی [illegible]
بنا با صاحب الامام باجرہ خدا کی [illegible]
وہ نکو نہ باگھی میں نے [illegible]

تھا کا تو نہ جان صاحب تم | ادسکو کس رشتے سے ملایا پارس
ستا کہ تو دل مین تیرے جو سجا کی تلاش | کیون موںڈسے کاٹے رات کو تلوار کی تلاش
آج مجھ سے ہے تو کل اور سے مرزا اخلاص | ایسے ہرجائی سے ہو نوج نگوڑا اخلاص
موتی کی طرح رکھئے خدا سب کی آبرو | بیرنگ سے ہے محل کا جواہر لگا بیرنگ
رنڈی چل دور چھی مجھ پہ یہ بہتان نہ کر | میری پیری سیہ ہی دشمن ہون گرفتار کہین
نہ جانے کوئی بلانے کو جان صاحب کے | ہم آپ کو ٹھے پہ چڑھکر پکار لیتے ہین
جیسے بجاتے ہین مجھے باجی تمھارے ہاتھ پان | گوری گوری ننھے ننھے پیاری پیاری ہاتھ پان
جانصاحب مجھکو تم دکھالو بالاپوش مین | مارے جاڑے کے مرے ٹھنڈے ہین سارے ہاتھ پان
لے قسمت سے ہے اوباش جو ردا ہی نائی کو | خصم کی طرح رنڈی موںڈ کھائے گی خدائی کو
سر پہ باندھے جو مرے آکے تو چلاتی ہے | مینے جانا ارے چنید یا ترے کھجلاتی ہے
ڈھوسے بجائیے نہ مرے آکے سامنے | یہ نخرے تلے کیجیے مجرو اسکے سامنے
دیکھی جو اپنی چوٹی کی پرچھائین رات کو | رسی سمجھ کے بھاگی مین اک چیخ مار کے
درگور تم کو اپنا ہی مطلب ہے سو جتا | اے جان مین تو مرتی ہون مارے بخار کے

جان نثار تخلص میان جی غلام فرید ساکن فرید آباد دعلمی کرتے تھے

پیچ اوس زلف سیہ کا ہم سے وا ہو تا نہین | ڈالکر ڈالین پیچ مین اوسکے اگر شانہ کو ہم

جذب تخلص میر عزت اللہ عرف میر بھکاری مقیم دہلی بریلی کی معززون مین سے تھے بیشتر فنون مین دخل رکھتے تھے تھوڑی سی عمر مین بہت سے شہرون کی سیر کی تھی قریب بخارا کے انتقال کیا

وہان صفائی و خودنمائی ہے | یہان مرے جان کی صفائی ہے
جو کہ حلقہ بگوش نتھ کے ہین | ناک مین اون کے جان آئی ہے

جرات تخلص مرزا مغل خلف عبد الباقی خان شاگرد سودا بریلی مین وفات پائی

ہمیشہ ہی حال پریشان ہے اے سنبل کا | چمن پہ آہ یہ کس زلف کا وبال پڑا
کیون نہ ہو دین جان و دل سے ہم نثار آئنہ | عکس سے ہے کھڑے کا تیرے ہم کنار آئنہ

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش ولد حافظ امان دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد جعفر علی حسرت
انیس ۱۹ برس کی عمر مین چیچک کے عارضے سے انکی بصارت زائل ہوگئی تھی نجوم
اور موسیقی مین کامل تھے ستار خوب بجاتے تھے مرزا سلیمان شکوہ بہادر
اور نواب محبت خان بہادر کی رفاقت مین تھے مضامین معاملات عاشق و معشوق
کے باندھنے مین بے مثل گذرے اشعار انکے نہایت دلچسپ اور عاشقانہ ہین
۱۲۲۵ بارہ سو پچیس ہجری مین انتقال کیا کلیات انکا نظر سے گزرا

کچھ بھی مزاج تیرا اے بدگمان بدلا
تیرے مریض غم نے سو جا مکان بدلا

جسنے پابوس بھی ہونے نہ دیا وصل کی رات
اور کچھ اوسکا بھلا کیونکر گوارا ہوتا

نہ لب تک آہ پہونچی سینے سے افغان ناتوانی سے
پھر اوس بے رحم کے دل مین اثر ہوگا کہو کسکا

آئینہ سے بھی تو ہوتا نہین محبوب دوچار
پھر یہ حیرت ہے کہ دل کیونکر ہی تکتا رہا اپنا

کیا کہین وصل ہوئی پر بھی زبان سے اپنی
حرف مطلب نہ کوئی خوف کے مارے نکلا

ہوا ظاہر نہ مردہ بھی ترے بیمار ہجران کا
زبس صدمہ اوٹھا کر وہ ہوا تھا درپنہان کا

یاد کیا آتا ہے وہ میرا لگے جانا اور آہ
پیچھے ہٹ کر اوسکا یہ کہنا کوئی آجائیگا

در تک اب چھوڑ دیا گھر سے نکل کر آنا
یا وہ راتون کو سدا بھیس بدل کر آنا

کلمہ پڑھے ترا جب دیکھے تو بھر نظر
کافر اثر ہے یہ ترے کافر نگاہ کا

دم مارتے نہین اور اوٹھاتی ہین ظلم یار
اپنا جو اک مزاج پڑا ہے نباہ کا

تیرے مریض غم کی زبان پر نہین کچھ اور
اک تار بندھ گیا ہے فقط آہ آہ کا

آشنا مجھسے نہ تھا پر مین بزور اوس سے ملا
بسکہ تک عید کے دن اوسنے ہم آغوش کیا

کون دیکھیگا بھلا ایسے بے رسوائی کیا
خواب مین آنے کی بھی تمنے قسم کھائی کیا

جنھون کا نامہ پہونچتا ہے اوس ستمگر تک
اونھین کا کاش کے جرأت مین نامہ بر ہوتا

شب اوسنے تاکر موتی کی سمرن مجھے گنوا دیے
دکھلا یا وصل مین عالم نیا اختر شماری کا

کچھ منہ سے دینے کہ وہ بہانے سے اوٹھ گیا
حرف سخاوت آہ زمانے سے اوٹھ گیا

سنئے قرب مرگ احوال اب تو ہی رنجور کا
عزم شب ماندے مسافر کو قیامت دور کا

پابوس میسر ہمین ہیہات نہین اب
ربط وہ مخصوصون مین سنتے ہین تو اے جرأت کے
منفعل کیونکہ نہ ہون اوسکی مین اس چال سے خوب
عالم مستی مین میرے منہ سے کچھ نکلا جو رات
بلائین ہاتھون نے میری جو لین تمہاری رات
اوسکا کیا حال کہون ابتو یہ حالت ہے کہ آہ
سر دیجے راہ عشق مین پر منہ نہ موڑیے
مجھ مین جرأت ہے بھلا دست درازی کی کہان
نہ جی کو دل کی خبر ہے نہ دل کو جی کی خبر
حیران ہون مین وہ کون ہے جو مین فصل مین
اس ڈھب سے کیا کیجیے ملاقات کہین اور
آسیا سے کوئی اب سیکھے رفاقت کا طریق
سنگ بر سینہ ہون کہنا یہ کسی کا کر یاد
کر سکے کیون کہ بھلا پا تو وہ رنجور دراز
کبریائی مین مرا وہ بت دلخواہ ہے ایک
دن ہجر کا جب وہ نہ پہر آتا ہے تو جرأت
کافر ہون جو محرم پہ بھی ہاتھ اوسکے لگا ہو
مری وحشت سے دل ہی دلمین یک کر رہون کیونکر
سنگ کی درستی ہو تو زیبندہ ہے گرمی
مثل آئینہ باصفا ہین ہم
منہ سے کہتے ہین وہ آئین تو کہین غم جرأت
حیران مجھے دیکھ کے بولا وہ ہنسی سے
جو روٹھے ہم تو بوسے سیل سے نہ کر آ ملا

وہ چوری چھپے کی بھی ملاقات نہین اب
سر کو ٹکرا کے یہی کہتے ہین ہم ای نصیب
بعد بوسے کے وہ منہ پوچھے ہے رومال سے خوب
بول اوٹھا تیوری چڑھا کے وہ تب مجھ سے ادب
بلائین ہاتھون کی لیتا رہا مین ساری رات
کچھ بھی کبھی نہین جاتی ترے پیار کی بات
پتھر کی سی لکیر ہے یہ کوہکن کی بات
دیکھکر مجھکو چھپا لیتے ہو تم کات محبت
ترے بغیر کسی کو نہین کسیکی خبر
کہتے ہو تم کہ چل بے اوسی کو تو پیار کر
دن کو تو ملو ہم سے رہو رات کہین اور
ساتھ گردش مین بھی پتھر کا نہ چھوڑے پتھر
چھوڑ لبس چھوڑ پڑین مجھپہ نگوڑے پتھر
جسکو بستر پہ ہو جنبش سفر دور دراز
لوگ سچ کہتے ہین یہ بات کہ اللہ ہے ایک
کیا کیا دل نالان کی ثنا کرتے ہین سارنگ
مشہور غلط محرم اسرار ہوئے ہم
الٹی لگ گئے کیون ایسے دیوانے کو پیار ہم
کیا لطف ہے ای چرخ جو خورشید ہوا گرم
دیکھنے ہی کے آشنا ہین ہم
جب وہ آتا ہے تو اوسوقت نہین سمجھے ہم
ہے آج تو جرأت یہ بھی تصویر کا عالم
ادھر کو دیکھ کہیون جی منانا اسکو کہتے ہین

بیٹھے مجھ پاس وہ کیا اوسکو یہ اندیشہ ہے
لگ جا گلے سے طاقت اب ای نازنین نہیں
دیدکا طالب ہون تو سن کر کہو جرأت وہ شوخ
ہو دکھا مضطرب مجھکو تو محفل مین کسیطرح سے وہ
بندے کی بن سفارش بولے وہ یون کسی سے
طفلان اشک کو دیتے آنکھون مین کیون جگہ ہم
دیکھ آئینہ وہ اپنی ایڑی کو دیکھ بولے
دام مین ہمکو لاتے ہو تم دل اٹکا ہے اور کہین
نہ دیا مین نے جو ہمدم تری باتون کا جواب
جی مین سو بار آتے ہے جرأت نہ لیے یار
سبر ہی بیتابی سے محفل مین یہ دھڑکا ہے اوسے
رات تو بند قبا کھولنے کی ہٹ مین گئے
کہے ہے جب وہ محفل مین کہ لایا گھر کو جاتا ہون
لی جائی اوس بت خونخوار نے جب باغ مین
بیٹھون ٹک پاس جو اوسکے تو یہ تیون مین نہ
نکالا غم یہ جوانی مین کیون میان جرأت
اسے ستم ایجاد کب تک یہ ستم دیکھا کرین
روکنا کیا اوسے جرأت نہ رہا اب مین مین
وہ کیا کیا مجھ پہ جھنجھلاتا ہے کہ کچھ سوچ کر دیکھین
سچ کہہ جواب نامہ تو لایا ہے وہ ہنسنے کیا
نہ کہین جو وہ آپ کو بیشک بھلے سے زمانے مین
کہین شب کو ہوگئے تھے رونق افزا کسی کا گھر
لگے وہ یون سناتے تھے جو شب کو داستان گھر

کھینچ کر مجھکو وہ گر لے نہ گلے پیار کہین
سب ہے خدا کے واسطے مت کر نہین نہین
خاک دیکھے گا تری آنکھون مین بینائی نہین
یہ کہتا تھا کہ سب لطف محبت سازواری مین
عاشق وہ یون سب صاحب یہ ہمارا جی مین
گو شوخ ہین یہ لڑکے پر اپنے تو جگر ہین
حق تو یہ ہے کہ ہم بھی کیا ہی سادہ ہین
شعر پڑھا ہی ہم سے او مضمون گھٹا ہی او کہین
مت برا مانیو اسوقت مین تھا اور کہین
پر ہمارا دل مین کچھ سوگند کھا سکتے نہین
اوٹھ کے ہونے نہ لگے یہ سر کی قربان کہین
صبح نزدیک ہے لے اب تو کہا مان کہین
تو مین ایک ایک کو کیا کیا اشارہ مین جتاتا ہون
ہنکیان غنچے بجانے لگ گئے تب باغ مین
میل بدعمل دور تری شکل سے بیزار ہون مین
ابھی تو کھیل تماشے کے تھے تمہارے دن
تو کرے غیرون سے باتین اور ہم دیکھا کرین
بیٹھے بیٹھے جو ہین اوٹھتے یہ کہا جاتا ہون
جو بیتابی سے گھبرا اوسکو سر پا پڑا لیتا ہون
تیرے بجا ہوس اب اسے نامہ بر نہین
ہوا سو عکس سے حیران کل آئینہ خانے مین
اچھا چاہتے ہین نقش پا سکے ہم نشانون کو
ہم اپنے مہربانون کو وہ اپنے قدردانون کو

گر کہون بیزار کیون تم اپنی شیدائی سے ہو
یان سو تک دیا تن کو وہان یار کو جھڑکا یا
دل مین آتا نہین اوسکے مرے گھر آنے کو
رات بولا وہ مرے نالۂ جان سوز کو سن
نہین وہیان سے بات سننے کسی کی
رقیب کو جو سمجھاتے ہو مین سمجھتا ہون
وصل مین جھجکے نہ تھا مین سو جرات افسوس
اودھر تو دیکھو دیسے کہا تھا غیر دیکھو تم آنے دو
پوچھون ناصح سے جو تک شکل دکھا جا دم شوخ
دیکھیو شوخی کہ مجھکو دیکھکر بنا اب رات
وہ دیکھو نبض مری آہ مت لگا تو ہاتھ
شرم بہا تک ہر گہ مانگے نہ خدا سے وہ دعا
گر خبر آیا نہین ہے تم نے دل
کھل گیا اپنا جو نوشتہ تھا
حشر تک وعدہ فردا پہ نہ آیا واللہ
کچھ منہ سے وہ کہ سکتے ہین ہم بار بار منہ
پیرہن چاک ترے در پہ جو کل کرتا تھا
دم رخصت کہے جرات کو تو اوسکا ذکر سے
سکے کہیو کہ وہ بے پردہ کہ ذات ہی حجاب ہین سے
نہ کبھی آنکھ اوٹھا کر ادھر غضب ہین دیکھی نگہ نظر
یارب کبھی تو دیکھون مین یہ انقلاب عشق
عمل گزرتا ہے مجھکو کیا کیا سنون ہون حسرت کا اضطراب مین
یا دم رخصت چلی آتی تھی دروازے تلک

تو یہ جھنجلا کر کہے ہے تم تو سودائی سے ہو
تالے بھی قیامت ہین کچھ آگ لگانے کو
تا یہ لوگون مین رہے بات قسم کھانے کو
آگ لگ جائیو جرات ترے جلانے کو
میان جرات اب سچ کہو تم کہان ہو
یہ ساری باتین ہین پیارے مری اوٹھانے کو
وہ گیا پاس سے اور موت نہ آئی مجھکو
چھپکے ہو منہ کھلواؤ نہ میرا جانے دو بس جانے دو
مین ہون اب دام محبت مین گرفتار کہ تو
سب سے کہتا تھا اشارون مین تک یکو دیکھو
طبیبو تم مرے جینے سے اب اوٹھاؤ ہاتھ
کرنے ہاتھون کو نہ تار روے حسین کا پردہ
مسکراتے ہو کیون ادھر کو دیکھ
دور سے شکل نامہ بر کو دیکھ
دیکھے ہم نے بھی قیامت بت عیار کی آہ
ورنہ تمھارا نام دیلینگے ہنسا منہ
آج لوگ اوسکو لیے جاتے ہین کفنائے ہوئے
اک مسلمان کو کیون جانے ہو تڑپائے ہوئے
یاد دکھا کر کہا نہین ہے کہ یا خدا کی قدرت نقاب مین
سبھی پوچھتان وہ اوس کا ذکر کہ خوشی حجاب مین ہے
میری طرح سے وہ بھی کرے جستجو مری
اگر کوئی معشوق رہے عاشق کو اپنے کیا کیا ستائے
یا مرے آنے کی ہین کنڈی چڑھا نے لگ گئے

مضطرب پایا اوسے تو ایک تو تھا ہی قلق
سوچ کر کچھ کچھ طبیعت اور بھی گھبرا گئی

جامہ کی چینون مری آنکھ اوسکی شرمائی ہوئی
تا دلی مجلس مین سب نے سخت رسوائی ہوئی

غم سے گھلتا یہ مرا سب مین بڑھا تا ہوا اوسے
جو مجھے دیکھے ہے سو دیکھنے جاتا ہے اوسے

مین یہ نظرون مین شک ہون کہ دم گریہ وہ شوخ
ہنسکے چھیڑے ہے کہ لو بس نکرو دل بھاری

ہووے کس منہ سے بیان مہ کہ دم بوس کنار
کسمساکر جس ادا سے وہ بھرے ہے سسکی

کھائین یا رب نہ غم عشق تو غم کھانے مجھے
گر نہ بیمار محبت ہون تو موت آ سکے نہ مجھے

حیرت ہے کہ کل اوسنے کہی کان مین میرے
وہ بات کہ مطلق جو نہ تھی دھیان مین میرے

موئے اس رشک سے ہم تو کہ جو ہی اوسکے کوچے مین
پریشان بے سر و پا غمزدہ آوارہ حیران ہے

ہاے وہ لڑتا ہے اوسکا تھا غنیمت جس مین
صلح کو روتے تھے کیا اب جنگ بھی دشوار ہے

مین ہی رہجاتا ہون اوس پاس جو محفل مین تو وہ
کیا کسی کے تئین جلدی سے بلا لیتا ہے

سوز اسکا سوچ اوس دم دلمین ہنسنے آئی ہے
بیٹھے بیٹھے جب کہین گھبرا کے وہ اوٹھ جاتا ہے

یون گوری سی چھاتی پہ ہے زنجیر طلا کی
جون کاسۂ چینی پہ ہو تحریر طلا کی

منہ دیکھکر بس اوسکا حیران رہگیا ہون
دھوکے مین جسنے اوسکا مجھ ہی کو لگ گیا ہے

خوبون پہ کرون کیون کہ دل اپنا نہ تصدق
یہ چاند کے ٹکڑے ہین مری جان کے ٹکڑے

سو خرابی سے جو ہم یار کے در تک پہونچے
وہ سنی بات کہ پھر جیتے نہ گھر تک پہونچے

شب کو اوس بن جان جو تن سے مری جاتی لگی
آہ سوزان آگے اوسکے شمع دکھلانے لگے

گذر جاتی ہین باتین دل مین کیا کیا اوسکی محفل مین
کسی سے چپکے چپکے جب کوئی کچھ ذکر کرتا ہے

کچھ بات مرے آگے وہ کب منہ سے نکالے
جب تک کہ نہ دو چار کو پاس اپنے بٹھا لے

روز قتل آگ لگ اوٹھے کا وہان رہتا ہے
جس محلے مین ترا سوختہ جان رہتا ہے

وصل مین دیکھ کے رہتا ہون یہ حیران کہ وہ
دمبدم جانب در کیون نگران رہتا ہے

جو عشق صادق اسکا دیکھا عالم تو تھرا اوسکا اثر ہی تھا
اور بھی ہوگا جدائی کا غم مین ہجر تو بس عزم ہے

کیا کیا وہ خفا مجھسے ہوا گھر سے نکل کے
جب سینے لگا را اوسے آواز بدل کے

کن حسرتون سے دیکھتے ہین ہم ڈرے ڈرے
وہ اوبھرے اوبھرے گات وہ بازو بھرے بھرے

جن پہ دل مائل تھا آگے سو بحسرت کتنے ہین
اک زمانہ وہ بھی تھا جو ہم پہ یہ مرتے رہے

اس پردہ نشین سے کوئی کس شکل بر آوے
جو خواب مین بھی آوے تو منہ ڈھانک کر آوے

یون وہ تو آنکھون مین کئے ہے جب کہ سر دم کوئی
پھوٹ پھوٹ آتا نہ رو بدنام ہولے ہے کوئی

جو کہا مین نے کہ بہت مضطر ہے تک کے کوئی
تو عجب ناز سے جھنجھلا کے کہا ہے کوئی

ٹک چلا مین جو شب وصل مین تو ہٹ کر کہا
جھانکتا روزن در سے نہ ہو ہے ہے کوئی

حیا ہے حشر مین بھی دیکھ کے جرأت وہ ہمین
کہے گھبرا کے قیامت ہے یہ ہے ہے کوئی

بل بے بے دردی کہا ہون جون گرہ دل اکر رہی
زور ستے وہ اور منہ مین دبا کر لے گئے

سبھون کی ہے زبان پر داستان میری خوشی کی
مرسکے کو بولنے سنے بات یہ کتنی بڑھائی ہے

بتایا خواب مین اوسنے جو بام پر تو ہاسے
بس آنکھ کھل گئی لگتے ہی پالون زینے سے

یاد جب آتا ہے یہ کہنا تو اوڑ جاتی ہے نیند
اپنے ہٹ تو رکھ چکے لو اب تو ہٹ کر سوئیے

اب دن کو کیون وہ آدین ماہ صیام آیا
ڈرے ہے اونھین کہ ہے ہے روزہ لین نہ لو

رو دیا اوس سے کہے تو منہ پھیر مسکرا
کیا چپکی سے کہے ہے کہ شامت نصیب کی

حیران ہو بن مین کہ آتے ہی دہان سے نکل گیا
پیغامبر نے یہ حرکت کچھ عجیب کی

ہزار افسوس یون اب زندگانی
چلے تو خاک مین ہم کو ملا کے

کہے ہے کس مزے سے دل کو چوری
وہ اوسکا دیکھنا نظرین چرا کے

غضب ہے لیتی ہے آغوش مین لا کے
وہ اوسکا سانس بھرنا کسمسا کے

ہوئی تقصیر صاحب پھر نہ روٹھو گلے نہ روٹھو
چلو بو بو مین باز آیا محبت آزمائی سے

دم آخر نہ پوچھو وضع اوس بد ظن کے آنے کی
کہ وقت نزع آ کہنے لگا خوبی بہانے کی

جرأت تخلص میر شیر علی معاصر سودا دکھن مین سکونت اختیار کی تھی

بیخود جو ہوا آشنا تو دیکھ کے بیگانہ
حیران ہون مین کیون کر ہو یگانہ تو بیگانہ

جراح تخلص غلام ناصر جراح دہلوی کشمیری الاصل تھا

اک دم نہین ہے اوس بت خورشید رو کو چین
پھرنے مین جیسے کوکب سیار گرم ہے

جراح تاکتے رہنے مین مست گردون تو
اسواسطے کہ زخم مرے بار گرم ہے

جسرا تخلص میر محمد حسین باشندۂ لکھنؤ

نالہ مزار مین سے تا آسمان گیا — دیکھو تو بے ادب یہ کہان سے کہان گیا

اب نہ جینے کی توقع ہے نہ مرنے کی امید — میرے بالین پہ نہ قاتل نہ مسیحا ٹھہرا

جن تھی کیا مال فرشتون کو ہوا حکم سجود — سب سے رتبہ مین سوا خاک کا پتلا ٹھہرا

اب ملینگے نہ کبھی اوس بت سفاک سے ہم — جو تمھنے دل مین ٹھنی جی مین جو ٹھہرا ٹھہرا

جسرار تخلص مرزا حسین بیگ شاگرد اسیر

میری طرح سے کون بھی میرا ہے باوفا — اے ترک یہ چھٹے گا تیرے آستین سے کب

جری تخلص مرزا سرفراز علی مرحوم ولد مرزا نوازش علی بن مرزا شمشیر بیگ زمیندار محمود نگر محلہ لکھنؤ شاگرد برق

کالون سے اوسکو اتی نہین ایک دم کبھی — اے سُنبل جری ہے عاشق روئے نگار زلف

جعفر تخلص جعفر علی خان دہلوی

ہے جلتے دانت دیکھے یار کے مسّی لگا کر مین — جڑی ہین قطبیان الماس کے نیلم کے خانے مین

جعفری تخلص میر باقر علی خلف قمر الدین منت سفر حجاز سے پھرنے وقت اٹھتیس چھتیس برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا اپنے برادر بزرگ میر نظام الدین ممنون سے تربیت پائی تھی

ارام وعدے کی شب اکدم کبھو نہ لیا — آیا نہ چین دل کو جب تک کہ تو نہ آیا

سب مٹے نقش خیالات جہان بعد فنا — داغ الفت ایک زیب صفحۂ دل رہگیا

تیغ یون دل مین خیال نگہ یار نہ کھینچ — تا خدا ترس کو کعبہ مین تو تلوار نہ کھینچ

جعفری تخلص محمد جعفر خوشنویس باشندہ الہ آباد مقیم اجمیر شریف

ہے وہ پابند چمن مجھکو یہ حیرت ہے کہ لوگ — سرو کو کس لیے آزاد کہا کرتے ہین

جعفری تخلص شیخ جعفر علی قاضی زادہ دادری ملازم نواب عبد الرحمن خان والی جھجر

الٰہی ہر گھڑی ہر زخم دل سے خون ٹپکتا ہے — شہید ناز ہون مین آہ کس دست حنائی کا

اے دل خیال زلف بتان کیون کہ چھوڑدون — وحشی ہون اور پاؤن مین زنجیر ہی نہین

جلال تخلص نواب مرزا احمد علیخان خلف نواب محی الدین حیدر بن نواب شجاع الدولہ بہادر شاگرد نواب عاشور علیخان بہادر

تھک جاتے ہیں شل ہوتے ہیں جلیں خاک میں پیا آتا ہے نجر میں جو خیال وصال دوست
تیرے سوا کسی کو لگاؤ نہ جو یار ہاتھ گھبرا کے دوڑ پڑتے ہیں بے اختیار ہاتھ

جلال تخلص ضامن علی ولد حکیم اصغر علی داستان گو ے لکھنوی شاگرد امیر علی خان ہلال وبرق

وہ یا رب اس قدر اونچی ہو وقت زینت سر کیا ہے ایک ہی چوٹی نے ہم کو سرگشتہ
کرے پہاڑ کی چوٹی سے ہمسری چوٹی اب اسے جلال نہ دیکھینگے دوسری چوٹی

جلال تخلص جلال الدین حسین

جی میں آتا ہے گریبان پھاڑ کر
دشت کو اوٹھ چلیے دامان جھاڑ کر

جلال تخلص ایک شخص فیض آبادی کا ہے اور حال معلوم نہ ہوا

تھک احوال ہے اب تو تری شیدائی کا کیا ہوا میں نے جو ٹک جانب ابرو دیکھا
آ کے ٹک دیکھ تماشا تو تماشائی کا اتنی ہی بات پہ تم کھینچے تلوار لگے

جلیس تخلص آورد ی خان برادر سعادت یار خان رنگین باشندۂ دہلی

تیرے دہن سے ازبس کھینچی ہے اک ندامت
غنچہ وہ کون سا ہے جو سر فرو نہ آیا

جلیس تخلص نواب محمد مہدی علیخان موسوی خلف نواب صمصام الدولہ ناصر الملک سید علی نقی خان بہادر شوکت جنگ باشندہ نیشاپور مقیم لکھنؤ شاگرد مہدی علیخان کوثر

جاتی تو جاتی رہی پر نام پیدا ہو گیا
جو بنا قاصد کبوتر بس وہ عنقا ہو گیا

چار دن کی چاندنی ہے سیر تو کرتا ہے کیون
سانولا تیرا بدن اسے ماہ سیاہ ہو گیا

موج دریا نے فنا ہے کی ادا ہم نے نماز
ہم شکر و تھے یہی اپنا مصلا ہو گیا

نود سجود آپ جو تشریف مرے گھر لائے
آ گیا آج یہ اسے جان جہان کیا دل مین

یکتائی کا دعوی ہے تجھے اسے یار بجا ہے
تجھ سا کوئی دنیا مین نہ ہو گا نہ ہوا ہے

دن رات تیری سمت مرے رہتی ہین آنکھین
ہر چشم کی پتلی صفت قبلہ نما ہے

مرا ہے بخدا ہون مین دل و جان سے تصدق
دیکھا نہین اوس بت کو مگر نام سنا ہے

جلیل تخلص مولوی فیض الحسن ولد مولوی سید مصاحب علی فرخ آبادی شاگرد صفدر

چاہیے عشق بتان سنگدل کو چھوڑ کر | اے جلیل اب تو توکل کر خدا کے نام پر

جم تخلص قاضی جمشید علی مرادآبادی

آئی ہے مگر کوچۂ جانان سے ہوا اے جم | دامن سے ہے معطر جو نسیم سحری کا
ہے نامۂ اعمال مرا سامنے میرے | کہتا ہون جسے اے دل مضطر شب فرقت

جمال تخلص میر جمال الدین خلف میر کمال الدین باشندۂ دہلی

ہم تمھین آشنا سمجھتے ہین | آپ کیا جانے کیا سمجھتے ہین

جمشید تخلص مرزا جمشید بیگ ولد مرزا حیدر بیگ اکبرآبادی شاگرد مرزا عنایت علی ماہ

نکل گئی مرے تن سے گر انتظار مین روح | رہے گی حشر تلک جستجوے یار مین آہ

جمیل تخلص جمیل الدین خلف شیخ حفیظ الدین تھانیسری مقیم دہلی یہ شعر انکے نابالغی کے ایام کے ہین

تونے دیکھین ہین غیر کی آنکھین | تیری نظرون مین کب سمائینگے ہم
جن ہوکے جمیل اوسکو چپٹ جاتے ہین ہم بھی | ہر چند کہ وہ شوخ پر یزاد غضب ہے
مت برا مانیو جمیل اس کا | اوسکی گالی نہین سہالی ہے

جمیل تخلص مولوی جمیل الدین ولد شجاع الدین فرخ آبادی

سوز دروں سے ہے دل عاشق کی زندگی | آتش ہے آب خضر سمندر کے واسطے

جنت تخلص علی ہادی ولد محمد معروف لکھنوی شاگرد امانت

وہ گل ہوا پہ ہے نہ سنے گا ہزار کے | پیغام بھیجا چاہیے باد صبا کے ہاتھ

جنون تخلص جھنکا پرشاد ولد کالکا پرشاد لکھنوی شاگرد نواب عاشور علیخان بہادر

سامری سے بھی سوا کرتی ہین جادو ناگنین | جان پر کھیل گئے دیکھ کے ہندو زلفین

جنون تخلص میر مہدی برادر خورد میر رضی الدین خلف میر عباس عرف میر مغل فیض آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد رشک

گویا کہ گٹھری نور کی رکھی ہے کمر مین | اپنے ہی غرور تری اے رشک قمر ہے

کسی نے تارے نہین دیکھے چاند مین ابتک — تمھارا چاند سا چہرہ ہے اور ستارے گال
رخسار سے دیکھ کر مہر ہین لرزہ و ہلال ہین — گر مانگ کہکشان ہے تو ماہ مبین جبین
جھگڑی ہی بھول گئے دیکھ کے رفتار تری — کسطرح چار کرین آہوے صحرا آنکھین
گو وصل یار تھا یہ لڑائی نہین گئی — میرے اور اوسکے خوب لڑی رات بھر زبان

جنون تخلص مولوی عبداللہ مرحوم خلف شہباز علی منصف جسر باشندۂ بھاگلپور شاگرد مرزا جان طپش اولاد مین مولانا شہباز قدس سرہ کی انکا مولد و مسکن جہد ڈھاکے مین عہدۂ صدر امینی پر مامور تھے سولہ سترہ برس ہوئے کہ انتقال کیا بیشتر فارسی کہتے تھے

رخ سے اٹھے نظر تو پڑی جا کے زلف پر — ٹھہرے ہے شام ہی کو مسافر نگاہ کا

جنون تخلص شیخ غلام محی الدین احمد باشندۂ آگرہ

بیان کیجیے کس سے جنون شب کا کون — دل حزین پہ جو گزرے ہے بیقراری رات

جنون تخلص سراج الدولہ علی محمد خان بہادر سردار جنگ

اے جنون جور ستم سے ہے یہ دل تجھ کا — آہ سینے سے نکلتی ہے خنجر کی صورت

جنون تخلص شاہ غلام مرتضی شاگرد مولوی محمد برکت مقیم الہ آباد و سہسرامی درویش تھے آخر ایام مین نابینا ہو گئے تھے

آفت جان ہو گئی آخر یہ بینائی مجھے — جو بلا دیکھے سوا آنکھون نے دکھلائی مجھے
تری چشم مست سے ساقیا جنون ایسا ہی بہک گیا — کرے دور آتشہ طاق پر جو دھری تھی خم مین بھری ہی

جنون تخلص مرزا محمد علی خان خلف مرزا نجف علی خان دیوانہ باشندۂ بنارس اطراف دہلی مین سررشتہ داری اور تحصیلداری کرتے تھے

دل کو شاید کوئی ستاتا ہے — قاصد اشک تیز آتا ہے

جنون تخلص سید فضل علی کتاب خان باشندۂ دہلی شاگرد میر امانی اسد پہلے حسرت تخلص کرتے تھے بعض تذکرہ والون نے انکو سید کا شاگرد لکھا ہے

دیکھا سرا سے سینہ کو لے کر چراغ دل — دلسوز ایک بھی نہ ملا غیر داغ دل

جنون تخلص محمد اسلام شاگرد نظام الدین ممنون دہلی کے شاگردون مین تھے

اوٹھی جو شرم تو دونون ہی دل ملنے لگے | بجز حجاب بھلا کچھ نہ فاصلے تھے

جنون تخلص بانیہ پال خلف منشی نوندھر راے عملہ کلکٹری میرٹھ شاگرد عبد الصمد فوق

پھنس گیا ہون مین سبزۂ خط مین | دیکھنا پیچ چرخ اخضر کا

جواد تخلص سید اسرار علی ولد بیدار علی باشندہ الہ آباد

دیکھا کرتا ہون تجھے دیدۂ باطن سے تم | چشم ظاہر سے جو موقع نہین بینائی کا

جوان تخلص میر جعفر علی ولد مرزا امیر باشندۂ الہ آباد

گلچین یہ کہ رہا ہے چمن مین پکار کے | فردہ ہو بلبلو کہ دن آ گئے بہار کے
زرد حنا سے ڈر ہے بہت دست سبز کا | مہندی لگا مین آپ تو چھلے اوتار کے

جوان تخلص محب اللہ دہلوی شاگرد میر عزت اللہ عشق علی گڑھ کے تھے

وہ کہتے ہین اگر تو نے لگایا ہاتھ چھاتی پر | برب کعبہ پھر دو ہین حرف لگے لات چھاتی پر

جوان تخلص مرزا نعیم بیگ دہلوی شاگرد مصحفی ملازم مرزا سلیمان شکوہ بہادر

پہلو مین دل اپنے کو بھی محرم نہ پایا | یہ خوبی قسمت کہ کوئی یار نہ پایا
سیہ خال اس طرح سے بیٹھے اوسکی ناف کے اوپر | رشید لے بیٹھے ہون جیسے نقطے قاف کے اوپر
دیوار و در کی چھاتی سوراخ ہو گئی ہے | کیا روز نون سے اوسنے آنکھین لڑائیان ہین
جو دیکھکر رگ و ریش اوسکا جان دیتے ہم | بجا ہے خاک سے گر اوسکے موتیا نکلے
کسیکو اپنی سفارش کے واسطے اوس پاس | جو لے کے جاؤن تو وہ اوسکا آشنا نکلے

جواہر تخلص جواہر سنگھ شاگرد میان جرأت اجاگر طوائف پر عاشق تھے

جلوے سے تیرے ہے یون سارا جہان اجاگر | خورشید سے ہو جیسے سب آسمان اجاگر

جودت تخلص منشی تراب علی خلف سید محبوب علی صوبہ دار باشندۂ بارکپور
عرف اچانک شاگرد مولوی عصمت اللہ نسخ

مجکو دل سے بھلا دیا صاحب | یاد رہیے گا تم بھلا صاحب
تیرے ابرو کے مقابل جو ہوا عید کا چاند | ہو گیا خلق مین انگشت نما عید کا چاند

جودت تخلص ہری رام مرشد آبادی شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین نواب علاء الدولہ کی سرکار مین توسل رکھتے تھے وطن اکاکنک ہے

واعظ کی بات دل سے تو مین کہتے کہا نہین
پتھر کی چوٹ شیشۂ دل سہنے کا نہین

جوشش تخلص رحیم اللہ دہلوی شاگرد میان مصحفی

مینے جو کہا تجھ بن کیا کیا نہ الم گزرا
بولا کہ ابے تیرا رونے ہی مین جنم گزرا

دریا مری آنکھون سے اک جاری لہو کا ہے
بے درد تو کیا جانے کیا حال کسو کا ہے

جوشش تخلص میر وارث علی ولد منشی میر حسن علی لکھنوی تلمیذ ناسخ

تیر جو تیرا لگا ہے سر پہ اسے ناوک فگن
ہے دہان زخم مین گویا زبان بالاے سر

جوشش تخلص نواب احمد حسن خان عرف اچھے صاحب خلف نواب مقیم خان باشندۂ لکھنو نبیرۂ حافظ رحمت خان مرحوم والے کیٹہر شاگرد نواب ظفریاب خان راسخ شعر اچھا کہتے ہین ایک چھوٹا سا دیوان انکا نظر سے گزرا

سبزۂ خط سے تسلی دل مضطر کی ہوئی
بوٹی اس طرح کی پائی تو یہ پارا ٹھہرا

مال وقفی ہے مسلمان کے مذہب مین حرام
دولت حسن رقیبون ہی کا حصہ ٹھہرا

چار سو کشتہ ہے عالم اوس بت بے پیر کا
نازکی رفتار کا تحریر کا تقریر کا

آنکھون مین شرم ہجر کی دہر کی سحر قریب
باز آئین آپ دیکھیے اپنے نہین ہے کب

یہ ڈر تھا کہ تجھ پر نہ پڑے چھینٹ لہو کی
تڑپا نہ ترا عاشق مضطر تہ خنجر

ڈرتا ہون کہین راز کو افشا نہ کرو تم
اسے آنکھو قسم ہے تمہین رویا نہ کرو تم

ناز و انداز و ادا عشوہ و غمزہ تیرا
ہو گئے ہین یہ مری جان کے خواہان پانچون

یاس و حسرت غم و اندوہ و الم ای ناصح
خانۂ دل مین ہمارے ہین یہ مہمان پانچون

دل مائل زلف و رخ جانانہ ہوا ہے
سودائی ہے نادان ہے دیوانہ ہوا ہے

خندۂ دندان نما شمشیر ہے گجرات کی
خون رولایا اوسکو تم نے جب سے ہنس کر بات کی

نامہ میرے دلدار کا لایا جو کبوتر
حیران ہون کہ جلتی ہے ہوا آگ کدھر کا

جوشش تخلص شیخ نیاز احمد معروف اللہ دیا دہلوی شاگرد ذوق دس برس

عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

حاصل نہ ہوا وصل مین مقصود کہ مجھکو
پاس اوسکا رہا اور نہین پاس حیا کا

ہے ڈر یہی کہ تو نہ پشیمان ہو بعد قتل
ورنہ جہان تو مرنے کا کچھ اپنے ڈر نہین

منظور ہے شفا کسے درمان مدد دے
ایک شغل سا ہیان مجھے دن رات چاہیے

جوش تخلص محمد نظام الدین ولد محمد وجیہ الدین پنجابی مقیم کول

نظر آتا ہے جس جگہ چشمہ
ہے نشان میرے دیدۂ تر کا

دل لگا تین گے اور سے ہم بھی
آپ سمجھین نہ دل لگی اسکو

قدمِ عشق پیشتر بہتر
پیچھے پاؤن اوس گلی سے کیون سرکے

جوش تخلص شاہ خلیل الدین احمد عملۂ سررشتہ رجسٹری ضلع مونگیر خلف مولوی شاہ محمد اصغر مرحوم باشندۂ منیر ضلع پٹنہ اولاد مین حضرت مخدوم شرف الدین احمد یحییٰ منیری قدس سرہ العزیز کے راقم کے احباب مین ہین ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر اچھا کہتے ہین مونگیر مین رہنے کے ہنگام مین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے تھے

کہین دشمن سے نہ بگڑی ہووے
رات کو کس لیے وہ گھبرا گیا

نہ گیا زیر زمین کونسا اشک
کونسا نالہ فلک پر نہ گیا

کیون سلیقے سے نہ کاٹے گردن
خون مین ہاتھ ترا بھر نہ گیا

ہاے اوسکی وہ نظر جانبِ در
رات بیمار ترا مر نہ گیا

کہین رہ جائین چہین غیر سہی
آپ کیون غیر کے گھر جایئے گا

کھیلیے میری نمازون پہ ہنسا کرتے ہین
نہ سہی گر نہین ملتی مجھے حور آپکو کیا

نظر آتی کہ نہین جوش سے کچھ یاد بھی ہے
اوسنے دیکھا نہین پردے مین چھپا آپکو

ساری دنیا سے بے خبر پایا
جسکو عالم مین باخبر دیکھا

لوگ کہتے ہین شدت غم سے
جوش بیچارہ آج مر ہی گیا

ہے قسمت تو ہے طالع نہ ہے بخت
کہہ آیا وقت مرنے یار کو آج

سے نہ ہم یار سے دشمن بھی ہمین سمجھا
سے دیتا ہون تمہے ایک [illegible]

نزار کھاذون سبھے تیری بیوفائی کا — اگر یہ ہووے سبجھے پاس آشنائی کا
روشن ہے آفتاب کے مانند داغ دل — روز حشر تلک نہ بجھے گا چراغ دل
عمر عزیز گذرے ہے رنج و ملال مین — عاشق کہاں ہووے کہ پڑے اک زوال مین
راغب نہین طبیعت گر حور روبرو ہو — اپنی یہ آرزو ہے دنیا ہو اور تو ہو
بیکسی سے یہی گلہ ہے نہ مجھے — تھام لیتی ہے دست قاتل کو
دمبدم بزم مین کا ہیدہ ہوتے جاتی ہے — لگ گئی شمع کو شاید نظر پروانہ
جی مین جسوقت کہ مضمون کمر آتا ہے — بسکہ نازک ہے مجھے باندھتے ڈر آتا ہے

جولان تخلص الف شاہ درویش باشندۂ بریلی مقیم اکبرآباد

کیا تحریر فرط شوق مین جب نام احمد کا — تو کاغذ سبز بختی سے بنا تختہ زبرجد کا
ہم وہ ہین صید وفاکیش کہ خون روتے ہین — ٹوٹ جاتا ہے تڑپنے سے اگر دام اپنا
اوٹھایا ہے گلی سے اوس پریرو کی اگر مجھکو — تو لے چل وحشت دل اب جدھر جائے اودھر

جولان تخلص سید قدرت علی باشندۂ الہ آباد ریختی کہتے ہین

آتو کی چھوکری کو نوان اب کی سال ہے — انا جی رت جگے کا مجھے پھر خیال ہے

جولان تخلص شاہ جولان شاگرد میان جرأت مرزا سلیمان شکوہ بہادر کے متوسلون مین تھے

مر گئے ہم تو سہ کے درد فرقت کا — رہ گیا دل پہ داغ حسرت کا
دوست جو تھے وہ ہو گئے دشمن — شکوہ کیا کیجیے اپنی قسمت کا

جولان تخلص میر حسن علی خان باشندۂ دکھن

اب ایسے جام مین ساقی شراب ارغوانی بھر — کہ جسکو دیکھکر زاہد کے منہ مین آئے پانی بھر

جولان تخلص میر بہادر علی دہلوی تیراندازی مین ضرب المثل ہے

تو نے قفس مین دیکھ کے بے بال و پر مجھے — اے ہم صفیر چھوڑ گئے تم کدھر مجھے

جوہر تخلص مرزا احمد علی عرف بالشٹ

یا گلشن وہ چمن ہو یا برق آشیان ہو — اے مرغ نالہ کچھ ہوا کہ تب شرر فشان ہو

نرگس کے انتظار میں یہ بلے اجل گیا | آنکھیں جو یون کھلی رہیں اور دم نکل گیا
ٹھان لیتے ہیں وہ پہلے ہی سر اپنا دینا | تیرے کوچے میں جو اے شوخ قدم دہرتے ہیں
کونسی بات تری ہم سے اوٹھائی نہ گئی | پر جفا جو ترے ناحق کی لڑائی نہ گئی

جہانگیر تخلص جہانگیر بیگ دہلوی مدت تک لکھنؤ مین اوقات بسر کی آخر عمر مین دہلی مین جاکر مالیخولیا مین مبتلا ہوکر میر شاہ علی متخلص بہ درویش کو زخمی کرنے کے باعث محبوس ہوکر زندان مین فوت کی

وہ کافر مرا درد کیا جانتا ہے | جو گزرے ہے مجھ پر خدا جانتا ہے

جھمن تخلص جھمن ناتھ دہلوی شاگرد میر درد

دِل جو سینہ عشق کے آتش سے جل گیا | اِک آہ کھینچتے ہی مرا دم نکل گیا

حرف جیم فارسی

چالاک تخلص میر قدرت اللہ باشندہ دہلی

روز کے صدمے کہان تک مین اوٹھاؤن چالاک | دِل کی جا کاش مرے سینے مین پتھر ہوتا

چراغ تخلص رحمان یار خان آخر ایام مین فقیری اختیار کی تھی

جو فنا اپنے تیئن کرکے بقا کو پاوے | اوسکو ہر جا پہ میسر ہے وصال مرشد

چمکین تخلص شیخ باقر علی باشندہ قصبہ رودولی غلیظ مضامین مین شعر نہایت پاکیزہ کہتے تھے دیوان انکا نظر سے گزرا

ایک دن بھی دل نہ اوس بت کا پسیجا آہ سے | تھا اگر گوش شنو نالہ دل بیتاب کا
روبرو اعلی کے اسفل سر کشی کرتا نہین | سامنا جھکی سے ہو سکتا نہین ہے پاد کا
روتے انسان کو ہنساتا ہے | گوز مین یہ کمال ہے صاحب
جنیان زلف بتان مین جو پیچ کہاتے ہین | مروڑے ہو ہو کے پیچش کے دست آتے ہین
آہ سے خوا جھینی کی نتی مین گدہا ن | گو ڈر کی لعل سے بھی زیادہ خرخرے ہے
افسوس آج دیکھو چمین کا نہ دِل | کل آب خزیج لیتے تھے جو ردم فنا کیا

سند گوہر بھی صاحب عجب منہ زور گھوڑا ہے	بھڑکتی ہے شتر سواروں کی بھی جس کی بدلگامی سے
سوانے کھوڑے سوتے بیچ مہناک بر زبر زین	پڑے تھے سیتے تھے جنکے تاقم و سنجاب سے
عبث بدنامیوں کا ٹوکرا سر پر اٹھانا ہے	لگانا دل کا بس جھک مارنا الو گو بنا ہے

چمن تخلص بہاری لال ولد گنگا پرشاد شاگرد مقصود عالم سررشتہ دار سیتاپور

رہی بعد فنا برباد مٹی جسم لاغر کی	نشان آرام کا مجھے نہ زیر آسمان پایا

چمن تخلص قاسم علی خان لکھنوی ان دنوں کلکتہ میں رہتے ہیں راقم کے ملاقاتی ہیں دو تین غزلیں انکے پاس ہیں انھیں غزلوں کو لوگوں کے سامنے پڑھا کرتے ہیں معلوم نہیں کہ وہ غزلیں انکی کہی ہوئی ہیں یا اور کسی سے کہلوائی ہیں

ہر نخل سبز بنگیا خیمہ زمرّدی	اودا ہوا ہے باغ میں لشکر بہار کا
گر چھو گیا غبار سے میرے تو کیا ہوا	اتنا نہ چشم قہر سے دامان کو دیکھیے

چمن تخلص گل محمد رفوگر دہلوی

ہماری جان جگر پر ہو کیا کسی کو خیال	بھٹے میں پاکو کسی سکے دیا میں جاتا
ہوش جب مہ نے زلیخا کے اڑائے خواب میں	ہم بھی اے ہمدم ادھیکے دیکھنے والوں میں ہیں

حرف حاء مہملہ

حاتم تخلص شیخ ظہور الدین مرحوم دہلوی عرف شاہ حاتم جوانی میں سپاہی پیشہ تھے آخر عمر میں توکل اختیار کیا تھا آزادانہ اوقات بسر کرتے تھے سو برس سے زائد کی عمر پائی تھی مرزا سودا اور میان رنگین وغیرہ بہت سے شاعروں کو ان سے فیض پہنچا ہے ان سے ایک دیوان بطرز ولی دوسرا بطرز سودا اور سوم دیوان زادہ یادگار ہے بعض صاحب تذکرہ نے لکھا ہے کہ لفظ ظہور سے انکا سال تولد [illegible] ہے لیکن راقم کو اسکی تحقیق نہیں ہے

اعضا سکا ہر ایک شمشیر پر ہو یا اسکا سر	رفتہ رفتہ نام اپنا بیرا [illegible] ہو گیا
خال دانہ زلف دام ابرو کمان مژگان ہے تیر	دل جانا [illegible]

خوشی میں بھی نہیں ہوتا خوش آتا ایک حالت پر ۔ کہاں تک جی نہ گھبراسے الٰہی دردِ ہجران میں
مجھے کیا ہے سو وہم و گمان میں ۔ بہت کیون آج مجھ پر مہربان ہو
سخت مشکل ہے شیوۂ تسلیم ۔ ہم بھی آخر کو جی چرانے لگے
وفا خمیرۂ الفت ہے لیکن کہان تک ۔ دل اپنا بھی تجھ سا ہوا چاہتا ہے
شوق بڑھتا گیا جون جون ترے اوس شوخ سے ہم ۔ یہ سبق وہ ہے کہ بھولے سے سوا یاد رہے
ہم بھی آداب شریعت سے تھے واقف لیکن ۔ کبھی برتے نہ ہو جو رسم وہ کیا یاد رہے
چارہ گر کار باندازۂ تدبیر نہین ۔ کچھ تو ہمت اگر وقت دعا یاد رہے

حامد تخلص نواب حامد حسین خان لکھنوی شاگرد اسیر

پوچھو نہ مجھ سے نالۂ دل کو کہان گیا ۔ ساتون فلک کو توڑ کے تا لا مکان گیا

حامد تخلص شیخ حمید الدین خلف فرید الدین باشندۂ پالی

لیا بوسہ تو منہ کو پھیر لیا ۔ نہ تو بولے نہ مجھ سے بات کی رات

حامد تخلص میر حامد مرید میر نصیر جانشین خواجہ باسط آزادانہ وضع رکھتے تھے

رباعی

دنیا سے دل کو جو کہ فانی سمجھے ۔ وہ قصۂ عمر کو کہانی سمجھے
دریائے حقیقت کو وہی جا دے تیر ۔ جو مثل حباب زندگانی سمجھے

حامد تخلص الٰہ بخش مجموعہ دار ولد محمد مہدی مجموعہ دار شاگرد میان اشرف علی مست سلہٹ کے رئیسون مین ہین

کہنے کا مین نہین کبھی طاسئے کو نقی خرار ۔ مین موت مری جبین سے اور ہتان دو دوست
پیرین ہو نیشکر کی طرح ارب سے نشلر ۔ لکھتے ہین مدحت لب شکر فشان دوست

حامد تخلص محمد مہدی اصل باشندۂ مونگیر شاگرد حافظ منیر کلکتہ مین بھی آئے تھے

ہم شوق رحم کرتا ہون اوسکو حامد ۔ کیون نہ دونون مشتاق کبوتر جاسے

[illegible]ب تخلص میر احمد علی فرید آبادی شاگرد حکیم عزت اللہ خان عشق

جہان میں ظلم سے جور و جفا کی — بتون کا زور ہے قدرت خدا کی

بچی محرم دکھا کر اپنی وہ محرم سے یون کہنے — کسی عیار نامحرم کی یہ چالاک دستی ہے

تمہین صورت کا غرہ ہے تو ہیان دل کی ہے — تمہارا حسن مہنگا ہے تو کیسی جان سستی ہے

اک بندہ کی بھی جان بخشی نہ کی — اسے بتو تم سے خدائی ہو چکی

حزین تخلص ابوالخیر دہلوی

خوبی رخسار خوبان گل سے پوچھا چاہیے — اضطراب عاشقان بلبل سے پوچھا چاہیے

حزین تخلص مرزا خجستہ بخت بہادر

کرون کیا وصف میں اوس شعلہ رو کے قد و قامت کا — بھبوکا ہے دھوان ہے اور کڑا ہے قیامت کا

حزین تخلص میر علی حسین شاگرد آتش

مہر سے بڑھ کے قد یار کا جلوہ ٹھہرا — یہ کڑی دھوپ ہوئی پاس نہ سایا ٹھہرا

سائل وصل ہوا اوس سے تو بولے ہنس کر — عاشقی یہ نہ ہوئی منہ کا نوالا ٹھہرا

بیٹھا میں بھی کوچے میں اوس کے رہا تو کیا — اور بس جا کے آئے ہین خلد برین کب

حزین تخلص میر بہادر علی دہلوی ملازم مرزا ولی عہد بہادر دہلی شاگرد زین العابدین خان عارف و اسد اللہ خان غالب

سب ناز سے میں نے بیجا دیکھا اونکے — نہ جتے نہ حزین اوس سے گر میں بھی بڑا ہوتا

ہے یہی رونا تو خط کا سے کو لکھا جائیگا — جو کہ لکھنے جائینگے اشکون سے مٹتا جائیگا

اک تماشا جان کر قاتل اگر ٹھہرا رہا — ہم بھی تڑپے جائینگے جتنا کہ تڑپا جائیگا

میرا احوال زبون اون پہ کھلے گا کیونکر — سامنے آئینگے جب وہ تو سنبھل جائیگا

بیگانہ وار نعش پہ آ جاے ناگہان — تجھسے نہ یہ بھی اے بت نا آشنا ہوا

مجھے آنسو تو اب تھمتا نہین دل — یہ دشمن خانگی نکلا کہان سے

بلا سے گر کٹا ہون میں ہین سب بھلے — شبک ہو کر تو اوٹھے ہم جہان سے

حزین کسی سے توقع ہو وفا کی — نہ ہوا امید جب اپنی ہی جان کی

آخر جو گاہ میں پایا تو ہو گئی تسکین — وہ بیقرار ہو کے اٹھا قرار سے

حزین تخلص نواب محمد علی خان ولد نواب زین العابدین خان باشندۂ لکھنؤ [illegible]

کسقدر دلچسپ ہے ملک عدم	جو وہان جاتا ہے پھر آتا نہین

حزین تخلص سید محمد باقر دہلوی مقیم عظیم آباد شاگرد حضرت مرزا مظہر جانجانان صاحب دیوان گزرے

مین تو بندہ ہون تری جور و جفا کا لیکن	سخت دشوار ہے مجھے اس دل کا
دل دیکر اپنا کیون عبث افسوس اب کہتا ہے دل	جاتا رہا جب ہاتھ سے پھر ہاتھ کب آتا ہے دل
ویران ہوا خزان سے چمن یہان تلک کہ ہم	چاہین کہ جل مرین تو کہین خار و خس نہین
کچھ کٹی وصل مین کچھ ہجر مین گریان گزری	کیا مری عمر کی اوقات پریشان گزری

حسام تخلص نواب حسام الدولہ محمد تقی علی خان لکھنوی داماد امجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ نواسہ نواب غازی الدین حیدر شاگرد امان علی سحر صاحب دیوان گزرے

بھلا فراق مین کس سے کرین گلہ دل کا	شب وصال پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا
رات بھر تارے گنے چاند بھی عاشق کی طرح	تم دکھا دو جو ذرا زلف پریشان عارض

حسام تخلص چودھری حسام الدین ولد چودھری سعادت علی باشندۂ سلیم پور پرگنہ گوسائین گنج توابع لکھنؤ شاگرد کرامت علی خان فرخ صاحب دیوان فارسی و ریختہ گزرے سفر کربلا مین راہی عالم بقا ہوئے

ہے عشق نشتر مژگان جو مشغلہ دل کا	تو پھوٹ پھوٹ کے روئیگا آبلہ دل کا
وہ لال لال ہین عناب لب ترا اے گل	کہ جنکو دیکھ کے کھٹے ہوئے ہمارے دانت
بشکل آئنہ دیکھے تو منہ اسمین نظر آئے	صفا رکھتا ہے یہ وہ غیرت مہتاب ناخن پر
شب کو دریا مین جو عکس اوسکے کف پا کا گرا	ہون حباب بحر جو فانوس روشن آب مین

حسام تخلص مولوی حسام الحق ولد مولوی نظام الحق باشندۂ لکھنؤ شاگرد مولوی محمد حسین تسکین

خدا کو مانو آو رنگ حنا نہین اچھی	کبھی دن تو ہمارے دل کی بھی حسرت نکلجائے
صفائی قلب رکھتا ہون کلیسا ہو کہ بتخانہ	کرون سجدہ جس طرف نقش پائے جانب جانب

اور حاضر جواب تھے صاحب دیوان گذرے

عبث ہم عشق مین رونے سے ہارے — پسیجا بھی نہ اے ظالم ترا دل
سنا ہے آج میخانہ مین جام سے باشون نے — ستایا وہین مر دنیا و نو ہمت اسکو کہتے ہین
فرہاد سے ہمسری کرے کون — سر کسکا پھرا ہے یون مرے کون

حسرت تخلص منشی صمد علی دہلوی مقیم میرٹھ شاگرد رحیم بیگ رحیم

حسرت جانے کی آس ٹوٹ گئی — ٹوٹا مانا تمھارے خنجر کا

حسن تخلص نواب مہدی علی خان بہادر لکھنوی خلف مرزا امام الدین بن شجاع الدولہ مرحوم
شاگرد سعادت خان ناصر صاحب دیوان ہین

بسکہ اوس پر فریب نرگس کا — حسن نے دیکھی ہے تمہاری آنکھ
ہو آواز آئی کہ روحی فداک — جو تربت پہ میرے گزر کیجیے

حسن تخلص حسن علی خان کشمیری

آنکھون مین مرے قطرۂ خوناب نہ ٹھہرا — ہر چند کیا ضبط یہ سیماب نہ ٹھہرا

حسن تخلص حکیم احمد حسن مرشدآبادی خلف مولوی فخر الزمان احمد کلکتہ مین رہتے ہین
کبھی احمد بھی تخلص کرتے ہین

شر لے ہے اپنے کثرت سے معاملہ دل کا — نکل سکا نہ کبھی ایک حوصلہ دل کا
اے یار مجھے اور نہ تلوار سے دھمکا — یہ گشتہ ترے تیر کا مہمان ہے دم کا

حسن تخلص مرزا حسن خلف سعید الدولہ سید رضی خان بہادر

دل کو دکھلا اوس بت کافر کو ہنسیے اے حسن — جس قدر ناحق یہ کھینچی ہے ندامت کیا کہون

حسن تخلص مولوی ابو الحسن خلف مولوی الٰہی بخش نشاط باشندۂ قصبہ کاندھلہ [illegible]

جواب لائیو قاصد شتاب نامہ کا — جواب نامہ نہ ہو دے جواب نامہ کا
منفعل ہون دست و پا بھی یار نے وقت ذبح — کیون مین تڑپا جو ترے دامن پہ چھینٹا گیا

حسن تخلص خواجہ حسن فرزند خواجہ ابراہیم نبیرۂ خواجہ بہاری مودودی علیہ الرحمہ
تلمیذ جعفر علی حسرت صاحب کمال تھے موسیقی مین خوب دخل تھا لکھنؤ مین بخشی [illegible]

عاشق ہوکر نام اوسکا بطریق التزام مقطع مین لاتے تھے آزادانہ اوقات بسر کرتے تھے
قلندر بخش جرأت نے خواجہ اور بخشی کے معاشقہ کے باب مین ایک مثنوی کہی ہے
دیوان انکا نظر سے گذرا

کیا عقل اور جان بخشی بھی کی
اشک کے آنکھون سو اک بار بہ چلے آنسو
وقت وداع یار دل بیقرار نے
دل دلاسون سے کرے سب بیقراری اشتہار
جان بخشی کو بھی آیا نہ دم نزع حسن
آہ کس کس بیوفائی کا ترے کیجے شمار
اوسنے کس کس طرح نالا اپنے دوست ہوکر

حسن اوسنے احسان دوبارا کیا
ہنسی ہنسی مین جو ذکر وداع یار ہوا
یہ آہ کی کہ عشرت شعلہ ہلا دیا
خانۂ ماتم مین ہو پڑے سے نازہی جشنیر
اوسنے اسوقت مین بھی ہمسے چھپائین آنکھین
اور تو سب اک طرف منہ بھی دکھانے سے رہے
دیکھ تو ہم بھی حسن کیسر کہہ بہانے سے رہے

حسن تخلص سید غلام حسن خلف میر غلام حسین ضاحک شاگرد ضیاء الدین ضیا وطن
انکا ہرات مولد دہلی شروع جوانی مین فیض آباد مین جاکر نواب سردار جنگ خلف
نواب سالار جنگ کی رفیقون مین داخل ہوئے تھے شعر پر مزہ و شور انگیز خوب کہتے تھے
مثنوی بدر منیر لاجواب کہی ہے سنہ بارہ سو ایک ہجری مین وفات پائی شاعر
شیرین زبان انکی فوت کی تاریخ ہی کلیات انکا نظر سے گذرا

تا تمھارے کو سمجھنے نہ لگی غیر لے وہ
اظہار خموشی مین ہے سو طرح کی فریاد
نے ہون چمن کا مائل نہ گل کے رنگ و بو کا
خاموش ہی رہا وہ ہرگز حسن نہ بولا
حسن بھی آدمی ہے کچھ خفا ہوتے ہو تم جس سے
قیامت مجھ پہ نصیب اوسکا تظلم اور ترحم تھا
غیرون مین جو ہم پہ وہ غضب تھا
خار سے پھوٹے پھپھولے پاؤن کے

مین نے اس ڈر سے کبھی اوسکو اشارا نکیا
ظاہر کا یہ پردہ ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
رنگ و فا ہو تمھین بندہ ہون اوسکی خو کا
جسکو مزا ملا کچھ اوس لب کی گفتگو کا
خرابائے جنونی بادہ سودائی آوارا
گئی تھین گالیان منہ پر کہے لب پر تبسم تھا
کیا جانیے اسکا کیا سبب تھا
درد ہے آخر مرا درمان ہوا

کہا میں کہ بھرتا ہوں دم آپ کا
لگا کہنے صاحب کرم آپ کا

آنکھ اوٹھا کر جسکو دیکھا اوسکے دل کو لیا
لیتے لیتے دل کسی کے لینے کا تجھے ڈھب ہو گیا

کیسی وفا کہاں کی محبت کدھر کی مہر
واقف ہے تو نہیں ہے کہ ہوتا ہے پیار کیا

خط کھلا لا اوسنے تب یہ سنا دیا مجکو حسن
ہر گھڑی غیر اسکو بھی آخر بان ہے یہ مان کا

میر جعفر احسن نے اپنا قصہ
بس آج کی شب بھی سو چکے ہم

صیاد کی مرضی ہے کہ اب گل کی ہوس میں
اے نکہتیں مرغ گرفتار قفس میں

وحشی ہوتا ہے جکو دنیا میں
یارب ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں

دل لگایا جہاں جفا دیکھی
کیا بلا عشق مجھکو راس نہیں

ناز سے غمزہ سے عشوہ سے لگا لیتے ہیں
جسکو وہ چاہتے ہیں اپنا بنا لیتے ہیں

دروازہ گو کھلا ہے اجابت کا اے حسن
ہم کس کس آرزو کو خدا سے طلب کریں

غیر دل کی بات کیا کہوں اوسکی تو یاد میں
اپنا بھی مجھکو دھیان کبھی ہے کبھی نہیں

آکے دیکھا جو مجھے ابر میں روتے تو کہا
کس منہ سے میں تجھے کہتے ہیں یہ برسا کرون

نوجوانی میں بتو کر لو خدائی کو مرید
ورنہ پیری میں کہاں پھر یہ کرامات کرون

شیخی تو حسن تمہری بری لگتی ہے اللہ
اک تو ہے تو ہے اہل وفا اور نہیں تو

مجھکو باور ہے نہ آتا تھا کہ مغرور ہے تو
میں نے دیکھا تجھے اللہ بہت دور ہے تو

غیر کو تم نہ آنکھ بھر دیکھو
کیا غضب کرتے ہو ادھر دیکھو

زلف و رخ دیکھنے سے کیا ہے کام
شام دیکھو نہ تم سحر دیکھو

بیٹھی ہے کیا ہی یہاں خسرو کے ساتھ شیرین
بگڑی ہے بیطرح وان تیشہ سے کوہکن سے

جو چاہتا آپ کو تو اوسے کیا نہ چاہیے
انصاف کر تو چاہیے یہ یا نہ چاہیے

دیکھنے بیٹھا جو وہ سا پنے گھر کی چاندنی
جب تلک بیٹھا رہا تب تک نہ سرکی چاندنی

اس مطلع کو بعض صاحب تذکرہ نے غلطی سے شاہ نصیر دہلوی کے نام میں لکھا ہے

بگڑون عالم دکھاتی ہے حسن دلبر کے ساتھ
کھلتی ہی گھنڈی باوجود پہلے پہر کی چاندنی

اس قد سے اوسکی قامت کی ینے نسبت کی
جاتی ہے دور دور تک آفت اوڑات کی

پہر پہر آئینہ کو وہ دیکھنے لگتا ہے حسن / ایک دم آب مین وہ شوخ جو آتا ہے مجھے
اک جان کی در پے ہین مرے سا تے ستمگر / غمزہ ہے کرشمہ ہے اشارہ ہے ادا ہے
مین نے تو بہر نظر تجھے دیکھا نہین ابہی / رکھیو حساب مین نہ ملاقات آج کی
گر بخت اپنے جاگین تو اک کام کیجیے / سایہ مین اوسکی زلف کی آرام کیجیے
کیون مین اسطرح رات دن رویا کرون / تو کسی سے اگر ہنسا نہ کرے
مر سے نہ دیکھے کبھی ہم نے زندگانی کے / یون ہی گذر گئے افسوس دن جوانی کے
وہ دن گئے کہ دل مین رہتا تھا درد تیرے / اب دل نہین سراپا اک درد ہو گیا ہے
تعجیل نہ کر اک دن آنے تو لگا ہے وہ / مل جائیگا بوسہ بھی کیا منہ کا نوالا ہے
حسن دیتا ہے تو کیون جی بتون پر / مار ڈالینگے تجھے یہ کیا خدا سے
تیری یہ چھیڑ چھاڑ مرے جی کو بہا گئی / لی چٹکی اس ادا سے کہ بس جان آ گئی

حسن تخلص محمد حسن ولد شیخ کلن باشندہ بالی

لاشس تڑپے گی اے حسن تہ قبر / اوسکے کوچہ مین دفن اگر نہ ہوئے

حسن تخلص محمد حسن دہلوی شاگرد سودا

قاتل اگر کہے نہ سسکتا ہے چھوڑ یو / خنجر تو ایکدم سکے لیے منہ نہ موڑ یو

حسن تخلص مولوی محمد حسن باشندہ سلہٹ ولد مفتی محمد سالم شاگرد ست ستلا بارہ سو چھاسی ہجری مین تھا کہ

ہاتھ اوٹھا نہ تجھسے اب کیا کام ہے تدبیر کا / ذبح کے قابل ہون مین موقع ہے اب تکبیر کا
تاثیر زہر زلف کی یہ ہے کہ بعد مرگ / جانے نہ حشر تک مری خاک مزار سے

حسن تخلص منشی عطا حسین خان عرف حسن میان خلف منشی سخاوت حسین خان کراچی

نہ کیونکر رشک سے ہم پیچ کہا کین / تمہاری زلف جب شانہ سنوارے

حسن تخلص سید محمد حسن ولد میر حسین لکھنوی شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان ہین

دست دلدار وہان ہاتھ مین تھا دل ہے / جوش کہاتا ہے یہان خون تمنا دل مین
اور دل آزار یہی کیون نہ لہو آنکھون سے / روز ہوتا ہے یہان خون تمنا دل مین

حسن تخلص نواب مرزا حسن بہادر خلف آغا حیدر نیشاپوری مقیم لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید

نکلے غیروں سے یہ اسے یار جلا یا جگر	جل گیا آتش غیرت سے پسیجو لا دل میں

حسن تخلص احمد حسن ولد سعادت علی باشندہ قصبہ موہان شاگرد رشک

واقعہ ابرو حسد از ہمارا دل ہے	کشتۂ خنجر خونخوار ہمارا دل ہے

حسین تخلص نواب غلام حسین خان خلف نواب محمد تیر دار خان قوم افغان رئیس تھا جہان پور شعر فارسی کہتے ہین -

مین تو تیر مین تھا زخم جگر کے مصروف	دل بھی پہلو مین طپان تھا مجھے معلوم نہ تھا
آگئے ملنے کی کوئی راہ نکل آئیگی	بیقراری تو مجھے اوسکی تو در تک پہونچا
تشنۂ آب دم خنجر ہے بسمل اور بھی	دست نازک کو ذرا تکلیف قاتل اور بھی
مرے اعمال ہین رونے کے قابل	خدائی سالما مجھ پر ہنسا کی

حسین تخلص سید غلام حسین دہلوی ولد سید عبد اللہ پہلے عزیز تخلص کرتے تھے میرٹھ مین انگریزون کو پڑھایا کرتے تھے کلکتہ مین بھی آگئے تھے

تھا عرش سے بڑھکر جو دماغ اپنا دہی ہے	یون چرخ نے گو کر دیا مجبور کسی کا

حسینی تخلص مولوی حسین علی باشندۂ کرنال

جب لکھی حق نے تری تصویر اپنی یاد سے	ہاتھ ملتی رہ گئی تقدیر اپنے ہاتھ سے

حشم تخلص حکیم باقر علی خلف حکیم مرزا احمد لکھنوی شاگرد ناسخ

ناحق کسی کی آنکھین نکلوا نیگا کیا	کیا ہنسکے آپ نے پیا غارت کی آنکھ سے
ارمان ہی رہا کر ادھر دیکھیے کبھی	الفت کی جستجو نون سے محبت کی آنا ہے

حشم تخلص میر آغا حسین شاگرد مرزا علی جان شفق باشندہ لکھنو مقیم کلکتہ یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجا تھا

چمن مین اور دیکھ سکے رہا ایک مہ و چمک رہا	گلو نے جو بن چمک رہا تمام گلشن مہک رہا

حشمت تخلص مرزا انعام بخش الدین دہلوی بن مرزا اعظم بخت بن شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان ۱۲۶۰ بارہ سو ساٹھ ہجری مین انتقال کیا

نازون سے اوسکے برپا ہو فتنۂ محشر ہین	قامت سے ترے قائم فتنہ ہے قیامت کا

حکیم تخلص حکیم احمد حسین عرف کلّن سوداگر عظیم آبادی خلف شیخ فیض بخش شاگرد غلام علی راسخ

کچھ آج اودھم سی ہے ہوا سے مری زنجیر — کیا آئی ہوا کاکل پیچان سے اودھر کو
آنکھیں تری وہ ترک ہیں کافر کہ جنون نے — دین چھین لیا گبر و مسلمان سے اودھر کو

حکیم تخلص محمد نیاز خان خلف سید محمد شریف خان تلمیذ خواجہ میر درد باشندہ دہلی پہلے نثار تخلص کرتے تھے تاریخ اور موسیقی میں کامل تھے

پوچھے کیا ہو حکیم جگر افگار کا گھر — ایک تکیہ بنا ہے اوس شوخ کی دیوار کے پاس
تیرے لیے خلق در بدر ہے — اے خانہ خراب تو کدھر ہے
ہم تو کیونکر کہیں کہ بوسہ دو — گر عنایت کرو عنایت ہے
ہم ہی صنم کے غم میں نہ ایمان سے گئے — کتنے ہی بندگان خدا جان سے گئے

حلیم تخلص میر محمد علی باشندۂ لکھنؤ شاگرد محمد رضا برق

جب ملے دل کو جیسے گیسو میں مراد الجھا ہے — وہ بلا کون سی ہے جو نہیں آئی سر پر

حلیم تخلص حکیم نہال الدین محرر صدر اکبرآباد باشندہ کاکوری

مرے کلیجہ ہی نہ کٹی میری گھر کی تاریکی — رہا خموش چراغ مزار ساری رات
پھنسا کر زلف میں گھالی ہے پاؤں میں بیڑی — دگرنہ رنگ حنا لائی تھی صبح میں سرخ

حلم تخلص مرزا محمد سعید الدین عرف مرزا فیاض الدین خلف مرزا ریاض الدین عرف مرزا محمد جان نبیرۂ مرزا جہاندار شاہ مقیم بنارس شاگرد میر نواب

کب حنا کی رنگ سے اوسکی کف پا سرخ ہے — لعل کی رکھتا ہے اپنے پار معدن زیر پا

حمزہ تخلص شاہ حمزہ دہلوی مقیم عظیم آباد اخر ایام میں فقیری اختیار کی تھی کبھی ہندی بھی تخلص کرتے تھے

اے کیس کس کے تئیں بیٹھ کے ہم یاد کریں — ہم مجنون کریں یا ماتم فرہاد کریں
ہے یہ دل ہی رہنے کا خیال اپنا ہے — تو کی طرح یہ دو بال و بال اپنا ہے

حمزہ تخلص حمزہ علی باشندہ اناوہ مسلمی کرتے تھے

حوسشم منشی دیپ چند کھتری دہلوی خط نستعلیق و شکستہ خوب لکھتے تھے زبان فارسی و انشا پردازی میں کامل تھے پیرانہ سالی میں بسبب مختل ہونے حواس کے یہ تخلص اختیار کیا اور شاعری کی طرف مائل ہوئے بارہ تیرہ برس ہوئے کہ انتقال کیا

جب کہ آنے کی سنی میں نے خبر دلدار کی ۔ بھر گئی کانوں میں بو اوس زلف عنبر بار کی

حیا تخلص مرزا رحیم الدین خلف شہزادہ کریم الدین دہلوی متخلص بہ رسا فقرے بامزہ ہوتے ہیں شطرنج بہت خوب کھیلتے ہیں دیوان انکا نظر سے گزرا

دیکھنے پائے نہ دل بھر کر قیامت میں تو ۔ روز محشر وصل کی شب کی برابر ہو گیا

رونا کہاں ہوا ہے مجھے دل کھول کر نصیب ۔ وہ آنسوؤں میں نوح کا طوفان آ گیا

ممکن ہے کہ رحم اوس بت کافر کو نہ آئے ۔ پر ہم کو حیا حال دکھانا نہیں آتا

بتوں کو چاہ کی ہم تو عذاب میں ہیں ہے ۔ شب فراق کٹی روز انتظار آیا

کیا صنم نے تسلی دو آنکھ تو کہا ۔ خدا نہیں کہ جو ہم دل رکھیں مانے کا

سہل سمجھے تھے وہ ہم قتل گراں جانی کو ۔ ہو گیا کام تری تیغ کو دشوار اپنا

پس وصال میسر مجھے وصال ہوا ۔ مرے جنازے پہ بیٹھے رہے وہ صبح آئے

شروع شام جدائی میں نالہ و افغان ۔ ابھی تو اے دل مضطر پڑی ہے ساری رات

ناصح نہ دل سے ترک محبت کا کر کلام ۔ ایسی سنے تو میں ہی نہ سمجھا لیا کروں

آدمی ہوں نہیں پتھر کا کلیجہ میرا ۔ اس قدر تو نہ ستم کر کہ اوٹھا بھی نہ سکوں

آتے ہی آتے موت کی یہاں عمر ہو چکی ۔ جو ہے سو میری جان کو غفلت تمہاری ہے

حیات تخلص محمد حیات خان ولد احمد یار خان قوم افغان شاگرد روشن شاہ روشن تخلص و نواب الٰہی بخش خان معروف باشندہ رام پور میرٹھ میں پرمٹ کے سررشتہ سے متعلق تھے

تیرے بسمل کی یہ حالت ہوئی خنجر ناز ۔ سر جدا ہاتھ جدا بازو جدا دھڑ جدا

حیات تخلص مہر الدولہ سید زکی علی خان بہادر باشندہ لکھنؤ شاگرد مصحفی علی خان لکھنؤ

اون زلفوں میں اب دل کا پھنسانا نہیں اچھا ۔ ان کافروں کے پیچ میں آنا نہیں اچھا

تھوڑی سی ہے رات اور وہ ہین جانے پہ تیار — او فقر نغ سحر شفود سمجانا نہین اچھا
موت آ نے جسے سایہ دیوار صنم مین — ایسے کا تو مردہ بھی اوٹھانا نہین اچھا

حیدر تخلص حسام الدین

ملک حضال پریوش فرشتہ خو کہت — مجال تھی کہ سگ یار کو مین تو کہتا
تسخیر کو عالم کے نیا طور نکالا — کیا طوق محبت ہے ترے کان کا بالا

حیدر تخلص منشی حیدر علی مرحوم باشندہ ہوگلی خلف منشی غلام نبی مرحوم بن سندخان مرحوم دہلوی جو ولندیزون کے عہد مین دلی سے ہوگلی مین آئے تھے اور وہین سکونت اختیار کی تھی بڑے ظریف تھی راقم نے انکو ہوگلی مین دیکھا ہے

کھڑا ہو کر مرے بالین پہ وہ رخصت جو ہوتا ہے — نظر آتا ہے حیدر نزع مین جلوہ قیامت کا
حال دل گر کہون تو کہتا ہے — شوق مجھکو نہین کہانی کا
سستت پیری مین کیون ہوا ای حیدر — کیا ہوا ولولہ جوانی کا
سنگ ہاتھون مین لیے ہین ساتھ طفلان حسین — مین وہ دیوانہ ہون پریون کا اکھاڑا ساتھ ہے
ایک بوسے کے لیے آنا پڑتا ہے کوئی — توہی منصف ہو بھلا انصاف تیرے ہاتھ ہے

حیدر تخلص مرزا حیدر شکوہ خلف مرزا کام بخت بن مرزا سلیمان شکوہ ابن شاہ عالم بادشاہ مقیم لکھنؤ

نازسے جب وہ چلتے ہین پازیب آتی ہے یہ صدا — کافر ہیں اونکو جو وہ انکار قیامت کرتے ہین

حیدر تخلص مولوی سید ولی حیدر ولد منشی امیر حیدر فرخ آبادی

خلق کی آنکھون مین خیرہ سے پھیرنہ ہم — تم سے کے نظر سے جو اُتار ا ہمین

حیدر تخلص منشی مصطفے حیدر خلف مولوی غلام حیدر مرحوم سررشتہ دار فورٹ ولیم کالج کلکتہ و مدرس فارسی بہرہ مدرسہ عالیہ کلکتہ وطن انکا جاالکام مولد بنارس مسکن کلکتہ اشعار اپنے راقم کو دکھلاتے ہین انکی طبیعت مین نہایت شوخی ہے صاحب دیوان ہین

دل لیکے مرا صاف مکر جاتے ہین کیسا — جب مانگون تو جھنجھلا کے یہ فرماتے ہین کیسا

دکھاتے ہین جھنجھلاتے ہین شرماتے ہین کیا کیا
رعشہ بھی ہے کچھ جسم مین کچھ لب پہ ہنسی بھی
دل و جان دین و ایمان وہی نکلا پھر کیا چھپا
درد کیا کہ حد اور د کی صورت سب مین
میرے اشکون کی روانی دیکھکر او بحر حسن
سن لیا سر پہ لگانے مین جو حال مرگ غیر
عشق خط سبز نے چھپا مجھے مثل حنا
اوس بت کافر کا دل مین رکھتے ہو حیدر خیال
کتنی دن سے ہے کیا ہائے مضطر
نہ کیجے ضد نہ کیجے بس اب رہجائیے صاحب
قابو مین آگئے تو چھپانے لگے ہم منہ
دیجے بوسہ یا کہ گالی لیجیے جو کہنا ہو صاف
کیا بھولے بنکے کہتے ہین قربان جائیے
ان سرخ سرخ اونگلیون مین کیا ہی زیب دین
لیا بوسہ خطا کی گالیان تو دیجے صاحب
جو ہر قدم پہ آہ نکلتی ہے دمبدم
مجھکو بھاتی ہین قیامت تیری دلبر چالیان
وصل مین وہ سسکیان لیلے کے کہنا یاد ہے
ذرا سینے پہ میرے ہاتھ رکھکر دیکھتے جاؤ
مجھکو کیون آئینہ دکھاتے ہو
پردہ اوٹھواؤ مین نہین موسے
ہوئی کیا شمع گل بن آئی میری بوسے لیتا ہون
مثال نقش پا کوچہ مین اوسکے جمکے بیٹھے ہین

قابو مین مرے آکے وہ گھبراتے ہین کیا کیا
تنہا کہین ملتے ہین تو گھبراتے ہین کیسا
ذرا ایمان ٹھکانے سے تو رکھو ہو بدگمان ایسا
اپنا ہم درد کوئی خویش و برادر نہ ہوا
ایسا سمٹا غم سے دریا بھی قطرہ ہو گیا
کیا اوسے آنسو بہانے کا بہانا ہو گیا
سبز بختی رنگ لائی خون اپنا ہو گیا
قبلہ مین دیکھیے کعبہ کلیسا ہو گیا
خدا جانے کہ حیدر کو ہوا کیا
مجھے دفنائیے گر آج کی شب جائیے صاحب
اچھا سوال بوسہ پہ ہان منہ چڑاتین آپ
زیر لب کہتے ہین کیا فرمائیے اچھی طرح
ہوتی ہین رنگ چار سفید و سیاہ و سرخ
فیروزون کے جو چھلے ہون ای یار سبز سبز
لیے جاتے ہو میرے کیلیے پچکیان تا بکہ
اللہ رے ضعف چلتے نہین بے عصا کے ہم
اونچی اونچی گول چکنی سخت پتھر چھاتیان
کیسی بے رحمی سے اف ملتے ہو حیدر چھاتیان
دھڑکتا ہے کلیجہ دل ہے مضطر دیکھتے جاؤ
شب مہتاب مین بلاتے ہو
ترانی کیسے سناتے ہو
غرا ہے یہ بھری مجلس مین وہ جھنجھلائے ہین سکتے
مٹا دین لاکھ وہ مجھکو گر اوٹھوا نہین سکتے

ہے صبا جاروب کش چھڑکاؤ کرتا ہے سحاب
آمد فصل بہاری کی چمن میں دھوم ہے

دیکھیے جس وقت طفلان پریرو ساتھ ہاین
ایک تھا ہشیار پر حیدر عجب دیوانہ ہے

چلے ہو کسلیے ہو کر خفا سنو تو سہی
بتا دو پہلے ہماری خطا سنو تو سہی

ادھر تو دیکھو نہ بولو ذرا سنو تو سہی
شب وصال میں کیسی حیا سنو تو سہی

تا صبح ایک بوسہ نہ ہرگز دیا مجھے
باتین تمام شب وہ بنائے چلے گئے

مجنون نے کان بھی نہ رکھا آہ و نالہ پر
بلبل کو چٹکیون مین اوڑاتے چلے گئے

اوٹھے کسلیے تم بھلا بیٹھے بیٹھے
ہوئے مجھسے شاید خفا بیٹھے بیٹھے

بس قتل عاشقان پہ وہ بیڑا اوٹھائیے
لاکھون کا خون ہوگا نہ لاکھا جمائیے

وہ پردہ پردہ فاش کیا چاک جیب نے
پردہ نشین سے عشق کو کیون کر چھپائیے

کافر یہ سنگدل ہین بڑے سخت بیوفا
حیدر نہ ان بتون سے کبھی دل لگائیے

حیدر تخلص نواب حیدر حسین خان خلف نواب حیدر علیخان شاگرد جوشش

کچھ تو ارشاد ہو فرمائیے کچھ تو صاحب
کیا خطا مجھسے ہوئی آپ جو کم بولتے ہین

حیدر تخلص سید ابن حیدر عرف بھولے میان خلف سید دلدار حیدر بلگرامی

یاد رکھنا تو مری بات کو اے جان جہان
مجھ سا دنیا مین نہین ہے ترا خواہان پیدا

حیدر تخلص سید حیدر علی خان لاہوری حضرت شیخ عبد القادر گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ کی اولادون مین تھے

ہے سنگ و خشت مجھ پر ہر خاص و عام نکلا
بارے جنون کی دولت اپنا یہ کام نکلا

میان تنگ تو رشک ہے کہ گوارا نہین مجھے
محرم سے ہے بند بھی جو ترے سینہ بند کا

امداد سے ہے بید صب کچھ اس چشم تر کا
خدا حافظ آج اپنی دیوار و در کا

حیدر تخلص میان حیدر

ہے کہان اب تو اے مسیحا دم
یاد آتا ہے وہ ترا عالم

ہجر مین تیرے مجھ پہ کیا گذری
تجھکو معلوم کچھ ہوا اے صنم

حیدر تخلص ذلیر الدولہ محمد علی خان بہادر عرف آغا حیدر خلف نواب

اسد الله ولد محمد تقی خان ترقی متوطن بیشاپور با فندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد برق صاحب دیوان گزرے

اوس پری وش کی نظر جب سے گڑائین آنکھین	میری آنکھون مین کسی کی نہ سمائین آنکھین
نہ کبھی حور نہ انسان نہ پری نے دیکھین	چشم بد دور ہوا جس شوخ نے پائین آنکھین
برق کا طرز جو حیدر کے سخن مین پایا	اوس سے محفل مین کسی نے نہ ملائین آنکھین

حیدر تخلص حیدر شاہ خان ساکن [illegible] میر محمد نثار شاگرد امداد حسین طنبور مصوری مین بھی دخل رکھتے تھے

کب آتش درون مرے ہوتے نہین بلند	مانند برق کب دم شعلہ فشان نہین

حیدر ہے تخلص حیدر بخش دہلوی سنہ ۱۲۱۶ بارہ سو سولہ ہجری مین کلکتہ مین تھے انکی آرائش محفل یعنی ہفت سیر حاتم نظر سے گزری

برابری کا ترے گل نے جب خیال کیا	صبا نے مار طمانچہ منہ اوسکا لال کیا

حیدری تخلص غلام حیدر دہلوی مقیم عظیم آباد

حیدری کے قید کرنے کی عبث تدبیر ہے	اس پریشان کو خیال زلف ہی زنجیر ہے

حیران تخلص حافظ بقاء الله خلف حافظ ابراہیم خط نسخ و نستعلیق خوب لکھتے تھے

قطعہ

بعد مرنے کے یہ خواہش ہے مری ہو وے تو ہو	کچھ نہ خواہشمند ہون تربت کا نہ تو قبر کا
گرد تربت کی ہو اک آئینہ اور طوطی ہو گرد	تا کہ جانے ڈھیر ہے حیران خوش تقریر کا

حیران تخلص میر حیدر علی دہلوی شاگرد سرب سنگھ دیوانہ بہار مین مارے گئے اپنے قاتل کو بھی اپنے ساتھ لے گئے

ق

کہا مین نے کہ میرے گھر چلیے	اس مین کچھ کم نہ ہو گی محبو بی
پوری کو چڑھا لگا کہنے	رہ و رسم ادب تو سب ڈو بی
مجھ سے کہتا ہے میرے گھر چلیے	دیکھیو اختلاط کی خو بی
کر زخمی مجھے اودھر کو گئے قاتل وہ تو	ہنسکے کہتے ہین کہ آ زخم جگر سلوا لے

حیران تخلص سید شیو عظیم آبادی مرثیہ مین مظلوم تخلص کرتے ہین

وہ ظالم ایک دن بھی آن کر بیٹھا نہ پہلو مین — اگر دیکھا ہے یہ حال دل دیوانہ پہلو مین

حیران تخلص میر ولایت علی دہلوی بہادر شاہ بادشاہ دہلی متخلص بہ ظفر کے عہد مین عہدۂ کپتانی پر مامور تھے

سر ٹپکتا ہون یا چھوڑ کے سر پاؤن — تیری مرضی ہے بتا اے غم تنہائی کیا

شکل تصویر جو حیرت مین تو اے حیران ہے — اوسکی تصویر کسی نے تجھے دکھلائی کیا

حیرت تخلص حافظ عبد الرحمن باشندۂ جھنجھانا شاگرد مولوی امام بخش صہبائی

اک دو ہی آنسوؤن مین لگا ڈوبنے فلک — نکلے گی خاک دیدۂ خونبار کی ہوس

گر شربت وصال نہین موت ہی سہی — کوئی تو نکلے اس دل بیمار کی ہوس

حیرت کا خدا جانے ہے کیا حال کہ ہمدم — کچھ رات سے آتی نہین آواز فغان کی

حیرت تخلص مرزا رمضانی دہلوی خلف شہزادہ صمصام الدین شاگرد مرزا علاء الدین

وہ خار ہون کسی سے اولجھتا نہین ہون مین — دشمن کی آنکھ مین بھی کھٹکتا نہین ہون مین

حیرت اب یار سے کیون ترک وفا کرتا ہے — پہلے ہی تم نے محبت نہ بڑھائی ہوتی

حیرت تخلص محمد جان خان ولد باز خان باشندۂ الہ آباد

مرقد سے میرے اوٹھکے بگولا جو رہ گیا — کہنے لگے وہ خاک کسی ناتوان کی ہے

حیرت تخلص میر محمد حسین ولد سید رشید علی متوطن بارہ مقیم قصبۂ اکبرپور معروف بہ بندگی تحصیل فتح پور ہنسوا شاگرد احمد علی کامل

اوٹھا جو صبح کو ملتا وہ مست خواب آنکھین — لگا چرانے مسیحا سے آفتاب آنکھین

خبر ہے آمد جانان کی بر لب دریا — ہین انتظار مین کھولے ہوئے حباب آنکھین

حیرت تخلص میر مراد علی تاجر مراد آبادی شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین تھے بعضے تذکرہ والون نے انکا تخلص حیدر لکھا ہے

سمجھ کے دیکھا تو بیجا تھا سب گلا دل کا — یہ چشم تر نے ڈبویا معاملہ دل کا

شریک آہ ہے شور جنون ہو وحشت ہے — عجب جلوس سے جاتا ہے قافلہ دل کا

کہان سے ہے شیشے مے محتسب لائے تو ٹوٹا	مرے جنون مین چھلکتا ہے آبلہ دل کا

حیرت تخلص غلام محی الدین نبیرہ میر منو ولد اعتماد الدولہ قمر الدین خان مقیم کالپی فارسی بھی کہتے تھے

ہم اوس بزم سے یون پر ارمان نکلے	جوانی مین جسطرح سے جان نکلے
یہ ستم دیکھو کہ کن آنکھونسے میں لیے غیرت عشق	ایک عالم اوسی کوچہ کا تماشائی ہے

حیرت تخلص پنڈت اجودھیا پرشاد کشمیری شاگرد جرأت موسیقی اور تیر اندازی مین اچھا دخل رکھتے تھے ۱۲۳۳ بارہ سو تینتیس ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے کبھی دہلی اور کبھی لکھنؤ مین رہا کرتے تھے

برنگ نقش پا اوس کی گلی سے اوٹھ نہین سکتا	ہوا ممنون احسان خوب اپنی ناتوانی کا

حیف تخلص میر چراغ علی لکھنوی شاگرد میر شبیر علی افسوس

جسکی ہر اک امید مبدل بہ یاس ہو	کیا اوس مریض عشق کی جینے کی آس ہو
ہے اپنے تو نزدیک وفا خوب ولیکن	ہو لطف جو تیری بھی طبیعت اودھر آوے
کہتا ہے کوئی بال اوسے کوئی رگ گل	کچھ مین بھی کہون تیری کمر جو نظر آوے
کانون مین نہین ہین اوسکے بالے	اک چاند کے دو ہوئے ہین ہالے

حیف تخلص موتی لال ولد لالہ بت سنگہ شاگرد میر سوز ۱۱۹۶ گیارہ سو چھیانوے ہجری مین لکھنؤ مین تھے

گلشن دہر مین کیونکر وہ بھلا شاد رہے	رات دن جسکے لیے گھات مین صیاد رہے

حیف تخلص شیخ محمد حاجی مرحوم دہلوی شاگرد میر محمدی بیدار

رباعی

اب تجھسے کہون جو کچھ ہے دل مین میرے	سب تجھسے کہون جو کچھ ہے دل مین میرے
پہلے کہدے کہ مین بھا تون کا بزا	تب تجھسے کہون جو کچھ ہے دل مین میرے

حرف خاء معجمہ

خادم تخلص خادم علی شاہ مقیم کلکتہ ۱۲۵۰ بارہ برس ہوئے کہ انتقال کیا اوزکر

اپنے مشاعرہ مین ملاقات ہوئی تھی

ساعت آیا میل سے دلبر وہ یاد افسوس آج
خانہ تاریک مین روشن ہوا تا ہو سراج

خادم تخلص منشی محمد ہی راجہ ہیرو دوان کی سرکار مین متعلق ہین فارسی بیشتر کہتے ہین

اشک کوئی دم مین اب آتا ہے شب ہر دو کی رات
طفل سے ممکن نہین ہے ضبط کرنا رو کا

خادم تخلص شیخ خادم علی کہنیلے شاگرد میر تقی دہلی مین تربیت پائی تھی بیشتر خطوط مین دخل رکھتے تھے صاحب دیوان گزرے

عاشق ہوا ہون ایک بت بالا بلند پر
صد آفرین ہے میری بھی عالی پسند پر

اوسکے ہاتھون ایک جہان ویران ہے
چشم ہی میرے کوئی طوفان ہے

خادم تخلص خادم علی خان باشندہ فرخ آباد استاد نواب ناصر جنگ بنگش بیشتر فارسی کہتے تھے

مجھکو کہتے ہو کہ چل باہر ہو
آپ کے کہنے سے کب باہر ہون

خادم تخلص خادم علی لاہوری مقیم دہلی

نہین ہو کہ نہ کوئی تہین سو کین پردہ شوخ
نہ ملا اپنے جگر سوختہ سے پر نہ ملا

خادم تخلص ایک شخص باشندہ پانی پت کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

رات بھر ماتم پروانہ مین روتی ہے شمع
اشک سے داغ جگر اپنے کو دھوتی ہے شمع

خاص تخلص منشی پلٹن سپاہیان شاہی محمد حیدر خان خلف الٰہی بخش خان باشندۂ دہلی شاگرد مرزا جمعیت شاہ ماہر

تہی جدائی گرچہ پہلو مین مرے وہ یار تھا
ناز تھا آزردگی تھی رنج تھا انکار تھا

تھا وہین جھیلین نہ کیا یاد مژگان مین کسکے
گاہ نشتر تھا جگر مین گاہ دل مین خار تھا

دیکھ لے نقشہ اگر اوس عالم تصویر کا
تو تو کیا زاہد دل آوے اوس پہ تیری [illegible]

خاکسار تخلص میر محمد یار عرف میر کلو مرحوم دہلوی شاگرد مرزا مظہر قدس سرہٗ قدم شریف مین تشریف رکھتے تھے بڑے عاشق مزاج اور صاحب دل تھے جسپر اونکی آنکھ پڑتی تھی وہ تعلقات دنیا سے آزاد ہو جاتا تھا

مرزا محمد حسین خراسانی یاور میر وزیر صبا کے

مرتا ہون نہ جیتا ہون محبت کو مین پڑا ہون | کیا پوچھتے ہو حال ہے بیمار مرے دل کا

خبیر تخلص سید مہدی بلگرامی ولد محمد عسکری تھوڑے روز ہوئے کہ پچیس برس کی عمر مین بمقام کلپور زین قضا کی

ہم نے رونے کا بنایا کب سر و سامان تھا | تم نے ہی دیدہ و دانستہ یہ طوفان باندھا
سد وصال رنجش دلدار ہو گئی | اتنا بڑھا غبار کہ دیوار ہو گئی

جمیر تخلص غلام محمد خان خلف غلام قادر خان فرخ آبادی شاگرد رشک

ہے ماہ پر آگے ترے مہتاب کا عالم | خورشید مین نقشہ ہے چراغ سحری کا

خدمت تخلص فرحت علی لکھنوی

دو دن ہے زندگانی مجھسے کلام کر لے | اکبار میرے گھر مین دلبر مقام کر لے

خرد تخلص نواب فخر الدین خان دہلوی خلف نواب شرف الدین خان معاصر مومن

ہمارے اونکی صحبت کو ابرو برق کی سی ہے | ہم اونکو دیکھکر روتے ہین اور وہ ہم پہ ہنستے ہین
لبون پہ جان ہے جلدی کہین پہونچ ظالم | یہ آرزو ہے کہ دم تیرے روبرو نکلے

خرد تخلص بالا پرشاد کھتری خوشنویس باشندۂ دہلی

یہ ہے تجھ اور وہ گلرنگ ترا ای جوہری | کیا ہے نسبت لعل کو اوسکے لب خوشرنگ سے

خرسند تخلص پنڈت رام نراین دہلوی شاگرد حافظ غلام دستگیر مبین

ہم آپ سے نہین جاتے بیابان ہو گھبرا کر | یہ جیسے جذبۂ دل کا اثر ہے کیا کیجے

خستہ تخلص محمد عبد اللہ عرف میر چھون دہلوی والد اونکے نواب مجد الدولہ عبد الاحد خان کے متوسلین مین تھے

سایہ سا [illegible] تو تھے پاؤن تک گزر کر | اوسنے دامن کو بھی پر ہاتھ لگانے نہ دیا

خستہ تخلص غلام قطب سید محمد گزانی قدس سرہ کی اولاد مین اور سلطان المشائخ رحمۃ اللہ کے مزار کے خادمون مین تھے بہرے خاق

آشفتہ سے اصلاح لیتے تھے

جلوہ ادس مہ کے جو ناگہ لب بام کیا — سجدہ خورشید درخشان کا وہین شام کیا

خسرو تخلص مرزا محمد کنہیہ و جلال بہادر عرف مرزا احمد جان خلف مرزا احمد خرم جنت بن مرزا احمد جاندار شاہ مقیم بنارس مرید حضرت خلیفہ شاہ غلام قادر علیہ الرحمۃ

سنتا ہے دلا اہل جہان کی یہی عادت — منہ پر تو خوشامد کرین تحقیر لس پشت

خشنود تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

ہو غریق رحمت پروردگار — آج ساقی کا پیالہ ہو گیا

خضر تخلص مرزا خضر سلطان بن ابوظفر بہادر شاہ متخلص بظفر شاگرد استاد ذوق صاحب

نہ کہہ سنتے ہین کچھ اپنی وہ سن سکتے ہین کچھ تیری — ہین اسوقت مین اسے بیوفا دیکھا کہ کیا دیکھا

جام جمشید کو آئینہ سکندر کو ملا — خضر مین وہ ہون کہ حصہ مین مرے دل آیا

کالی سے کون خوش ہو مگر حسن اتفاق — جو تیری خوشی وہ ہی مرا مدعا ہوا

لیتے ہو وہ بھی ہو بس پیشہ ہے عشاق کو — مجھے اک چھیڑ ہوئی شکوہ عدو کا نہ ہوا

کہتے ہو کہ اک روز تجھے قتل کرینگے — پھر یہ بھی تو اسے شوخ ستمگر نہین ہوتا

خضر تخلص شیخ محمد یوسف شاگرد جان صاحب

جیتے جی اور بھی اس تازہ ادا نے مارا — ہاتھہ کھینچا جو شب وصل تو شرما کے بہت

فاتحہ پڑھ کے مری قبر پہ غیرون سے کہا — یاد آنے کا یہ جانباز ہین ہاسے بہت

خطا تخلص مرزا اظہر علی بیگ ولد مرزا ایوب بیگ لکھنوی شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان ہین

زبان لڑا کے ہو کبھی اختلاط سے پیاسے — سمٹ کے آئی ہے دیکھو مرے دہن مین

کرے جو مردہ ہنسے باتین بھی ہون زندہ جیون — مسیح وقت ہے تو ہے ترے دہن مین

خطیر تخلص سید امداد علی خلف امیر علی باشندہ فرخ آباد شاگرد منیر

[illegible] مین وہ ہندوان کی طرف — پیٹر یان پانون کی جو بیری تھا محت

خفی تخلص مرزا محمد صدیق عرف بہ صفیہ دلہ خلف مرزا حیدر علی لکھنوی صاحب دیوان

ترکی چشم وصف مژگان و نگاہ خونریز — ہین انھین لشکر خونخوار کے سردار ابرو
کشتیاں آنکھیں ہیں بیشک خدا پیشانی ہے — مچھلیاں حسن کے دریا میں ہیں آبا دابرو
پرتو سے محبوب ہے یا کوئی سلفی زہ ہے — فرزہ خنجر ہے مگر تیر ہے تلوار ابرو

حقی تخلص راجہ بابو عظیم آبادی

ہے تنک از بس ہوا سے بزم ساقی جلا — گرم صحبت ہو گی زیب انجمن ہو جائے گا
دیکھ سنبل کو چمن میں یاد آئے اوسکو بال — حاصل اس گلگشت سے آخر پریشانی ہوئی

خلش تخلص حافظ فردوس علی شاگرد عزیز مولوی عبد الکریم سوز

کیوں یہ کہئے ہر خلش کو کہ وہ بیمار نہ تھا — کچھ تو آزار اوسے تھا کہ وہ اچھا نہ ہوا

خلق تخلص میر احسن خلف و شاگرد میر حسن دہلوی صاحب مثنوی بدر منیر باشندہ لکھنؤ

عجب عالم میں بیہوشی کے وہ مجھکو نظر آیا — گرا اتنا بھی نہ ہوش آیا کہ جو پوچھوں کدھر کیا
دل لگاتے تو لگا یا یہ نہ تھا کچھ معلوم — جی پہ کیا گزرے گا اور جان پہ کیا ہوئیگا

خلیق تخلص مرزا منصور علی ولد مرزا احمد شہ از شاگرد کیلہ سو ناتوسے ہجری میں ناظم بنگالہ کی سرکار میں توسل رکھتے تھے

صحبت زندہ دلاں ہے باعث آرام جان — ہمنشینی مردہ دل کی ہے عذاب زندگی

خلیق تخلص میر مستحسن مرثیہ گو برادر خورد میر احسن خلق باشندہ لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

غفلت میں فرق اپنے تجھیں کبھو نہ آیا — ہم آپ میں نہ آئے جب تک کہ تو نہ آیا
کہا میں نے جو اسے گل کچھ وفا کر — تو وہ ہیں ہنس پڑا وہ کھلکھلا کر
بھاگتا پھیرا بچا اوس سے یہاں بھی تو — گو تو سیماب ہے اور پارۂ اخگر عاشق
حشر کا ڈر او نہیں کیا ہے کہ تیرے کوچے میں — خود بپا کرتے ہیں ہنگامہ محشر عاشق
بیستون میں اثر گریہ فرہاد کو دیکھ — جگر سنگ سے بھی آب رواں ہے جاری
شیشۂ آئینہ ہے اوس رشک قمر کا پہلو — صاف اودھر سے نظر آتا ہے اودھر کا پہلو

سرکا

بسکہ خرام نازکا پامال ہون خلیق — لگتی ہے ہوش دلکو مرے ہر قدم کے ساتھ

خلیل تخلص میر دوست علی ولد سید جمال علی باخستہ [illegible] مجرد دہلی متعلقہ بادشاہ کے رشید شاگرد آتش رفیق نادر مرزا سے نیشاپوری بجیتر لکھنؤ میں رہتے ہین سنہ ۱۲۷۹ بارہ سو اوناسی ہجری مین کلکتہ مین آئے تھے صاحب دیوان ہین اشعار انکے بہت خوب اور مرغوب ہوتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ اشعار اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

میرے دل مین اگر آپ آئیے گا — داغ کی طرح سے رہجائیے گا
ہاتھ جوڑ دون بھی تو ٹھہرینگے نہ آپ — نبض کیطرح چلے جائیے گا
جلوۂ حسن رخ یار نے بیہوش کیا — وصل مین لطف شب وصل میسر نہوا
دل ہے خود مرشد کامل اسے کیا سمجھاؤن — خضر کا کوئی کسی راہ مین رہبر نہ ہوا
غم فرقت یہ بلا ہے کہ تمام اعضا مین — پھوٹ پڑجاتی ہے جسوقت وہ دلبر نہ ہوا
عشق نے دشمن راحت یہ بنایا ہے مجھے — نہ دیا دل اوسے جو شوخ ستمگر نہ ہوا
ضعف سے کانپتے ہین چلنے مین ہر بار قدم — ٹرتے ہین صورت چوب کھٹ پیا قدم
پائے رنگین سے جو ہے نقش قدم ہو گل تر — جار باغ آسکے نظر تم جو چلو چار قدم
سماکے رہ محبت کو ہے غفلت سے غرض — دیکھ لو سونے سے سو جاتے ہین بیکار قدم
مرتبہ خاک نشینون کا جو سمجھے کوئی — رکھے پھر نقش قدم پر بھی نہ زنہار قدم
بے سبب وحشت جنون مین نہین سرگردان ہم — قلم آسا نہین رستے کبھی بیکار قدم
حشر برپا ہو کہین لوگ قیامت آئے — ربع مسکون مین ہو ہلچل جو چلو چار قدم
بتون کا سبزۂ خط غضب کا نہین محتاج — بغیر مہر یہ خط اعتبار رکھتا ہے
ترقیون مین تنزل کا بھی خیال ہے شرط — گرمے کو زمین کو نظر مین سوار رکھتا ہے
رونے پہ باندھے جو مری چشم تر کمر — کیسے زمین فلک پہ جو پانی کمر کمر
بات ہان عاشقو نہین نام جدائی کا نہ لو — موت کا ذکر نہین کرتے ہین بیمارون کے بیچ
تم سنو یا نہ سنو نالے کیے جاؤن گا — درد دل کہنے سے مطلب ہے فقیر کو

گریاں ہیں خلیل ہند کی ہند سے ہم جانب کے	کیسا لگا مزہ رنگ حنا کا شکار ہاتھ
اوس بت کو دیکھتے ہی ہوا دل پہ اوسکے	خنجر کے نیچے دب گئے بے اختیار ہاتھ
ہر طرح جل رہیگا پس مرگ اے خلیل	دس گز کفن گزی کا زمین میں چار ہاتھ
اچھے نہیں ہیں جوشش وحشت کے رنگ	تیور کہہ اب کی سال برسے ہیں بہار کے
دم سے طلسم آدم خاکی کا ہے خلیل	پھرتی ہیں تتلیاں یہ بہار سے تار کے
حالت صفت شمع ہے یہ سوز جگر کی	پاؤں کو جلا دیتی ہے آتش مرے سر کی
مین مرگیا وہ گھر کو گیا صبح شب وصل	نقارہ مرے کوچ کا نوبت تھی سحر کی
مر کر بھی چھپاؤں جو تری زلف کا سودا	بنتی نہ دھواں دستے مرے تربت جگر کی

خلیل تخلص سید ابراہیم علی اکبرآبادی شاگرد مظفر علی اسیر

وصف دہن تنگ نے خاموش کیا ہے	کے جائے سخن ہے نہ موقع ہے صدا کا
کعبہ و دیر میں کسکے لیے پھرتے ہو خلیل	سچ کہو شوق ہوا کس بت ہرجائی کا
ملجائے کا موقع جو کبھی دادرسی کا	اللہ سے اے بت تری فریاد کرینگے

خلیل تخلص علی ابراہیم خان مرحوم نائب ناظم بنگالہ گورنر جنرل لارڈ ہسٹنگ بہادر انکو عدالت دیوانی ضلع بنارس کا حاکم مقرر کیا تھا صاحب دیوان وتذکرہ شعرائے فارسی و اردو گزرے

شور رونے سے میرے تر ہو جیب و کنار خ	خلیل آنکھوں کے ہاتھوں ہو گیا آزار پہلو میں

خلیل تخلص شیخ محمد خلیل لکھنوی شاگرد مصحفی

جب آکے ترے شمع نے سر اپنا اوٹھایا	گلگیر نے تب اوسکی وہیں دور کی گردن
ہو تیغ لیے نکلے ہے اک ہاتھ میں خورشید	تا کاٹے جو دیکھے غضب دیجور کی گردن

خلیل تخلص شرف الدولہ محمد ابراہیم خان بہادر وزیر محمد علی شاہ پادشاہ لکھنؤ شاگرد نواب عاشور علی خان بہادر خلف خواجہ عبد الحکیم غدر میں مارے گئے وطن انکا کشمیر مسکن لکھنؤ شعر انکے اچھے ہوتے تھے

غیر سے گھر کا ہکو آپ سے کا	غیر بندے ہی کو ہوا سے کا

سکے حال شب فرقت بولے
لیجئے کچھ اور بھی فرمائیے گا

ایسے ہی دم دے دغا ہوتے ہین
ہان بجا ہے ضرور آئیے گا

کھیل مین جان یہ کھلوائیے گا
ہم کو شمشیر سے سر آئیے گا

نزع مین دیکھ کے فرماتے ہین
ہم جلائین گے جو مر جائیے گا

وصل مین کہتے ہین ہو کے بگڑ کے
کسطرح ہجر مین مر جائیے گا

کس عنایت سے وہ کہتے ہین غلیل
شام کو آج ضرور آئیے گا

وصل دشمن رشک چمن کا گر میسر ہو غلیل
آرزو اک عمر کی ہو جائے حاصل باغ مین

ہاتھون پہ سر جو معرکۂ امتحان مین تھا
پیچھے ہٹے نہ ایک قدم کو بھی کٹ کے یار ہان

خموش تخلص مرزا خدایار دہلوی ملازم راجہ رنجیت سنگھ بہادر پنجاب مین سکونت اختیار کی تھی

خموش کس سے نیا اختلاط ہے کہ ہمین
کچھ ان دنون کہین تیرا پتا نہین لگتا

خندان تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

گردش چشم پر فتن سے جب کہ نگاہ پھیر لے
خانۂ دل کو اپنے ہاتھ آپ تباہ کیجئے

خواجہ تخلص مولوی عبد العزیز خلف مولوی اظہر علی مرحوم منشی سابق فورٹ ولیم کالج کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ النخ وطن اُنکا سلہٹ مولد و مسکن کلکتہ بڑے ذہین و ذکی ہین شعر اچھا کہتے ہین [illegible]

دل لیکے جان مانگتے تھے وہ بھی لے چلے
اب میرے آپ کے کوئی جھگڑا نہین رہا

گر دور دسر گیا تو رہا درد دل اوسے
بیمار عشق ایک دن اچھا نہین رہا

بعد فنا بھی درد و الم میرے ساتھ ہین
مرقد مین بھی رہا تو مین تنہا نہین رہا

دیر و حرم مین سب مری صورت سے ہین خفا
دل دے کے آپکو مین کہین کا نہین رہا

چشم تحقیق سے جب سوئے کلیسا دیکھا
بت مین بھی جلوہ نما نور خدا کو دیکھا

ساقیا آنکھ کے عرصہ دیر و میکدون کے اثر
بادۂ سنج کہو لی سے ہی پیالا دیکھا

کر کے ہمسری غیر سے کر کے جلایا آپ نے
اب تو صاحب آپ کا نقشہ [illegible]

باد گل مین ہووے اسے خواجہ اگر ریختہ گیا | موج آب اشک بلبل سے ہو طوفان بپا
تو لے جو جہاں ہے پسینا جو رخ گلگون کا | دامن گل سے بھی زیادہ ہے معطر دامن

خواجہ تخلص خواجہ نجف علی باشندۂ ہوگلی منشی پلٹن انگریزی راقم کے ملاقاتی سے دیوان انکا نظر سے گذرا

بعد مرنے کے مرے مستی کا ملنا چھوڑا | سر پہ رکھا ہی رکھا خاک ہوا میرے بعد

خواہش تخلص حاجی میر آلہ داد متوطن الہ آباد مقیم دہلی

سینے مین اسکے کی دھوم ہے دل مین | حسرتون کا ہجوم ہے دل مین
ہر قدم پر ہین آفتین برپا | چال ہے یا کوئی قیامت ہے

خوش عرض تخلص ایک شخص فرخ آبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہوا

بلبل قبا کو کھول کے گلشن مین تو نہ جا | ہووے نہ گل گلے کا کہین ہار دیکھنا

خورشید تخلص خوشوقت علی خان ولد داؤد خان تھانہ دار باشندۂ اکبرآباد کانپور مین رشک کے شاگرد ہوئے تھے لکھنؤ جا کے برق کے شاگرد ہوئے

بیٹھے جو سامنے وہ دوپٹا اوتار کے | پھولا مین اسقدر کہ انگرکھا مسک گیا
شب ہجر انہون نے سنی مری فریاد | خدا اسکے ہاتھ ہے خورشید فیصلہ دل کا
وہ صبح وصل کس کس ناز سے ہمکو جگاتی ہین | سدا ہوسے رات اوٹھو صبح محشر سر پہ آ پہنچی

خورشید تخلص مرزا احسن علی عرف میان سابو مرشدآبادی راقم نے انکو کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے

ہے خیال عارض گلرنگ جانان کا مجھے | خار آتا ہے نظر آنکھون مین گلشن آج کل

خورشید تخلص پنڈت سورج پرشاد خلف پنڈت آسارام

پھولو نہ بلبلو چمن بے ثبات پر | غنچون کی جو چٹک ہے وہ کوئی دم کی ہے

خورشید تخلص خورشید عالم خلف سید مقصود عالم مقصود باشندۂ سہالی

گلشن مین جو خورشید دن کا سایا ہے لکھا | سنجی کا گھاٹ دریا کا کنارا ہو گیا

خورشید تخلص خورشید احمد شاگرد و برادر عم زادہ شاہ رؤف احمد کے

مومن خان اور مرزا غالب سے بھی اصلاح لی تھی اور بارہا شہرا اور خراسان کی سیر بھی کی تھی انکا سوگنچ مسکن دہلی حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد مین سے تھے

پھاڑے کو اور کیا باقی رہا دست غزل
تو ہم وصل یہ مانا کہ جو طلب ہے خورشید
چاک دیا ہمن جو گیا تیرے سے گریبان پہ
کسطرح کوئی تسکین اضطراب تو دے

خرم تخلص محمد احمد باشندۂ شاہجہان آباد

جان تن سے نکلی سے تیرے سامنے بے غم
اک دم کی دم اس خستہ کے بالین پہ بیٹھ جا

خیال تخلص غلام حسن خان دہلوی برادرزادہ و شاگرد برکت اللہ خان برکت اشعار فارسی انکے انکے سے زیادہ ہوگئے

مجھے تو غنچہ کو منظور رنگ دکھانا تھا
جھلک ایسی کوئی دکھلا گیا سہ پارہ غریبی مین
تیرا شگفتگی پہ دل آیا ہے اے خیال
نقاب کھولنا گرمی سے اک بہانہ تھا
کہ جو جلین تو شب رہ گیا نظارہ غریبی مین
اے غنچہ فسردہ تجھے بھی ہوا لگی

حرف دال مہملہ

داد تخلص مولاداد خان لکھنوی

نہ جا سے باغ مین رشک چمن ہوا ہے داد
اشہید نازکی دیکھی اگر کفن کی بہار

دارا تخلص مرزا دارا بخت بہادر فرزند ارجمند ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد ذوق جوانی مین انتقال کیا صاحب دیوان گذرے

سحاب پاشہ و اس سے آبد یہ دن کا
کھلا کسی پہ نہ اسودگان خاک کا حال
جا پھنسا حلقۂ زلف بت عیار مین دل
ہم خاک ہو کے آگئے ہین کوچہ مین یار کے
مجھسے کب ہوتا ہے اے دارا وہ تھا
نمود برق طپیدہ و دل طپید دن کا
ہجوم مہندی مین ہے آرمیدہ دن کا
لے گئی کھینچ کے شامت دہن مار مین دل
لیکن یہ خوف ہے کہ صبا کو خبر نہو
اوسکے دل مین بدگمانی اور ہے

داغ تخلص میر مہدی دہلوی مقیم لکھنو فرزند و شاگرد میر سوز بیس برس کی عمر میں

جب خزان گلشن عقبی پر مستولی ہوکر گردون اوسکی باغ وصال سے خزاندگان ہونے
لگی اور گل مراد سے دامن تمنا کو بہرا آخرش جب خزان ہجر پہونچی اور بہار وصل پوشیدہ
ہوگئی کمال درجہ اوسکی دل بیتاب سے اوسکی بیقراری اور آہ وزاری یہانتک شروع
ہوئی کہ طبیبان حاذق بیمار کے علاج سے تنگ آکر مشتہر ہوگئے اسوقت اونکے مادر نے
ادس بیمار مرض الموت سے شکایت کرکے مرض فراق کا حال تحریر کرکے [illegible] کہ وہ اپنے قدوم شفا لزوم سے
اپنے مریض درد ہجران کو صحت بخشیں چونکہ ادھر سے اوسکے آنے مین دیر ہوگئی
اونسے اپنے جلد آنے کے بارے مین نامہ لکھا لیکن ادھر تاب انتظار رہنے
کی طاقت باری حالت نزع مین اس شعر کو عنوان مکتوب پر لکھا ہے

از جان رسیده بود که مکتوب تو آمد	دیگر چه نویسم خبرم خوب گرفتی

اور موت کی انا للہ وانا الیہ راجعون

قطعہ

ابھی دل پاس تھا غائب ہوا ہی ہمنشین دیکھو	ادھر دیکھو ادھر دیکھو یہین دیکھو کہین دیکھو
ابھی پاس ہی رہو کے جو یہ سکرا تا ہو	اسے کے ہاتھ دیکھو جیب دیکھو آستین دیکھو
پکڑنا چور کا مشکل نہین گر کچھ سمجھ ہو دے	ہوائی رنگ دیکھو ہاتھ پائی ہے جبین دیکھو

رباعی

یہ چاہ ہین جلی بری ہوتی ہے	جی لیتی ہے دوستی بری ہوتی ہے
لگتا نہیں جی کہین بھی اوسکے بن آہ	سچ کہتے ہین یہ لگی بری ہوتی ہے

داغ تخلص مولوی وجیہ اللہ خان بہادر ڈپٹی مجسٹریٹ وڈپٹی کلکٹر ضلع بیر بہوم خلف
جناب مولانا محمد وجیہ صاحب مدرس اول مدرسہ عالیہ کلکتہ شاگرد مولوی رشید النبی
مرحوم وحشت تخلص کے دوستون مین تہے بشعر فارسی کہتے ہین سنہ بارہ سو اٹھاسی
ہجری مین انتقال کیا

عشق مین ذلت سے ہے عزت ناصحا	مفتخر ہین جو وہ جو ہین رسوائے یار

داغ تخلص سید لطف حسین خلف حیدر علی باشندہ فتح پور ہنسوا شاگرد ناسخ

چاندنی کی سیر کو نکلے جو وہ شمع
دیکھنے مہ کا تماشا آفتاب آتا نہین

دائم تخلص دائم علی باشندۂ کلکتہ

جب جدا مجھسے یار ہوتا ہے
دل مرا بے قرار ہوتا ہے
بے صبر و بے شکیب ہے خانہ بدوش ہے
دلخستہ اور شکستہ یہ دایم مدام ہے

دبیر تخلص مرزا سلامت علی ولد مرزا غلام حسین کاغذ فروش لکھنوی شاگرد مظفر حسین ضمیر مرثیہ اچھا کہتے ہین مگر ایسا نہین کہ عیوب شاعری سے پاک ہو راقم نے انکو عظیم آباد مین دیکھا ہے

روان کرتا تھا خنجر آہ کا ہے دور کی تیغا
عجب ناز و ادا سے اوسنے کاٹا میری گردن کو
دلا ان تنگ چشمون سے نہ رکھ مہر کی امید
کسی کے حال پر روتے نہ دیکھا چشم سوزن کو

درخشان تخلص سید علی جان مخاطب بہ مہتاب الدولہ ولد میر مغل لکھنوی متوطن خراسان مقیم مٹیابرج متعلق کلکتہ شاگرد مظفر علی اسیر ملازم بادشاہ اودہ صاحب دیوان ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے راقم نے انکو مشاعرہ مین دیکھا ہے

سب مساوی ہے نہ دو کاٹ اگر نہوا
آئینہ تختۂ تابوت سکندر نہ ہوا
غالب ہوئی جو نکہت گل پر شمیم زلف
غنچون نے چٹکیون مین صبا کو اڑا دیا
گھٹ گئی جب عمر اوس گیسو کا سودا بڑھ گیا
تھا مگر وقت زوال شمس سایا بڑھ گیا
وبال اس سر کے کٹنے کا ہمارا ہو گیا
دھوان اسکو نہ اے قاتل سمجھنا شمع روشن کا
چاند دیکھے جو کبھی تیری سپر مین خورشید
سر دہنے خوب گریبان سحر مین خورشید
شیشہ و جام سے معمور ہے سارا بازار
آگئی دختر رز دیکھنے مینا بازار
خلش ہمین سے نہین ہے کچھ اوس کی تیر کو
ادا و ناز سے محروم ہے تنگ سینے پر
ہے تیری آرزو مجھے لے جائے آرزو
کیا آرزو ہے واہ رے قربان آرزو
طواف تھا جو کبھی دل کے گرد پھرتے ہم
جہاد تھا جو کبھی خون آرزو کرتے

درد تخلص حضرت خواجہ میر دہلوی خلف الرشید خواجہ ناصر عندلیب علیہ الرحمۃ انکے اشعار فارسی و ریختہ نہایت پر درد ہوتے ہین و معانی ابکار و نازک بستہ

صفر سنہ ۱۱۹۱ گیارہ سو اکانوے ہجری مین ہوا راقم نے ابکے مزار مبارک کی زیارت کی ہے نالۂ درد و آہ سرد و سوز دل و شمع محفل درد دیوان انکی نظر سے گذرے

بارے مجھے بتا تو سہی کیا سبب ہوا
پھر مجھ پہ مہربان ہوا تو غضب ہوا

اے آنسو و نہ آوے کچھ بات دل کی لب تک
لڑکے ہو تم کہین مت افشاے راز کرنا

دل کسکے چشم مست کا سرشار ہوگیا
کسکی نظر لگی کہ یہ بیمار ہوگیا

نالۂ دل کا اثر دیکھ لیا درد بس
جی مین نہ رہ جاے یہ آہ بھی کر دیکھنا

مثل نگین جو ہم سے ہوا کام رہ گیا
ہم رو سیاہ جانے رہے نام رہ گیا

اوسنے قصداً بھی میری باتون کو
نہ سنا ہوگا گر سنا ہوگا

کی تو تھی تاثیر آہ آتشین نے اوسکو بھی
جبتلک پہنچے ہی پہنچے رہ گیا اک پھیکا

سینہ و دل حسرتون سے چھا گیا
بس ہجوم یاس جی گھبرا گیا

اون لبون نے نہ کی مسیحائی
ہم نے سو سو طرح سے مر دیکھا

کھینچے ہے دور آپ کو میری فروتنی
افتادہ ہون پہ سایۂ قد کشیدہ ہون

کرتا ہون بس مرگ بھی حل مشکل عالم
بیکس ہون پہ ناخن کی طرح عقدہ کشا ہون

مرے ہاتھون کے ہاتھون اے عزیزو
گریبان چاک ہے چاک گریبان

ہم کس ہوس کی تجھ سے فلک جستجو کرین
دل ہی نہین رہا ہے جو کچھ آرزو کرین

فلک سمجھ تو سہی ہم سے اور گلوگیری
یہ ایک جیب ہے سو تار تار رکھتے ہین

اوسنے کیا تھا یاد مجھے بھول کر کہین
پاتا نہین ہون تب سے مین اپنی خبر کہین

ادھر بات کرنا ادھر دیکھ لینا
سمجھتا ہون سب ایک عیار ہو تم

اپنے بندے پہ جو کچھ چاہو سو بیداد کرو
یہ نہ آجاے کہین جی مین کہ آزاد کرو

نہ کہین عیش تمہارا بھی منغص ہووے
دوستو درد کو محفل مین نہ تم یاد کرو

نہین شکوہ مجھے کچھ بیوفائی کا تری ہرگز
گلہ تب ہو اگر تو نے کسی سے بھی نباہی ہو

ہرچند تجھے صبر نہین درد ولیکن
اتنا بھی نہ ملیو کہ وہ بدنام کہین ہو

ہر طرح زمانے کے ہاتھون ہون ستم دیدہ
گر دل ہون تو آزردہ خاطر ہون تو رنجیدہ

درویش تخلص سید شاہ علی دہلوی تھا گرد میر نظام الدین ممنون حضرت شاہ ابو سعید کی اولاد مین تھے آخر ایام مین شعر گوئی ترک کی تھی ✦

درویش کو ممنون بھی لکھا کرتا تھا غنی — اس مملکت عشق مین اوستاد ہمکو
ایک شب بیٹھے تھے جس گھر مین کبھی یار کیساتھ — روز روتے ہین وہان جاکے در و دیوار سے مل

دریا تخلص پنڈت رتن ناتھ خلف پنڈت امرناتھ شعلہ دیوان سبحان علیخان کمبوہ باشندۂ لکھنؤ شاگرد رشک

نادیدے ہین رقیب نہ دیکھا کرو انھین — نظر انکی کہین نہ جاے یہ شمع قمر اکی لو
کھینچون جو آہ سرد تو ٹھنڈی ہون دوزخین — دریا کے آگے پانی ہے نار سقر کی لو

دریغ تخلص سید زین العابدین باشندۂ دہلی نبیرۂ سیف الدولہ بہادر شاگرد نصیر دہلوی

یون وہ بولا دیدۂ تر دیکھکر دو چار سے — ڈوبتے تجھکو نظر آتے ہین گھر دو چار سے

دل تخلص مولوی شمس الدین مقیم دہلی بڑے متقی و پرہیزگار تھے

صبح ہو آتی ہے اور رات چلی جاتی ہے — تیری ابتک بھی وہی بات چلی جاتی ہے

دل تخلص نبی پرشاد مرشد آبادی

امید وصل اوس سے عبث تو رکھے ہے دل — جس سے کہ رسم نامہ و پیغام بھی نہ ہو

دل تخلص آزاد خان مذہب ہنود کو ترک کرکے مشرف بہ اسلام ہوئے تھے

یہ تماشا ہے کہ قاصد کو ملے ہے دشنام — خط کا انعام گیا نامہ و پیغام گیا

دل تخلص زور آور خان باشندۂ کول صاحب مثنوی و دیوان گزرے

مت پھرا دل مرا اے ناصح جاہل اکر — پھر بھی جاتا ہے نصیحت سے کوئی دل اکر
کیا سینے کو واکئے لگائی آگ گلشن مین — عیان ہے داغ حسرت لالۂ احمر کی چھاتی کی
ساقی نے جو پلایا مجھے مین نے پی لیا — زاہد تجھے خبر ہے حلال و حرام کی

دل تخلص محمد عابد مرحوم برادر محمد روشن جوشش باشندۂ عظیم آباد

تیری زلفون مین پھنسا دل ہی اختصار ہوئی — نقد جان لیجیے حاضر ہے گنہگاری دل
نالے ہی سدا بھر بھر دن عمر کی بھرتی ہین — ہین نزع مین ہم تجھ بن جیتے ہین نہ مرتے ہین

جون آتشہ بہ ستم رسیدہ مرے ! … رہتا ہے مدام آب دیدہ
تمھارے در پہ جو در بان نے آستین پکڑی … برنگ نقش قدم ہم نے بھی زمین پکڑی

دلخوش تخلص بہادر سنگھ کھتری نبیرۂ راجہ خوشحال رائے دہلوی

ہون ترے ہجر مین پیدا نرگس حیران … چشم ہوتی نہ گر آپنے گنہگار سے دل

دلسوز تخلص لچھمی نراین خلف اتمارام باشندۂ فرخ آباد

دیکھا گر جوش طوفان کا مری آنکھون میں وہ … اپنی کشتی کے لیے گردون بھی لنگر مانگتا

دلسوز خیراتی خان قوم افغان باشندۂ قصبۂ شیل مقیم دہلی شاگرد نصیر نواب ظفریابخان خلف سطر شمرو فرانسیس کی رفاقت مین تھے میکشی سے نہایت ذوق رکھتے تھے سے پورمین جاکے انتقال کیا

جگر فراق کے ہاتھون سے لالہ زار رہا … یہان خزان مین سدا موسم بہار رہا
تپ فراق کے بیمار کی جو دیکھی نبض … طبیب کو بھی کئی دن تلک بخار رہا
ارادہ پاے بوسی کا تھا ابھی پیدا اگر اپنا … گرا قدمون ہی تیرے کٹا جسوقت سر اپنا
وہ منہ زلفون سے ڈھانکے ہین تو ہم آنسو بہاتے ہیں … وہ دن کو رات کہتے ہین تو ہم تاری دکھاتے ہیں
سب سہین گے ہم اگر لاکھ برائی ہوگی … پر کہین آنکھ لڑائی تو لڑائی ہوگی
رات تم اسطرف جو آن پھرے … دن مرے کچھ تو میری جان پھرے

دلگیر تخلص حمایت اللہ خان دہلوی دلد عالم خان رمل و نجوم و ہیئت مین اچھی مہارت رکھتے تھے آبا و اجداد انکے نعمت خانۂ شاہی کے دار وغہ تھے

دلگیر سے تم چھپ کے گر آن کے ملتے … رسوائی ہر کوچہ و بازار نہ ہوتی
جسطرح ناک مین دم لایا ہے میرا یہ رشیخ … یا خدا اوسکے بھی پیچھے یون ہی شیطان پڑے

دلگیر تخلص چھنو لال کایتھ لکھنوی شاگرد نوازش حسینخان نوازش اپنے مذہب کو ترک کرکے مشرف اسلام سے مشرف ہوگئے تھے بیشتر مرثیہ کہتے تھے غزل مین طرب تخلص کرتے تھے لیکن چونکہ انکا تخلص دلگیر کرکے مشہور ہے اسلیے شعر انکا دلگیر تخلص کے تحت مین لکھا گیا

عطر اوسکے نہانے سے بسکہ آب ہوا
حباب بحر ہر اک شیشۂ گلاب ہوا

باتین تری سنا کرین اور دیکھین تیری شکل
وہ مدعا سے گوش ہے یہ مدعای چشم

آئے طرب ترا جو وہ خوش چشم باغ مین
نرگس کے دستے کیجیو تو بھی فدای چشم

دلیر تخلص شاہ دلیر عظیم آبادی درویش تھے

پھر بھی یارب وہ کبھی دن رات ہو
یارب ہو مین ہون گلی مین ناتھ ہو

دوست تخلص شیخ غلام محمد عظیم آبادی مقیم مرشدآباد

کافر ہو جسکے دل مین تری آرزو نہ ہو
کس کام کی زبان کہ تری گفتگو نہ ہو

صنم جو دیکھ مجھکو تو کہے ہے دور آنکھو نسے
کچھ اپنا بس نہین ظالم مین ہون مجبور آنکھو نسے

دوست تخلص ایک شخص فرخ آبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

روشن گریہ مری چشم سے سیلاب نے لی
بیقراری دل بیتاب سے سیماب نے لی

دولہ تخلص نواب جہانگیر محمد خان عرف نواب دولہ ابن امیر محمد خان برادر وزیر احمد خان مرحوم والی بھوپال شعر فارسی بھی کہتے تھے اپنی زوجہ نواب سکندر بیگم کے مکر سے مین جوانی مین شربت مرگ نوش کیا

پھولون مین بھی میرے وہ گل اندام نہ آیا
مرنا بھی مرا ہائے مرے کام نہ آیا

صبا خوش آوے بھلا کب مجھے چمن کی بو
بسی دماغ مین ہے میرے اوس تن کی بو

دولہ تخلص مرزا علی نقی شاگرد اصغر علی خان نسیم مقیم لکھنؤ

عاشقونکے واسطے حال پریشان چاہیے
آگئی ہے فصل جنون ٹکڑے گریبان چاہیے

دیوانہ تخلص مرزا محمد علی خان بنارسی دلی مین بھی گئے تھے

اوسکا آخر اودھر کلام ہوا
اپنا قصہ ادھر تمام ہوا

آیا نہ بعد مرنے کے بھی وہ مزار پر
خاک اوسکے پیچھے آپ کو ہم نے کیا عبث

میری سرگشتگی کو دیوانہ
پہونچے کب آسمان کی گردش

دیوانہ تخلص رائے سرب سنگھ ہمشیرہ زادہ راجہ مہاشاین فن شعر سے خوب ماہر تھے فارسی بیشتر کہتے تھے اونسے چار دیوان فارسی یادگار ہین

دل سدا تڑپے ہی میرا مرغِ بسمل کیطرح ۔ تاکہ سیکھے مرغِ بسمل نے مری دل کی طرح
جان پر آبنی بدم مری خاموشی سے ۔ بات کچھ بن نہین آتی ہے اب اظہار بغیر
دل ہے کہ تیری تیغ کے آگے سے ٹل نہ جائے ۔ رستم کا کب جگر ہے کہ زہرہ پگھل نہ جائے

حرف ذال معجمہ

ذاکر تخلص مرزا احمد بیگ دہلوی شاگرد مرزا رستم

چھوڑ اسلام کو اور کھینچے قشقہ ذاکر ۔ طالبِ کفر ہوا اوس بتِ عیار سے مل

ذاکر تخلص مولوی ذاکر علی بنارسی خلف مولوی فضل علی شاگرد مصحفی شعر خوب کہتے ہین صاحب دیوان ہین

شب جو نالان بیکسی سے یہ دلِ صد پارہ تھا ۔ آسمان سے خون فشان ہر دیدۂ سیارہ تھا
شب جو باتون مین وہ مہ بیکر بہل کر رہ گیا ۔ رنگ سو سو طرح سے گردون بدل کر رہ گیا
لیلی کا حبب کہ نجد سے محمل نکل گیا ۔ آرام قیس لاکھون ہی منزل نکل گیا
لالۂ صد رنگ پھولا کوہ پر تو کیا عجب ۔ کوہکن کا خون کیا کیا رنگ ابھی دکھلائیگا
یہی ہے گر مآلِ آہ سوزان گر پڑینگے جلکر فلک زمین پر ۔ یہی ہین نعرے تو دیکھ لینا کہ حشر ہی حشر تک زمین پر
دلِ پھر گیا حرم سے اب دیر مین لیا ہے ۔ دل مین صنم صنم ہے لب پر خدا خدا ہے
تو دست برہمن سے مارا پڑیگا زاہد ۔ ناقوس اے ستمگر ٹوٹا تو سنکھ سا ہے
جواہر خانۂ زندان کو کیا ہے چشم پر خون نے ۔ مری زنجیر پر نگ جڑ دیے ہین اشک گلگون نے
پلکیون تک خون ہو لختِ جگر آنے لگے ۔ لعل احمر سنگ موسے مین نظر آنے لگے

ذاکر تخلص سید ذاکر حسین منصف ہاترس خلف علی حسین باشندۂ الہ آباد

بعد مردن بھی نہ کم گردش قسمت ہوگی ۔ تودۂ خاک لحد اپنا بگولا ہوگا

ذاکر تخلص میر جان خلف و شاگرد فخر الدین ماہر لکھنوی تمام دیوان انکا اسی رنگ پر ہے

چھینک کسکے کھسن کا پڑ گئی ناک مین تیری ۔ اسے چلبلے نہ ڈال تو قلیر ناک مین

ذاکر مین اوسکے در پہ بیٹھا کر رہ گئی — مل سکتے اب ذرا نہین مجھ خستہ تن کے پاؤن

ذبیح تخلص حکیم محمد اسمعیل خان عرف اچھے میان خلف محمد ابراہیم خان باشندہ بریلی

تسکین تجھسے ہو جو کسی تشنہ کام کی — اے آب تیغ یہ ہی ہے اک بات نام کی

ذبیح تخلص مرزا امان علی مقیم بہادر مذہب تشیع سے توبہ کرکے مذہب سنت جماعت اختیار کیا تھا

اسقدر تو ہو رجوع قلب عاشق سوی دوست — منہ جو دشمن کا نظر آوے تو پھیرے روی دوست
یہ وہی سر ہے کہ اب ہی اپنے زانو پر سدا — یا اسی کو تھا میسّر تکیۂ زانوے دوست

ذرہ تخلص منشی اتواری لعل باشندہ کلکتہ راقم کی ملاقاتیون مین ہین

دلدار کی خاطر سے دلِ زار بہی چھوڑا — الفت مین صنم رویون کے گھر بار بہی چھوڑا

ذرہ تخلص مرزا رام ناتھ بہادر نظارت شاہی دہلی کے پیشکار تھے

ترے کوچہ مین روز و شب پڑا پھرتا ہے یہ ذرہ — بجا ہے ایسے دیوانی کی مطلب کو روا کرنا

ذرہ تخلص لالہ شنکر لال لکھنوی شاگرد رشک

قامت ہے سرو لالہ ہے رخ نرگس آنکھین ہین — نسرین کے ساعد اور گل یاسمن کے پاؤن

ذرہ تخلص لالہ جوالا پرشاد خلف لالہ دھرم نراین وکیل ضلع فرخ آباد

یہ عالم ہو گیا سوز جگر سے — نکلتی آگ ہے دیوار و در سے

ذکا تخلص پنڈت سری کشن خلف پنڈت دیارام کشمیری امین عدالت دیوانی فرخ آباد

نہایت سخت جان ہو نہین نہایت سخت جان ہو مین — نہ ٹوٹی خنجر براں کہین یہ مجھکو خطرا ہے

ذکا تخلص ذکاء اللہ خان لکھنوی حافظ رحمت اللہ خان مرحوم کی اولاد مین سے تھے

آہ کسطرح سے اوس پردہ نشین کو دیکھون — اوسکے گھر مین تو کوئی روزن دیوار بہی نا

ذکا تخلص خوب چند کایتھ دہلوی تلمیذ نصیر صاحب دیوان و تذکرہ گزرے

آسیا سر پہ چلی چرخ کی جب کہ ذکا نیند کہان — ہاتھ سے چرخ کے ڈھونڈھے ہے تو آرام کہین
نقش پا خالق گیتی نے بنایا مجھ کو — جسکے قد نو نہین سے لگا اوسنے مٹایا مجھکو
ملی ہے ابرو دلدار دیکھیے کیا ہو — کمان کمان چلے تلوار دیکھیے کیا ہو

ہماری خاک سے گذرا جو باندھکر دامن | کہا اُسنے جی مین وہ شاید غبار رکھتا ہے

ذکا تخلص شیخ مخدوم بخش نوجوان ساکن لکھنؤ شاگرد مرزا خانی نوازش

یا رب کسی کے بس مین کسیکا نہ آئے دل | مجھسے یہ اب کہا نہین جاتا کہ ہاے دل

ذوق تخلص خاقانی ہند شیخ محمد ابراہیم دہلوی استاد جنت آرامگاہ بہادر شاہ ظفر بادشاہ دہلی شاگرد نصیر دہلوی جمیع اصناف سخن پر قادر تھے مضامین تازہ و عالی و عاشقانہ خوب باندھتے تھے راقم الحروف کے زعم مین ریختہ گویون مین اس قدرت کا شاعر پیدا نہین ہوا سنہ ۱۲۷۱ بارہ سو اکہتر ہجری مین راہی ملک بقا ہوئے دیوان انکا نظر سے گذرا ہیچمیرز نے یہ تاریخ اونکے انتقال کی کہی ہے

تاریخ

کی قضا ذوق نے افسوس ہے ہے | مرگ کا اوسکے جہان کو غم بپا ہے
سال کا ناسخ نے مصرع یہ لکھا | انتقالِ شاعرِ کامل ہوا ہے

ذوق

ہوا جو حمدِ خدا مین دل جو مصروفِ رقم میرا | الف الحمد کا سا بنگیا گویا قلم میرا
جھانکتے تھے وہ مجھے جس روزنِ دیوار سے | واے قسمت ہوا وہی روزن مین گھر زنبور کا
ہم ہون اور سایہ ترے کوچہ کی دیوار کا | کام جنت مین ہے کیا ہم سے گنہگار کا
نالہ اس شور سے کیون میرا دہائی دیتا | اے فلک گر تجھے اونچا نہ سنائی دیتا
ہو تو عاشق سوچکر اوس دشمنِ ایمان کا | دل نکر جلدی کہ جلدی کام ہے شیطان کا
لو ہماری زندگی پر زندگی کی کیا امید | تو ہماری جان لیکن کیا بھروسا جان کا
عدو سے خون سے دل پایمال کے گیا | چلا ہے دیکھیو وہ دامن سنبھال کے گیا
قبل سے لیکے دل کو نکالکر وہ مسیح | جو مانگا تو کہا آنکھین نکال کے گیا
ہزار دم مین اوسے یاد تونے دکھایا ذوق | گیا وہ غیر کے گھر مجھکو ٹال کے گیا
اوس سے تو الله اک وہ بیدرد ہو گیا | اب آہ آتشین سے بھی دل سرد ہو گیا
پانی طبیب دے ہے ہمین کیا سمجھا ہوا | ہے دل سے زندگی سے ہمارا اچاٹ ہوا

جدا ہون یار سے ہم اور نہ ہون رقیب جدا
ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا

نشۂ دولت کا بد اطوار کو جس آن چڑھا
سر پہ شیطان کے اک اور بھی شیطان چڑھا

موت اوسکو یاد کرتی ہے خدا جانے کہ گور
یون ترا بیمار غم جو ہچکیان لینے لگا

ذوق کے مرنے کی سنکر پہلی تو کچھ رک رک
پھر کہا تو یہ کہا منہ پھیر کر اچھا ہوا

عبث جان منتظر ہونٹون پہ ہے وہ شوخ کب آیا
اگر چہ لب کو بھی آیا تو ہم جانینگے اب آیا

آدمیت اور شئے ہے علم ہے کچھ اور چیز
کتنا طوطی کو پڑھایا پھر وہ حیوان ہی رہا

کہے ہے خنجر قاتل سے یہ گلو میرا
کمی جو مجھسے کرے تو پیے لہو میرا

ترے جوڑے کے کھلنے نے مرادان [illegible] باندھا
عجب تقدیر نے عقدہ یہان کھولا وہان باندھا

گل اوس نگہ کے زخم رسیدون مین مل گیا
یہ بھی لہو لگا کے شہیدون مین مل گیا

وہ کون ہے جو مجھ پہ تاسف نہین کرتا
پر میرا جگر دیکھ کہ مین اف نہین کرتا

مذکور ترے بزم مین کسکا نہین آتا
پر ذکر ہمارا نہین آتا نہین آتا

سرمہ سے سفاک شہرہ ہے نگاہ یار کا
سچ کہا ہے باڑھ کاٹی نام ہو تلوار کا

کیا طبع مین جودت ہے جھٹ دل کی اوڑا لی
ہونٹون کا بیان لکھتا وان بات کا پا جانا

زاہد شراب پینے سے کافر ہوا مین کیون
کیا ڈیڑھ چلو پانی مین ایمان بہ گیا

بیان تنگ عدو زمانہ ہے مرد دلیر کا
جنگل مین ہین منہ شکار کیے پر بھی شیر کا

ہے قفس سے شور اک گلشن تلک فریاد کا
خوب طوطی بولتا ہے ان دنون صیاد کا

مسجد مین اوسنے ہمکو آنکھین دکھا کے مارا
کافر کی دیکھو شوخی گھر مین خدا کے مارا

بیمار عشق کا جو نہ تجھسے ہوا علاج
کہہ اے طبیب تو ہے کہ تیرا کیا علاج

وہ مثل ہے ناو یہ کہنے کو ڈبوئی خضر نے
لیکیا خط ذقن دل کو سوے گرداب کھینچ

ریش سفید شیخ مین ہے ظلمت فریب
ایسی مکر چاندنی مین نہ کرنا گمان صبح

ٹھہری ہے جانے کے آپکی یہان کل [illegible]
اے جان بر لب آمدہ اب دیری کیا ہے

کہا اے تم جو ہے گھڑی دو گھڑی کے بعد
سینے مین ہو گی سانس اٹکی دو گھڑی کے بعد

جب ہو مرنا [illegible] سر پہ قرسے آج گرا چاند
تھا وہ دو چار ہے چاند کا ادھ [illegible]

کہا پتنگ نے یہ وار شمع پر چڑھکر
مزہ جگر پہ نے کو مرے پوچھنے کیا ہو تکبیر
ساغر دل بچا آیا ہون کھو مت ہاتھ سے
اہل جوہر کو وطن مین رہنے دیتا گر فلک
تو نے گل کو سر تو رکھا جب چمن مین توڑکر
وہ کہے کون ہے قربان مرے اس چتون پر
مجھ مین کیا باقی ہے جو دیکھے ہے تو آن کو یار
کیا زبان چلتی ہے اوس بزم مین بدگو تیری
پھر کر ادھر اودھر نہ ہمارا گیا قلق
صفحۂ دہر پہ یکدل نہ ہوا ایک سے ایک
ہوتی ہے جمع زر سے پریشانی آخرش
اوس حور وش کا گھر ہے مجھے جنت سے ہی سوا
ہفتاد و دو فریق حسد کے عدد سے مین
وقت پیری شباب کی باتین
پھر اوس غمزہ کی یاد کر سے دل کو دل مین قرار
مین وہ نہین کہ تم ہو کہین اور کہین ہو مین
تو کہے غنچہ کہ اوس لب پہ دھڑی خوب نہین
ہم اپنے جذبۂ دل کے اثر کو دیکھتے ہین
خط بڑھ کے اور بھی وہ ہوا پیچ و تاب مین
نہین خضاب سے مطلب نہین یہ موی سفید
جا بجا کرے کر وہ دل کے کہ نہین ہو سکتا
اسیر تیغ و غم مین ہون مرے قتل جان لیجئے
سوال بوسہ کو فرما جواب چین ابرو سے

بڑا مزا ہے جو مر بے کسی کے سر جھکر
تم چھری پھیر بھی دو نام خدا کا لیکر
ہو سکتا ہے کیون یہ جنس دستگردان چھو کر
لعل کیون اس رنگ سے آتا بدخشان چھوڑکر
مین بھی حاضر ہون کہا غنچہ نے یہ منہ پھوڑکر
مین کہون مین تو کہے مین کی چھری گردن پر
بدگمان وہم کی دارو نہین لقمان کی پاس
منہ مین اسکے یہ زبان ہے کہ الٰہی توبہ
لفظ قلق کیطرح سے وہ ہی رہا قلق
دل کے دو حرف ہین سو وہ بھی جدا ایک سے ایک
درہم کی شکل صورت درہم سے کم نہین
لیکن رقیب ہو تو جہنم سے کم نہین
اپنا ہے یہ طریق کہ باہر سند سے ہین
ایسی ہین جیسے خواب کی باتین
نشتر چبھو کے مین سر نشتر کو توڑ دون
مین ہون تمھارا سایہ جہان تم وہین ہو مین
چپ کہ منہ چھوٹا سا اور بات بڑی خوب نہین
وہ پہلے بزم مین دیکھین کدھر کو دیکھتے ہین
کیا جا مین لکھدیا اوسے کیا اضطراب مین
سیاہ پوش ہوئے ماتم جوانی مین
لب کو دون بوسہ کو شہد و دلی لعل کو دون قتل کو
اور اس پر اب تلک جیتا ہون مین کمال ہمت مین
برات عاشقان بر شاخ آہو اسکو کہتے ہین

کیون ہمنے دیا دل تجھے او سنگدل اپنا
دور کر بالونکو سر سے ہے لیے لیلی
مین تو اون آنکھون کی گردش کا بلا گردان ہون
نہ چھوڑا تو کسی عالم مین راستی کو یہ شے
کیا خط مین مدعا لکھون اپنا کہ مدعی
اچھا کیا وفا کے عوض تونے کی جفا
تیغ تو اچھی پڑی تھی گر پڑے ہم آپ سے
جب کہا مرتا ہون وہ بولے مرا مسکا شگون
کیا ہوا اے ذوق ہین جون مردمک ہم سیاہ
ہے بادہ کشون کے لیے اک غیب سے تائید
تجھنے تو نے افشان جو اے مہ جبین ہے
کیے ضبط اشک آہ پہونچی فلک پر
تو آنکھ مین نہ سرمہ و دنبالہ وار دے
اے شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات
پشہ سے سیکھے شیوۂ مردانگی کوئی
کچھ ہوتی آدمیت اگر ہوتے آدمی
سر تو ہے تن پہ مرے تیغ ستم کیو اسلیے
نقل محفل مہ تو جب تری توسن کو لگی
رہی اسطرح بعد از ترک دنیا کی ہوسناکی
نگہ کا وار تھا دل پر پھڑکنے جان لگی
پہین سے آشکارا کر گئے ہمکو ما قیا چوری
بیر چھولے زیر گردون گر کھلی میری ہنسی
کھینچتے ہین الم تجھ سے سنوی مین ملک جا کے

اگر صحبت ہم اوس حضرت خضر کو نہین بھاتی
پر نہین کان پہ مجنون کے ذرا جون جاتی
کہ نہین تیری ہی وہان گردش گردون چلتی
عصا ہے پیر کو اور سیف ہے جوان کیلیے
پہلے ہی اونکو میری طرف سے پڑھا چکے
بس اب ستم نہ کر کہ کیا اپنا پا چکے
دل کو قاتل سے بڑھانا کوئی ہمسے سیکھ جاے
جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی ہمسے سیکھ جاے
لیکن آنکھون مین سمانا کوئی ہمسے سیکھ جاے
زاہد جو دعا مانگتا باران کے لیے ہے
ستارون مین کیا کیا چنان اور چنین ہے
مرا عشق کم خرچ بالا نشین ہے
معشوق چشم کو یون ہی اک تیر مار دے
ہنس کر گزار یا اسے رو کر گزار دے
جب قصد خون کو آکے تو پہلے پکار دے
یہ خوبرو تو حور ہوئے یا پری ہوئے
پر لگا رکھتے ہین وہ جھوٹی قسم کیو اسلیے
چار چاند اور فلک پر مہ روشن کو لگی
شرابی ہو کے تائب جسطرح ہو جاے ترسا کی
چلی تھی برچھی کسی پر کسی کے آن لگی
خدا کی گر نہین چوری تو ہم رندون کی کیا چوری
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے
طفل مکتب پڑھتے ہین گنبد مین بسم اللہ کے

دل نقش لب جان بخش پر جان طرۂ مشکین پہ ہے
عیسائی اپنے دین پہ ہے موسائی اپنے دین پہ ہے

کیا تاب وان جلوون سے جو برق اک نہ جلے
دوزخ بھی ہو تو اوکی جلوون پہ آگ رکھے

چاہیے زر ان بتان سیمتن کے واسطے
ہم قلندر ہیان نہین کوڑی کفن کیواسطے

ہوس مین کعبہ کے کیون شیخ بتخانہ سو گمرہ ہے
یہان تو کوئی صورت بھی ہے وہان فقط اللہ ہے

مقابل اوس رخ روشن سے شمع گر ہو جائے
صبا یہ دھول لگائی کہ پھر سحر ہو جائے

ہمارے سینے مین وہ آتشین ہے ذوق
جو برق دیکھے تو فی النار واصل سقر ہو جائے

گر رخ کا بوسہ دیتے نہین لب کا دیجیے
وہ ہے نشل ہے پھول نہین پنکھڑی سہی

کہتے ہین آج ذوق جہان سے گذر گیا
کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے

عزیز د ناقہ لیلیٰ کی دیکھو گے شتر غمزے
اگر مجنون کو مل جائیگی خدمت ساربانی کی

ذکر کچھ چاک جگر سینے کا سن سن اپنے
کر کے مین ضبط ہنسی دیکھون ہون ناخن اپنے

خط بڑھا زلفین بڑھین کاکل بڑھی گیسو بڑھے
حسن کی سرکار مین جتنے بڑھے ہندو بڑھے

لاشہ کو دفن میری کیجیے کہ پھینک دیجیے
مردہ بدست زندہ جو چاہیے سو کیجیے

مری طاعت سے اب تو معصیت بھی عار کرتی ہے
مرے توبہ پہ توبہ استغفار کرتی ہے

ڈسا ہو کالے نے جسکو کاٹا تو وہ فسونکے اثر سے کھیلے
دہان و گیسو کا تیری مارا نہ منہ سے بولے نہ سر سے کھیلے

باقی ہے شیخ کو ابھی حسرت گناہ کی
کالا کریگا منہ بھی جو داڑھی سیاہ کی

در در دل سے لوٹتا ہون میرا کسکو درد ہے
ہون مین حریف درد جس پہلو سے اولٹو درد ہے

ساتھ تیرے ہم بھی جون سایہ مقرر جائینگے
آگے جائین پیچھے جائین جائینگے پر جائینگے

ذوقا تخلص ذوقا شاہ بنارسی درویش سر و پا برہنہ تھے

نہ بام کی ہین زیب نہ زینت کسی در کی
ہم باٹ کی روڑے ہین ادھر کے نہ ادھر کے

ذوقی تخلص ذوقی شاہ لکھنوی درویش تھے

اپنی پر چاہ اوسکی وہ صورت
اے عزیز دلگاہ کیجیے کا

جلد آ اجل جو مجکو آنا ہے
ورنہ کوئی دم مین دم مرد اما ہے

ذوقی تخلص ذوقی رام عطر فروش مرادآبادی شاگرد مہدی علی ذکی ہوئی

دنون مین جنواتون کا سا سانگ بناکر کوچہ و بازار مین شعر پڑھا کرتا تھا

نے سے تصور مین کچھ کم نہ مزا دیکھا
اگر وہ نہ ہوا اوسکی تصویر ہے اوس مین ہون

ذہین تخلص حافظ محمد اسمعیل خان دہلوی نبیرۂ حافظ محمد داود خان مرحوم شاگرد حافظ غلام رسول شوق

نام اوس ظلم کا دل سے بھلایا نجائے گا
ہے نقش کالحجر یہ مٹایا نہ جائے گا

طرز خرام یار نے محشر بپا کیا
فتنہ ہے کونسا کہ اوٹھایا نجائے گا

ذہین تخلص میر محمد محسن

ہوا اگر کبھی یار کے تشریف فرمانے میں دیر
تو کرین کیا ہے کو اس دنیا سے ہم جانے میں دیر

ہمارے دل کو مت آزار کر اے باغبان ناحق
جلامت آتش گل سے ہمارا آشیان ناحق

حرف را سے مہملہ

راجہ تخلص راجہ بہادر خلف راجہ شتاب راے دیوان نواب ناظم صوبہ بنگالہ معاصر اشرف علی خان فغان

یہ زخم دل ہمارے مرہم تلک نہ پہونچے
ہم اون تلک نہ پہونچے وہ ہم تلک نہ پہونچے

راجہ تخلص راجہ راج کشن خلف راجہ نبکشن بہادر رئیس کلکتہ شاگرد مرزا جان طپش صاحب دیوان گزرے

گر شب کو نہ تم پاس مری آؤگے صاحب
تو مجھکو سحر تک نہ یہان پاؤگے صاحب

راجہ تخلص بلوان سنگھ خلف راجہ چیت سنگھ بہادر راجہ بنارس مقیم اکبرآباد شاگرد مرزا حاتم علی بیگ مہر صاحب دیوان ہین

تو ہے وہ گل کہ نام ترا باغ دہر مین
مٹ گئی شکل نقش پا کیسی
دو دو پہر وظیفہ مرغ سحر ہوا
پس گئی چال پر حنا کیسی

راجہ تخلص ایک شخص کا ہے جسکا حال معلوم نہ ہوا

ہجر کی شب کو آنے کی یہان وہ توہم ہے
ستر ہزار صبح سے یہ ایک شام ہے

راحت تخلص بھگونت راے ولد دین دیال باشندہ کاکوری شاگرد امانت

انکی مثنوی زہرہ و بہرام ہلدمن نظر سے گذری ٭

چاہ ہو چشمہ ہو دریا ہو تو اوسکو روکیے
ابروز چشم ترسے بہتا ہے سمندر زیر پا

راحت تخلص مرزا محمود بیگ ولد احمد بیگ شاگرد مومن خان وطن اکبرآباد مسکن دہلی

صبر و قرار و تاب و توان رفتہ رفتہ سب
آجا ئینگے کہین سے دل رفتہ گر ملا

کچھ جان سے آتی ہے مری جان مین قاتل
پانی ترے خنجر مین ہے کیا آب بقا کا

یہ چاہتا ہون کہ راز نہان نہ افشا ہو
ترے دہن سے زیادہ مراد بن جائے

راحت تخلص شیخ کریم الدین باشندہ اعظم پور باشندہ

ہمیشہ گزری قفس مین اسی تمنا مین
کہ اب رہا ہونے اب موسم بہار آیا

راحت تخلص پنڈت کشن لال باشندہ متھرا تحصیلدار ضلع فرخ آباد

دل کو سامان ہوا بی سرو سامانی سے
خوش گزرنے لگی اب جامہ عریانی سے

راحت تخلص راحت حسین شاگرد صمد علی حسرت باشندہ میرٹھ

دل گیا جان گئی قرار گیا
نہین جاتا یہ درد سر کا

راحت تخلص مرزا راحت علی خلف مرزا رجب علی بیگ مقیم فرخ آباد

دم نہ نکلا تہ شمشیر جو آسانی سے
سخت شرمندہ ہون جلاد گرانجانی سے

راحم تخلص میر محمد علی معاصر میر و میرزا

دیوار کے روزن مین ہی جا اوس پہ پڑی آنکھ
دو چار گھڑی اوسکے مری خوب لڑی آنکھ

ارمان مرے دل کے نکل جائینگے سارے
گر تیری رہی سامنے دو چار گھڑی آنکھ

راز تخلص مرزا یعقوب علی بیگ وطن انکا توران مولد ہندوستان

شب ہجر میں سے دل ترے عاشق کا
لے نام تیرا صبح کے ہوتی ہے حق ہوا

راسخ تخلص طالب حسین

یاد او دیکھو مری خاک پہ برسون کے بعد
بھولنے تو اوٹھاسے ہوئے دامن اپنا

راسخ تخلص غلام مصطفی بن عبد الرحیم باشندہ مکن پور ضلع کانپور

راسخ محاسبان قیامت لکھین گے کیا
دفتر بہت بڑا ہے ہمارے حساب کا

راسخ تخلص سعادت علی خان دہلوی شاگرد مومن

ہون تو آنکھون مین پر نہین یہ خبر
سرمہ ہون یا غبار ہون کیا ہون

مین بناے جہان سہی لیکن
جب کہ ناپایدار ہون کیا ہون

راسخ تخلص شیخ غلام علی عظیم آبادی شاگرد مرزا فدوی میر تقی کو بھی اپنے شعر دکھلاتے تھے ۱۲۳۸ بارہ سو اڑتیس ہجری مین انتقال کیا مثنوی راز و نیاز وحسن وعشق وسبیل نجات و دیوان انکا نظر سے گزرا

خاک ہون پر توتیا ہون چشم مہر و ماہ کا
آنکھ والا رتبہ ہے مجھ غبار راہ کا

دشمنی در پردہ کی اے دوست تمنے کیا کیا
آپ تو پردے مین بیٹھے اور ہمین رسوا کیا

اپنی جانب تھا کشان ہر عضو تیر درد کو
ہاے رے لذت کہ جھگڑا جسکا ہمدیگر رہا

کب میرا آخر بیار ہو موجب وہ جفا کا
بندہ تو ہون سہی عیب وسے مجھ مین وفا کا

سونپا ہوا داغ اونکا تازہ ہے سدا رکھا
ہم نے اس امانت کو چھپا تیسے لگا رکھا

حیا کے پردے مین مارا ہے ایک عالم کو
شہید مین بھی ہون اون شرمگین نگاہون کا

ٹھنڈی سانسین بار ہجر مین اوسکو بھاتی ہین مجھے
چاندنی مین لطف ہے چلنا ہواے سرد کا

دل قیمتی ہوا جو شکست آشنا ہوا
یہ شیشہ ٹوٹنے سے جواہر بہا ہوا

گذرے جو وہ خیال مین تو نازکی سے ہاے
یہ رنگ ہو کر پھول ہے جیسے ملا ہوا

یہ دل بیتاب و ضبط سوز عشق اب جو ہے
قطرۂ سیماب مین آتشکدہ پنہان ہوا

مین حضرت راسخ سے اگر تو یہ پوچھے اونکی جناب مین ہم
کہو قبلہ و کعبہ وہ کیسا تھا گل تمھین کا نٹا سا جسکے ہوا اسنے کیا

جز داغ ہے کیا دل حزین مین
لالہ ہی اوگے ہے اس زمین مین

انکار تب ہے اونکا لذت آمیز
ہے زور مزا نہین نہین مین

اب اور نکا ہونے ایجاد گلستان مین
نالون کو لگا پھرے صیاد کمین مین

کیون بجھاتے ہو تم اسباب خود آرائی کو
بھول مت یہ مری بدنامی و رسوائی کو

بے تجھے یک آدھہ پہر نے کیا کیا رلایا ہے — بہی ہے جبکہ ٹھنڈی باد تب منہ خوب آیا ہے

رزم تخلص نواب مظفریاب خان خلف ملا میان مقیم لکھنؤ شاگرد نواب منصور خان مہرادا دمین حافظ الملک حافظ رحمت خان مغفور والی کٹھیر کے شعر خوب کہتے مین صاحب دیوان گزرے

دکھایا صانع قدرت نے اب تیری کف پا کو — ثنا کرتے تھے ہم انکار روغن دست حنا کو

کہان اب جلوہ گر ہوتی ہے سنگ طور کی آتش — ہزار آتش سے باہم جنگ ہو کے سنگ موسیٰ کو

سوادِ منزل اب راہ طلب مین تیرہ بختی ہے — خضر کی آنکھ سمجھا مین چراغ غول صحرا کو

رسائی عرش تک ہی ہیان سخن کی یان سر ہے — رہی امید میری نقش پا کی چشم عنقا کو

سبکدوشی سے بے جنبش ہے آزادون کی سر بازن — فزون دیکھی سنگ سے ہیان سرگرانی بینہ مینا کو

تیور چڑھا کے رہ گئے ہم کیون دکھا کے ہاتھ — جھوٹا ہے نیمچہ تو لگاؤ بڑھا کے ہاتھ

دریا سے حسن اور بھی دو ہاتھ بڑھ گیا — انگڑائی اوسنے نشہ مین لی جب دکھا کے ہاتھ

دیکھنے نکلا جو وہ خورشید منظر چاندنی — دھوپ سے بھی ہو چکی مین آج بہتر چاندنی

مار ڈالا چاند سورج نے تری تعویذ کے — دھوپ ہو باہر تو ہے مدفن کی اندر چاندنی

اب اندھیرا اور اوجالے ہیر زمین نہ دیدہ — دھوپ دکھلاتا ہے ہر جنکو نہ مادر چاندنی

راغب تخلص مرزا سبحان قلی بیگ سعادت یار خان رنگین کے یارون مین تھے وطن انکا ایران مولد دہلی بیشتر فارسی کہتے تھے

ہوتا ہے تازہ آہ سے ہر دم جو داغ دل — روشن ہے باد گرم سے اپنا چراغ دل

اے شام غربت آہ کدھر ڈھونڈیے اوسے — پایا نہ ہم نے زلف مین بھی کچھ سراغ دل

منہ ڈوپٹے مین چھپایا اوسنے — دل کو پردے مین لیجایا اوسنے

راغب تخلص احمد حسین دہلوی برادرزادہ حافظ محمد بخش عرف حافظ ممو

اوسے بھی وہ اگر تو نہ آوے اسی یقین — کیا حال ہو گیا دل امیدوار کا

یارب اسے تو چین دے مجھکو نہ دو نہ دے — جلتا ہے میرے حال پہ دل غمگسار کا

کیا فہم ہے وہ اپنی شکایت سمجھتے ہین — شکوہ اگر کرون روش روزگار کا

حیثیت کہنی آلام سے راحت کا سامان ہوگیا ‏— بڑھتے بڑھتے درد دل آخر کو درمان ہوگیا

راغب تخلص وزیر علی ولد سید جعفر علی باشندۂ شکوہ آباد

سمجھکر بیٹھے ہو نادان راغب ‏— تغافل کا گلہ اوس بیخبر سے

رافت تخلص حضرت شاہ رؤف احمد مرحوم عرف شاہ شعور احمد مغفور سرہندی شاگرد جرأت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھے اور بڑے زبردست عالم تھے عروض و قوافی مین اپنا ثانی نہین رکھتے تھے فارسی مین ایک دیوان اور ریختہ مین چھ دیوان اور ہر فن مین اونسے ایک دو رسالے یادگار ہین جمیع اصناف سخن پر قادر تھے

گور مین بھرتا ہے نعرہ تیرا بسمل آہ کا ‏— پڑھ کے بخشے اوسکو ثواب ایمان بسم اللہ کا
ہر نام پاک یہ ہے تعویذ مرے جی کا ‏— صدیق کا عمر کا عثمان کا علی کا (ق)
یہ نقش ہو مربع جسکے نگین دل پر ‏— چار و نظرف نہ سکے کیون کر ہو پھر اوسی کا
سایہ ہو جن پر اونکا اونکو نہین ہے خطرا ‏— کچھ انس کا نہ جن کا نہ دیو نہ پری کا
رافت یہ چار یار اب وابستہ رکھ دل اپنا ‏— گر تجھہ یہ کھل گیا ہے عقدہ رہ واردی کا
جگنو گلے مین زلف سیہ فام دوش پر ‏— ہے صبح اوسکی چھاتی پہ اور شام دوش پر

یہ کس کی مژگان کی آہ یارب بھرے ہین برسے ہمارے بر مین
کہ شکل غربال پڑ گئے ہین ہزارون روزن دل و جگر مین
ادا و انداز و ناز و عشوہ جو کچھ ہے اوس شوخ فتنہ گر مین
نہ وہ پری مین نہ حور مین ہے نہ ہے وہ غلمان و نہ بشر مین
لگا نہ جرّاح اسپہ مرہم کہ داغ جاوے تو جائین مرہم
یہ رکھتے ہین سوختہ جگر ہم چراغ اوجڑے ہوئے نگر مین

وصل کی شب کی بچھی گھڑیان کیسی بجتی ہین عجب ‏— تب آیا وہ راحت جان جب تین پہر تین گجر
گرمی رخسار کی دیکھے جو وہ یار آئینہ مین ‏— جوہر آئینہ ہو جاوے شرار آئینہ مین
رافت چنچل وہ بھلا کب مری گھر ٹھہرے گا ‏— عکس کو جسکے نہ آتا ہو قرار آئینہ مین

برجستہ

جنبے بالون مین ترے عطر بسا دیکھا ہے — اوس پہ آئی ہے بلا ہم نے بسا دیکھا ہے
آپ بیٹھے ہوئے کرسی پہ جو کرتے ہین گھمنڈ — میرا نالہ نہین یہ عرش رسا دیکھا ہے
ترا مجنون ہون ای یاری اگر تو رشک لیلیٰ ہے — گیا جنگل کو تھا وہ مین نے بھی صحرا کی لی ہے

راقم تخلص غلام محمد دہلوی شاگرد قدرت اللہ خان قاسم بیشتر خطوط مین شوق رکھتے تھے

بس کر چکے عاشقی مری جان — غصے سے ترے جو ڈر گئے ہم
جب مین نے کہا تم نے ملاقات اوڑا دی — تو اونے ہنسی ہی مین مری بات اوڑا دی

راقم تخلص بندرابن باشندۂ شہر متھرا شاگرد مظہر و سودا صاحب دیوان گزرے ہین

نہ ترے عشق مین بلبل ہی کو نالان دیکھا — چاک ہر گل کا گلستان مین گریبان دیکھا
کہے کیا ورد دل تبسل گلون سے — اوڑا دیتی ہین اوسکی بات ہنسکر
سنتے تھے ہم جہان مین اہل کرم کے ہاتھ — آیا جو دید مین تو کم از آستین نہین
مرے میکشی سے زاہد کرین توبہ میکساران — رہے وہ عمل کہ ہووی سبب نجات یاران
کہان تلک قبول خاطر کیجے تری جفا کو — تا سب کہین کہ راقم رحمت تری وفا کو

راقم تخلص شیخ مظفر علی ولد شیخ رستم علی باشندۂ جار کلیانہ مقیم دہلی ہر دو زبان مین شعر کہتے تھے

آفرین دست جنون تجھکو کہ دم کے دم مین — کر دیے خوب مرے جامہ و دستار کے تار
اک جہان قتل کیا جنبش ابرو نے تری — کیا ستم دیکھیے دکھلاوینگے تلوار کے وار

راوی تخلص میر مصاحب علی خلف اکرام علی نبیرۂ حافظ عبد اللطیف باشندۂ موضع نادون متعلق لکھنؤ شاگرد مرزا مہدی کوثر صاحب دیوان ہین

نالے کیے خزان مین تو آہین بہار مین — غم دوست مین رہا نہ چین روزگار مین
جانکر عاشق جانباز ادھر دیکھین تو — جان و دل نذر ہے وہ ایک نظر دیکھین تو
اپنی صورت کو دکھاؤ تو یہ پردہ اوٹھ جائے — لوگ کہتے ہین تمھین رشک قمر دیکھین تو
آپنے آئینے اب ہجر مین ہے عاشق چشم — بات منہ سے نہ کرین آپ مگر دیکھین تو
ہجر کی رات سے بدتر ہے یہ صبح شب وصل — تم جدا کیا ہوئے پہلو سے قیامت آئی

حکم خلاق دو عالم جو ہوا روز الست — روح بنکر مرے قالب مین محبت آئی

رابط تخلص دیبی پرشاد خلف منشی موہن لال مرادآبادی شاگرد مہدی علی زکی

در پر مرے ہین اب جو حج کرا تو لیے تمام — گہر سے رکھتے تھے نہ باہر جو کسی کام مین پانون

رابط تخلص شیخ احمد حسین خلف شیخ غلام علی باشندۂ جونپور شاگرد مہدی علی خان کوثر

ذرہ جمک اوٹھا او نہ منہ سے نقاب کو
دیکھو نظر لگے نہ مہ و آفتاب کی

ساقی پلا شتاب شب ماہ مین شراب
کیفیت آج دیکھینگے ہم آفتاب کی

ہم ہون محروم غیر عیش کرین
کیا کرین اپنی اپنی قسمت ہے

سجدہ کرتے ہین سیکڑون تم کو
اے بتو یہ خدا کی قدرت ہے

رابط ہر وقت شکر لازم ہے
تندرستی ہزار نعمت ہے

رجب تخلص رجب علی مقیم فرخ آباد

پی پی کے خون دل بسر کی ہے زندگی — ساقی جو دے شراب بہی دم ہو واہ واہ

رحمت تخلص گنگا پرشاد پنڈت کشمیری ولد موتی لال لکھنوی شاگرد امانت

آنکھون سے اپنے نیچہ خورشید گر گیا — جب روز آ گئے نظر اوس مہ لقا کے پانو

رحمت تخلص رحمت علی مصنف نالۂ بلبل و انشاے حدیقۂ رحمت و مثنوی تسکین
خاطر قرابت دار و شاگرد مولوی امام بخش صہبائی مرحوم ہر دو زبان مین شعر کہتے ہین

اللہ ری نارسائی طالع کہ ہم صبا
بیٹھے نہ خاک ہوکے بہی دامان یار پر

ملتے ابتک ہین کہ رخ کی مری کیا قدر نصیب
ہین نے اک روز کہین کہائی تہی قرآن کی قسم

رحمت یہ عمر اور روع خیر ہے تجھے
بتا تو کیون لٹا ئے ہے عہد شباب کو

تیرا ہی کچھ یہ طور نرالا جہان سے ہے
ورنہ یہ رسم ہے کہ بشر سے بشر ملے

آرام ایک حرف تمہارے دنے سے مٹ گیا
خانہ خراب خاک مین یہ چشم تر ملے

رحیم تخلص مرزا رحیم بیگ ولد مرزا پیر بیگ شاگرد مولوی محمد بخش ناداں باشندہ
سردھنہ ضلع میرٹھ پہلے شرر تخلص کرتے تھے ہر دو زبان فارسی و ریختہ مین
شعر کہتے ہین مخزن الشعرا الکا نظر سے گزرا

دو دن میں کس کس کو اس جان کی خواہان ہین بہت — غم جدا فکر جدا درد جدا یار جدا
طفیل لاغری میں رہگیا ہون کوئی جا تا نہین — کہ مثل بو نظر آتا نہین اور ہون گلستان مین

رحیم تخلص عبد الرحیم خان ولد دوست محمد خان رسالہ دار لکھنوی شاگرد ہادی علی محمود

جھانکنے تاکنے کا رکھتے ہین لپکا آنکھین — نہ کرین اپنی طرح سے مجھے رسوا آنکھین

رحیم تخلص رحیم بخش مرحوم

عشق میں مجھکو دیکھکر بولا طبیب مہربان — ہائے رے دیکھی تھی تو نے اوسکی کیون بیمار چشم

رخشان تخلص خیرات علی خان فرخ آبادی

کیونکر اودکھائین رنگ حنا کے وہ یار کو — نازک زیادہ گل سے ہین اوس گلبدن کے پاؤن
ہے بعد مرگ بھی وہی رخشان کو بیکلی — اندر کفن کے ہاتھ ہین باہر کفن کے پاؤن

رخصت تخلص میر قدرت اللہ خلف میر سیف اللہ مقیم لکھنؤ شاگرد حسرت و جرأت

آتا ہے میرے ملنے سے اب بتنگ وہ یار — حاصل ہوا یہ تیری ملاقات سے مجھے

رسا تخلص مولوی علیم اللہ

کب حوصلہ تھا دل کو ستمگر کے چاہ کا — خانہ خراب ہو نگہ روسیاہ کا

رسا تخلص میان محمد بخش آرایش ساز ولد شیخ محب اللہ لکھنوی شاگرد اشرف خان خاقان تخلص

چلنے مین تھرتھراتی ہے جو سربسر کمر — لچکا نہ کھائے اوہت نازک کمر کمر
پاجامہ یہ نہین ہے تمامی کا پاؤن مین — دریائے زر مین ڈوبا ہے وہ مہ کمر کمر

رسا تخلص میر علی احمد خلف میر نجف علی مجتہد باشندہ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد رشک صاحب دیوان گزرے

آتی ہے شب مجھے قتل کر دم — سرکاٹو تو جاتا ہے دھڑکا میرے دل کا
مژگان کی کتاری ہین تیغ ہر سینے کی کو ہلے — ابرو کی سروہی ہین سبے چھالا مرے بل کا
ہفت اقلیم مین ہمسر نہین رکھتی اپنا — ہونٹ رخسار دہن ناک بہوین بال آنکھین
دیکھتے ہین کبھی تسبیح کبھی مصحف رخ — یا الٰہی رہین قائم صد وسی سال آنکھین

رسا تخلص شہزادہ کریم الدین دہلوی شاگرد حافظ غلام رسول شوق

یہ ٹھانی ہے اے رسا تم نے
یہان تلک اوسکے غم مین روئے رہا
آہ کس سے دل لگا کے کیا پایا
کہ ہم آنکھون کو اپنی کھو بیٹھے

رسا تخلص لالا انبہ پرشاد داستان گو ولد چندی پرشاد خواہر زادہ راجہ جھاؤلال باشندۂ لکھنؤ شاعری و داستان گوئی مین شاگرد ہوس و میر قاسم علی کے تھے

جان نکلی جو مرے جسم سے جب آنکھ لگی
اور بتلا دے سبب مجھے ہجر مین کب آنکھ لگی

رستم تخلص نواب اشرف الدولہ رستم علی خان عرف اشرف خان خلف نواب خان دوران خان دہلوی مصاحب نواب سعادت علیخان والی لکھنؤ مقیم بنارس

اے دل و دیدہ بہت تم نے ستایا مجھکو
مین ہون اب جان سے بیزار تمہارے ہاتھون

رستم تخلص میر رستم علی خان باشندۂ جانسٹھ متعلق سہارنپور نبیرۂ امیر الامرا نواب عبداللہ خان فرخ سیری

کب تلک ہجر کے دن دیکھیے ہم دیکھینگے
آستین اشک سے ہر رات کو نم دیکھینگے

رستم تخلص رستم علی باشندۂ انبالہ شاگرد حافظ ضیغم

گل جو آگے گلبدن نے شکل دکھلائی ہمین
بیکلی ایسی ہوئی جو کل نہ پھر آئی ہمین

رسوا تخلص آفتاب راے دہلوی محمد شاہ کے عہد مین شرف اسلام سے مشرف ہوے تھے دیوانہ وار پھرتے تھے شراب بہت پیتے تھے مشہور ہے کہ ایک جوہری بچہ کے ہاتھ سے جسپر عاشق تھے مر گئے

کوئی جا نہین زمین پہ کہ اشکون سے نم نہین
رسوا ابھی اس زمانے مین مجنون سے کم نہین
وصل مین مجھ ڈر سے اور ہجر مین بیتاب ہو
اس دوانے دل کو رسوا کسطرح سمجھائیے

رسوخ تخلص حسن مرزا خلف مرزا بندہ محمد خان لکھنوی شاگرد آباد

پر تو فگن ہوئی جو انگوٹھی کی آرسی
چمکے ہین زور حسن سے اوسکی کلائیان

رشک تخلص میر علی اوسط باشندۂ لکھنؤ مقیم کانپور ولد میر سلیمان شاگرد ناسخ کربلا کی بھی زیارت کی تھی دیوان انکا نظر سے گزرا

دیدۂ وسمندر سے ہوا ہو گیا — دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گیا
دیکھیے اللہ کی یہ قدرتیں — سنگ سے بت بت سے خدا ہو گیا
محبت نہیے تب کہ ہو خانۂ دل — ہمارا تمھارا تمھارا ہمارا
ہم اے رشک عمر تے رہے آبرو پر — رہا نقش بر آب نقشا ہمارا
کھنکور کھتے نہیں بیتاب تری گھر کی تلاش — آدمی کیا یہ اثر قبلہ نما تک پہونچا
پوچھتے وجہ دہن کسلیے معدوم ہوا — کیا کہین کچھ نہ بنی پہلی ملاقات مین بات
وہ رند ہون کہ کردن فرض کر کے میخواری — جو روز جمعہ ہو ذیحجہ کی نوین تاریخ
زنجیر اوسے چاہیے جو زور دکھائے — تکافی ہے تری زار کو زنجیر کی تصویر
یاد اپنی ہمین بھول گئی یاد تو کیسی — کچھ دیکھے جو بولا وہ پریزاد فراموش
تری دماغ سے ہے سوسن تری بینا نرگس — وہ سراپا ہے زبان ہین یہ سراپا آنکھین
کیا جرم شستہ مین بندی نے لی لی اگر زبان — صاحب بھی تو پکڑاتی ہین آٹھون پہر زبان
لعل دیا قوت ہین مہندی سے سر ناخن — پہلے تھا غیرت الماس وگوہر ناخن
کیون نہو کان جواہر سینۂ شفاف یار — بجنبیان علم کی تو ہیرے کی پائین چھاتیان
دست بوسی کرتی ہے تصویر پشت آئینہ — اے بتو اقتدار کی تقدیر پشت آئینہ
آیا جو سفر سے لیے آیا نئے عاشق — سوغات نکالی تو یہ سوغات نکالی
کہان یہ لطف چیتے نے کمر پائی اگر پتلی — تمھارے ہونٹھ پتلے اونگلیان پتلی کمر پتلی
فقط تجھ مین عناصر نے عجب ترکیب پائی — بدن شفاف شانے گول قد موزون کمر پتلی
یا سن من سکے بگڑ جاتا ہے — کام بن بن کے بگڑ جاتا ہے

رشکی تخلص نواب محمد علی خان خلف الرشید نواب حاجی محمد مصطفے خان بہادر شیفتہ رئیس اعظم دہلی شاگرد مرزا اسد اللہ خان غالب اشعار فارسی و اردو انکے نہایت شیرین ہوتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کیلیے بھیجے تھے

آنکھین ملانے مین بھی عبث تمکو احتراز — آنکھین ہین دل نہین کہ ملایا نہ جائے گا

گر ایک بار رخ سے نقاب اونکے اوٹھ گیا
تسکین ہوئی ہیں آنکھون مین دم ہے لبون پہ جان
وہ آسکے تمہے میری بھی پوری ہی رات
مرا قصدہ بخت کھلتا نہین
رنجش کا گرچہ کوئی سبب درمیان نہ تھا
مانگی جو اوسنے جان تو غیرون پہ آبنی
اک محشر خیال دل تنگ تھا کہین ن
کیا کیا بنا کے ہم نے سنایا رقیب کو
اس قدر خوف ہوا تم کو مری جان کسکا
قیس کی دھوم مچ رہی ہے مگر
ہم وہ گم کردہ راہ ہین کہ کبھی
ہے دگرگون ابتداے عشق مین رشک کا حال
اس عنایت کی بھی قابل یہ گنہگار نہین
رات کو بات نہ کی اوسنے سحر تک ہمسے
نہ سلجھے گی تمھاری اور دشمن کی قیامت تک
یہ منصب بلند ملا جس کو مل گیا
مرا احوال سنکر بے تکلف
وہ وہ کیے ہین جرم کہ کم ہونگے اور سے
تدبیر کب بتانے کو احباب آگئے ہین
آیا خیال بیکسی کا اونھین تو کب
وقت وفاے وعدہ دشمن نہین مگر
وہ باتین جو کہ اوسنے تمہین چھپا ئی
وہ پھر نا کوچہ کو رشک کمان سے ہے

پھر راز دل کسی سے چھپایا نہ جاسکے گا
آؤ کہ کوئی دم مین بلایا نہ جاسکے گا
مرا چونک پڑنا بلا ہو گیا
ترا یہ بھی بندہ فنا ہو گیا
لیکن وہ آپ صلح کرین یہ گمان نہ تھا
حالانکہ اک ہنسی تھی فقط امتحان نہ تھا
در پر تمھارے رات کوئی پاسبان نہ تھا
مضمون تیرے نامۂ الفت طراز کا
یہ نہ سوچے کہ ہے نالہ شرر افشان کسکا
عشق اس سے سوا نہین ہوتا
خضر بھی رہ نما نہین ہوتا
رحم آتا ہے مجھے اوسکی جوانی دیکھکر
سینکڑون خون کیا کرتے ہو دو چار نہین
اور جو کچھ کہ ہوا قابل اظہار نہین
اگر اوبجھا ہمارا دل تمھاری زلف پیچان مین
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہان
کیا کیا سچ یہ ساری داستان ہے
کیا کیا امید واری تقدیر کر چکے
جب کام ہم حوالۂ تقدیر کر چکے
جس وقت وہ مجھے تہ شمشیر کر چکے
پھر تیری بات بات مین کیون اضطراب ہے
غضب ہے کر رہا ہون منت اونہین سے
ہوئے ہین آپ بھی اب تو ہمین سے

رشید تخلص پنڈت کنور بہادر بن گنیش پرشاد فرخ آبادی شاگرد امداد حسین منیر

سنتے ہین آج وہ تیغ بکف آتا ہے	کون روکے گا جو قسمت مین شہادت ہوگی

رشید تخلص سید بہادر علی محرر محبس اکبر آباد

وہ ترک شوخ جو غیرون سے ہمکنار ہوا	رشید گور سے تھی ہمکو ہمکناری رات

رشید مرزا محمد زکی لکھنوی ولد مرزا مہدی برادر زادہ مرزا حاجی قمر شاگرد محمد بخش شہید

ساقط نہ کسطرح مری شفیین ہون بیچ کیا	غیرون کے ہاتھ مین ہین تمھاری کلائیان

رضا تخلص میر رضا علی طغرا نویس لکھنوی شاگرد جرأت

مت پوچھو رضا کا کچھ حال غم تنہائی	اک دل تھا سو کھو بیٹھا اک سر ہے سو سودائی

رضا تخلص حمید الدین خلف حکیم کلو چاند پوری

آہ کیا دن تھے کہ ہم ساتھ ترے اے گلرو	دو قدم چل کے خیابان کے تلے بیٹھ گئے
اب یہ حالت ہے کہین چھپکے ترے کوچہ مین	ہین گنہگار خوابان کے تلے بیٹھ گئے

رضا تخلص محمد رضا ساکن اکبر آباد شاگرد خاور

شب فراق بھی مقتل ہے عاشقون کے لیے	تڑپ تڑپ کے کٹی آج اپنی ساری رات

رضا تخلص مرزا جیون دہلوی خلف مرزا جان شاگرد میر نظام الدین ممنون صاحب دیوان گزرے

غیر سے گرم اختلاط ہے وہ	ہم ہی سنتے ہین اور جلتے ہین
ہاتھ مین اپنے حنا تم جو ملا چاہتے ہو	آج دو چار کا کیا خون کیا چاہتے ہو
سبزے ہین اوسکے کانون مین لال آب دیکے	جیسے کہ برگ سبز ہون نیچے گلاب کے

رضا تخلص میر محمد رضا لکھنوی شاگرد میر ضیا فن کشتی اور تیغ بازی اور عروض و قوافی مین اچھا دخل رکھتے تھے

نقش شیرین کا نہ تیشہ سے برا دیکھا گیا	یہ نہین ممکن کہ جائے خاطر فرہاد سے

رضا تخلص میر محمد رضا عظیم آبادی شاگرد ضیا بڑے متقی تھے

اسکا کچھ انجام بھی سمجھا کہ تو نے اسی فلک
حسن روز افزون وہان یہان عشق شور افزا ہوا

رضا تخلص سید غلام رضا خان طباطبائی خلف نواب نصر اللہ خان باشندہ بنارس شاگرد ذاکر علی ذاکر

خاکساروں کو ہے ایذا سرکشوں کو چین ہے
ہے زمین پاؤن کے نیچے آسمان بالائے سر

رضا تخلص غلام رضا خوشنویس ولد انبہ پرشاد داستان گوی لکھنوی یہ بھی داستان خوب کہتے تھے

رکھو نہ سر عاشق مضطر کے تلے ہاتھ
ہر شب مرے اے مہ ہون ترے سر کی بلا تم

رضا تخلص ایک شخص رام پوری کا ہے جسکا حال معلوم نہ ہوا

اب کوئی لحظہ مین مجنون پہ بلا آتی ہے
جرس ناقۂ لیلے کی صدا آتی ہے

رضوان تخلص نواب واحد علی خان ولد نواب نجابت علی خان بہادر نواسہ نواب مظفر جنگ سند آرای فرخ آباد شاگرد اسمعیل حسین منیر

اے نیند کہان رہتی ہے کچھ مجھکو بتا دے
آنکھو نکو تری شکل دکھائی نہین دیتی
بے جان سے ہیں ہو لے چکے شام جدائی
کتنی ہوئی یہ رات دکھائی نہین دیتی

رضوی تخلص حکیم جعفر علی خلف حکیم شجاعت علی باشندۂ قصبۂ بے پور

وقت رخصت کیا کہون کس بیکسی سے رو دیا
دل تو تجھکو دیکھکر مین دلربا کو دیکھ کر
پنجۂ بیداد سے رضوی نہ چھوٹا مرغ دل
اور کلیان صیاد کی ہون یا قفس کی تیلیان

رضی تخلص سیف الدولہ سید رضی خان بہادر صلابت جنگ باشندہ شاہجہان آباد

مرے قتل کرنے مین دو فائدے ہین
ترا نام ہوگا مرا کام ہوگا
دیکھ کر لگن شمع کو عاشق کے ستانیوالے
کسطرح جلتے ہین اور دل کے جلانے والے
رضی سے صنم کیون برا مانتا ہے
یہ تیرا ہے بندہ خدا جانتا ہے

رضی تخلص مرزا رضی خان لکھنوی نواب وزیر الملک سے قرابت دار رکھتے نجوم مین اچھی مہارت رکھتے تھے قصہ لیلی و مجنون ریختہ مین نظم کیا ہے

دل کی طلب ہے اور تمنا ہے جان کی
یہ ہم پہ مہربانی ہے اس مہربان کی

رعایت تخلص میر رعایت علی ولد امانت علی باشندۂ لکھنؤ

یارب کمر بتون کی بچانا درم خرام | ہر ہر قدم پہ ناز سے بل کھائے جاتی ہین
بنتی ہین بیٹریان تری دیدہ اکون کے لیے | حداد ڈھونڈہ ڈھونڈہ کے بلوائی جاتی ہین

رعد تخلص میر ذاکر علی

حشر کے روز بنا خون کا محضر اپنا | خط باطل نہ وہ سیندور کا قشقا ٹھہرا

رعنا تخلص عبد الرحیم مرحوم لکھنوی ولد خواجہ بخش تاجر پشمینہ مقیم کانپور شاگرد مصحفی

دے بوسہ گر اوس خال پر فرہاد کے منہ پر | تو رنگ کچہ آئے دل ناشاد کے منہ پر

رعنا تخلص مردان علی خان ملازم راجہ کپور تھلہ راقم نے انکو کلکتہ مین دیکھا ہے مجموعہ اکی انکا نظر سے گزرا

گزرا ہے مرا نالۂ دل چرخ کہن سے | تھا روح کا ہمدم نہ پھرا جا کے وطن سے

رغبت تخلص ایک شخص مراد آبادی کا ہے جسکا کچہ حال معلوم نہوا

جسکو اپنی نہین پروا ہے جگر سوزی کچہہ | اوسکی ہر بات پہ کیون جی کو جلاتے پھریے

رغبت تخلص میر ابو المعانی لکھنوی

یاد ہے راتون کو چھپ چھپ کے وہ آنا تیرا | چٹکیان میری وہ لے لے کے جگانا تیرا

رفاقت تخلص مرزا مکین تلمیذ جرأت

خوف سے تیرے نہین بولتے اغیار سے ہم | ورنہ بگڑ جانے کو تیار ہین دو چار سے ہم
وہان کیونکے رہیے کہ منادی جہان ہو یہ | زانو پہ سر کو دہر کے نہ بیٹھا کرے کوئی

رفعت تخلص شیخ محمد رفیع الہ آبادی مقیم عظیم آباد

کیا جگر ہے کہ تری در پہ فغان کرتے ہین | ہم تو آہستہ قدم رکھتے ہوئے ڈرتے ہین
کیا کرتا ہے اکثر نالۂ جانکاہ پہلو مین | الٰہی دل ہے میرا یا کوئی بدخواہ پہلو مین

رفعت تخلص مولوی غلام جیلانی مرحوم باشندۂ دہلی بہت شاگرد محمد رت اللہ شوق پہلے بیدم تخلص کرتے تھے انکا حافظہ ایسا تھا کہ کل قصیدہ ایکبار سننے سے یاد ہو جاتا تھا بعض تذکرہ والون نے انکو باشندۂ رامپور لکھا ہے

لباس صبر مری دل پہ اس روش ہی تنگ
کہ جیسے تیری قبا میرزا عش سے ہے تنگ

بستی ہے زور شور سے اپنی مدام چشم
اک بحر ہے عظیم کہ جسکا ہے نام چشم

رفعت تخلص مرزا پیاری دہلوی شاگرد عبد الرحمن خان احسان و مولوی امام بخش صہبائی امیر تیمور گورگانی کی اولاد مین ہین

ہم خوش تھے کہ محشر مین تو دیکھینگے وہ دیدار
لیکن یہ قیامت ہے کہ محشر نہین ہوتا

کس منہ سے کرون دل کی شکایت کہ برا ہے
تجھسے تو جدا وہ کبھی دم بھر نہین ہوتا

ہو برا بیتابی دل کا کہ اسکے ہاتھ سے
راز پنہان ایک عالم پر نمایان ہو گیا

یاالٰہی درد کس پردہ نشین کا تھا کہ شب
دل مین اوٹھا اوٹھکے مری دل ہی مین پنہان ہوگیا

مژہ کو چھیڑے تو مدت ہوئی پہ ابتک
چبھی ہے خار سا سینے کے درمیان کیسا

خدا اگر وہ کرے نالہ گر ترا عاشق
تو پھر زمین یہ کیسی یہ آسمان کیسا

کچھ آنکھہ سے کیا نہ گیا کچھ خیال کا
مارا گیا دل اور یہی بے قصور تھا

کچھ پاس غیر کچھ وہ تغافل شعاریان
گویا کہ سامنے بھی ہین نظرون سے دور تھا

ستم اوسکا ہو کہ نالہ کا اثر ہو کچھ ہو
نزع مین بارے وہ لینے کو خبر آہی گیا

تھا ہدف غیر پہ اپنا جو مقدر تھا نصیب
غلط انداز سے وہ تیر ادھر آہی گیا

آج کچھ رفعت دل خستہ کا احوال ہے غیر
جو کہ دہر کا تھا ہو وہ پیش نظر آہی گیا

شب وصال مین دیتا ہے لطف کیا کیا کچھ
ہر ایک بات پہ عالم یہ منہ بنانے کا

نہ اونکو ناز سے فرصت کہ ہم سے ہو کچھ چیز
نہ ہم کو ضعف سے یارا ستم اوٹھانے کا

تری گلی مین ہوے خاک بھی تو کیا حاصل
ترا ہے ڈھب وہی دامن اوٹھا کے آنے کا

مین ایک وہ بھی کہ اونکو ہے تمسے راز و نیاز
اور ایک ہم ہین کہ منہ تکتے ہین زمانے کا

گم ہو گئی شاید بت و تبخانہ کی الفت
کچھ اندنون آتا ہے جو رہ رہ کے خدا یاد

اے یاس بھی چھوڑنے کو نہ آیا دم مرگ
کوئی خبر گر نہ حسرت ترے بیمار کے پاس

لب مین جان بخشش یہ کیسی کہ مین اونکی خاطر
اپنی جیتے ہی سے مایوس ہوا جاتا ہون

ہو نہ جیسے اشک اوسنے گمان غیر مین
مر گئے ہم اوسکے ہی احسان مین

جان اجل کو دینگے اک جھگڑے کر سانا | تو ہے جو دے دین تجھے اک آن مین

رفیع تخلص حاجی رفیع الدین خان لکھنوی

ناتوانون کے ستانے سے حذر کر ظالم | عرش بھی آہ سے مظلومونکے ہلجاتا ہے

رفیع تخلص منشی فرزند علی بن روشن علی بلگرامی اٹاوہ کی فوجداری عدالت کے سررشتہ دار تھے

اپنی آنکھون سے ہے کھینچا ہے بر عنوان کا | دم مین دکھلاتی ہین نقشہ نوح کی طوفان کا

رفیق تخلص رفیق علی سوار رسالہ انگریزی

کبھی کبھی زبرمین تیغ نگہ یار رفیق | کر لگایا زخم جو دل پر سو وہ ناسور ہوا

رفیق تخلص مرزا اسد بیگ دہلوی شاگرد تمنا اسد خان فراق

روشن رہے گا داغ دل عاشقان مدام | ہوگا نہ حشر تک یہ چراغ مزار گل
یہ رہی ہے ہجر مین تیری سدا خونبار چشم | اور تو ہم سے خفا ہے حیف ہو کر چار چشم

رفیق تخلص امین اللہ

رہ عشق کے بیچ و پیچ مین جو رفیق تھے سو جدا ہوا | مگر ایک نالہ و آہ کو مرے دل سے ہمسفری رہا

رفعت تخلص مرزا آقا قاسم علی شاگرد جرأت وطن انکا مشہد مقدس مولد دہلی مسکن لکھنو صاحب دیوان گزرے

کل مجھکو کھانے کھلائے تماشہ کہ یہ رنگ تھا | اوس بن پلنگ خواب نہ تھی کل پلنگ تھا
خط وہ بھیجے رقیب کا لکھا | یہ بھی اپنے نصیب کا لکھا
اوسطرف وہ ہاتھ سے دامن چھڑا جائیگا | اسطرف چاک گریبان پاؤن پھیلائیگا
ہمارے سامنے مت ابر بار بار برس | جو ہم سے ہوسکے تجھ سے نہ ہو ہزار برس
دیا اک بوسہ پنہان اوسنے مجکو رات دل لیکر | سو ہم بھی یہ سمجھتے ہین حساب دوستان در دل
تجھے پہلو مین پالا تھا اسی خاطر اسی خاطر | کیا رسوا مجھے تو نے ستمگر دل ستمگر دل
جسمین جو بات سمائی وہ بھلا جائے کہان | حسن آخر ہوا اوسکا پہ ادا جائے کہان
چھیٹ جائے کسی سے نہ ملاقات کسی کی | اللہ بگاڑے نہ بنی بات کسی کی

رہ فراق تک عہد وطن نہ دوستان
ایسی ایک جان پر مری کیا کیا بلا نہیں

وصل کی شب حشر کا دن ہو تو شاید کچھ کہیں
اسقدر شکوے ہیں دل میں دم شمر گذر

ہم کو کیا غیر کے آنے کی خبر
چھلیان نقش قدم کھانے میں

حرم میں جگہ نہ دیر میں جا
ہم کتنے جاتے ہیں اسے خدا کسمین

مزہ الفت میں جو چاہو آرام
تو یہ راحت طلبی جانے دو

ہوئی صورت نہ کچھ اپنے شفا کی
دوا کی مدتوں برسوں دعا کی

یاد بت میں عمر گذرنی یاں تو حشر
کیا کہوگے وہاں خدا کے سامنے

دل لے تو گئے ہیں وہ ہمارا
پر دیکھیے اوسکو کیا کرینگے

الٰہی موت تو ہو گی مگر یون ہو تو بہتر ہے
کہ سر ہو پاؤں پہ قاتل کے او سجدے میں دم نکلے

نہ موجب ضعف سے طاقت کہ آئی جان ہو لب تک
تو ہم سے ناتوانوں کا کہو کیسے دم نکلا

رمز تخلص مولوی ظہور اللہ خلف چودھری انوار اللہ نامے زمیندار جانگاکر شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت راقم کے دوستوں میں سے ہیں بیشتر فارسی کہتے ہیں ٭

حکم ہے باد بہاری کا کہ ہر طفل کو آج
بوستان حفظ ہو اور یاد گلستان ہووے

رنج تخلص میر محمد نصیر محمدی مرحوم خلف میر کلو متوطن اکبرآباد مقیم دہلی خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کے سجادہ نشین و نواسہ تھے ۱۲۶۱ بارہ سو یکسٹھ ہجری میں انتقال کیا علم ریاضی و علم موسیقی میں بہت خوب دخل رکھتے تھے

خط دیکھ کر ادھر تو مرا دم اولٹ گیا
قاصد ادھر بدیدۂ پرنم اولٹ گیا

یقین ہو گیا دیکھکر اوسکا قامت
کہ بیشک قیامت میں دیدار ہوگا

کھڑکی نکال جانب دشمن نہ بام پر
کوٹھی چڑھی جو بات کھلی خاص و عام پر

یاد دلوا کے جو ہم بستری یار رلائے
سو وہ تصویر نہالی سے ہے بغل کا دشمن

دیکھی نہیں حالت یہ جدائی میں کسی کی
ہے طور جدا اپنا جدائی میں کسیکی

رنج تخلص حکیم محمد فصیح الدین قوم بنی اسرائیل مؤلف تذکرہ بہارستان ناز

باقیماندہ میر شاگرد غالب دہلوی تذکرہ انکا نظر سے گزرا

نامہ مجھسے وہ غیر کو لکھوائین — یہ بھی لکھا مرے مقدر کا

اک بار اور میری عیادت کو آیئے — اچھی طرح سے مین ابھی اچھا ہوا نہین

مین خوب جانتا ہون لگاوٹ کو آپکی — آنکھین تو مل رہے ہین مگر دل ملا نہین

رند تخلص لالہ کیسری نراین کھتری دہلوی نبیرہ لالہ لچھمی نراین طب مین اچھا دخل رکھتے تھے مہاراجہ بلکیت راے کے رفیقون مین تھے کلکتہ مین بھی آتے تھے ہوگلی مین رہتے تھے بیشتر فارسی کہتے تھے

نالۂ طنبور و چنگ اے اہل غفلت ہم سے سن — گوش زد ہوتی ہے ہردم یہ نصیحت ساز سے

ق

ہے سزا اوسکی کہ روز و شب وہ پائے گوشمال — راز دل بے پردہ جو کہدے بلند آواز سے

رند تخلص گنگا پرشاد لکھنوی کشمیری شاگرد جرأت

روتا ہون چھپکے چھپکے آتا ہے یاد جبدم — وہ دیکھنا کسی کا نظرین چرا چرا کر

مانے ہو گر برا معشوق کہنے سے تو جان — ہم تمھین مقصود اپنا جاننے والا کرین

وہی فغان ہے وہی آہ ہے وہی نالہ — خدا کے فضل سے اپنا جو حال ہے سو ہے

رند تخلص مہربان خان پسر خواندۂ نواب احمد خان بنگش ناظم فرخ آباد موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے

جسکا تجھ سا حبیب ہووے گا — اوسکا عالم رقیب ہووے گا

دل کا گھبرانا کہون یا کہ نفس کی تنگی — دیکھیے کیا کرے میثاق قفس کی تنگی

مری چھاتی پہ رکھ کے برچھی کو — نزا وتھا دل کے پار ہونے دے

رند تخلص اکرام الدین ماموزادہ و شاگرد مولوی عبد الکریم سوز

تری زلف بکھری جو نہ دیکھتے کبھی ہم — تو نہ ہوتے یون پریشان نہ یہ حال زار ہوتا

نہ وصال اوس سے ہوتا نہ اوٹھاتی ہجر تکلیف — جو شراب ہم نہ پیتے تو یہ کیون خمار ہوتا

تو نے ہماری یاد کو خاطر سے اپنی ہائے — حرف غلط کی طرح سے ظالم مٹا دیا

ہم پہ تو التفات نہ تھی لیک بزم مین — ساقی نے رند جان کے ساغر ملا دیا

الہی

دل مین آنا ترے نہین مشکل
ہو گئے جب غبار آ بیٹھے

رشک تخلص سید محمد خان خلف نواب سراج الدولہ غیاث الدین محمد خان نیشاپوری باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد خواجہ حیدر علی آتش شعر صاف و عاشقانہ اچھا کہتے تھے کلیات انکا نظر سے گزرا

ٹوٹی بت مسجد بنی مسمار بتخانہ ہوا
جب تو اک صورت ہی تھی اسباب ویرانہ

دونون زلفین یار کی ہلتی ہین نالون پر مرے
وجد کرتا ہے صدائے نے پہ جوڑا سانپ کا

خدا پہ آتے ہین بت لہرا کے گیسوئے یار کے
سنبل نوخیز پر غش ہے یہ جوڑا سانپ کا

کب مٹا عشق کا نشان دل سے
زخم اچھا ہوا تو داغ رہا

کھلی ہے کنج قفس مین مری زبان صیاد
مین ماجرائے چمن کیا کرون بیان صیاد

دکھایا کنج قفس مجکو آب و دانے نے
وگرنہ دام کہان مین کہان کہان صیاد

دل کو لے لیتا ہے محبوب جوان ایک نگاہ
دل ہی رہتا ہے مجھے آفت جان ایک نگاہ

رخ کو پوشیدہ عبث ماہ لقا کرتے ہین
اچھی صورت کو چھپاتے ہین برا کرتے ہین

گلے لگائین بلائین لین تمکو پیار کرین
جو بات مانو تو منت ہزار بار کرین

غیر نے لاکھ جوڑ مارے ہین
پر ہم اون کے ہین وہ ہمارے ہین

تمھارے ہاتھ سے تنگ آئی ہین خنجر بلا بنا کر آئی ہین
یہ مجبوری گلے کو کاٹتے ہین تم یہ مری بار

نہین معلوم اونہین کیا حال میری بیقراری کا
غلط کہتے ہین دم دیتے ہین جھوٹی آہ ہین کر کر

ہوئے بیزار عبث گھر کو نہ جاؤ آؤ
تھوڑے سے رنج کو اتنا نہ بڑھاؤ آؤ

دل نہین دیتا مین اسواسطے آزردہ ہو
روٹھے جاتے ہو اسی بات پر آؤ آؤ

تکہ پاس سے دیکھون تو یہ کہتا ہے وہ شوخ
پھر بری آنکھ سے اسنے مجھے دیکھا دیکھو

دیکھ کر اپنی گلی مین کئی پتھر مارے
مجھکو دیوانہ بنایا ہے پری نے دیکھو

بت کرین آرزو خدائی کی
شان ہے تیری کبریائی کی

پاس دین کفر مین بھی تھا لو نا
بت کو پوجا خدا خدا کر کے

خیال اسکے نہ رہے رشک حور ہو جاتا
خطا معاف ہو مجھسے قصور ہوتا ہے

چھیڑی ادھر وشس مجکو دعا کی چاہیے — چاند کھڑا ہے ٹوٹ دیٹا آسمانی چاہیے
نذر ہو وہ ہوکہ خوش ہو میں کہتا ہوں عن تمنا — آن ہاں نہیں پسند تمہاری نہیں سہیلے

رنگین تخلص میر اکبر علی عرف میر سنگی لکھنوی شاگرد سودا صاحب دیوان ہے

دیکھا جا آن کر صورت خدا کیو ہسلے ہی — ترسے عاشق کا وم آیا بت بے پیر لگھونیز

رنگین تخلص پورن لال کایتھ دہلوی

رنگین نہیں ہیں قطرۂ شبنم یہ باغ میں — باد صبا نے ٹے سے بہرا ہے ایاغ گل

رنگین تخلص سعادت یارخان مرحوم دہلوی تورانی الاصل ولد محکم الدولہ طہماسپ خان شاگرد شاہ حاتم مرحوم فنون سپاہگری کو اچھی طرح سے جانتے تھے بہت سے شہرون کی سیر کی تہی کلکتہ مین بہی گئے تھے ریختی کے موجد تھے صاحب تذکرہ گلستان سخن نے جو انشاء اللہ خان کو ریختی کا موجد قیاس کیا ہے خطا کی ہے کیونکہ خود انشاء اللہ خان نسخۂ دریاے لطافت مین لکھا ہے کہ اونہون نے اس زبان کو سعادت یارخان رنگین سے اخذ کیا تھا ریختہ وہزل بہی خوب کہتے تھے ماہ جمادی الثانی مین سنہ ۱۲۵۱ بارہ سو اکیاون ہجری مین اسی برس کی عمر مین انتقال کیا دیوان ریختہ وریختی وہزل و فرسنامہ وحکایت رنگین اور کئی مثنویان ایسے یادگار ہین فرسنامہ اور دیوان و مثنوی انکی نظر سے گذری

رباعی

اے موجد عیش و شادمانی پھر آ — وے باعث لطف زندگانی پھر آ
میں ہوں بن تیرے چشم خوبان مین ذلیل — پھر آ تو اب اے مری جوانی پھر آ

جو نالہ رات کو لب سے نہ ہٹ گیا ہوتا — تو ساتھ آہ کے سینہ بہی پھٹ گیا ہوتا
کھینچ لائی ہے ادھر ای کشش دل یہان تک — بارے صد شکر کہ تجھ کو بہی یہ مقدور ہوا
تھی شعلہ یا وہ برق کہ جی میرا جل گیا — ایسی ہی کی نگاہ کہ بس دم نکل گیا
ربط ہمسے آپ نے جواب بہت کم کردیا — سچ بتاؤ تم کو صاحب کسنے برہم کردیا
کیا کہتے ہو تم ناصح نصیحت رات دن مجھکو — اوسے بہی ایک دن کچھ جا کی سمجھاتے تو کیا ہوتا

پرندے کا نہیں مقدور جو وان جا کے پر مارے
کبوتر گر ہمارا نامہ بر ہوگا تو کیا ہوگا

فتنہ ہے ایک عالم کو رولا دیتا ہے ای رنگین
وہ اوسکی جھڑکیاں کہنا کہ ترا مجبور ہو جانا

بارگشتی تیر ہے پھر کر یہ تیرا دیکھنا
صدقے تیرے اس ادا پر سے مجھے قربان کر

زاہد بنا تو کعبہ مین کیا دیکھتا ہے تو
جاتے ہین دیر مین تو صنم دیکھتے ہین ہم

ہر سخن مین قسم نہین کرتے ہو یہ کیا طور ہے
نازبھی معشوق کو لازم ہے پر اتنا نہین

جی جلا کر ایک بوسہ مانگتے ہین یار سے
آگے باقسمت وہ دیکھین ہان کرین یا نہین

گھر میں تیرا اوتھکے میں جاتا ہون رونا اسطرح
جیسے تو کعبے کو جاتا تھا کسی ہنگام مین

تیری گل تکیون کے خاطر ہی لازم ہے کہ ہو
ایک تو شمس کا اور ایک قمر کا تکیہ

پیار کے الطاف کے بوسے گئے ہم خواہان [illegible]
وہ سمجھتے ہین ہماری آرزو کچھ اور ہے

وہ نہ آئے تو تو ہی چل رنگین
اس مین کیا تیری شان جاتی ہے

میری چھاتی سے لپٹ جائیے اور سو رہیے
آئیے آئیے بس آئیے اور سو رہیے

کس رات ہوئے آپ ہین مہمان ہمارے
کب تم نے نکالے کہو ارمان ہمارے

دم آیا ناک مین ابر آ و اور زاری کو جینے سے
طبیبو موت سے بہتر ہے ہماری کے جینے سے

روح نے جسم پر گرانی کی
اب یہ حالت ہے ناتوانی کی

دمبدم بسکہ ترا حسن فزون ہے ظالم
روز جی مین ہے کہ کھینچوائیے تصویر نئی

دل کو کوئی کسطرح سنبھالے
یان جان کے پڑ رہے ہین لالے

اس اپنی بات کی گل کی کہون کیا اک کہانی ہے
نشانی اوسکی چھلا تھا سو اوسکی یہ نشانی ہے

ریختی

دل ترڑپے ہے مجھ بن مرا جان دوگانا
رہنا مرے گھر آج تو مہمان دوگانا

میرے گھر مین نہ نانی آئی کب
مین نگوڑی بھلا نہائی کب

کرون مین کہان تک مدارات روز
تمھین چاہیے جی وہی بات روز

تو وہ ایک ہے اللہ ری ادھر نت باز
قادری مانگی تھی تو وہ لڑ کے لائی شیراز

ایک مدت سے ترستی تھی ملاقات کو مین
شکر صد شکر کہ وصل اوس سے ہوئی رات کو مین

چل دوگانا چھاتیون سے چھاتیان ملتی ہے
چل ہٹا یہ ہم بدن کو رگڑو نا صندل مسی

آج فرصت نہین کل رات کی ٹھہرا کر اوٹھو
بات بندی سے ملاقات کی ٹھہرا لگا دو

ابھی یہ عید ہے کہ جو بارہ وفات ہو
تو میرے اور تیرے نناخی وہ بات ہو

صبح کو اوٹھ کے جو تم گھر کو ابھی جاوگے
یہ تو فرماؤ بھلا پھر بھی کبھی آؤ گے

مین جو تو اوڑھنی کی نہین کل کی اوڑھنی
باجی مجھے اوڑھا دے جھلا جھل والی اوڑھنی

برسات اوسکو کہتے ہین جی جس بہار مین
سر پر ہوا کے ہوتی ہے بادل کی اوڑھنی

پہونچی تلک گھر کواری لوگو دوڑیو
کوسے تلک جو سر سے مری ڈھلکی اوڑھنی

بھاری بسنت سگا دی کہ رنگین لگاؤن مین
سر پر مرے ٹھہرتی نہین ہلکی اوڑھنی

بیس بیٹھے دم مین اوٹھی اوہی مری جان گئی
مت ستا مجھکو دوگانا تری قربان گئی

روان تخلص سید جعفر علی لکھنوی شاگرد کاظم علی جوان مقیم کلکتہ

عشق مین لیلی وشون کے گھر لٹایا چاہیے
وادی مجنون مین اک تکیہ بنایا چاہیے

پائی جس گلبدن مین بوی الفت اک ذرا
گلشن ہستی مین عال دل سے لگایا چاہیے

روشن تخلص میر علی حسین داروغہ سرکار نظام الدولہ خلف میر خلیل باشندہ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید صاحب دیوان ہین

اوسکی آنکھون سے بھلا کرتی ہے کیا ہمچشمی
جا کے بنواتے کہین نرگس بیمار آنکھین

بغل مین غیر کے جب بیٹھتا ہے وہ دلبر
تو درد اوٹھتا ہے بے اختیار پہلو مین

روشن تخلص روشن شاہ باشندہ بریلی مقیم میرٹھ

دیکھ کے مجھکو منہ کو چھپایا اور حیا کا نام کیا
واہ ری تیری دانشمندی ہمین بھی اک کام کیا

آپ کرتے ہین بار بار نہین
ہم کو ان کا بھی اعتبار نہین

کونسی جا ہے کہ جس جا نہ گذر اوسکا ہے
مثل خورشید جہان دیکھیے گھر اوسکا ہے

دل کی طپش سے گرمی خورشید سرد کی
سینہ اگر یہی ہے تو دوزخ بھی گرد ہے

کوچہ مین تیرے بیٹھ گئے جب کہ ہم آ کے
جون نقش قدم پھر نہین اوٹھنے کی ہم مین ہے

روشن تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ تھا

دل ملک نکلا ہے اوسکا بھی شاید کسیطرف — آپ نے لکھا جو کچھ مرے غم کا بیان پسند
کہتا تھا ہمارے سر آنکھون پہ ناصحا — پر کیا کرین جو دل ہے نہ ہو اختیار مین

رہائی تخلص شیخ عبد اللہ ذاکر ولد شیخ فقیر محمد باشندہ موضع راگھو پور پرگنہ منیر ضلع عظیم آباد مقیم کلکتہ شاگرد حافظ منعم و عبد اللہ خان مہر اثر کے ملاقاتی ہین

محفل شکستہ سے لیے کیا احتیاج قید — قابل ہے بہتر ہونگے نہ لائق رسن کے یار
کیا ہوگئے وہ لوگ رہائی جو زیر چرخ — بیخون سے کہ پل سے چلتے تھے رکھتے تن کو ہاتھ

ریاض تخلص شیخ ریاض الدین امجد خلف شیخ غیاث الدین اشرف باشندہ [illegible] شاگرد خواجہ وزیر

تو وہ آہو چشم ہے جائے اگر گلزار مین — گل وہین شاخون مین تھا مین نرگس بیمار مین

ریاضت تخلص اسلام علی ولد عبد اللہ شاگرد و خانہ زاد امانت

حسرت سے بس کے ہوگیا دل میرا پایمال — اوس شوخ نے دکھائی جو مہندی لگا کے ہاتھ

حرف زاے معجمہ

زار تخلص مغل بیگ معاصر میر تقی

مشہور تھے جو نالے میری گلی مین اسکے — جب اور کوئی رویا سمجھا کہ زار ہوگا

زار تخلص برہان الدین خان دہلوی ملازم درگاہ شاہی خط شکست مین دستگاہ رکھتے تھے فارسی بھی کہتے تھے

کیونکر اوس بت کو یہ حال دل ناکام لکھون — کب وہ دیکھے ہے خدا اسکا ہی اگر نام لکھون
چشم طوفان خیز پھر اب گریہ پر تیار ہے — جسکے آگے اے سیہ رو ابر تو بیکار ہے
چرخ کے کیسے انقلاب ہوئے — پر کبھی ہم نہ کامیاب ہوئے

زار تخلص میر مظہر علی لکھنوی رفیق نواب احمد علی خان شوکت جنگ

چھوٹ جاوین غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہین — خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین
اب سوائی نے کیا اور پریشان مجھکو — خوب تھا اس سے وہی گوشہ زندان مجھکو

تیری ہی قسم تجھ بن کچھ اور جو بھاتا ہو — کافر ہوا گر اسمین کچھ بات بناتا ہو

اگر کچھ بس چلے اپنا تو کہتا ہے کہ یہ خوار کیجے — نہ چاہین اوسکو اے ناصح ہوا غفلت تمہاری کی

فصلِ گل و بہار مبارک ہو عندلیب — مین یار ایک سی ہے بہار و خزان مجھے

زار تخلص حافظ امام بخش نابینا باشندہ تھانیسر مقیم دہلی علم فارسی و علم موسیقی و علم دعوت مین خوب دخل رکھتے تھے

دکھلاؤن چارہ گر کو جو زخم جگر تو وہ — رو رو کے یون کہے ہے کہ اسکا نہین علاج

زار یون دیتا ہون تسکین اس دل غمناک کو — اب کوئی لاتا ہے اوس نا آشنا بیباک کو

زار تخلص شیخ امیر الدولہ ولد شیخ محمد بخش متوطن بجنور منشی محکمہ صاحب اجنٹ جہونسی

غیر کے پاس شب و روز رہا کرتا ہے — ایک شب بھی نہ مرے گھر وہ ستمگار گیا

زار تخلص میر جیون شاگرد محمد امان نثار وطن انکا کشمیر مولد دہلی

لیجاؤ کے تم اوسکی گلی سے جہان مجھے — آرام جو یہان ہے نہو گا وہان مجھے

کس سے ہولی کھیل کے آتا ہے وہ رشک بہار — رنگ مین کپڑے ہین ساری تر بتر بھیگے ہوئے

زار تخلص لالہ دہنپت رائے خلف لالہ شنکر لال ماموں زادہ لالہ کندن لال [illegible] باشندہ بریلی مقیم لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر

میری طرح کسی پہ تمہارا جو آئے دل — سینے پہ ہاتھ رکھ کے کہو ہائے دل

مین گرمیان کرون جو بھرین آپ آہ سرد — کیا خوش ہون مین کسی پہ تمہارا بھی آئے دل

زار تخلص منشی میندو لال خلف میدنی لال لکھنؤ شاگرد طوطا رام عاصی صاحب دیوان ہندی و فارسی ہین

لیلی رگِ جان قیس کی کھنچ آئی ہے شاید — دوری یہ نہین پردہ محمل سے لگی ہے

زاہد تخلص عادل شاہ خان بن گلداد خان باشندہ راے پور ضلع فرخ آباد

تشریف وہ نہ لائے نہ بھیجی خبر کبھی — اے آہ کچھ کیا بھی تو نے اثر کبھی

زاہد تخلص سید علی محمد شاگرد صبا

کچھ فرشتہ نہین مین بھی تو بشر ہون زاہد — اوسکے کند سے کوئی اچھی نہین [illegible]

زاہد تخلص منتہا الدین خلف مرزا کام بخش ابن مرزا سلیمان شکوہ بہادر مقیم لکھنؤ شاگرد آتش

ملتے نہیں بتاؤ کی یہ فضا میں مرا دل — کیونکر نہ اوس پری پہ بھلا آئے اپنا دل
جب ہم بغل ہے وہ گل گلشن مراد — پہلو میں کس طرح سے نہ پھولا سمائے دل

زاہد تخلص خواجہ ولایت حسین اکبرآبادی شاگرد اعظم

خدا کو واسطے فرقت زدو حکومت چھیڑو — نہ پوچھو کہ کس طرح ہماری رات
قضا کا ماری ہے یہ نعش زاہد پر — وہ لب ہلائے تو آجائے جسم زار میں روح

زائر تخلص مرزا علی حسین ولد مرزا خلیل اللہ بیگ شاگرد حسن یار خان افضل متوطن مشہد باشندۂ لکھنؤ مقیم موچی کھولا متعلقۂ کلکتہ یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

زلف شبگوں سے عیاں چہرۂ زیبا ہوگا — آب حیوان اسی ظلمات سے پیدا ہوگا
سعد اکبر ہے تصور جب کو ہے یار مہرو کا — صراحی دار موتی بنتا ہے ہر قطرہ آنسو کا
مانند شمع کیسر دنیا میں تھی زبان ہم — خاموش ہو گئے لیکن اس انجمن سے نکلے
فلک سے بہتر خوبان سے روی زمین ہے — کوئی مہروش ہے کوئی مہ جبین ہے

زر تخلص شیخ باقی ولد شیخ سعد اللہ سادہ کار لاہوری مقیم اکبرآباد شاگرد مرزا حاتم علی مہر و مرزا عنایت علی ماہ

تکیہ و طوطی میں کچھ کمال نہیں — اون میں تیری سی بول چال نہیں
مجھے کہتے ہو مرے گھر سے نکل جاؤ — کب میں باہر ہوں بھلا آپ کے فرمانے سے

زکی تخلص میر محمد زکی ولد میر غلام رضا عرف غلام میر باشندۂ بلگرام

قسمت سے جو ملا رہے میں [illegible] — رنگین گردن کی دم بھر [illegible] شمشیر [illegible]

زکی تخلص محمد زکی خلف قاری محمد تقی شاگرد عبدالرحمن خان احسان مقیم دہلی

سیر ادل [illegible] — اگر زلفوں کو شانہ تو مری جان [illegible] کر

زکی تخلص مرزا احمد علی لکھنوی مدام سے اکثر کلکتہ کے مشاعرہ میں دیکھا ہے شعر خوب کہتے ہیں

سنا کے جتنے زبانی ستا سے ہے
کہ ہمارا الفت سنبھلتا نہین ہے
نکلتا ہے دم ایسے پردہ نشین پر
جو گھر سے بھی باہر نکلتا نہین ہے

زکی تخلص حیدر علیخان مرحوم دہلوی امراے شاہ عالم بادشاہ مین تھے

سنکے احوال مرا نامۂ شوق سے زکی
ہاتھ سے ہاتھ ملے حیف سے سینہ کوٹا
عشق مین نسبت نہین بلبل کو پروانہ کرساتھ
وصل مین وہ جان دی یہ ہجر مین جیتی رہا

زکی تخلص شیخ مہدی علی مرادآبادی خلف شیخ کرامت علی جو واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ نے انکو ملک الشعرا خطاب دیا تھا صاحب دیوان ہین شعر اچھا کہتے ہین

بوسہ لیتے ہی جو پابوس نگارین پاؤنکا
رشک سے کہتا ہے دل پانکہ دشمن نہ بنا
جمال یار پہ جتنے یہ تکلکی باندھے
کہ اپنی آنکھ کا تل اوسکے منہ کا خال ہوا
دھوم دیوانے اوٹھاتے ہین پریزادوں سے
شمع محفل کو لگا دیتی ہین پروانے پر
بو ہے غنچہ مین عیان یا تو ہو تو نہین سی
قید شیشے مین پری ہے کہ منیا آنکھون مین
اب سبب کیا ہے جو کانٹا سا کھٹکتا ہی نکی
یہ وہی دل ہے کہ رہتا تھا سدا آنکھون مین
شورش وحشت ہوا اور دامان دلبر ہاتھ
پاؤن مین بیڑی ہوا اور زلف عنبر ہاتھ پر
نخرے کے علیش کہا کے خفا ہوکے ہس پڑا
پاؤن پہ مین گرا جو بدن کو لگا کے ہاتھ
کاسے ہے غم فراق سے آرزوے وصل
کیا کیا ہو دل لگی جو کہین دل لگا رہے
حسرت اسے کہ نا نہ اسیران قفس آتی ہے
دھوم سے فصل بہار اب کی برس آتی ہے
جب یہ سنا کہ پانو کو مہندی لگی ہے واں
شعلہ بھڑک اوٹھا نگہ انتظار سے
ماہتابی پہ جو وہ خورشید روے بیحجاب
اپنے جامہ سے ہوئی جاتی ہے باہر چاندنی
دل ہم سے جدا رہا ہمیشہ
گویا وہ ضمیر منفصل ہے
سمجھو ہے تجھ مین سب ملکوتی خصال کے
انسان بنا کے کیون مری مٹی خراب کی

زکی تخلص نواب محمد زکی خان عرف نواب بہادر خلف نواب دلبر الدولہ آغا صاحب حیدر نیشاپوری باشندہ لکھنؤ شاگرد اشرف علی قادر و علی اوسط رشک

زنجیر ہوکے لٹکے ہے میرے موج می
بیزاری مین اگر دم کے یاد آئے زلف

زلال تخلص میر دوست علی خوشنویس خلف میر محمد پناہ باشندۂ آگرہ شاگرد مصحفی مغفور
تھا پہلے دوست تخلص کرتے تھے

کسی کاتب نے گزنامہ لکھا تھا اوسکو ۔۔ آج کل روز قلم ہوتے ہیں دو [illegible]

زمان تخلص سید محمد زمان باشندۂ امروہہ تعلقات دنیوی کو چھوڑ کر فقیری اختیار کی تھی

عارض ہے گل کا صاف و لیکن جھلک نہیں ۔۔ نرگس کی چشم ہی نہ کھلی پالک حسین

زور تخلص داؤد بیگ برادر خورد و شاگرد محمود بیگ

ہوتے ہیں اب سیاہ خانۂ خلق ۔۔ سرمہ آنکھوں میں مت لگایا کرو

زیب تخلص مرزا جمال الدین معروف بہ مرزا کلن بن مرزا بہادر بن مرزا بختاور بخت
نبیرۂ عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی شاگرد ذوق

سوئیں بھر کے جو دامن کو اپنے یار آیا ۔۔ یقین ہے آج کسی بیگنہ کو مار آیا
بعد اک عمر لگی آنکھ ذرا سونے دے ۔۔ نہ کرے شور قیامت ابھی بیدار مجھے

زیب تخلص مرزا [illegible] خان

تپ فرقت سے ہے یہ داغ جگر کی صورت ۔۔ پھاہا اڑ جاتا ہے رکھتے ہی شرر کی صورت

زیب تخلص میر آغا خلف میر الہی بخش باشندۂ فیض اباد شاگرد وزیر علی صبا

ہوش آئی ہے وہی جو ہے تقدیر کا لکھا ۔۔ مٹتی ہے سرنوشت یا مٹی جبین سے کب

زیرک تخلص مولوی حافظ قلندر بخش باشندۂ پانی پت شاگرد منشی کرامت علی
مرحوم [illegible] عالم تخلص کرتے ہیں

قطعہ

زیرک کل ایک طرف کو ہیں شخص خستہ دل ۔۔ جاتا تھا ناگہاں وہ پری رو ملا مجھے
فی الفور دیکھتے ہی یہ اوسکو میں عرض کی ۔۔ کب تک رکھے گا رنج میں تو مبتلا مجھے
سنتے ہی در جواب یہ بولا وہ تند خو ۔۔ صحبت سے تیری رنج نہیں ہے خدا مجھے
لیکن یہ ڈر ہے اپنی محبت سے لے کے ساتھ ۔۔ ایسا نہ ہو سکھائے تو مہر و وفا مجھے
بس کہ شباب ہی میں ہے کچھ لطف زندگی ۔۔ یہ عیش پھر کہاں جو جوانی گزر گئی

حرف سین مہملہ

ساجد تخلص محمد ساجد علی خان ولد نواب سید علی محمد خان بہادر شاگرد مولوی شہید

یاد آتی ہے جو دامن شک قمر کی صورت	دل بھی پہلو مین بھڑکتا ہے جگر کی صورت

ساحل تخلص مرزا اکبر علی ولد مرزا باقر علی دہلوی عظیم آباد نور شاگرد رشک

پلکون سے محو تعب کو تو گروہ رستے ہین	ارکون مین آج ہوا ہے بھری قلزم لعل
جمسری یار سے گلشن مین کیا کرتی ہے	کور ہو جائین تری نرگس شہلا آنکھین

ساقی تخلص منشی میر محسن علی ساکن نگینہ

دم ناک مین ہے گبر و مسلمان کے بحث سے	یارب چھٹینگے مخمصۂ کفر و دین سے کب

ساقی تخلص میر غلام حسین متوطن بخارا شاگرد میر شمس الدین

آج کی رات مری جان نہ جا	راہ مین ڈر ہے بات مانی نہ جا

سالک تخلص ارشاد علی شاہ خلف محمد علی مرید شاہ فضل حسین عظیم آبادی شاگرد واجد علی بیخود باشندۂ بھوپال تال لکھنؤ مین بہت روز رہے سیاح وارفتہ مزاج تھے

ذرہ ہون مین کبھی نظر دن مین حسینون کے ذلیل	چھوڑ دین حسن پرستی کا جو چسکا آنکھین
واہ کیا رنگ طلائی ہے کہ کندن گرد ہے	ہو گیا ہے نقرہ چھلا سنہرا پاؤن مین
گر یہی ہے اشتعال آتش رنگ حنا	شعلہ تو اے نچائے گا چھلا پاؤن مین
دس ادا سے بزم مین رقصان ہوا وہ شوخ گل	بنگیا گھنگرو ہر اک چشم تماشا پاؤن مین

سالک تخلص مرزا خجستہ بخت ابن شاہ عالم بادشاہ مرید میر محمدی قدس سرہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

مست دیکھ حقارت سے مرے گریہ کو ظالم	یہ اشک مسلسل نہین موتی کی لڑی ہے

سالک تخلص مرزا قربان علی بیگ وکیل راجہ الور خلف نواب مرزا عالم بیگ خان مرحوم شاگرد مومن خان واسد اللہ خان غالب مولد انکا حیدر آباد دکن دہلی راقم سے دوستی مین ہین اشعار اسکے نہایت بامزہ ہوتے ہین دیوان انکا نظر سے گذرا

وہان دخل وہم کو نہ گزر ہے خیال کا
کچھ ہو سر اونکو جانب اغیار دیکھنا
خلق خدا پہ رحم بہی کرنا ضرور ہے
کہیلے حال دل گم شدہ یارب نہ کھلا
یون عمر گزاری تری فرقت مین کہ ہر دم
دل وہ ستمگر ہے کہ مجھکو نہ دیا چین کبہو
کچھ بہی جو روز حشر بڑھا یا نہ جائیگا
وہ اضطراب شوق کے ملنے وصال مین
سمجھتے ہین وہ فرض اسکی شکست
خوبان ظلم دوست کو مین نے برا کہا
کیونکر ہو چرخ کس ستم عشق کی سیری
خراب کوے بتان ہے خلقت یہین سے پائی ہے ہم نے جنت
تیری تصویر کیون نہ بول اوٹھے
خلقت کو یہ گمان ہے کہ خلوت عدو سے ہے
اوس سے اور بوسہ کی خواہش اپنی حد سے باہر ہے
گمان مجھپر ہے اوسکو داد خواہی سے شکایت
پسند اللہ کو کیا جانے کیا آجاے اوسکی راہ
نیند اوڑنے سے بڑھا لطف شب وصل عدو
تیز چلتی ہے سخت جا نون پر
مرے کوچے سے گزر جاے عدو دیکھون قیچ
خوشی سے اوسکو یہ جانتا ہون مگر مین کہنے کو راضی نہ
نہین اکبار بہی اب سننے کی طاقت دل مین
گرے ہین چشم خلائق سے خاک ہو کر ہم

ابھی جگہ نہ ہے دل کو ہجر وصال کا
اکبار تیغ کہیچے تو سو بار دیکھنا
مت دیکھنا کسی کو خبر دار دیکھنا
غیر کا راز تھا کیا یہ بہی کہ افشا نہ ہوا
جینے کا گمان تھا مجھے مرنے کا یقین تھا
بیوفا تو بہی اسے دیکھکے پشیمان ہو گا
قصہ تمام ہے سنا یا نہ جب نیگا
کیا تیغ ہجر ہے کہ اوٹھایا نجائیگا
مرا دل بہی عہد وفا ہو گیا
تم کیون خفا ہوے تمھین اللہ کیا کہا
غم رزق مقدر ہے سوا ہو نہین سکتا
سپہر گردش مین کرنے جرات کہ دیکھا یہ اپنا مین کا
اسمین عاشق کی جان ہے گویا
پردہ کو تم اوٹھاؤ کہ پردہ در ہوا
وہ اگر وہی ہی تو ساقی کب تری تشنہ نہ کہا
قیامت ہو گیا حق مین مرے آنا قیامت کا
مجھے شرم گنہ تجھکو تکبر ہے عبادت کا
ہاے پہونچا ہے کہان شور سلاسل اپنا
دم نہ چڑھ جاے تیغ قاتل کا
وہ بہی کہتا ہے گر دل مین ترے گھر ہوتا
کیون یہ اوسے کہ بعد مرون تم آکے ماتم کرنا
پہلے سو بار ترا نام لیا کرتا تھا
ستم سے تم نے کیا کسطرح جہان لینا

اپنی ستم کشی کا مجھے امتحان ہے اب
اقرار وصل اور وہ مست غرور ناز
میری قسمت مین ہے وہان آوارہ ہو جاؤنگا
سنی جو وصل مین ہجران کی بیقراری رات
رفتار مین صبح کی سرعت ہے شام سے
یہ نالہ رشک کیسا ہے دل مین بجز عدو
دیکھ لیتے ہین جو دروازہ کے اکثر باہر
یہ صفت تجھ مین نئی ہوگئی بدخو ہو کر
ابتک بھی ہوش میرے ٹھکانے نہین ہوئے
تم بھی وہی کہو تو کہے اک جہان عجب
کیونکہ ممنون دھوان مین اپنی گرانجانی کا
یہ بھی ہوگا اے ستم ایجاد تجھ سا ہے کبھی
ہوتی ہے رحم و نزاکت مین لڑائی کیا کیا
یہ بھی قسمت کہ ہوا نام ہمارا سالک
پوچھتے ہو کہ مجھے غیر کے گھر دیکھا تھا
دیکھنا صبح شب وصل بھی ہے کیا ہی بلا
نہ وہ آئی نہ نیند آئی شب وعدہ مگر یا رب
لیتے طالع نے اس عالم کو اب بیٹھا دیا
جھکتا نہین سر آج ترے در پہ ہما را
دل بھی کیا چیز ہے کھنچتا ہو جو خود یار کو ساتھ
ہاتھ مین آئینہ لیکر تم دکھاؤ غیر کو
لو اور گرم ہو گئی محفل رقیب کی
اے خضر آتے ہین ترے کیونکر میسر ہوئی

درکار ایک اور نیا آسمان ہے اب
آیا ہے جی کے توکہین اسے نامہ بر جلد اب
میری پیشانی پہ لکھا ہے نشان کوی دوست
تو فیر کے لیے روتا رہا وہ ساری رات
اسے دل وہ اپنے وعدہ پہ آمین الیقین ہو ج
شاید ملے ہین وہ مرے پیغامبر سے آج
تو مجھے ہاتھ سے کہدیتے ہین باہر جاؤ
آپ بھی منہ سے نکلتا ہے تری تو ہو کر
سالک کا حال رات کو ایسا سنا کہ بس
مین بھی وہی کہون تو کہے اک جہان غلط
انکو نظرون سے بہا میرا گرانا نخل
شوخیان ابتک جوانی کی ہین چرخ پیر مین
سر ہمارا جوز انو پہ وہ دھر لیتے ہین
بے نقط ہے وہ سناتے ہین اگر لیتے ہین
جان کے خوف سے کہدیتے ہین کچھ بھی نہین
مین تو مین شمع کے بھی منہ پہ فدا نور نہین
ہماری نیند لیکر سو گئے وہان پاؤن تان مین
چاہیے تحت الثری کو عالم بالا کہون
ظالم نہ کہین غیر نے یہان پاؤن دھرے ہو
یہ دکان وہ ہے کہ چلتی ہے خریدار کے ساتھ
وائے بخت رفتہ ہے تقدیر پشت آئینہ
کیا کیا جلا ہون مین نفس شعلہ بار سے
ہم سے تو رات کٹ نہ سکی انتظار کی

داور روز جزا گھبرا گیا
فلک کا حال کہین یا عدو کا یا تیرا
سیکدو کی نہین ملتی گر راہ ٭
وصل اوس بت کا نہ ہو گر سالک
صیاد اور بند قفس سے کرے رہا
واے اسے ضعف کرشتے ۔ تیری فرقت اسکو
ہون وہ خود رفتہ کہ کب جانے کہان دل کیسا
روے سخن کدھر ہے نہ سمجھا خزار حیف
بے رشک نالہ مرا اور غیر کے گھر جاے
ان سے ہے کہ تم کیونکہ اوسے قتل کروگے
کنج مزار مین بھی وہی اضطراب ہے
پہونچے عدو کے گھر مین تو دامن جھٹک دیا
جتنے گئے ہین سب ترے غم مین ہین مبتلا
ہنسو بولو کھلے خوبی زبان کی
نزاکت سے بڑھا لطف شب وصل
وصل صنم کی مانگ نہ یون ہمدم دعا
جانے دے ساے تصور جانان مرکز تلاش
بات کرتے ہین وہ گھڑیون مین حیا کر سالک

مین نے اتنی حشر مین فریاد کی
نہ پوچھے کا شغل قیامت مین کچھ خدا ہے
آ دمسجد کی زیارت ہی سہی ٭٭
آج کی رات عبادت ہی سہی
جھوٹی خبر کسی کی اوڑائی ہوئی سہی
پاسنائی نہین دیتی مری فریاد سبھے
یاد آتا ہے تو آتا کہ نہین یاد مجھے
ہم یار سے شکایت تقدیر کرسکیں
ورنہ تمہین آرام سے یون رات گزرجاے
دشمن کا مرا احسان نہین ہے کہ اوتر جاے
دل ہے کہ اک فرشتہ قہر و عذاب ہے
ہم خاک بھی ہوئے ہین تو مٹی خراب ہے
ملک عدم یہان سے زیادہ خراب ہے
خوشی بابت کھوتی ہے دہان کی
نہین ہے تاب اونھین خواب گران کی
سالک خدا سے آنا تقاضا نہ چاہیے
ایسا نہ ہو کہ وہ کہین دشمن کے گھر سے لے
وعدہ وصل مین اوسکو بھی مزا آتا ہے

ساماں تخلص میر محمد ناصر جو دیوری مقیم دہلی شاگرد حضرت مرزا مظہر جانجانان

رقیب اسطرح جلتے ہین ہمین دیکھ
کھڑے رستہ مین ہین اوس شمع رو کے

سامی تخلص مرزا محمد جان بیگ کشمیری مرید حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ وطن انکا دشت قبچاق اشعار پارسی بہت خوب کہتے تھے کئی غزلین حسب فرمائش احباب ریختہ مین کہین تھین شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین وفات پائی

سپاہی تخلص امام بخش معلم نستعلیق خوب لکھتے تھے

سپاہی یہ تپ سوزان ہے میرا لکھ ایک | لگی ہے جسطرح شعلہ ہن خسیہ آتش مین

سپہر تخلص ستاب خان دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر صاحب دیوان ہین

اوسکو ظالم جو کہا مین نے تو ہنسکر یہ کہا | مجھکو ظالم بھی میسر کوئی کہتا نہ ہوا
رکھا یاد تمنے مرے بھولنے کو | عجب لطف کا ہے یہ نسیان تمہارا
بے وصلہ سمجھکے وہ ہنستا ہے اے سپہر | روتا ہون جسکے سامنے کہہ کر مین اپنا دل
کچھ آج کل مرے دلمین گزرتے ہین خیال | کھلا نہ آنے کا بہان اونکے مدعا مجھکو

سپہر تخلص میر محمدی خلف میر مہدی عرف میر شاہ علی لکھنوی خواہرزادہ محسن مستان
سراپا سخن شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان گزرے

جان کا کشتہ ہون کیا ذکر ابروے خمدار کا | کام لیتا ہے وہ قاتل ڈھال سے تلوار کا
کہا یہ اوس بت گلرو نے دیکھکر تن زار | خدا کی شان یہ دیکھو ٹہی ہے خار مین سیخ
نہین مستی ملی ہے یہ لب جان بخش جانان پر | خضر اودی گھٹا چھائی ہوئی ہے آب حیوان پر
ملا کر لب سے لب بوسہ دیا اونسے یہ ہو خوشنما | سکندر رکھا پیاسا سپہ تجکر آب حیوان پر
مستی مین دعا روز ازل سے ہے یہ ساقی | دل نشۂ وحدت سے رہے چور قبل ہیز
فردوس مین بھی بادہ کشی اپنی رہا کی | اک جام رہا ہاتھ مین اک حور بغل مین
اونکے زانو پہ جب رکھا سر کو | ہنسکے بولے اجی ذرا سرکو
وصل ہے یا وصال ہے صاحب | کیون بڑھاتے ہین آپ زیور کو
اگر لوٹی جو دیکھی خط سے قاصد کی کمر خالی | سہلے دست ہوس دیکھے جو دست نامہ بر خالی
سرد آہین کر رہا ہون بچہ آنسو ہین ان | ابتدا جاڑے کی ہے اور انتہا برسات کی
آہ سوزان کے شرارے ہین بسم گریہ بلند | اوڑتے ہین جگنو برستی ہے گھٹا برسات کی
ہے گمند میری آہ و گریہ سے وہ سخت دل | زنگ لوہے مین لگاتی ہے ہوا برسات کی

سجاد تخلص سید محمد سجاد مخاطب بہ ذوالفقار الدولہ برادر زن واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ خلف محمد تقی علی خان نواسہ انشاء اللہ خان باشندہ لکھنؤ مقیم کلکتہ شاگرد مرزا [illegible]

شغل شعرا بن تذکرہ کے پہلے بیچے تھے

ہے بعد فنا بھی یہ اثر سوداے الفت کا
کہ مثل ہیں سیاہی چھا گئی خون شہیدان پر

زخم شمشیر نگہ کا ری ہے
دونون آنکھون سے لہو جاری ہے

جو ترے عشق کا آزاری ہے
تندرستی اوسے بیماری ہے

سیہ پوشی یہ نائل کیون خط رخسار رہتا ہے
مگر حسن رخ سادہ کا ماتم دار رہتا ہے

کسی عارض کا محو جلوۂ دیدار رہتا ہے
کہ آئینہ ہمیشہ پشت بر دیوار رہتا ہے

سجاد تخلص حکیم سید سجاد اکبرآبادی ولد میر محمد اعظم شاگرد ابر وجد اعلی انکے میر منشی دارالانشاے شاہی تھے صاحب دیوان گزرے

دل کی جمعیت نہ کھو لب کھول کر
ہووے ہے غنچہ پریشان بول کر

مر گئے پر اگر نہین آسیب
کیون یہ رکھتے ہین قبر پر تعویذ

میرے تمام حال کی تقریر ہے وہ زلف
روز سیاہ و نالۂ شبگیر ہے وہ زلف

ایک دل رکھتا ہون جو چاہے سو لیجا دو آکے
خواہ کاکل خواہ ابرو خواہ مژگان خواہ چشم

لب خنجر پہ اوسکے مرتا ہون
زندگی اپنی تلخ کرتا ہون

جب ہم آغوش یار ہوتے ہین
سب مزے در کنار ہوتے ہین

یار کا جامہ ہے تن تو ہے عزیز
یوسف اپنا پیرہن نہ کر رکھے

بتون کے تئین کس قدر مانتا ہے
یہ کافر ارادۂ خدا جانتا ہے

رات اور زلف کا یہ افسانہ
قصہ کوتہ بڑی کہانی ہے

سجاد تخلص میر علی سجاد محافظ دفتر کلکٹری ضلع الہ آباد خلف میر حیدر علی باشندہ موضع کرار پرگنہ میہ تراج ضلع مذکور شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

صدقے ترے قد پہ آنکھون نوش قد
آنکھون پہ جدا ہے ... آستین

رنگ ہین آستین و دامن
دکھلاتی ہین کیا بہار آستین

سیماب تخلص محمد اللہ یار خان خلف محمد ہارون خان رسالہ دار خیرآبادی مقیم لکھنؤ شاگرد برق

ہر قدم پر مروت زہد سے کرتے ہیں اشارا | اے بتو معجز نما گویا تمہارا پاؤں ہے

سحاب تخلص کنور گوپال سنگھ ولد راجہ سالگرام شاگرد مولوی بخش قلق

شمع رو ہو کے سہ نزہت کہتی تھی کہا ہم | خاک کرتی ہے مری گرمی بازار مجھے
اے دل رفتہ مگر جان پہ کچھ آن بنی | چارہ گر اب نظر آتے ہیں عزادار مجھے

سحر تخلص محمد خلیل خان حیدرآبادی

بو تری پاتی ہے اے رشک بہار | اشک کا ہر قطرہ سمن بن گیا
اے سحر یار مزیدار کسکو ملتا ہے | برا بھلا تو سلے در کنار خاطر خواہ

سحر تخلص میر ناصر علی مرحوم زمیندار بری براون خلف میر محمد علی متوطن کوئل مقیم لکھنؤ شاگرد ناسخ ۱۲۴۹ بارہ سو اونچاس ہجری مین فوت کی صاحب دیوان گزرے

آنکھیں مری فرقت میں ہیں ناسور سے افزون | پھوڑے سے زیادہ ہے دل زار بغل میں
کچھ سخت نکلتا کسی بد مست کو ساقی | شیشے سے فزون ہے دل میخوار بغل میں
نکلا ہے جو دم حسرت آغوش میں اے سحر | کس پیار سے لیتی ہے مجھے گور بغل میں
اسمیں شیرین تری کچھ شان نہ کم ہو جاتی | چوم لیتی لب شیرین سے جو فرہاد کی ہاتھ

سحر تخلص مرزا افضل علی باشندہ کاکوری مقیم موچی کھولا متعلق کلکتہ شاگرد مرزا علی جان شفق یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

پریون سے مشابہ جو ہے پرواز تیر | انداز پری رکھتا ہے انداز پری تیر
نکالیں صلح میں اولجھن کی باتیں | دیا بوسہ تو پیچ و تاب کھا کر
کھلاؤ چشم افسون گر میں سرمہ | دکھاؤ سحر کو جادو جگا کر
مردم دیدہ یہ کوئی زلف میں پھرتے نہیں | پتلیون کا ہے تماشا خانہ زنجیر میں

سحر تخلص منشی عبد المجید ولد غلام مینا صاحب باشندہ کاکوری

ہم کو تجھ سے نہ الفت نہ ملاقات رہی | دین کو بھی آپ وہیں رہیے جہاں رات رہی
یہ عجب حاصل میں گردون کی عداوت کچھ | صبح ہو لی ہے مرے گھر میں [illegible]

سحر تخلص شیخ امان علی ولد محمد امین لکھنوی شاگرد برق صاحب دیوان گذرے

سخن تخلص حکیم مرزا احمد حسین وطن اجداد کشمیر مولد دہلی شعر فارسی بھی کہتے ہین

جو ہین جان نکلی دم مین آن نکلا — بہلا مر سکے مرنے سے ارمان نکلا

سخن تخلص خواجہ فخر الدین حسین خلف خواجہ جلال الدین حسین المعروف بہ حضرت صاحب متوطن دہلی باشندۂ لکھنؤ وکیل عدالت دیوانی ضلع شاہ آباد عرف آرہ شاگرد مرزا نوشہ غالب سید فرزند احمد صفیر بلگرامی انکو اپنا شاگرد بتلاتے ہین کلام ان کا لکھنویون کے انداز کا ہے کوئی شعر یا کوئی فقرہ شعر دہلویون کے انداز کا انکے کلام مین نظر نہین آتا انکو آرہ مین دیکھا تھا انکا فسانہ سروش سخن نظر سے گزرا

یہ جان ہے یہ جگر ہے یہ دل تیر نذر ہے — اسمین سے کوئی بھی تو کر اسے دلستان پسند

بناوٹ سے مگر ڈالکر مین گری ہین لگے کہنے — خدا کی واسطے چھوڑو نہ ڈالو ہاتھ گردن مین

کبھی چھونے نہ پائین پانون تک جس مست کا ہم ہاتھ — زہے تقدیر اوسکا ہاتھ ہو دست برہمن مین

بجا ہے جس کو دنیا ساقی مدہوش نے شیشے مین — کیا واعظ کو محو دختر رز ایک ساغر مین

دفن ہے اسمین سخن لاشۂ لیلی شاید — اسے مجنون کے جو مرقد سے صدا آتی ہے

سخنور تخلص دیوانی سنگہ کایتھ خلف راے جی سنگہ دہلوی منشی دفتر شاہی

گریبان رکھے ہے بن ترسے یہ چشم تر مجھے — طوفان نوح اسکے ہے اب چشم تر مجھے

سخنور تخلص مولوی احمد علی لکھنوی مقیم مرشد آباد شاگرد مصحفی

آب گو ہے سخن غیر مین لیکن صاحب — کان مین کرتے ہی کر دیتا ہے ہرا پانی

لب شکر شکن اوس غیرت گل کا دکھاتا ہے — چمن مین طوطی و بلبل کو آپس مین لڑاتا ہے

اثبات جزو لا یتجزی سے مین تھا کلام — ساکت رہا وہ غنچہ دہن انفصال ہے

سخی تخلص سید پرورش علی ولد بیدار علی باشندۂ کڑا ضلع الہ آباد

دیا کچھ نہین جو کہتے ہو — ہم ہی دیکھے ہم ہی مین گے

سراج تخلص مولوی سراج الدین باشندۂ ضلع فرید پور مقیم ضلع مرشد آباد راقم سے اپنے ضلع راج شاہی عرف رامپور بوالیہ مین ملاقات ہوئی تھی اسکے بہت سے اشعار عربی و فارسی بھی نظر سے گزری

حسن ہے خوبون مین لیکن کچھ وفاداری نہین
جون گل کاغذ کہ جسمین بو نہین ہے رنگ ہے

سراج تخلص سراج الدین دکھنی بعضے تذکرہ والون نے انکا نام قمر علی لکھا ہے

نہین ہے تاب مجھے تیرے سامنے جانان
کہان سراج کہان آفتاب عالم تاب

پتھر بھی نہین ہے شرر شوق سے خالی
بیتابی نبض رگ خارا کی خبر لو

سراج تخلص سراج الدین علی شاہ اورنگ آبادی درویش تھے

رفوگر کو کہان طاقت کہ زخم عشق کو ٹانکے
اگر دیکھے مرا سینہ رفو کرنے مین آجائے

چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا
مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہین سو ہری رہی

وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لیا درس نسخۂ عشق کا
کہ کتاب عقل کے طاق پر جو دھری تھی وہین دھری رہی

سردار تخلص سردار مرزا خلف سید محمد لکھنوی شاگرد وزیر

فردہ ای جوشش جنون دشت مین آئی ہے بہار
پھر کھجاتے ہین کئی دن سے برابر تلوے

گرم رفتاری عشاق کا اعجاز یہ ہے
تر نہین ہوتے ہین بالاے سمندر تلوے

سرسبز تخلص مرزا زین العابدین خان خلف نواب سالار جنگ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

بے تکلف تھی دل کے لینے تک
ہم سے اب آپ مُنہ چھپاتے ہین

ترے ہاتھ سے بوے مشک آئی شانہ
مگر تو نے کاکل سنوارے کسی کے

اوسکے کوچہ کیطرف مین تو نہ جاؤن سرسبز
کشش دل ہے کہ کھینچے لیے جاتی ہے مجھے

سرشار تخلص لالہ ملوک چند لکھنوی

اس سج سے وہ دلبر چلے خوبون میں اکڑ کے
جون ماہ ستارون مین چلے رات کو اکڑ کے

سرور تخلص مرزا رجب علی بیگ ولد مرزا اصغر علی لکھنوی شاگرد نوازش حسین مرزا نوازش صاحب دیوان و سرور سلطانی ترجمہ شمشیر خانی و شگوفۂ محبت و گلزار سرور و فسانۂ عجائب ہین اردو نثر بہت خوب لکھتے ہین اوائل سنہ ۱۲۸۱ بارہ سو اکاسی ہجری مین کلکتہ مین آئے تھے راجہ بنارس کی سرکار مین متعلق تھے بہت سی تصنیفات انکی نظر سے گزری

ہزار حسرت دل نکلے ہماری اف بھی نکی	جو اک رفیق ملا وہ بھی بے زبان ملا
پہ کیا ساری جہان سے تازہ لطف اوٹھا	گلی سے مل گئے سب رنج در کنار ہوا
نہ نکلے دل یار سب عقدی مین کیا ای سرور	اور الجھ اوٹھتے ہین بیٹھے جب کہ سلجھا ذکر ہم
نہین اوٹھتی پلک نزاکت سے	سرمہ ہوتا ہے بار آنکھون مین
آنچ چھائی ہے خاک تیرے لیے	چھا رہا ہے غبار آنکھون مین
جب سے اپنا لقب ہوا ہے سرور	روز و شب ہے خمار آنکھون مین
سرور مشرق و مغرب کی سیر کی ہم نے	نہین ہے حسن خدا داد کا جواب کہین
کوچہ قاتل مین جا کر اپنے ہاتھون جان دی	مرتے مرتے کام آئے یہ ہمارے ہاتھ پاؤن
پیری و صد عیب یہی مثل ہے ای سرور	ڈھونڈھتے ہین اب تو لاٹھی کو سہارے ہاتھ پاؤن
تنی رہتی ہے اکثر چادر مہتاب تربت پر	کہ تا معلوم ہو سب کو قتیل مہ جبینان ہون
اللہ ری بیچینی کہ جو دریا مین غرق ہون	تالاب کی طرح کبھی پانی روان نہ ہو
پھیر منہ اوسنے کیا میری طرف ہی ظالم	سخت تم بھی مرے نالو ہو اثر سے خالی

سرور تخلص مرزا افضل علی بیگ برادر حقیقی مرزا انیاز علی بیگ نکہت شاگرد شاہ نصیر دہلوی

آج آتی نہین ہے بانگ درا	ہمرہون نے کہین قیام کیا

سرور تخلص لالہ نیک رام نائب سررشتہ دار بندوبست ضلع فرخ آباد ولد سبے کشن لال مقیم فتح گڈہ

مطلب کی میری ایک نفرمائی آپ نے	باقین شب وصال مین کہین اپنے کام کی

سرور تخلص سید کاظم حسین شاگرد آباد ولد سید ظفر علی باشندۂ لکھنو

دل مین جو مار گیسوی پیچان لگا تھا خیال	ڈر ڈر کے چونک چونک اوٹھے ہم تمام شب
مر مر کے کاٹتا ہون شب انتظار یار	اوٹھتا ہے بار ہجر بلا مجھ حزین سے کب
پر نور کیا ہین حسن سے ساری کلائیان	ہین شاخ نخل طور تمہاری کلائیان

سرور تخلص عنایت اللہ خان دہلوی شاگرد نصیر

زنجیر کی جو کانون مین آئی صدا نہین — مجنون کے سلسلہ مین کوئی کیا رہا نہین

سرور تخلص غلام مرتضی خان ولد نصیر اللہ خان عرب ہاشمی شاگرد خواجہ آتش وطن اِنکا مدینہ منورہ مولد و مسکن لکھنؤ

مجھسے جو پوچھتا ہے کوئی ماجراے دل — یہ کہکے لوٹ جاتا ہون مین ہاے ہاے دل

سرور تخلص ولایت علی کشمیری لکھنوی خلف و شاگرد محمد جعفر مخمور و آتش اُنسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی

آتی نہین کسیکو بھی اصلا نظر کمر — عنقا کی طرح گم ہے تمہاری مگر کمر
جدا ہوئے ہین کسی برق وش سے یہ شاید — بسان ابر جو روتی ہین زار زار آنکھین

سرور تخلص مرزا اعز عزیز الدین دہلوی داماد سراج الدین بہادر شاہ متخلص بہ ظفر شاگرد ذوق

ہوتے ہین آپ چین بہ جبین بات بات پر — یہ دھنگ ہے تو ہو چکی صورت نباہ کی
یہ بھی سرور ترک کیا چاہتے ہین وہ — صحبت جو ہم سے اونسے ہے گاہ گاہ کی

سرور تخلص احمد حسین شاگرد و برادر خورد امداد حسین ظہور باشندہ میرٹھ

الامان الحذر کا شور اوٹھے — جوش ہووے جو دیدہ تر کا

سرور تخلص اعظم الدولہ نواب میر محمد خان خلف نواب ابوالقاسم خان شاگرد محمد جان بیگ سامی امراے دلی مین تھے شعر اچھا کہتے تھے ایک تذکرہ شعراے اردو ایک دیوان اونسے یادگار ہے ۱۲۵۰ بارہ سو پچاس ہجری مین وفات پائی فارسی بھی اچھا کہتے تھے

مانع امید وصل ہوئی ورنہ ہجر مین — عقدہ ہے زندگی کا یہ سبب انفصال تھا
سینہ پر خاک گرد لب شاید ہوا او سکے نمود — خود بخود دمبدم جو میرا رنگ کاسنی ہو گیا
نامہ کس سوختہ جان کا یہ لیے جاتا ہے — بازؤن سے جو ہلاتا ہے کبوتر پنکھا
ہاتھ اپنے رہی زیر بغل بعد فنا بھی — تھی بسکہ ہم آغوشی دلدار کی حسرت
تیرے گھر لینگے جب بند قبا ہم — گرہ دل کی کرینگے اپنے وا ہم
دیوانے ہم نہین ہین جو فصل بہار مین — کہنے سے ناصحون کے گریبان رفو کیا

مجھ خاکسار کو نہین حاجت سریر کی | ہے بوریاے فقر پہ عزت فقیر کی

سعید تخلص مرزا سردار حسین ولد مرزا علی اصغر

محبوب کیا ہے اگر مین بھی اسیر چاہ بابل ہون | کبھی زہرہ شمائل کے ذقن پر دلسے مائل ہون

سعید تخلص لالہ کنور بہادر ولد گنگا پرشاد فرخ آبادی

جوش وحشت کبھی زندان مین نہ رہنے دیگا | بیڑیان لاکھہ پنہائی کوئی حداد مجھے

سعید تخلص محمد سعید الدین بن مولوی محمد اساس الدین باشندۂ بدایون مقیم دہلی
تلمیذ نواب زین العابدین خان عارف

ہے برق کا خواص شب وصل یار مین | یعنی ادھر سے لحظہ مین آئی ادھر نہین
گو لامکان تلک تو رسائی ہے آہ کی | پر کیا ہی کرتے ہی کہ دل مین نہ راہ کی

سعید تخلص قاضی سعید الدین خان خلف قاضی القضات نجم الدین علی خان باشندۂ
کاکوری آخر ایام مین انکی بصارت زائل ہو گئی تھی

بیدا مانی اوسے ملنے سے نہ ہو کیونکہ مری | کہ پری کو نہین خوش آتی ہے انسان کی بو

سعید تخلص قاضی میر سعادت علی باشندۂ اکبر آباد

یار بن آنکھون مین اپنے خار ہے گل باغ مین | ہے نمک پاش جراحت شور بلبل باغ مین

سعید تخلص حاجی سعید بخت ولد محمود بخت مجموعہ دار شاگرد حضرت ضمیم باشندۂ سلطنت
رامپور کے ملاقاتیون مین ہین تاریخ گوئی سے بہت شوق رکھتے ہین فارسی بھی کہتے ہین
اجداد انکے ہندو تھے کئی پشت سے مشرف باسلام ہوئے ہین

کو اس سے محرم صنم عذار اک تیری انگیا کے پیچ نکلا | یہ ادھر اودھر لہراو اوڑھنا و مشابہ شکل موج تو کا سا
پایا نہین ہے سرمہ کا ہرگز اثر رنگ | ہر آن مین بدلتی ہین آنکھین ہزار رنگ

سعید تخلص نواب بادشاہ ولد شاگرد خواجۂ وزیر لکھنوی

دیوانہ مجھکو آپ نے اچھا کیا کیا | سلے نہ لولا اب تو زلف گرہ گیر ہاتھ مین
دو سحر کر کے خاطر رکھا ہے تمنا | طوطی کی طرح سے کیسے تقریر ہاتھ مین

سعید تخلص حاجی جلال بخش خلف حاجی حسین بخش باشندۂ سلطنت شاگرد منشی

مست راقم کے ملاقاتی ہین

صحرا آفرین یہ سایۂ زلف سیاہ ہے
بنجاسے کیا عجب ترسے ہولون کا ہار ہے

سکندر تخلص خلیفہ محمد علی مرثیہ گو باشندۂ نجیبا شاگرد محمد شاکر ناجی شراب بہت پیتے تھے وطن سے دہلی گئے وہان سے حیدر آباد مین جاکر انتقال کیا وہان کے باشندون نے اونکی ہڈیون کو کربلا مین بھیجدیا

قیس صحرا مین رہا کوہ مین فرہاد رہا
مین بگولے کی طرح دشت مین برباد رہا

نہ دیکھا ہو جو کسی نے حباب مین دریا
وہ دیکھ لے مری چشم پر آب مین دریا

گرا ہے ہانگ مین دل میرا آہ ڈھونڈھون کہان
کہ آدھی رات ادھر ہے اور آدھی رات ادھر

سحر گزرا چمن مین کون سا خورشید رو یارب
کہ شبنم گل کے منہ پر ابتلک پانی چھڑکتی ہے

سکندر تخلص سکندر خان باشندۂ شاہجہان پور مومن خان سے کسب سخن کرتے تھے ایک دن ایک شعر کی اصلاح پر بہت مباحثہ کر کے ترک مشورہ کیا

کسکا نام اوسکے ہونٹون پر تھا کہ اس نے غش کیا
حرف ناصح سے دماغ اپنا پریشان تھا

سلام تخلص نجم الدین علی خان اکبر آبادی خلف شرف الدین علی خان پیام

حدیث زلف چشم یار سے پوچھ
درازی رات کی بیمار سے پوچھ

سلطان تخلص شہزادۂ ایزد بخش بہادر عرف مرزا ببلی خلف شاہ عالم بادشاہ

دور رکھ دوران سے گردش دوران
مت رکھ اے دیر خراب آباد سرگردان

سلطان تخلص نواب نصر اللہ خان مرحوم والی رام پور

اوس لب سے کیا لعل کا جب تک برابر
دیکھا تو نہین اوسکے یہ پاسنگ برابر

سلطان تخلص سلطان شاہ خلف شاہزادۂ جمعیت شاہ ماہر دہلوی

بن جلائے دل و جگر جل جاسے
کیا بڑی آگ ہے محبت کی

آتے آتے وہ پھر گئے گھر کو
یہ بھی خوبی ہے اپنے قسمت کی

سلطان تخلص صاحبزادۂ اعظم الدین نواسۂ ٹیپو سلطان مرحوم مقیم کلکتہ متعلق کلکتہ صاحب دیوان فارسی اور راقم سے دو سطر ان مین [illegible]

دو خون سے غم کے رشک چمن ہے فضاے دل | سب ہے جا سے سیر چمن دلکشاے دل

سلطان تخلص خواجہ طالب علی خان عرف خواجہ سلطان جان مرحوم خلف خواجہ حسین علیخان مرحوم رئیس عظیم آباد مقیم گیا اولاد مین خواجہ عبید اللہ احرار رضی اللہ عنہ کی تھی سلسلہ انکے نانیال کا حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ سے ملتا ہے موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے بہت دنون تک کلکتہ مین آکر رہے تھے لکھنؤ کی بھی سیر کی تھی تین دیوان انکے نظر سے گذرے اشعار فارسی و اردو خوب کہتے تھے ۱۲۷۰ بارہ سو ستر ہجری مین کلکتہ سے گیا جی مین جا کر انتقال کیا راقم کے دوستون مین سے تھے راقم نے یہ تاریخ اونکے وفات کی لکھی ہے

قطعہ تاریخ

خواجہ سلطان جان کہ رحلت کرد ازین | دوستان را کرد با اندوہ جفت
سال مرگ او چو جستم از سروش | خواجہ سلطان جان بمرد افسوس گفت

اشعار سلطان

اک نئی طرح کا حلقہ نے پہندا مارا | تو نے اے زلف مسلسل مجھے الجھا مارا
وار کیا معلوم ہو تیغ نگاہ یار کا | ساحل بحر فنا ہے گھاٹ اس تلوار کا
موجۂ آب زمرد سے مری زنجیر ہو | ہون مین دیوانہ کسی کے سبزۂ رخسار کا
اے بت وہ مومن و کافر کی لگتی ہے نظر | ہے خدا حافظ تمہاری مصحف رخسار کا
بوسے عطر حنا تھی سلطان یار کو رومال مین | اوسنے جو پوچھا پسینا سبزۂ رخسار کا
دل کی جا سینے مین میرے اوسکا پیکان رہ گیا | میزبان جاتا رہا اور گھر مین مہمان رہ گیا
کمر لچکی تو وہ گل ہنس کے بولا | بھرا ہے پھولون سے دامن ہمارا
دیکھی جو تری چاند کی گردن سے یہ دو گال | انکار نہ کا ذکور ہے شق قمر کا
قیس مشہور ہے دیوانہ رہا ہو لیکن اے دل | ہمین آنکھون سے دریا نامے گر کوئی آنسو کا
نکالی تیغ اگر قاتل تو شادی مرگ ہو جاؤن | دہان زخم مین ہو جاے عالم روے خندان کا
مالی سینکے خاک مین سب مونگا دیا ن | اوسکی کمر مین فرق اگر بال بھر رہا

اندنون حسن پہ آپ اپنے ہین مغرور بہت	اور سب باتین تو موقوف ہین اک بات بہت
اس دم کسی کا قدر نہین شیر علی گھر اپنے بار	لیجاونگا مجھے ہین اگر اور گھر نسبت
رندون نے آج نشے مین کیا ذبح نکالی ہے	مینا بغل مین سر پہ سبو جام دوش پر
افتادگی پسند تھی طفلی ہی سے مجھے	آیا نہ ایک دم کبھی آرام دوش پر
بات کہتے نہین ہین موتی پروتے ہین ہم	ہے بجا کہیے زبان کو جو زبان الماس
مرنے کے بعد بھی نہ گئین بیقراریان	عالم ہے برق کا مرے سنگ مزار مین
ڈرتا ہے وہ اپنی عکس سے آئینہ مین اسیر	مری نظرون مین ہی سلطان ہین گویا کہ [illegible]
جب آہ آہ ہون ہو جاتا ہے سوراخ جگر مین	کہا ہمکو کوئی آئیگا اب آپ کے گھر مین
چاہیے عاشق و معشوق ہین گرما گرمی	وصل کی رات نہین خوب یہ شرما شرمی
دام بلاے عشق مین ناحق ہم بے سبب پڑے	کم بخت دل یہ ہاے خدا کا غضب پڑے
تاب گستاخی جو کرے بات اوس بت مغرور سے	حور بھی دیکھے تو لے اوسکی بلائین دور سے
معشوق کو جو وصل کی شب مین حجاب ہے	دامن مین صاعقہ کے گل آفتاب ہے
پڑھی جو بادہ کشون نے نماز استسقا	تو جھوم کر طرف قبلہ سے گھٹا آئی
تمکو یہ ویسی فقط بات بنا آتی ہے	یا کبھی چاند سی صورت بھی دکھا آتی ہے
دفن جس کوچے مین ہم عاشق ناشاد ہوے	جتنے پیر حرم تھے وہان غیرت فرہاد ہوے

سلیس تخلص سید محب علی متوطن کانپور شاگرد مونس مرثیہ گو

بے اذن بوسے لے کے گنہگار ہو گیا	اب تو قصوروار مین سرکار ہو گیا

سلیم تخلص مرزا سلیم بہادر خلف اکبر شاہ ثانی بادشاہ دہلی مرید میر محمدی مرحوم

جھگڑے سے سب دوئی کے فراغت ہوئی مجھے	کثرت مین سیر عالم وحدت ہوئی مجھے
ہے کوئی اپنا خانہ دل بھی عجب مکان	جسمین نصیب یار کے صحبت ہوئی مجھے

سلیم تخلص میر عباس ولد میر عالم علی لکھنوی شاگرد آتش صاحب دیوان گزرے

کیا کرین کام جو مقدور نہ ہوتا دل مین	جان جان دل مین بجا کر لی ذرا اور دل مین
وا اسے قسمت نہ ہوا یار بغلگیر سلیم	رہگیا عید کو ارمان مرے دل کا دل مین

یار آیا ہے نظر خواب مین بعد مدت | آنکھ لیو چونک کے غافل نہ خبردار آنکھین

سلیم تخلص میر سلامت علی بنارسی

ہنستے ہی اس سے بہتر لب معشوق ہوا | سخت نادان ہو جو ہتر لب معشوق ہوا

سلیمان تخلص مرزا احمد سلیمان شکوہ بہادر خلف حضرت شاہ عالم بادشاہ شاگرد شاہ حاتم و انشا مدت تک لکھنؤ مین جلوہ افروز رہے شعر عاشقانہ اچھا کہتے تھے سنہ ۱۲۵۴ ہجری مین اکبرآباد مین قضا کی اور وہین مدفون ہوے راقم نے اِنکے مزار کی زیارت کی ہے انکے انتقال کی تاریخ رحمت خدا سے نکلتی ہے دیوان نظر سے گزرا

کرے یہ کاش فلک میرے بند بند جدا | یہ مجھ سے ہو نہ مرا شوخ خود پسند جدا

جنازہ تیرے دیوانے کا اس توقیر سے اوٹھا | کہ شور نالہ ہر اک خانۂ زنجیر سے اوٹھا

ناز سے کر گئے وہ ایسا ہی اشارہ چلتا | کہ نئے سر سے یہ پھر داغ ہمارا چمکا

بتون پہ آ کے جو نالہ نہ ہٹ گیا ہوتا | تو آسمان و زمین سب اولٹ گیا ہوتا

رہ گئے ہوش و حواس و خرد و طاقت سب | یون ترے کوچے سے مین بے سر و سامان نکلا

جان دی راہ محبت مین الٰہی صد شکر | بات جو ہم نے کہی تھی سو نباہی صد شکر

بات کہنے مین جواب نامہ لایا ہیچ بتا | کیا نکالی تو نے اب اے قاصد چالاک پر

زخم کھا کر جو گرا مین تو وہ یہ کہنے لگا | اچھا اچھا تو تڑپ کر مری تلوار کو توڑ

ہزار طرح سے وہ پیچ کرے لیکن | نہ پہونچے نالہ کو میرے ترانۂ بلبل

غیر کا نام جو تم پیار سے لیتے ہو تو بس | ایک برچھی ہے کہ پہلو مین چبھو دیتے ہو

شیخ کی تسبیح اور عمامہ کس گنتی مین ہے | وہ کمند زرد ہے یہ گنبد تلبیس ہے

دل اگر فولاد ہو تو بھی کھنچا جاتا ہے آہ | اوس صنم کا جذب الفت سنگ مقناطیس ہے

کیا اجابت کی ہوا در کو خداوندا آہ | مارے مارے جو دعائے سحری پھرتی ہے

جبہ سائی کا نشان جائے جبین سے کیونکر | کوئی تقدیر کے لکھے کو مٹا سکتا ہے

سلیمان تخلص سلیمان خان دہلوی مقیم عظیم آباد شاگرد اشرف علیخان فغان

[illegible] کے اشترون کی | کہ اشک شیخ سے کاسہ ہوا [illegible]

سلیمان تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہوا

مجھسے ظالم سے اور کچھ طراری دل ‖ کچھ بھی وہ بہر کہا نہ کیا بل بے جگرداری دل

سودا تخلص مرزا محمد رفیع ولد مرزا محمد شفیع شاگرد شاہ حاتم دلی انکا قابل تولد دہلی ایام شباب مین لکھنؤ مین جاکر نواب آصف الدولہ بہادر کے مقربون مین منسلک ہوکر ملک الشعرا کا خطاب پایا تھا ۱۱۹۵ گیارہ سو پچانوے ہجری مین انتقال کیا سوائے مثنوی کے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے لیکن ہجو و قصیدہ گوئی مین اپنے عہد مین بیمثل تھے کلیات انکا نظر سے گزرا

مقدور نہین اوسکی تجلی کے بیان کا ‖ جون شمع سراپا ہو اگر صرف زبان کا
صحبتون کا نہ کر و غیر کے مجھسے اخفا ‖ کونسی شب تھی کہ مین وان پس دیوار نہ تھا
بدنام تو عبث مجھے کرتا ہے ناصحا ‖ مدت ہوئی بتون سے سروکار اوٹھ گیا
دوزخ مجھے قبول ہے اے منکر و نکیر ‖ لیکن نہین دماغ سوال و جواب کا
گلا کرو ان مین اگر غیرتی بیوفائی کا ‖ ہو مین غرق سفینہ ہو آشنائی کا
طلب نہ چرخ سے کر نان رحمت ای سودا ‖ پھرے ہے آپ یہ کاسہ لیے گدائی کا
لطف ای اشک کہ جون شمع گھلا جاتا ہون ‖ رحم اے آہ شرربار کہ جل جاؤن گا
چھیڑ مت باد بہاری کہ مین جون نکہت گل ‖ پھاڑ کر کپڑے ابھی گھر سے نکل جاؤنگا
دل مت ٹپک نظر سے کہ پایا نہ جائیگا ‖ جون اشک پھر زمین سے اوٹھایا نہ جائیگا
بستگی پھرے ہے کب سے خدایا مری دعا ‖ در وا نہ کیا قبول کا مسدود ہو گیا
آدم کا جسم جب کہ عناصر سے مل بنا ‖ کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا
سینے سے مین دعا کو لایا جو شب لبون تک ‖ کہنے لگی اجابت کیدہر خیال آیا
کونین تک سے لے تھی جس دل کی مجکو قیمت ‖ قسمت کہ اک نگہ پر جا اوسکو ڈال آیا
بہرنگ آئینہ ہم اور سینہ صاف ہوسے ‖ جو اپنے دل پہ کبھی میل سے غبار آیا
ہلاک کا ہیرو بھی مسیحا سے کم نہین ‖ فیروزہ ہو وسے مردہ تو دیتا ہے [illegible]
نگاہ مست نے ساقی کے عالم کو جگا ملا ‖ کہین بیہوش ہے شیشہ کہین [illegible]

سمجھی ہے جو تقدیر کو ہوا لے گی
کہان کفر ہے اے شیخ ایسا کرے اوس بت نے
بے رنگ تماشا ہی دکھایا صورت خورشید
نور اندر جنر کرنے مین دل کا مین گنوایا
انتہا عیش جہان کی جو تو دیکھا چاہے
ہندو ہین بت پرست مسلمان خدا پرست
ڈرتے ڈرتے جو کہا مین کہ ترا عاشق ہون
سودا مین اپنے یار سے چاہا کہ کچھ کہون
گالی نہین ہے بوسہ مرے دل پہ گوارا
یا تبسم یا گلہ یا وعدہ یا کچھ ہے پیام
گذری جب غم سے ہمین رہ گئی وہ روز و
شور سنکر ہوا کو لگا او بلبل ہے یہ دل
ہون وہ آوارہ کہ طفلی ہی مین ہا شک مجھے
کام آیا نہ کچھ اپنا تن زار آخر کار
کسکے ہین زیر زمین دیدہ نمناک ہنوز
ایک دن گھیر مین دامن کا ترے دیکھا تھا
اشک آتش دخون آتش و پر لخت دل اخگر
ای لالہ گو فلک نے دیے تجھکو چار داغ
غیرون کی بات پر نہ کہون کان مت رکھو
ناصح نہ اونسے کہہ جو ہین آگاہ راز عشق
سے مرے دل کو دے کے اپنا دل
قاتل کے دل سے آہ نہ نکلی ہوس تمام
نہ زور وزر دعا نہ طالع نہ تیرے دل مین رحم

جب مجھے قتل پہ عاشق کی تپتے دیکھا
پرستش سے مرے پیدا کیا جلوہ خدائی کا
جو صبح کو دیکھا وہ نظر شام نہ آیا
جون آئینہ جوہر نے مجھے عیب لگایا
بزم مستان پہ نگہ غور سے کر آخر شب
پوچھتے ہون مین اوسی کو جو ہے آشنا پرست
قہقہہ مار کے کہنے وہ طناز درست
ایسی کی اک نگہ کہ رہی من کے من کے بیچ
جوٹھا کوئی کھاتا ہے تو میٹھی ہی سکر لایچ
کچھ بھی اسے خانہ خراب اس دل کے بہلانے کیلیے
رکھے اوس غم کو خدا اے محرم سے دور
رخصت اک نالہ اے صیاد جاتی ہے ہوا
کر دیا مادر ایام نے گھر سے باہر
سمجھے اکسیر تھے نکلا یہ غبار آخر کار
جا بجا صورت ہے پانی کی تر خاک ہنوز
گرد پھرتے ہین گریبان کے مری چاک ہنوز
آتش پہ برستی ہے پڑی مشتعل آتش
جاتی مری سر راہ کہ اک دل ہزار داغ
لیکن کبھو تو میری بھی فریاد کی طرف
وہ کر چکے ہین دین و دل و جان نثار عشق
سنگ کے مول پہ بکتے ہے لعل
ذرہ بھی ہم ترپنے نپائے کہ بس تمام
جو چاہیے سمجھے یہ دل کامیاب ہو سلام

سو دل اوسکے تو نہو بات نہ کر جیسے طول
ہمارے کفر کے بیلوسے دین کی لہ یاد آوے
غنچہ سے مسکرا کے اوسے نثار کر چلے
اب تو مین چھوڑنے کا نہین اوسکو ناصحا
مستی سے اوس نگاہ کی لی محتسب خبر
یارو وہ شرم سے جو نہ بولا تو کیا ہوا
کیا چیز ہے وہ دل جسے کہتے ہین الٰہی
دشنام تو دینے کی قسم کھائی ہے لیکن
سے پرستی ہے مری باعث آمرزش خلق
اے دل یہ کس سے بگڑی کہ آتی ہے فوج اشک
انصاف کیجئو سو نپئے اپنا بجز خدا
جو طبیب اپنا تھا دل اوسکا کسی پر ہے آگیا
دہن غنچہ کا جب تکیون ہون گوش گل پہ گلشن مین
منت تو لاکھ کیجے پر جو غرور ہے دارن
تھی سرد مہری اوسکی آب حیات دل کو
سودا کو بزم عشق سے کرتے ہین آج قتل
دل لیکے ہمارا جو کوئی طالب جان ہے
خواہ کہے مین تجھے خواہ مین سمجھانے مین
مری آنکھون مین بستا ہے مجھے تو کیون رلاتا ہے
ترا غرور میرا عجز تا کجا ظالم
سمجھ کے رکھیو قدم دشت خار مین مجنون
گردش سے آسمان کے نزدیک ہی کبھی کچھ
گزرا ہے کسکی خاک سے ظالم تو بچ نہ

وہ دہن تنگ ہے اتنا کہ نہین بات کی جا
صنم رکھتے ہین جسکو دیکھکر اللہ یاد آوے
نرگس کو آنکھ مار کے بیمار کر چلے
ہونے جو کچھ تھی قبلۂ حاجات ہو گئی
دنیا تمام بزم خرابات ہو گئی
نظرون مین سو طرح کی حکایات ہو گئی
یک قطرۂ خون سینے مین آفات فلک ہے
جب دیکھے ہے وہ مجھکو تو اک جنبش لب ہے
توبہ صد قوم نے کی ہے مری میخواری سے
لخت جگر کی نعش کو آگے دھرے ہوئے
منصف جو بولتے ہین سو تجھ سے ڈرے ہوئے
فردہ باد اے مرگ عیسی آپ ہی بیمار ہے
تو اپنا درد دل کہنا کسی سے یاد آتا ہے
منت غریب اوسکے مہدی کی کب بر آ ہے
جہونی تپا کرنے تو کچھ آگ ہی لگائی
پہچانتا ہے تو یہ گنہگار کون ہے
ہم ہی یہ سمجھتے ہین کہ جی ہے تو جہان ہے
اتنا مجنون ہون مرے یار کہین دیکھا ہے
مجھکو دیکھ تو اپنا کوئی بھی گھر ڈباتا ہے
ہر اک بات کی آخر کچھ انتہا بھی ہے
کہ اس طرح مین سودا برہنہ پا بھی ہے
ہم سے تجھے ملانا اک دو سے تو یہ ہے
دامن کے ساتھ ساتھ ترے گرد ہم سو ہے

کچه تازه شگفتن نهین بس دل کو الم سے
یه رنگ مین تصویر کی تیرے سے ہے ترا کت
اثر ہے آه مین ہر چند نے تاثیر نالے مین
کسا میکو لازم ہے کیا قتل سیه ا
رہا کرنا ہمین صیاد اب پامال کرنا ہے
جس روز کسی اور په بیداد کروگے
نهین ہے رشتهٔ تسبیح صورت زنار
نے ضرر کفر کو نے دین کو نقصان مجهه سے
آه و زاری سے مرے غضب نهین سوتا کوئی
گل پهینکے ہے اورون کی طرف بلکه ثمر بهی
کیا ضد ہے خدا جانے مجهه ساتهه وگرنه
تها مرے ماتم مین نهین شام سیه پوش
سودا تری فریاد سے آنکهون مین کٹی رات
جان سے کندن دل کا سخت ہے فرہاد
نامه کا جواب آنا تو معلوم ہے اے کاش
تجهه تیغ تلے کهه تو ستم سے که سر دهر دے
مجرم ہون مین تو کهه دو مکافات کے لیے
جہان مین کیا کہون زاہد پسر کی کیفیت
ہوگئے صاحب مجهه تیرا منه دیکهه فقیه
پهر نظر تجهکو نه دیکها کبهو ڈرتے ڈرتے
کهینچے ہے کیا ہو میان تیغ کر بیان رشتهٔ عمر
بهلا ترے ستم کا کوئی تجهسے کیا کرے
قاتل ہماری لاش کو تشہیر ہے ضرور

تها طفلی مین کہوا را مرا دامن غم سے
جسکو نه کوئی دیکهه سکا دیدهٔ نم سے
پیا تا ہے کہ ان دونون سے سیراجی بلا
لگا کہنے ہنسکر که خواہی نخواہی
پهر کہنا بهی جسے بهولا ہو سو پروا کیا بجهے
یه یاد رہے ہم کو بہت یاد کروگے
قسم ہے شیخ تجهے اپنے دین و مذہب کی
باعث دشمنی اے گبر و مسلمان مجهسے
تجهسے نالان ہون مین اک خلق ہے نالان مجهسے
اے خاتہ بر انداز چمن کچهه تو ادهر بهی
کافی ہے تسلی کو مرے ایک نظر بهی
رہتا ہے سدا چاک گریبان سحر بهی
آئی ہے سحر ہونے کو ظالم کہین مر بهی
دگرنه کو کہنی زور آزمائی ہے
قاصد کے بدو لیک کی مجهه تک خبر آ دے
پیارے یه ہمین سے ہو ہر کار سے دہر مرد
منه مین خدا نے دی ہے زبان بات کیجے
کر جسکو دختر رز دیکهه کر او دہل جاوے
ہے نمد پوش سدا آئینهٔ فولادی
حسرتین جی کی سہتے جی ہی مین سوتے مرتے
صرف سینے کا ہوا تا نکے ہے بهرتے جیتے
اپنا ہے تو فریفته ہووے خدا کرے
آئنده تا نه کوئی کسی سے وفا کرے

ذکر معاش و عشق بتان یا در رفتگان — اس زندگی مین اب کوئی کیا کیا کرے
گر ہو شراب و خلوت و محبوب خوبرو — زاہد تجھے قسم ہے کہ تو ہو تو کیا کرے

سوز تخلص مولوی عبد الکریم خلف مولوی امام بخش صہبائی مقیم دہلی صاحب دیوان شعر انکے بامزہ ہوتے ہین

ہوتی ہے ہوگا اثر اس نالۂ شبگیر کا — راہ پر آنا کوئی آسان ہے چرخ پیر کا
فکر مین تھے انتہاے عشق کی مدت سے ہم — بارے یہ عقدہ ہمین آکر ترے خنجر کھلا
صبا رقیب سے رکھتی تھی راہ کچھ ورنہ — ستم یہ کیون مرے مشت غبار پر ہوتا
کچھ ترا شہرہ ہوا کچھ میری رسوائی ہوئی — رفتہ رفتہ یون ہی ظاہر راز پنہان ہوگیا
ابھی دل مین ابھی آنکھون مین ابھی دامن پر — اشک مین بھی تری شوخی کا اثر آہی گیا
سوز کو بیگانہ ہے پر بزم مین رہنے تو دے — رفتہ رفتہ یہ بھی ظالم آشنا ہوجاے گا
پاس آنے مین نہ کشتون کے لگے دیر کہین — لے لیا موت نے گھڑی تری حمایت کر پاس
جتنا جتنا روکا اُدھکو اوتنی اوتنی بہہ رے اوسے — طفل تو ہین یہ اشک ابھی پر کتنی شرارت کرتے ہین
مجھکو ہر گھڑی یہ گزرتا ترے آنے کا خیال — اور شب وعدہ مین ہوتی رہے کھٹکا کیون
جان سینے مین نظر آنکھون مین دم ہونٹون پر — اک نہ آنے سے تری کام مین آگے کیا کیا
آج میان رسوا ہوا کل وہان خرابی مین پڑا — یون ہی گھٹ گھٹ کر مری تو فقیر آدہی گئی
اوسکو ہے شوق ستم مجکو ستم کی خواہش — مین ستمگار کو درکار ستمگار مجھے
سوز ہے کچھ تو تماشا کر پڑے پھرتے ہو — کیون یہ کہتے ہو نہین اوس سے سروکار مجھے

سوز تخلص محمد میر ولد میر ضیاء الدین اولاد مین حضرت قطب عالم گجراتی کے تھے وطن انکا بخارا مولد دہلی نواب آصف الدولہ بہادر کے عہد مین لکھنؤ مین گئے تھے شعر اونسعلیق خوب لکھتے تھے تیر اندازی مین کمال تھا شعر اس انداز سے کہتے تھے کہ مضمون شعر کی صورت بناکے دکھا دیتے تھے پہلے میر تخلص کرتے تھے جب میر تقی لکھنؤ مین گئے اونھون نے سوز تخلص کیا اشعار عاشقانہ انکے نہایت پرسوز ہوتے ہین

[illegible]

اہل ایمان سوز کو کہتے ہین کافر ہو گیا
تن چاک سینہ سوزان دل داغ چشم گریان
کیون ناصح مشفق مجھکو آنکھون مین نے پالا
ایک تو تھا دل غمدیدہ اسیر زلف
تجھکے نامے بہو پہنچتے ہین تب تک
بہت چاہا کر تو بھی مجھکو چاہے
رقیبون کے ڈر سے مبادا نہ کہدین
کعبے ہی کا اب قصد ہے گمراہ کرے گا
ہم اوس سے شب جو بگڑ گئی تو خفا ہو مجھکو رلا دیا
کی فرشتون کی راہ ابر نے بند
نہ بھولا اے دل تو اس نیرنگی مینا و دوران کے
چوری چوری تیرے منہ شاید لگا
برق جہیدہ با شرر برجیدہ ہون
منت کش خزان ہون نہ حسرت کش بہار
بس جی کہاؤ نہ قسم جانتے ہین
بند مین اپنے گرہ دے کہ تجھے یاد رہے
ہان اہل بزم آؤ مین بھی ہر ایک سن لو
قاتل پکارتا ہے ہان کون کشتنی ہے
کیا خاک کر دیا جوانی کو
خدا ہی کی قسم ناصح نہ مانونگا کہا اب تو
کبھو اے باد صبا بچھڑے ہوئے یارون کو
کھول نہ دیکھیو اڑ لے اس دل ناصبور کو
دامن تلک تو تیرے کہان دسترس مجھے

آہ یا رب راز دل اونپر بھی ظاہر ہو گیا
تو دکھاتا نہیں ہے مجھکو دکھاتا ہین کیا کیا
اسیری سے سر پہ جو گرم ہو کے آیا
پاؤن زنجیر مین اور ہاتھ گریبان بیچ پھنسا
کشاکش مین اوٹکا نامہ بر ہوتا
ولے تو نے نہ چاہا پر نہ چاہا
کبھو کھولکر دل مین رونے نہ پایا
جو تم سے بتو ہوگا سو اللہ کرے گا
ولے مین بھی کیا ہون کہ روتی مین ہنسا یا نہ کہ ہنسایا
جو گنہ کیجیے ثواب ہے آج
یہ شیشہ ہے ای قابل رہو طاق نسیان پر
ہونٹھ جو ہین آج پیاسے کے خشک
جس رنگ مین ہون مین غرض غنچہ در رسیدہ ہون
جون سرو باغ دہر مین دامن کشیدہ ہون
جیسے تم ہو تمھین ہم جانتے ہین
مین یہ ڈرتا ہون نہ ہو جاؤن فراموش کہین
تنہا نہیں ہون بھائی با نالہ و فغان ہون
کیون سوز چپ ہی بیٹھا کچھ بول اوٹھ نہ ہاتھ جو
کہو سو کس منہ سے ناتوانی کو
نہ چھوٹے گا ترے کہنے سے میرا دل لگا اب تو
راہ ملتی ہے نہیں دشت کی آوارون کو
ہوا سب لگی ہے چلیے جا بکیو مت تنور کو
تیری گلی کی خاک ہی ہو تو ہو بس مجھے

جو سر گوشی مین بوسے لیا احسان کیا اسکا
تکلف بر طرف یہ حقتالی کی ہے منافی

منہ دیکھو آئینہ کا تری تاب لا سکے
خورشید پہلے آنکھ تو مجھ سے ملا سکے

تصویر تیری کھینچے مصور تو کیا مجال
دست قضا تو پھر کوئی تجھسا بنا سکے

اشک خون آنکھون مین لگکر جم گئے
دور کے بھی دیکھنے سے ہم گئے

قتل نے ہر استخوان مین درد کی آواز ہے
کچھ نہین معلوم یارب سوز ہے یا ساز ہے

گفتار مین اب ضعف سے آواز نہین ہے
تجھے نہ دری بات جو ہمراز نہین ہے

مرجائے کا قاتل نے نرالا ڈھب نکالا ہے
سبھون سے پوچھتا ہے کس نے اسکو مار ڈالا ہے

مانند جرس پھٹ گئی چھاتی تو فغان سے
فریاد کو پہونچا نہ کوئی راہ روان سے

فرض کیا مین کہ وہ ہے سنگدل
آہ مین اپنے بھی اثر چاہیئے

سوزان تخلص شہزادہ امام بخش دہلوی معروف بہ مولوی کلو شاگرد عبد الرحمن

پھر دام سے زلفون کے تا حشر نہ چھوٹیگا
اے دل تو کہین اوسکے پھندے مین نہ آجانا

مین خون دل پیون اور ہنگام بادہ نوشی
بوسہ یہ جام لیوے اوسکے لب و دہان کا

سوزان تخلص مرزا احمد علی خان شوکت جنگ فرزند مرزا علی جان لکھنوی

اوس بیوفا کو غم ہے مرنے سے کیا کسی کے
دل مت لگا کسی سے کہنے یہ جا کسی کے

فرقت مین اوسکے سوزان ناحق تو جان کھوہے
ہرگز نہین نہ ہونگے یہ آشنا کسیکے

سوزان تخلص مولوی غلام مرتضی مرحوم رامپوری مدرس مدرسۂ عالیہ کلکتہ عربی و فارسی بھی خوب کہتے تھے حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد مین تھے یہین وفات پائی

سینے پہ ہمنے کھائے داغ ایک دو تین چار پانچ
تمنے جلائے کیا چراغ ایک دو تین چار پانچ

ٹھٹکے سے غم کے خوبی گئے غیر سا قیا
بھر کے ہمین بھی دو ایاغ ایک دو تین چار پانچ

سوزان تخلص شیخ شمس الدین دہلوی مقیم فرخ آباد

ہجوم ہے مجھے دھمکانے ہو تلوار پکڑ کے
میان جاؤ کہو گھر سے تو آئے نہین لڑکے

سوزش تخلص حافظ عبد الرحمن شاگرد شیخ محمد ابراہیم ذوق دہلی مین طالبعلمی کرتے تھے

میں بسکہ ضعف سے مضمون ہوں دو ڈھونڈھنا ہے محال
ناتوانی سے اوٹھتا بھی تو گرا جاتا ہوں

ہوسکے مزدور تیری ثنا خوان سے کیا کرین — قاتل وہان زخم کی گویا زبان تھی
پڑ گیا ہے اوسکو چسکا چاٹ کر کسکا لہو — اوگلی ہی پڑتی تب جو تلوار اوس خونخوار کی
آتش قدم ایسا ہون جو بیٹھون تو زیادہ — ہو دھوپ سے بھی سایۂ دیوار مین گرمی
مشتعل ہے بزم مین شعلہ جو اوسکے حسن کا — شمع پروانون بھی جو پائی پر پرواز ہے
بارسے اتنا تو اثر نالۂ بلبل نے کیا — نظر آتا ہے ہر اک گل ہمہ تن گوش مجھے
بچھاتا خار غم ہے وان جہان بستر لگاتا ہون — کھٹکتے ہیں یہ دو دن کی فلک کو زندگانی ہے
عدم کا کیون کیا ثابت وجود اہل سخن بہولے — نہ یہی تھی عدم کے ساتھ تشبیہ دہن بہولے

سعادت تخلص میر مجاہد الدین دہلوی شاگرد نظام الدین ممنون

مثل نسیم صبح پھرا مین تو ہر کہین — پر دہ گل شگفتہ نہ آیا نظر کہین

سیارہ تخلص مرزا فخر الدین بن مرزا اعز الدین ثابت بن شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبد الرحمن خان احسان ستار اچھا بجاتے تھے

خدا کے واسطے جا کر کہو اوس آفت جان سے — کہ وقت نزع ہے رخصت ہو تو بیمار ہجران سے

سعید تخلص سید غلام رسول ولد سید احمد رامپوری

مژگان پہ دم گریہ سے ہے لخت جگر آیا — یا ہے شجر عشق صنم مین ثمر آیا

سعید تخلص میر غلام رسول اکبر آبادی بعض صاحب تذکرہ نے انکو مراد آبادی لکھا ہے

خوبرویون سے تو ملنے سے نہ باز آوینگے — یہ تو بد خو نہین جاسکے کی مگر جان کے ساتھ

سعید تخلص میر علی نقی برادر خورد میر ابو القاسم محب دہلوی برادرزادہ میر نظام الدین ممنون

قربان ساعدی کے لگا کہنے غیر سے — کہا جانے آج کیا تھا کہ سعید خفا گیا
کھلے بال شاید کوئی خوبرو ہے — صبا کے لپٹ مین جو عنبر کی بو ہے

سعید تخلص میر بہادر علی ولد سید مردان علی باشندۂ فرخ آباد

کرے کیا اثر خاک ہمکو دوا کچھ — تری چشم فتان کے بیمار ہین ہم

سعید تخلص حکیم میر قطب علی عرف قطب عالم باشندۂ سکندر آباد

جادو کرے ہے شہر مین سید کا ریختہ ۔ دیکھو سکندرہ بھی بنگالہ ہو گیا

سید تخلص میر غالب علی خان دہلوی مخاطب بہ سید الشعرا و فخر شاہی کی شاعر تھے سنہ ۱۲۱۸ بارہ سو اٹھارہ ہجری مین انتقال کیا پہلے غریب اوستا شاتخلص کرتے تھے

نہ غازہ نہ گلگونہ ہے نہ رنگ حنا تو ۔ اسے خون شدہ دل تو توکسی کام نہ آیا
سید سے یہ عداوت الله ری کفر ای بت ۔ پڑھنے جنازہ اوسکا سب آگئے تو نہ آیا
ہمارے گا پہولا قبا مین نہ سید ۔ ہم آغوش جب وہ گل اندام ہو گا
نہ ہین گردون نہ مثل آسیا ہم ۔ وے گردش مین رہتے ہین سدا ہم
ہین اور ترک عشق یہ امکان ہے نہین ۔ ناصح کے پند سے کو بیان کان ہی نہین
جو آنکھ اور سے وہ لڑا جانتے ہین ۔ تو ہم بھی کہین دل لگا جانتے ہین
یارو مرے بالین سے نہ اٹھو نہ جدا ہو ۔ حالت مری اچھی نہین کیا جانیے کیا ہو
بنے کفر و دین اک تار سے ہے ۔ کہ سبحہ منعقد زنار سے ہے

سید تخلص امام الدین

ہماری حسن کے کوچے مین مینوائی ہے ۔ یہ آنکھین دیکھتے ہو کاسۂ گدائی ہے

سید تخلص میر یادگار علی باشندہ بارہ معاصر شاہ عالم بادشاہ

شورشین باقی ہین دل مین بس یہ آتی ہے بہار ۔ دیکھیے کیا کیا شگوفے اب کی لاتی ہے بہار

سید تخلص سید حسین عظیم آبادی خلف شاہ فخر الدین احمد شاگرد میر محمد واجد پریشان تخلص انسے کلکتے مین ملاقات ہوئی تھی

گرچہ ظاہر مین نظر ہمکو نہ آئے گا سبب ۔ پر تصور مین میان تیری کمر دیکھ چکے

سید تخلص میر امداد علی ولد سید حسین باشندۂ بارہہ مقیم لکھنؤ شاگرد نواب منصور خان مہتر

حسن کی ہے اب سراپا مین سمائی پیٹ پر ۔ خط نے رخ گھیرا نظر اپنی اب آئی پیٹ پر

سید تخلص نظام الدولہ سید علی خان بہادر خلف محمد الدولہ باشندۂ لکھنؤ مقیم کانپور شاگرد رشک سنہ ۱۸۲۶ اٹھارہ سو چھبیس عیسوی مین کلکتے مین آئے تھے

صاحب دیوان ہین

بازار کسقدر رہے یوسف کا گرم ہے
اوسکے ہین نقد عمر خریدار ہاتھ مین

شانہ نہ کھینچ زلف مین مشاطہ بار بار
اک روز کاٹ کھائیگا یہ مار ہاتھ مین

سعید تخلص آغا سید مولوی میر محمد لکھنوی صاحب دیوان ہین

فرق ہے ظاہر و باطن مین حق و باطل کا
لب پہ ہے ذکر خدا عشق بتونکا دل مین

ہر گھڑی گرد کدورت سے تہ و بالا ہے
اے صنم شیشۂ ساعت کا ہر نقش دل مین

سیر تخلص مرزا عباس علی خلف مرزا بندہ حسن باشندۂ لکھنؤ شاگرد مہدی حسن خان آباد — تجمل حسین خان کے عزیزون مین ہین

چوڑی نہ پہنو ہاتھون مین پھولون کی اے صنم
چھلین نہ بار گل سے تمہاری کلائیان

سیف تخلص مرزا محمد حسن مرحوم ولد مرزا علی خان اعظم فارسی گو بن مرزا محمد فاخر مکین باشندۂ دہلی مقیم لکھنؤ صاحب دیوان ہین

وہ دن رہے نہ وہ سن اور نہ وہ شباب رہا
دل خراب یہ اشک جگر خراب رہا

جدا جو شب کو تو اے رشک ماہتاب رہا
ہر ایک داغ جگر مثل آفتاب رہا

مثل ہے جل گئی رسّی مگر نہ نکلا بل
جو مجکو شیب مین شوق شراب ناب رہا

اسقدر سوزش ہوئی دلکو تپ فرقت مین آہ
اشک گرم اپنا زمین پر گرکے چھالا ہوگیا

خاک جل جل کے ہوا آہ تن زار اپنا
سیف سب ہے شعلہ فشان داغ دل زار کی طرح

کافر عشق ہین اسلام سے کچھ کام نہین
ہے زیادہ ہمین تسبیح سے زنار پسند

پھول کانٹے مرے آنکھون مین نظر آتے ہین
غربت وحشت کے سوا خاک ہو گلزار پسند

غم کے غم صرف ہون تو بھی نہ مجکو ملے ساقی
مین وہ کمظرف نہین آبرو جو مملو ہو کر

قسم ہون خیر کے اس سلسلے سے اوس بت کے
خدا کرے کہین لٹکاے آسمان تجھسر

مقتسے جب کیا ساقی نے مری جانب کو
بہ شیشہ کا گلا ہو گیا آنکھو ہو کر

کمان ہمت اوسکی رسائی کی ہوئی ہے موت
آہ پہونچی ہے مرے حلقۂ گیسو ہو کر

قہر تیر نگہ اوس قاتل سفاک کی ہے
رہ گیا مرغ دل زار ترازو ہو کر

مل سکے ساتھ ہے منظور اب عاشق بھی
آج محفل مین وہ بیٹھا ہے روٹھا ہو کر

کہتا ہے شب کے پردے مین گھر جانیکو
یا رب نہ شام ہووے نہو یہ تمام روز

اب زندگی فراق مین مثل حباب ہے
رہتا ہے اپنی عمر کا لبریز جام روز

انکار بوسہ کرکے ہوا اقرار وصل مین
دکھلاتا ہے ہنسنے یہ اقرار کا طریق

جھڑکی ہے لاکھ بار تو گالی ہزار بار
بدلا ہے صاف یار کے گفتار کا طریق

سیکھے ہین الف بے بہت ہین جو ابیان
یہ ابتداے عشق ہے وہ انتہاے عشق

وسے پاؤن وقت طاقت و امداد ہی یہی
بھاگین ہم اصلح کر نہ پھر ہمکو پاے عشق

جنہین بہائی ہے بوٹے خاکساری گو وہ منعم ہین
کبھی دن عطر بھی ملتے ہین تو مٹی کا ملتے ہین

شاید کہ گنج حسن بتان ہاتھ آئیگا
کھلاتی ہین جو آج ہماری ہتھیلیان

مجھے سے ہے خوف تم رکھنا نگہبانی پہ ای موم
سے طفل اشک تنہا پلکون کو کانٹوں کا جنگل ہے

یہ گل جیسے کے کہاے ہین کسیکی یاد گیسو مین
کہ سر سے تا قدم اپنا تن لاغر مسلسل ہے

بری ہے صاف آرایش سے حسن اوس پری رو کا
نہ مہندی ہے نہ افشان ہے نہ مسی ہے نہ کاجل ہے

سیف تخلص خواجہ سیف اللہ فرخ آبادی ولد خواجہ احمد اللہ شاگرد صفیر کے

ہوا اور آب کا کچھ کم نہین یاد بہاری سے
ہر پیر و اوس پہ پھبتی کہتے ہین تخت سلیمان کا

سیف تخلص سیف اللہ مرحوم ولد حاجی لعل محمد باشندہ کلکتہ

مصحف رخسار بیضاوی پہ کشف خال سے
وقف ہے اک سورہ والشمس کے تفسیر کا

سیف کو دل مین کھبی ہے جب سے وہ ترچھی نگاہ
سانس ہر دم کام کرتی ہے دم شمشیر کا

سیفی تخلص میر وارث علی خوشنویس ولد میر بشارت علی باشندہ نواب گنج تواباع فرخ آباد مقیم کانپور شاگرد ناسخ

دل جو روشن ہے اثر ہے چہرہ پرنور کا
رات جو تاریک ہی ہوتی ہے یہ تاثیر زلف

سہیل تخلص سید محمد ولد سید علی جان باشندہ فیض آباد مقیم موچی کھڑہ لکھنؤ یہ شعر اسی تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

کار گر کچھ بھی نہ زنگار کا بھاہا ہوگا
زخم تیغ نگہ یار نہ اچھا ہوگا

درد فرقت سے شب دو ونہین گریبان تھین — بس سے بڑھکر غم دوانہ وہ بھلا کیا ہوگا
ابھی آئے ہو ابھی مجھسے ہے رخصت کا سوال — ان سے کیجیے کہ کسی اور سے وعدہ ہوگا

حرف شین معجمہ

شاباش تخلص کلب سجاد خان عرف مبارک میرزا ونزیٹر ضلع اٹاوا ولد کلب حسین خان بہادر نادر تخلص

عاشق شہید خنجر ناز و ادا ہوا — سر دیکے آج حق محبت ادا ہوا

شاد تخلص منشی تفضل حسین خلف سید قمر الدین احمد باشندۂ میرٹھ مقیم فرخ آباد

یون خوشقدون مین قامت جانان بلند ہے — جیسے نشان قلب مین ہو وے سپاہ کی

شاد تخلص میر یار خان منشی پلٹن انگریزی باشندۂ میرٹھ

زلف صنم سے مشکبو ساری جہان مین ہوگیا — آ ہوئے چین جہان ملی جا نو بار کی گلی

شاد تخلص شیو پرشاد شاگرد میر حسین تسکین باشندۂ دہلی

جاکے قاصد بھی وہان غیرون مین شامل ہوگیا — اور اک کانٹا نکل آیا مری تقدیر کا

شاد تخلص رجب بیگ خان شاگرد جرأت

الفت نہین جانیکی صنم تیری قسم ہے — جب تک تن فرسودۂ عاشق مین یہ دم ہے
وحشت مین گریبان ہے اور پنجۂ غم ہے — ہو خار بیابان سے سوا پ زیر قدم ہے

شاد تخلص محمد ایاز خان رامپوری شاگرد حافظ غنیم

اوسکو تو کہتے خلق ملے میرا گلا سنا — میرے بھی منہ سے گاہ ترا یا بھلا سنا

شاد تخلص الہ یار بیگ شاگرد مصحفی کیانی نسب تھی

اگر چاک سینے کا ہم وا کرین — تو ہنگامۂ حشر برپا کرین

شاد تخلص سکندر آباد کے ایک برہمن کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

اوس رنگ جبینی کا تجہ جبین زرین عکس — مینیا کے پہول اوگتے ہین وان سی بہارین

شاد تخلص بڑھانہ کی ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

[…]ن سنکے شتا آنکھون سے لگے جھڑنے شرر جا ۔ کامل ہوئے فن اپنے مین یہ دیدۂ تر بھی

شاد تخلص شیخ محمد جان خلف وارث علی لکھنوی فارسی مین شاگرد مرزا علی اکبر شیرازی کے اور اردو مین شاگرد میر کلو عرش کے

میتِ دفن نکلتا ہے کوے جانان مین ۔ [...]رین مین بھی نہین لیتا قرار دل میرا
[...]ور دے کے کہتا ہون ملنے سے غیر کے ماس ۔ تو ہنس کے صاف یہ کہتا ہے یار دل میرا
جیتے ہی جی نہ پوچھا یہ جھینکے کیا مری پر ۔ مردے کی روح کو بھی گھر سے نکالتے ہین

شاد تخلص فضل علی مرحوم شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

نہین سنتا کبھی وہ درد دل کا ۔ عجب بیدرد کے پالے پڑا دل
عجب کم بخت وہ ساعت تھی اے شاد ۔ لگا تھا جس گھڑی اوس سے مرا دل

شاداب تخلص خوشوقت راے باشندہ چاندپور شاگرد قایم و میان مصحفی

جب تلک ہو کام مژگان سے تو ابرو دست [...] ۔ تیر کے ہوتے کوئی کھینچے بھی ہے تلوار کو

شادان تخلص میر رجب علی دہلوی شاگرد بھوری خان آشفتہ درویش تھے

دل نہ بجھیے آہ شادان طفل ابتر کو کبھی ۔ یاد ہے نکتہ مجھے حضرت اوستاد سے

شادان تخلص لالہ بادلال کا بیٹا

یون داغ دل ہین اِس مرے سینے کے آس پاس ۔ چنے جڑے ہو جیسے نگینے کے آس پاس

شادان تخلص مرزا حسین علی خان دہلوی خلف مرزا زین العابدین خان عارف مرحوم شاگرد مرزا نوشہ غالب ان سے دہلی مین ملاقات ہوئی تھی

غیرون پہ ہین وہ لطف کہ بڑھتی ہین ہمیشہ ۔ ہم پر یہ ستم ہے کہ سوا ہو نہین سکتا
ذوق نظارہ سے نہین باقی ادب کا نام ۔ سر مجھ سے زیر تیغ جھکایا نہ جائے گا
شادان نے دل لگا کے بتون سے برا کیا ۔ اوس سے یہ راز عشق چھپایا نہ جائیگا

شادان تخلص میان رحمن بخش خلف منشی فیض بخش تاجر شاگرد راقم وطن اینکا فریدپور مولد و منشا و مسکن کلکتہ بہت اچھی طبیعت پائی ہے

شاد کیسے ہوتے ہین ہنستے لوٹے جاتے ہین ۔ دست طفلان مین دل شادان کھلونا ہو گیا

کیا کیا تھا قرار کا سپل جب تمھارے اتھ سے — جب مرا نخل تمنا بار ور ہو جاے گا
جو کہتا ہون وصل اغیار سے فرما گئے ہین ہنسکر — بھلا کہیئے تو میرے آپ کیا تھا سحر بیٹھا ہین
ذکر وفا یہ دیتے ہین کیون آپ کا بیان — گرچہ نہ چاہیے آپ کا اچھا نہ سمجھیے

شادان تخلص راجہ چندو لال نائب والی حیدر آباد دکھن ولد نراین داس کہتری باشندہ راے بریلی شاگرد شیخ حفیظ الدین و شاہ نصیر دہلوی حالات انکے نہایت مشہور ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

معشوق کے آنے کی شتابی خبر آوے — اللہ کرے دل کی یہ امید بر آوے

شاد تخلص محمد عباس خلف مرزا اقلام علی بیگ ولد مرزا عظیم بیگ صوبہ دار توپخانہ فرحت بخش باشندہ لکھنو مقیم مٹیا برج متعلق شہر کلکتہ شاگرد امداد علی بحر راقم نے انکو شیابرج کے مشاعرے مین دیکھا ہے یہ شعر اس تذکرے لیے بھیجے تھے

روشن ہوا یہ تار شعاعی سے سر بسر — بکھری ہوئی ہے زلف پریشان آفتاب
سچ ہے کہ آگ ہوتا ہے غصہ شباب کا — مشہور ہے جہان مین گرمی دوپہر کی دھوپ
فریاد کہ اوس زلف سیہ فام نے مارا — کس مشک نے تاثیر مرے زخم جگر پر
پایا نہ کبھی آگ پہ سیماب کو قیام — بچا تا کبھی ٹھہرا نہ مرے زخم جگر پر
تیر نگہ یار کبھی سے نہین رکتا — آئینہ فولاد ہو یا ہو سپر سنگ
ہوائے تند کے جھونکے نہ دو بر وقت آئی ہو — بھڑک اوٹھین نہ میرے شعلۂ داغ جگر کبھو

شاد تخلص میر احمد حسین مقیم شکوہ آباد بزرگ انکے سلطان شمس الدین التمش کے عہد مین حجاز سے ہند مین آئے تھے

لب ہائے لعل بھی بس ایسی ہے رعنائی کیا — کام آنے کی قیامت مین مسیحائی کیا

شاعر تخلص میر بسم اللہ لکھنوی خلف میر نوروز علی ملازم راجہ نواب علی خان شاگرد کرامت علیخان فرخ صاحب دیوان ہین

نہین سو گالیان اک بوسہ لیکر او پری پیکر — پھر اب آئندہ کیون ہے تو جھا بے ستان دیدل
بجز نہین ہے مروت وہ آدمی ہی نہین — بشر کو چاہیے شاعر حجاب آنکھون مین

ہاتھ خالی جائین گے ۔۔۔ ہاتھ خالی تھی سب ہاتھ خالی جائین گے / لوٹے تھے کیا ہاتھ مین لیجائین گے کیا ہاتھ سے

شاعر تخلص میر ناصر پرست عرف میر کلو دہلوی حضرت خواجہ میر درد سے نسبت تلمذ و قرابت رکھتے تھے صاحب دیوان گزرے بعضے صاحب تذکرہ نے انکا تخلص کا ...

اپنے مطلب کو کہے جائینگے ہم ۔۔۔ گرچہ سوبار نہین سنئے گا

قطعہ

تونہ تھا افسوس ظالم کیا کہین ۔۔۔ حال شاعر ہجر مین کیسا رہا
بیقراری جانکنی بے طاقتی ۔۔۔ غم الم وحشت جنون سودا رہا

شاعر تخلص شیخ خدا بخش باشندۂ سہارن پور

یہ کیا انصاف ہے اے چرخ نا انصاف بیرحم ۔۔۔ زلیخا خوش ہو عشرت گہ مین اور یوسف ہو زندان مین
اوٹھایا لطف دنیا مین سبھون نے عشق خوبان سے ۔۔۔ رہا شاعر ہے لیکن حسرت و افسوس حرمان مین

شاغل تخلص اشرف حسین لکھنوی خلف و شاگرد کاشف علی کاشف مقیم کانپور

محرم گلابی ساقی مہوش کی دیکھہ کر ۔۔۔ کیا دوڑ کے لگا مرا وقت خمار ہاتھہ

شاغل تخلص شیخ امیر الدین معروف بمولوی امیر اللہ باشندۂ کڑہ شاگرد مصحفی الہ اباد مین وکالت کرتے تھے

بیقراری سے مری آہ وہ آگاہ نہین ۔۔۔ جسکا مین چاہنے والا ہون وسی چاہ نہین

شافی تخلص امین الدین دہلوی معاصر سودا مقیم عظیم آباد

بہت زخم دل مرے کو کوئی التیام دو ۔۔۔ ظالم کو ملکہ زخم دگر کا پیام دو

شاکر تخلص شاہ شاکر علی دہلوی درویش صاحب دل تھے

او چنچل انکھون نے تو اک خلق کو بیمار کیا ۔۔۔ زلف نے بھی دل عالم کو گرفتار کیا
ہم تمہارے ہین تمہین ہمسے ہے شرمانا کیا ۔۔۔ دور سے شکل دکھا کر ہمین ترسانا کیا

شاکر تخلص محمد شاکر شاگرد محمد علی حشمت

قطعہ

پوچھتے ہین مجھے کیا تری سہارا سے ۔۔۔ کہکشان توڑ کے تو توکو دو بھر سے

کیا پوچھے ہے حال [illegible] کا — آجا دہن بیچ [illegible] قی [illegible]

شائق تخلص [illegible] [illegible] مرحوم [illegible] [illegible]

[illegible] بھی [illegible] جی [illegible] جہان [illegible] — تا خنے مرغ بسمل کے دکھانے [illegible]

وابستہ ہوگیا تری زلف دوتا کے ساتھ — دل لے چلا بلا کے مجھے کس بلا کے ساتھ

کاہیدگی جسم کا ممنون کیون نہ ہو — پہونچا مین کوچے تک ترے باد صبا کے ساتھ

جو تیرے حسن کا مشہور عالم مین فسانا ہے — مرے بھی عشق سے آگاہ یہان اک زمانا ہے

نہین معلوم کس منزل پہ یہ جا کر ٹھہرنے مین — سیاہ نسبے قافلہ ہر روز یار دل کا روانا ہے

سوئی کا کل کی رہتی ہے اپنی آنکھ کبھو ٹک کر — تم گیسو مین کیا مرغ نظر کا آشیانا ہے

ڈر موت کا جینے کی تمنا نہین رکھتے — ہم دل مین کسیطرح کا کھٹکا نہین رکھتے

شائق تخلص مرزا بختاور شاہ بہادر خلف ابوظفر سراج الدین بہادر شاہ بادشاہ دہلی
شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

لائے اے آہ جگر تو اسے پاناے دل — کون دونون مین کرے جلد اثر دیکھین تو

ایک پر زخم ایک پر ہے داغ — دل تو وہ کچھ ہے اور جگر یہ کچھ

شایان تخلص اکبر حسین خان بن کبل حسین خان بن حسن علیخان لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید

دل مین کبھی ہے ذکر خدا کا ہ یا دبت — خالی رہا مکان یہ اک دم مکین سے کب

کہا کے دیا ہے وہ دم تمام شب — امیدوار وصل رہے ہم تمام شب

شاہ تخلص شاہ سعد اللہ دہلوی درویش صاحب کمال تھے

وابستہ ہے تجھسے اپنی یہان زیست — جب تو ہی نہین تو پھر کہان زیست

شاہ تخلص درویش خدا آگاہ محمد شاہ مقیم دہلی

کیا بھروسا خوبرویان حسن اندام کا — ان پہ مرنا ہاتھ سے کھونا ہے ننگ و نام کا

شاہ علیخان دہلوی معاصر سودا ملازم نواب سراج الدولہ نواب عالیجاہ
محمد قاسم خان لکھنؤ مین انتقال کیا

کیا مری آہ کیا صنم کی نگاہ — ایک ترکش سے تیر ہین [illegible] [illegible]

جو قصد ہے تو ہون کرین پہلے ہم اپنا / اگر تیرا سود کیا نکل جائے گا دم اپنا

سر شوریدہ اپنا وقت تیغ جور قربان ہے / پیچتا ہین جو ملا جی بھر کے اب اہل غم اپنا

ملے دعا قسمون کی بھی نہ رکھو اہل دنیا سے / شکن جی بھر کے رد تو جیتے جی کر جاؤ غم اپنا

بچھڑا اپنا اسے [illegible] کیسے کیسے نوجوانون سے / مرے ہاتھون سے اک دن خون ہوگا بیر گردون کا

وہ دوست مل گئے غیر دنے جن سے دوئی تھا / کسی کا اب زمانے مین اعتبار رہا

ہو تو صورت آئینہ صاف ہو گئے ہو / مزا نہین ہے دلون مین اگر غبار رہا

کلرے مین کوئی کسی کا شریک حال نہین / چلے ہے چھوڑ کے تنہا مجھے مزار مین روح

جو بات کی ادھون نے خبر ہو گئی ہمین / حاصل ہوئی ہے عشق سے ہمکو صفائی دل

کیون ٹھنڈی سانسین بھرتے ہو غیر ونکو دیسے / محفل مین شمع سارا جلا دیجیئے دل

برج کا یہ قول ہے رشک کرہ نار ہون مین / زلف بڑھ بڑھ کے یہ کہتی ہے دم ہجران جلا مجھے

ادھر خدا بندگی کا طالب ادھر ہو نفس حرص غالب ہا / یہ روح اگر میان نکالب عجب مصیبت کا درمیان ہے

شفیق تخلص دولت رام گلفروش باشندۂ دہلی

بس از مردن بھی گردش ہو زبس ہی مقدر مین / بگولے کی طرح رہتی ہے میری خاک چکر مین

شفیق تخلص محمد علی خان بن مولوی احمد علی خان باشندۂ فرخ آباد

بوسہ ہوا نصیب جو خال حبیب کا / چمکا ہے دنون مین ستارا نصیب کا

پامال گرد رہا ہون ترے آستان سے / لکھا مٹا رہا ہون مین اپنے نصیب کا

شفیق تخلص انور الدولہ محمد سعید الدین خان بہادر عرف منجھلے صاحب خلف نواب احمد بخش خان بیتاب، شاگرد محمد علی تلق، باشندۂ موضع کد ورا ضلع کالپی، صاحب دیوان ہین، انکی ایک چھوٹی سی مثنوی نظر سے گذری

ہوا ہے کس سے الٰہی مقابلہ دل کا / کہ رشک ساغر جم ہے ہر آبلہ دل کا

ٹھوکر جو لگا آ ہے میرا کاسۂ سر خاک مین / بعد مرنے کے بھی اک دور دگر پیدا ہوا

وہ جس سے اوس گل نے کے جو آب پیدا ہوا / ہر ایک عضو گل شیشہ گلاب ہوا

عاشق کو غفلت سے ہے مین ہشیاری کا / کہ رہنمائے نہ ہما سے زور خود سے ہوا

ہاتھ ملا کرے گے دیوانہ و مفتون کب — ہاین گھر مین یا کہ ہین نقش محبت ہاتھ مین
بجھے لیتے ہین قلیم محمد سے ہرزہ گردی کی — کر آندھی ہون مین مراسے جنبش [illegible]

سرنگین مژگان کی ہو فوج صف آرا دیکھیے — اس سیہ کرتی کی پلٹن کا تماشا دیکھیے
ہوسلے دل مین تڑپنے کے ہین کیا دیکھیے — ذبح کرکے رقص بسمل کا تماشا دیکھیے

چتون سے سحر اوس پری کی — آنکھین استاد سامری کی

ایسا تھا شوق وادی وحشت کہ دوڑ کر — بوسے ہمارے آبلون نے خار کے لیے
یہ ضعف ہے کہ سانس کا لینا محال ہے — بار گران ہے روح تن زار کے لیے

گھر سے وحشت مین نکلتے ہی وطن بھول گئے — یہ فضا دشت کی دیکھی کہ چمن بھول گئے

شفقت تخلص میر بشارت علی باشندۂ دہلی مقیم حیدرآباد دکھن

دل مین بستا ہے حسینان پریرو کا خیال — بند کی ہم نے ہے افسون پری شیشے مین

شفقت تخلص شکر اللہ بنارسی شاگرد مرزا طپان

اوس گل نو سے سوم مین مرے آیا نہ گیا — پھول بھی مارے نزاکت کے اوٹھایا نہ گیا

شب جو تھی پیسے نور پہ شب ماہ وسے دلبر چاندنی — لوٹتی تھی خاک پر حسرت سے شب بھر چاندنی
شب کو بیٹھے تھے بچھا کر تم جو اپنے بام پر — رشک کرتی تھی تمہاری چاندنی پر چاندنی

شفقت تخلص عبد الرحیم ۱۸۵۷ء اٹھارہ سو ستاون عیسوی مین کلکتہ کے میڈیکل کالج مین ڈاکٹری سیکھتے تھے

رسم الفت دہر مین مطلق نہین شفقت رہی — بیوفاؤن سے بس اب دل کا لگانا چھوڑ دو

شفقت تخلص سید محمد حسین باشندۂ موضع کلاوٹھی مقیم دہلی شاگرد مولوی صہبائی مالک [illegible]

وہ چشم مست ہے ساقی کہ جبکی گردش پر — بغیر جرم ہے خون لاکھ شیشۂ دل کا

جاتی ہے اپنی جان سحر کی امید مین — آفت ہے کوئی طول شب انتظار کا
چلتی ہے جب تو سیر ہی جانب ہے التفات — کیا دشمنی صبا کو ہے میرے غبار سے
بیکس ہے مین بچاؤن دل ناتوان کو کم — اوس فتنہ گر سے یا فلک بد شعار سے

شفیع تخلص محمد شفیع مقیم لکھنؤ معاصر سودا و میر

شکوہ تخلص میر شکوہ علی ساکن مادہ

قدم مین دم ہے تو اسے غم جدائی آنکھون مین — کبھی جو ہو سکے تجھے تو ہم راہ آنکھون مین

شکیبا تخلص غلام حسین دہلوی شاگرد میر تقی شعرائے پایۂ تخت معین الدین اکبر شاہ بادشاہ دہلی مین سے تھے

نیم بسمل اوس نے گر چھوڑا شکیبا غم نہین — پر یہ غم ہے اعتبار دست قاتل اوٹھ گیا

ہین قتل تمہارے کیا کیا نہین کہتے ہم کہ برا کیا — یہ بھلا کیا یہ کہو گے کیا جو کوئی کسی کو کیا کیا

تری جبین جبین ہے موج طوفان — ابھی سے ہم کنارے ہو رہے ہین

چھٹا ہون مین طبیب سے امکان ہی نہین — تو نبض دیکھتا ہے یہان جان ہی نہین

یاد اوس ساق بلورین کی دلاتی مجھکو — شمع نے آگ نے سر سے لگائی مجھکو

اوس چشم سرمہ سا کی نظر کیون نہ گرم ہو — اور تری ابھی سے ہے سان پہ تلوار گرم ہے

نہ پوچھو ماجرا ہجران کی شب کا سخت مشکل ہے — مہ تابان بھی میرے سر پہ خورشید قیامت ہے

شگفتہ تخلص مرزا شگفتہ بخت عرف مرزا حاجی خلف مرزا جوان بخت جہاندار شاہ مرحوم ابن شاہ عالم بادشاہ مقیم بنارس

ساقی ہے مے ہے باغ ہے ابر بہار ہے — تیرا ہی رشک گل فقط اب انتظار ہے

مشکل ہے میرے اوسکے جو صحبت برآوے — مین جلد باز ہون وہ تغافل شعار ہے

شگفتہ تخلص بدھ سنگھ آہنگر دہلوی شاگرد بھورے خان آشفتہ

پروانہ وار جلکر گو خاک ہو گئے ہم — پر شمع رو نہ چھوٹا اپنی شرارتون سے

شگفتہ تخلص سیف الدولہ سیف علی خان خلف نواب شجاع الدولہ بہادر شاگرد کاظم علی جوان صاحب دیوان گزرے

خرام ناز ترا بس مری نظر مین رہا — تمام عمر ہی بیٹھا مین رہگذر مین رہا

آنکھین چرا کے شب وہ بہانے سے اوٹھ گیا — حرف مروت آہ زمانے سے اوٹھ گیا

بوسہ لیتے ہوئے ہم دیکھا ادب کرتے ہین — گالیان دیتے ہین یہ آپ غضب کرتے ہین

تم نہ کہنا اسے دل شب فرقت کی تاریکی ہے — پاس ہے نزع اوسکا ہی صبح بھی نزدیک ہے

شمس تخلص میر شمس الدین عرف مرزا امین

لپٹے وہ گلی مری آوازہ کتاب ہے وہ شوخ — یہ وہی عالم نجف نشانہ بیان ابھی دیوار ہے

شمس تخلص شمس الدین منشی کتب خانہ مہاراجہ بردوان

گلستان مین گزر ہے آج کس ساقی گلرو کا — کہ ہاتھون مین صراحی ہے لیے ہر گل تبو کا

شمس تخلص شریف احمد خان عظیم آبادی شاگرد مرزا غلام حسین

اگر نہائے وہ مہ سیتے حباب دریا مین — تو تھر تھرانے لگے آفتاب دریا مین

شمس تخلص شیخ علی محمد مرحوم باشندہ بریلی

پشتہ رہے صفائی ہو ن نازک جانان — سینے کی نظر آتی ہے زنجیر پس پشت

شمس تخلص میر آغا علی لکھنوی شاگرد قاضی محمد صادق خان اختر کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم سے ملاقاتی ہین

یہ تو فرمائیے کب آئیے گا — تو خوشی آپ کی رخصت ہی سہی
نہ کرو بات ادھر دیکھ تو لو — نہین الفت تو مروت ہی سہی
کٹی شب یار کی آرائشون مین — سحر تک دولت بگڑا کی حنا کی
پسینے مین ہاتھون ہاتھ لوٹی — بندھی مٹھی کھلی قسمت حنا کی

شمس تخلص مرزا اکبر علی شاگرد حیدر علی آتش

تیرہ بختی سے نہ دیکھی کبھی گھر کی صورت — خانہ بر دوش ہمیشہ ہون ہمیر کی صورت

شمس تخلص میر آغا شاگرد ثاقب باشندہ لکھنؤ

پہنس کے وہ بولے جو گھر و منہ پر چوٹی کا — دیکھ کر دیکھی نہ ہو زنجیر پشت آئینہ

شمسی تخلص لالہ سورج پرشاد ولد لالہ جنی لال باشندہ فرخ آباد شاگرد مجذوب

واللہ شکر ان قیامت کو اسے صنم — قائل اگر کیا تو تمہاری ہی چال نے

شمشاد تخلص میر احمد علی لکھنوی نواسہ اقبال الدولہ شاگرد مرزا علی حسین اوج

خوف کیا ہم کو اگر ساتھ ہے اوس گلبدن کے رقیب — آئین بلبل کی چھپکتی ہے بھلا خار سے آنکھ

شمیم تخلص عباس مرزا عرف امراؤ مرزا خلف مرزا امداد علی لکھنوی شاگرد وزیر علی صبا

بغیر یار کے کیا سیر باغ کو جا ئین — الہیٰ آنکھون کو ہے خار ہر چمن کی بہار
ہر وقت ہجر یار مین ہے یہ صدائی دل — ہو وے سے بھی کسی سے نہ کوئی جدا دل

تمیم تخلص سید غالب علی ولد سید حیدر بخش بنارسی شاگرد مرزا الطاف حسین

رہبر اہل جنون ہوتے ہین اسباب جنون — آگے آگے ہے پیچھے ہم ہین آگے نالۂ زنجیر پا

شناور تخلص صاحب مرزا خلف شاہ میر خان ابن آقا نصیر نیشاپوری باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد خواجہ حیدر علی آتش صاحب دیوان گزرے

یاد ہین مجکو بھی عیاروں کے دستور بہت — آپ گر دور تو بندہ بھی ہے پر دور بہت
کیسکو تیغ ملتی ہے کیسکو خنجر ہٴ ا ن — ہمارے قتل کا ساماں ہے وہان ہیار بستے ہین
لحاظ اپنا وہی رہتا ہے ہم بستر بھی ہو ز مین — اگر وہ پھیل کر سوتے ہین تو ہم خود سمٹتے ہین
پھر شب عیش و طرب ہو وہی چرچا پھر ہو — وہی ساقی وہی ساغر وہی مینا پھر ہو
اے آئینہ رو ایک مجھی کو نہین حیرت — بت بن گیا جسکو تری صورت نظر آئی
دنیا مقام اخلاص سے فیر و نسے چھپا کر — آئی ہی تجھے عقل نہ اے نامہ بر آئی

شنکر تخلص دیا شنکر دہلوی حیدر آباد مین فوت کی

ان طبیبون سے کچھ ہوا نہ علاج — عشق کا درد لا دوا دیکھا
دیکھ گریان مجھے وہ ہنستا ہے — خندۂ گل ہے ابر کا رونا
اثر سے خالی اگر ہے فغان بلبل کا — ہوا ہے چاک گریبان کس لیے گل کا

شور تخلص مرزا محمود بیگ شاگرد سعادت یار خان رنگین وطن انکا ایران مولد دہلی سپاہی پیشہ تھے لڑائی مین مارے گئے

وہ قتل کو ہمارے ارشاد کر رہے ہین — بیان کلمۂ شہادت ہم یاد کر رہے ہین
غضب ہے آنکھین ستم ابرو عجب منہ کی صفائی — خدا نے اپنے ہاتھون سے تری صورت بنائی

شور تخلص مغل جان ولد مسماۃ نصیبن باشندۂ کلکتہ شاگرد حافظ نسیم و فرزند علی مسلم جوانی مین فوت کی

لڑکے کشتی و یو مضمون کو پچھاڑا جا بیٹھے — جھنڈا امیدان سخن مین آج گاڑا جا بیٹھے

شوشتری تخلص ابو مدن حسن کی بن عبد الہی اول [illegible] کو گئے

مجکو [illegible] سے مطلب ہے نہ ویرانے سے ۔۔۔ رات دن غم مین پھرا کرتے ہین ہم [illegible]

شورش تخلص غلام احمد دہلوی خلف محمد اکبر قبالہ نویس شاگرد مومن خان

گھر سے کم مجکو میسر ہو دیدہ تر ایک دن ۔۔۔ ہیچ ساں لمحل جائیگا یہ جسم لاغر ایک دن
تا خواب مین بھی جلوہ فروز آ مرے نہ تو ۔۔۔ ہم کوچۂ اغیار مین فریاد کرینگے

شورش تخلص منشی زین العابدین خان ولد میر محمد عطا حسین خان مصنف نوطرز مرصع
مقیم لکھنؤ صاحب دیوان ہین

شامت دردِ ہجران کی جو کی اوسنے تو فرمایا ۔۔۔ بس بیوقوف تیرے گفتگو مین مدعا سمجھا

شورش تخلص میر غلام حسین عظیم آبادی خواہرزادہ ملا وحید شاگرد میر باقر حزین
۱۱۹۵ گیارہ سو پچانوے ہجری مین وفات پائی ایسے ایک دیوان اور ایک
تذکرہ شعراے اردو یادگار ہین

رقیب گرچہ بہت برخلاف ہے شورش ۔۔۔ ہوا کرے ہمین ہے یار اپنے کام سے کام
ابر ہوتا ہے تو بھی رو اے چشم ۔۔۔ اسمین جو ہونی ہو سو ہوا اے چشم

شورش تخلص حافظ ناصر حسین شاگرد نثار اللہ خان فراق

تجھ مین انداز و ادا دلربائی قہر ہے ۔۔۔ ساری باتین خوب ہین پر شب کی لڑائی قہر ہے

شوق تخلص شیخ الہی بخش اکبرآبادی ملازم مرزا مظفر بخت خلف مرزا جوان بخت
جہاندار شاہ مرحوم فارسی اور ریختہ مین صاحب دیوان گزرے ۱۲۴۲ بارہ سو
بیالیس ہجری مین انتقال کیا

دیکھیے جو رنگ اس مژۂ اشکبار کا ۔۔۔ دل چھلتوں سے آب ہوا ابر بہار کا
اس خاکسار کو کوئی کیونکر اوٹھا سکے ۔۔۔ جوں نقش پا جہاں کہ یہ بیٹھا ہوں [illegible]

شوق تخلص جوہر بیگ لکھنوی شاگرد مصحفی فن نثر و نظم مین اچھا دخل رکھتے تھے
آخر ایام مین مشہد مقدس کو چلے گئے تھے

تجھ بن علق ہے بستر غم پر تمام رات ۔۔۔ تڑپا کیا مرا دل مضطر تمام رات

[illegible] نے کیا ہے اپنی پریشانیون کا ذکر — ایسا نہو کہ مُنہ پہ کوئی بات اسکے زلف

شوق تخلص راے دولت راے ولد شیو سنگہ لکھنوی شاگرد منشی مہندو لال زار

نہین معلوم ترے طالب دیدار کو آہ — خواب کیا چیز ہے لگ جاتی ہین کیونکر آنکھین

شوکت تخلص شیخ نیاز علی ولد میر رستم علی بجنوری شاگرد غلام علی عشرت مشہور ہے
کہ بنارس مین بہ سبب طمع و حرص کے دین اسلام کو چھوڑ کر نصرانی ہوگیا تھا اور شیخ
مسیح اپنا نام رکھا، میر نے مین قسیسون کے لڑکونکو پڑھایا کرتا تھا

مجھ مین اور ابر مین ہے معرکہ آرائی آج — منہ نہ موڑ دیکھیو تو اے دیدۂ خونبار مجھے

شوکت تخلص میر حسین علی دہلوی ناظر عدالت دہلی

داد لین کس سے ترے حسن کی اے غیرت ماہ — عذر ہے دیدۂ یعقوب کو بینائی کا

دور چشم یار مین سب ہوگئے باہم رقیب — ایک ادنی یہ فریب نرگس مستانہ تھا

ہے تصور دل مین میرے اوس بت مغرور کا — جسکا تھوا دیکھ کے پھر منہ نہ دیکھون حور کا

وعدۂ امروز کو فردا پہ ٹالا ہمنفس — یار کا آنا قیامت کا مجھے آنا ہوگیا

جی لگ گیا قفس ہی مین اب تو یہین رہا — موسم بہار کا کدھر آیا کدھر گیا

ساقی ترے طفیل سے ہمکو سرور مدام — معلوم ہی نہین کدھر آیا کدھر گیا

شوکت نے جان دی تیرے در پر ہزار شکر — وہ مرگئے مرے آہ بڑا کام کر گیا

جب کہ ابرو کا اشارہ ہی کرے عالم کو قتل — اوس ستمگر کی بلا بھیجے بجا [illegible] مین

وصل کا وعدہ نہین تو قتل کا وعدہ سہی — دل کے بہلانے کو میرے کوئی صورت چاہیے

شوکت تخلص مرزا تصدق علی خلف قلندر بخش جرأت باشندۂ لکھنؤ

ہر [illegible] اے الٰہ [illegible] آتی ہے کو وے — [illegible] ہے فوج نالۂ دل کس [illegible]

شوکت تخلص میر قاسم علی بنارسی کلکتہ مین بھی آ گئے تھے ، [illegible]

[illegible] — [illegible]

شوکت تخلص [illegible] شاگرد [illegible]

[illegible] — [illegible]

رو دینے سے میرے کیون وہ ہنسے وہ گل ہے | تاثیر آہ سرد مین ٹھنڈی ہوا کی سے ہے
اب مجھ پہ مہربان ہین شیدا بتان دہر | بندے کے حال پر یہ عنایت خدا کی ہے

شیدا تخلص میر بیکا شاگرد میر محمدی بیدار وطن اونکا کشمیر مولد و مسکن دہلی

لیکے دل اسے دلربا کیون قسم کھاتے ہو تم | ہم نظربازون کے ہاتھون کہان جاتے ہو تم
جاکہان مین باتون کے بہانے لیا بوسہ | دیوانہ ہون شیدا پہ بڑا کام کیا ہے

شیدا تخلص نواب معین الدین خان نبیرۂ نواب غازی الدین خان مخلص بہ نظام مقیم کالپی

اتنا نازک ہے مزاج اے بت قاتل تیرا | گر خفا ہیں نہیں دل کھول کے بسمل تیرا
شمع تک ٹھنڈی اوٹھی بزم سے اوسکو پہم | اوٹھے تو جلکے اوٹھے بیٹھے تو جلکے بیٹھے

شیدا تخلص منشی تفضل حسین خان باشندۂ کاکوری برادر خورد فدا حسین خان انکو کلکتہ مین دیکھا ہے

بدن پر برچھیان پڑ جائنگی پھولون کی چادر سے | اوٹھائے جلد کوئی پھول میرے گل کے بستر سے
ہوئی فصاد کی حاجت نہ مجھکو فصل وحشت میں | کیا خار مغیلان نے زیادہ کام نشتر سے

شیدا تخلص نواب محمد حسن خان ولد رمضان علی خان لکھنوی شاگرد آتش صاحب دیوان ہین

جاتے ہوا اک گھڑی کو جو گلگشت باغ کو | کرتی ہے درد آپ کی دو دو پہر کمر
ہنگام صبح وصل بت سیمبر ہوا | نسخہ یہ کیمیا کا لگا ہمکو مر کے ہاتھ

شیدا تخلص مرزا قمر الدین عرف مرزا کلو نبیرۂ حضرت شاہ عالم بادشاہ دہلی شاگرد ذوق

عدم سے آئی نہ یاران رفتگان کی خبر | خبر نہیں وہ کہان جا کے کاڑ ٹھہرا
کہتے تھے ہم اسے دل مت نام لے اوسکا | قسمت نے دکھایا گھر و خانہ خراب دیکھ
مارا گیا مگر شیدا کر اوس گلی مین | لاشہ پڑا ہوا ہے آج ایک نوجوان
ایک دوست سے سب تھی پہلو | نہیں معلوم کیا ہوا اوس کو

[illegible] ہین گئے اب شیفتہ
[illegible] نے وہ خواب نہین کئے
یہین سے کبھی [illegible] کی توقع سے کھلی
شب ہجران نے کیا قصۂ گیسوے دراز
[illegible] محبت مین ہوا کام اپنا
ذکر عشاق سے آتی ہے جو غیرت اونکو
تاب ہے کی کسکو شیفتہ وہ دین بھی اگر
تھی داغ غم رشک سے جل جاے تو اچھا
پروانہ بنا ہے جلانے کو وفادار
سب باتین اونھین کی ہین ہیچ بولیو قاصد
کیا حال تمھارا ہے مین بھی تو بتاؤ
تم لوگ بھی غضب ہو کہ دل پر یہ اختیار
شرماتے اسقدر رہے کیون آپ رات کو
کل شیفتہ سحر کو عجب حال خوش مین تھے
تھا فکر کا جو رنج جدائی تمام شب
بیدار رہ کر سوتے نہ باتین کہین مجھے
تھوڑا سا میرے حال پہ فرما کر التفات
خیر جو گذری سو گذری یہ بھی اچھا ہوا
ہین تو وعدہ [illegible] سخت لیکن کون ایسا سخت تھا
[illegible] وصل پر بگڑی تھی [illegible] بات کو
[illegible] کہتے ہین جو [illegible] بات کو
[illegible] ہین [illegible] مجھے [illegible] نے جو یہ کہا
[illegible] لطف سے ذکر اسے [illegible]

کچھ تو سبب ہے جو یار نے ایسا کیا
وعدہ بھی کیا وہ کہ وفا ہو نہین سکتا
صبح تک وعدۂ دیدار نے سونے نہ دیا
شیفتہ تو بھی دل زار نے سونے نہ دیا
پوچھتے ہین ملک الموت سے انجام اپنا
آپ عاشق ہے مگر وہ بت خود کام اپنا
کرتی کام بیان لذت دشنام اپنا
ارمان عدو کا بھی نکل جاے تو اچھا
محفل مین کوئی شمع بدل جاے تو اچھا
کچھ اپنی طرف سے تو تصرف نہین کرتا
بیوجہ کوئی شیفتہ اف اف نہین کرتا
شب موم کر لیا سحر آہن بنا دیا
مدت مین گھر ملے تھے مگر مین نیا نہ تھا
آنکھون مین نشہ اور لبون پر ترانہ تھا
نیند اونکو میرے ساتھ نہ آئی تمام شب
وعدے کی رات نیند نہ آئی تمام شب
کرتے رہے وہ اپنی برائی تمام شب
خط دیا تھا نامہ بر نے اونکو تھا دیکھ کر
اپنے دل کو دیکھیے میرا کلیجا دیکھکر
کچھ نہ بن آئی مگر جوش تمنا دیکھکر
اک آدمی کو چاہتے تھے ہم بھی اب سے دو
مرتے رہین گے آپ پہ جیتے ہین جب تلک
امید سے اونکو [illegible] ہین ہم جو رنا [illegible]

خواہش کا اصول اتنی نہ کرا سے شوق کہ وہ
کہ ہم سے خفا وہ ہین گے اونسے خفا ہم
نے طبع پریشان تھی نہ خاطر متفرق
کیا کرتے ہین کیا سنتے ہین کیا دیکھتے ہین ہا
ہے آرزوے شربتِ مرگ اب تو شیفتہ
آنکھون تیریون اشارۂ دشمن نہ دیکھتے
شکوہ کرون جاکا تو کہتے ہین کیا کرون
طوفانِ نوح لانے سے اے چشم فائدہ
یہ کیا کہا کہ کہتے ہو کیون آپ ہی آپ تم
گرمجوشی ہے مگر فرق حرارت مین نہین
عذر اک ہاتھ لگا ہے اونہین یان آنے مین
کیونکر او ملتا ہے عذار نج قفس
ممکن نہین بن ملے ... ہون
لیلی کہے سے بگڑ گئے ... تھے
کہتا ہون جو غیر سے نہ ... ملئے
ہمدم نہ سہی محبت ... او ... سکو
کرم ہے صحابت فلک کہ شادی مرگ ہو جاؤن
قلق سے نالۂ موزون نکل آئے تو کہتے ہین
اے معشوق ملاقات عدو مین جا کے
ہم بھی دکھانے غیر سے اخلاص کا مزا
ہو سکے مقبول تو کشتی ہی چھوڑ دو
افسردہ خاطری وہ بلا ہے کہ شیفتہ
ہم سے ... دشمن سے صاف ہو

ڈھونڈتے ہین پہلے جانکو جانا شب وصل
مدت سے اسیطرح بنی جاتی ہے ملا ہم
وہ دن بھی عجب تھے کہ ہم اور آپ تھے باہم
اوس شوخ کے جب کھولتے ہین بند قبا ہم
لگتی ہے زہر ہم کو شفا اور شفا کو ہم
ہوتے نہ اسقدر جو نگہبانون مین ہم
تم سے وفا کرون کہ عدو سے وفا کرون
دو اشک بھی بہت ہین اگر کچھ اثر کرین
اے ہمنشین مگر وہ مرے روبرو نہین
چھیڑ کس بات مین یعنہ کس اشارت مین نہین
کیون کہا مین نے کہ چلیے مرے غمخانے مین
مرگئے ہم تو کعبت مینا د ... مین *
بیگانۂ آشنا ... ہون
دیوانہ مین جبا نکر بنا ہون
کہتا ہے کہ کیا مین بیوفا ہون
اس بات پہ کیا اوسے نہ چاہون
ستم سے فائدہ جب کام نکلے مہربانی سے
تمہین کیا غم گزرتی ہے تمہاری خوش خلقی پر
جسکی آنکھون کی تصور مین مجھے خواب نہین
آفت تو یہ بڑی ہے کہ تم بدگمان نہین
ایسا نہ ہو پڑے کہین جھگڑا حساب مین
طاعت مین کچھ مزا ہے نہ لذت گناہ مین
تقصیر ہو کسی سے کسی کی معاف ہو

ہر چند کہ ہے آپ سے ملنے کی تمنا
پر آپ سے ملنے کی تمنا نہیں رکھتے

بند تو دیکھو تشنہ کام معشوق مجھکو جان کر
قتل کرتا ہے ستمگر خنجر بے آب سے

کسکی زلف خم بخم پھر لے گئی تاب و قرار
شیفتہ پھر کچھ نظر آتے ہو تم بیتاب سے

گر نہیں یہ کہ برتتا ہے وہ ظاہر داری
کیون نگاہ غلط انداز ادھر کرتا ہے

دیکھیے آہ ہماری بھی اثر کرتی ہے
سخن درد شنا ہے کہ اثر کرتا ہے

ایک دن شام ہماری بھی سحر کردے گا
وہی جو شام کو ہر روز سحر کرتا ہے

بدگمان آپ غلط محرم اسرار سے ہین
دل ہمین راز نہانی کی خبر کرتا ہے

ملنے کا میرے اور ترے چرچا کرینگے
گر دوست ہین اغیار تو رسوا نہ کرینگے

بے عذر وہ کر لیتے ہین وعدہ یہ سمجھکر
یہ اہل مروت ہین تقاضا نکرینگے

مر رہا ہون درد فرقت مین نہین دیتا کوئی
سچ اگر پوچھو تو سم بھی کم نہین اکسیر سے

وعدہ وعدہ کا آپ کی تکرار سے کھلا
مین تلے یون ہین کہا تھا کہ کبھی آتے کیا چکے

وہ شیفتہ کہ دھوم ہے حضرت کے زہد کی
مین کیا کہون کہ رات مجھے کسکے گھر ملے

گردن غیر پہ چلتے نہین دیکھا ہرگز
پیار رکھتے ہین مگر دشنہ و خنجر ہم سے

ایک حالت پر نہین رہتا کوئی
اب وفا ہو بیوفائی ہو چکی

پھر بلا سے کوئی بیٹھے شیفتہ
اوٹھ گئے جب آپ کوئے یار سے

میری خوشی کا اونکو نہایت خیال ہے
کچھ اندنون مین غیر سے شاید ملال ہے

تری خوبیان غیر کیا جانتا ہے
تو جیسا ہے بس جی مرا جانتا ہے

ہوا انس کیون دل کو اول نظر مین
کہ وہ مجھکو زود آشنا جانتا ہے

خجل ہون آپ مین بیوقت انکے آنے سے
تم اور کرتے ہو ہنس ہنس کے شرمسار مجھے

جفا کو ترک کرو تم وفا کو مین چھوڑون
کچھ استتار نہین ہو کچھ اشتہار مجھے

بڑے فساد اوٹھین شیفتہ خدا نکرے
کہ اونکے بزم مین ہو دخل اختیار مجھے

حرف صاد مہملہ

صابر تخلص میان قادر بخش خلف مرزا اکرم بخت بہادر ابن مرزا خورد بہادر نبیرہ

مرزا ظہور الدین حاتم ادا رشاہ بادشاہ دہلی شاگرد عبد الرحمن خان احسان و مولوی امام بخش صہبائی صاحب دیوان ہین تذکرۂ گلستان سخن انہیکے نام سے مشہور ہے لیکن حقیقت مین تذکرۂ مذکورہ مولوی امام بخش صہبائی مرحوم کا لکھا ہوا ہے

عصیان سے کے دولت آب ترِ خجلت سے بعد مرگ
اوٹھا مرے غبار کو دشوار ہو گیا

محفل مین مین تو اوس لب میگون کے سامنے
نام شراب لیکے گنہگار ہو گیا

اوسکی گلی مین آن کے کیا کیا اوٹھائی رنج
خاک شفا ملی تو مین بیمار ہو گیا

مثل زر تیری کدورت سے مری رنگت ہے زرد
حکم رکہتا ہے ترے دل کا غبار اکسیر کا

ظالمون کے واسطے کج طینتی بھی حسن ہے
خوبی ترکیب مین داخل ہے خم شمشیر کا

ہماری خاک مین آتی کہان رسائی ہے
نہ جانے دلمین ترے کسطرح غبار آیا

مرتا ہون قبر مین بھی ابھی خوف ہی کہ ہائے
پوشیدہ زیر خاک کہین آسمان نہ ہو

مجھسے ہی چاہتا ہے وہ ہر ہر ستم کی داد
سمجھا ہے اپنے ظلم کا اک قدردان مجھے

مرگ شب وصال کی خوبی ہے ورنہ یار
رکھتا نہ گھر مین تا سحر امیہان سمجھے

ہون مین بھی اپنے شیشۂ دل کی صفا سے تنگ
مشکل ہوا ہے راز کا رکھنا نہان مجھے

تیغ کھینچے ہوئے ابرو ہے مرے سر ہوکے
سبب فقط چشم ستمگر کا اشارہ باقی

صابر تخلص صابر شاہ دہلوی محمد شاہ کے عہد مین تھے

جو ہم نستر ہو ہم سے تو اوسکی کیا شکایت ہے
نظر بھر کے ہمین اک دیکھنا اوسکا کفایت ہے

صابر تخلص احمد مرزا خلف و شاگرد مرزا انس باشندۂ لکھنؤ صاحب دیوان ہین

نزع کا وقت ہے بیلو مین وہ آ بیٹھے ہین
بے خبر ہم ہین وہ کرتے ہین خبرداری دل

صاحب تخلص نواب ظفریاب خان خلف سمرو فراسیس باشندۂ دہلی شاگرد خیراتی خان دلسوز علم موسیقی اور مصوری مین اچھا دخل رکھتے تھے شروع جوانی مین رحلت کی

نظر آیا مجھے شب بام پہ پیارا اپنا
بارے اب تجھ سے ہے بلندی پہ ستارا اپنا

ہے زلف حلقہ زن رخ دلبر کے اس پار
یا اژدہا ہے فوج سکندر کے اس پار

صاحب تخلص صاحب علی خان باشندۂ الہ آباد

خار اور خس چہوڑا ہے اب نہین ویرانہ ملا | اور جنون کو ہے مرے چاک گریبان کی ہوس

صاحب تخلص شیر زمان خان دہلوی نبیرۂ حافظ عبد الرحمن خان احسان شاگرد عبد الرحمن خان احسان مرحوم مغفور

شرمندہ ہے ناکامی فرہاد سے اپنا | ہر گز کبھی تیشہ کا سر راہ پر نہین ہوتا
کس کس کو مین جاون کہ بار غم فراق | دل پر نہین جگر پہ نہین جان پر نہین
ذرا آنکھون مین رکھتا اسکو صاحب | کہین یہ طفل اشک ابتر نہووے

صاحب تخلص مولوی صاحب عالم خلف پیارے صاحب سجادہ نشین مارہرہ ضلع علیگڑہ

ضعف سے حال یہ پہونچا ہے اسیرو کا کہ | قوت نالہ نہین طاقت فریاد نہین

صاحب تخلص ایک شاعر قدیم صاحب دیوان کا ہے جسکا کچہ حال معلوم ہوا

زور کیفیت مے ہے کہ ابہی جہکتے ہین | جام پر شیشہ جہکا شیشہ پہ میخوار جہکا

صاحب تخلص مستر جوہانس نصرانی شاگرد میر وزیر علی صبا

دیکہنا توڑکے وحشت مین نکل جاؤنگا | مجہکو پہناتے ہو زنجیر پہ زنجیر عبث

صاحبقران تخلص سید امام علی ولد غلام حسین رضوی بلگرامی معاصر جرأت و انشا ہزل اور فحش سے اشعار انکے مملو ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

اوسکی مٹھنی کو پکڑا مین نہ ملا بیٹھ گیا | چیخی اس طرح وہ چیخ کر گلا بیٹھ گیا
نخل موم کیطرح تہا مین کہڑا گلشن مین | گرمی عشق سے پہولا نہ پہلا بیٹھ گیا
مجہکو شہوت ہوئی تم سے | تہی مقرر کسی چہنال کی خاک
جیون غضب ہے نہی کی ہے بے مثال آگہ | چہوٹے سے سن مین اسکی طبع پر چہنالی کہم

صادق تخلص مرزا صادق بیگ سہسوری

عشق دلبر مین کہون کیا دوستو کیا کیا گیا | دل گیا ایمان گیا راحت گئی ہنسنا گیا

صادق تخلص مرزا محمد امیر تیموری اولاد مین سے ہے

تیرے ہی سر کی قسم مین اپنے سر کو کاٹ دون | اگر کوئی روے نہ سے سر کی قسم ہمسر سے بتا

صادق تخلص میر محمد صادق خلف میر سید محمد باشندہ لکھنؤ مقیم مٹیابرج متعلق کلکتہ شاگرد مظفر علی اسیر شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

خدا نے مقدر کے نہ ستا آہ کوئی سا تم
ہمراہ کسی دوست کو مشکل میں نہ دیکھا

بلا دل کو جو گیسو میں سرگردان ہو گیو نکر
یہ وہ راہیں ہیں کہ جن میں خضر بھی اکثر بھٹکتے ہیں

اودھر بزم میں جام چلتے رہے
ادھر اشک آنکھوں سے ڈھلتے رہے

صادق تخلص پنڈت دیبی پرشاد متوطن بریلی

کیون نہ برسات میں ہو سبز دوپٹے کی بہار
رنگ بہتر نہیں دنیا میں کوئی دھانی سے

صادق تخلص درگا پرشاد خلف لالہ کنور بہادر وکیل عدالت فرخ آباد

چیتم کو کب کھلی ہے کیون یارب
آسمان کسکی راہ تکتا ہے

صادق تخلص محمد عزیز الدین برادر محمد سعید الدین سعید تخلص خلف مولوی اساس الدین متوطن بدایون باشندہ دہلی شاگرد مرزا نوشہ غالب پہلے عزیز تخلص کرتے تھے

رہی تا بعد مردن بھی علامت جذب کی باقی
بنا تا سنگ مقناطیس سے صادق کی مدفن کو

ہم وہم نہ سمجھے سہر کے نظر دیکھ تو لین
کاٹ کے تیز ترا خنجر خونخوار نہ ہو

لگ گئی دل اک نگہ میں اوسکی چشم نیم خواب
مست ہم سمجھے تھے اوسکو پر بہت ہشیار ہے

صادق تخلص منور بیگ متوطن شمس آباد باشندہ دہلی

اوڑا ہر کان عشق کو مانند گرد باد
یکجا قرار ہو تو کوئی جستجو کرے

صادق تخلص شیخ محمد صادق قریشی باشندہ دہلی شاگرد نظام الدین ممنون

نے جنگ سے کام ہے نہ کچھ صلح کا ہے ڈھنگ
ساماں نہ سوز کا ہمیں حاصل نہ ساز کا

صادق تخلص میر جعفر علی خان دہلوی مصنف بہارستان جعفری

یون پیتے ہیں عنبر شراب اور مثال نرگس
ہم سر ہیں دیکھتے ہی ہاتھ میں پیمانہ لیتے

شرم سے نام وہ نہیں لیتا
پھر ہمارا خطاب ہے کوئی

صادق تخلص صادق علی خان خلبان مرزا سلیمان شکوہ بہادر عزیز فوجدار خان خلبان شاہ عالم بادشاہ باشندہ دہلی مقیم لکھنؤ شاگرد انشاء اللہ خان

صادق اب اور سر دکار نہین اوس سے مگر — ایک بوسے کی رکھی ہے دلِ غمناک ہوس

جسنے دکھیا ہے تری جلوہ گری کا نقشہ — اوسکو بھاتا ہے کب اے یار پری کا نقشہ

تھی ایک تو کرنی سے اسی کی غضب تسبیر — سے ہے آفتِ جان کافر انگیا کی یہ سکڑائی

کچھ اوس سے رشا ہے مین کستا ہون کہ کستا ہے — دانتون مین دبا انگلی ہو واسے یہ ڈھٹائی

صادق تخلص صادق علی خان عظیم آبادی

دہ ہے عرق سے یار کے چاہِ ذقن مین آب — دیکھے تو خضر کے بھی بھر آئے دہن مین آب

کیا دخل ہم رہا سے پھرین اور جفا سے یار — سو مرتبہ زمانے مین گر انقلاب ہو

صادق تخلص صادق حسین خان ولد نثار علی خان خواہرزادۂ راجہ تاج الدین حسین خان کمبوہ باشندۂ لکھنؤ شاگرد رشک

آتش رنگ حنا ہے باعذابِ نار ہے — خاک کبکان دری کرتی ہے تیون زیر پا

صادق تخلص حکیم سید محمد صادق عرف صادق مرزا ولد حکیم سید محمد حسن خان نبیرۂ روشن علی خان بہادر معتمد الدولہ باشندۂ لکھنؤ مقیم کانپور شاگرد ہادی علی بیخود

نگہ بد سے جو اوس گل کی طرف تو دیکھے — پھوٹ جائین تری او نرگس شہلا آنکھین

کثرتِ آب ہم اشک سے مانند حباب — دیکھ لو رکھتی ہین آغوش مین دریا آنکھین

صادق تخلص صادق علی جان عرف میان سیتا بیگ لکھنوی شاگرد جرأت

رباعی

کس سے کہون آہ جا کے حالت دل کی — اٹھتی نہ بانی ہے رہنے طاقت دل کی

وہ جان جہان نہ آیا اور جان چلی — افسوس رہی دل ہی مین حسرت دل کی

صالح تخلص مرزا صالح الدین نواسۂ ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد مرزا یار محمد ثبت

مانا یہی ہے آپ نے سمجھے جو کچھ کہا — لیکن زبان خلق کی تدبیر کیا کرون

ہمکو قبول گی مین او تمھین بن ملاو تخمین — سو دل خدا جو دو بسے تو سودا بکا ہے

صانع تخلص نظام الدین احمد بلگرامی فارسی کا شعر بنایت شیرین و نمکین کہتے تھے شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین کلکتہ اور مرشد آباد مین آئے تھے دیوان فارسی انکا نظر سے گزرا

منھ کی اوس محبت پرور یا تھا جان مرد دل جانا ... نہ تھا معلوم یون ہو جاوے گا نا مہربان اپنا

صبا تخلص صبا شاہ مغلیہ آخر ایام مین فقیر ہو کر امام شاہی فقیرون کے سرگروہ ہوئے تھے اور خورجہ شکار پور مین اپنے مرشد کے مزار پر جاروب کی صفائی کر کے یاد خدا مین مشغول تھے

چھوڑ بیٹھا جو تعلق عالم ایجاد کا ... سرو چلا ہو گیا ہے کیا کبھی آزاد کا

صبا تخلص احمد حسین خان خلف محمد کاظم خان باشندہ حسین آباد ضلع مونگیر شاگرد مولوی اولاد علی کا ہش

سکندر کو مبارک آئینہ خاتم سلیمان کو ... خدا اس دل کو رکھے اور دل پر داغ ہجران کو

لب غنچہ دہن جسدم تکلم مین گل افشان ہو ... ہنسی بھولے چمن مین باغبان گل ہای خندان کو

کہان جدو وائے جو اوس نے تو غش آیا مجھکو ... بارے ین ہی نے کیا ایس تہ و بالا مجھکو

صبا تخلص لالہ کانجی مل متوطن فیروز آباد مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی جوانی مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

مجھے آتا ہے تجھ پر رحم اوس قاتل کے کوچے مین ... لیے جاتا ہے نامہ آج قواسے نامہ برکس کا

صبا ہم نے تو ہرگز کبھی دیکھا جذب الفت مین ... غلط یہ بات کہتی ہیکہ دل کو راہ ہے دل سے

صبا تخلص میر ضیا کے ایک شاگرد کا ہے اور حال معلوم نہ ہوا

تربت صبا کی دیکھی کل رات دو رسحر جو ... آئے نظر مجھے وہان شمع و چراغ کتنے

جاکر جو آج دن کو دیکھا کیا تفحص ... اک دل جلے ہے اوسمین حسرت کے داغ کتنے

صبا تخلص منہرا راجہ شنکر ناتھ بہادر پیشکار نظامت شاہی دہلی ولد راجہ رام ناتھ شاگرد سعادت یار خان رنگین

دل جب اوسکی نگہ مست کا مخمور ہوا ... سر ہر شخص کیفیت بادۂ انگور ہوا

ہونہین سکتے ترے بہانے کے ... زور ہو جب یاد مین نہ آنے کے

صبا تخلص میر وزیر علی ولد میر بندہ علی لکھنوی خواہر زادۂ میر اشرف علی نامی شاگرد آتش سنہ ۱۲۷۱ بارہ سو اکہتر ہجری مین گھوڑے سے گر کے انتقال کیا شعر عاشقانہ طرز پر اچھا کہتے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

دکھیون کیفیتِ اشراق ہم ستون کو حاصل ہو
بند و بست عالم ایک ہے چشم حقیقت مین
جگیا خال جبین کوکب بختِ خورشید
دکھلائینگے تجھے ہم داغ جگر کا عالم
اللہ رے اونکا غصہ اتنا نہین سمجھتے
آسمان نے مجھے محروم شہادت رکھا
جمشید اپنے وقت کا ہون مین فقیر مست
کوزہ مین گردشِ نگہ یار سے پیا
روتے روتے چشم نابینا ہوئی
کیا بنایا ہے بتون نے مجھ کو
اب تو صاحب کی ہوئی خاطر جمع
عروس گل پہ ستی کا گمان ہوتا ہے
ہوگیا مین قتل اونکا نام لیکر پیار سے
لیگیا چھین کے دل وہ بت پرفن کیسا
اوس پادشاہ حسن کا سایہ جو پڑ گیا
جورِ گلچین عشق گل خوفِ خزان ایذای خار
دل ہے فدائے رنج جگر ہے فدائے رنج
آدم سے باغ خلد چھٹا مجھسے کوے یار
کسی کے وعدے کا رو رو کے دھیان آیا
لکھا کچھ زہر اونکے خط سبز فام پر
مر رہے پڑے ہین ہجر کے مارے پلنگ پر
کروٹ بدل کے آپ جو سوتے ہین وصل مین
مسافر ہون مسراسیمہ ہون مضطر ہون پریشان ہون

ہوا کہ غم اپنے میخانے مین سینہ سے فلاطون کا
صبر فقر ہمپایہ بنا تخت فریدون کا
کس ترقی پہ ترا حسن خداداد آیا
منہ اسطرف کبھی تو اسے آفتاب ہوگا
کیونکر کوئی جیے گا جب یون عتاب ہوگا
تیغ قاتل کے لیے بخت سیہ ڈھال ہوا
جام جہان نما ہے پیالہ سفال کا
تن تیل ہوکے بیٹھگیا چشم غزال کا
یکنوان ٹوٹا تو اندھا ہوگیا
نام رکھا ہے مسلمان میرا
سن چکے حال پریشان میرا
فراق یار مین سنبل دھوان ہے مرگھٹ کا
مجھکو سیفی یار کا اسم جلالی ہوگیا
رہگئے دیکھکے منہ شیخ و برہمن کیسا
ہر سرو لنگ باغ مین تیمور ہوگیا
لاکھ آفت مین پھنسی ہے ایک جان حزین
پیدا کیا ہے مجھکو خدا نے برائے رنج
وہ ابتدائے رنج تھی یہ انتہائے رنج
اٹک اٹک کے نکلتی ہے انتظار مین روح
سرسبز ہونگے خضر علیہ السلام پر
تابوت کا گمان ہے ہمارے پلنگ پر
ہم تک سکے ہین گو مکتا رے پلنگ پر
یہ سب کچھ ہو دے مجھ خیال ستمگر جانان ہون

مجھے بھی اور اوسے بھی امتحان کا اک بہانا ہے   اوسے تیغ آزمائی ہے مجھے بل آزمانا ہے
پادشاہوں کے لب گور سے آتی ہے صدا   مور کو بھی نہ ستائے جو سلیمان ہو جائے
تجربہ دونون کی جانبازیوں کا کر دم قتل   امتحان غیر کا میرا اسیر میدان ہو جائے

صبا تخلص خواجہ عبدالرحیم خلف الرشید خواجہ سلیم اللہ والد و برادرزادہ خواجہ عظیم مرحوم رئیس اعظم ڈھاکہ ہر دو زبان مین شعر خوب کہتے ہین راقم کو دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرے کے لیے دیے تھے سنہ ۱۲۸۱ بارہ سو اکاسی ہجری مین انتقال کیا

جائیے آپ اوس گلی مین صبا   ہم یہین سے سلام کرتے ہین
طوفان نوح بحر دو جہان مین جو باندہ دو لب   دامان ابر سے مین گریبان کے تار کو
دزدیدہ ادن نگاہ ہون کے معشوق کا نقش ہے   سب کو گمان جو سرقہ کا میرے سخن مین ہے
جو کر دکھا خواب ہے اور جو سنا افسانہ ہے   اس سے یہ ثابت ہوا دنیا تو ہم خانہ ہے
دلان ہے عذر لغزش مستانہ آئے ہے   اور بیان لبریز اپنی عمر کا پیمانہ کب ہے
دیکھکر کثرت دلونکی تار زلف مین   آئنہ حیرت مین ہے اور کشمکش مین شانہ ہے
یہ تو ہو معشوق وہ عاشق نہ ہے نیرنگ عشق   ایک ہی آتش سے جلتی شمع اور پروانہ ہے

صبا تخلص کریم بخش باشندہ امیر شہر شاگرد امداد حسین طہور

عاشق کی بعد مرگ بھی مٹی خراب ہے   خاک مزار کا بھی تو ملتا نشان نہین

صبر تخلص سید محمد علی مرثیہ گو فیض آبادی

عمر بھر صنم مین رات دن کی بیقراری سے   نہ تھی فرصت مجھے وقت سحر تک آ ورنہ سے

صبر تخلص مرزا غلام حسین خان خلف حکیم ابو علی خان شاگرد حضرت اللہ خان عشق وطن ابتدا کشمیر مولد و مسکن دہلی

سے کدے ضد و حرم کا سب سے سر بستانہ رکھتے ہین   غرض ہم بھی عجب ہی مشرب رندانہ رکھتے ہین

صبر تخلص میر علی حسین شاگرد کیف

کھانے دل کو نہ دنیا مین جو کر ہو ہوشیار   کہ پائیدار نہین ہے اوس چمن کی بہار

صبر تخلص شیخ محمد رضا شاگرد عبدالرؤف شہود

کام آتی ہے بیٹھتے اور اٹھتے
ضعف مین آہ چوب دستی ہے

خیر ہے کس سے خفا ہو آج کیسا ہے مزاج
زلف کیون بکھری ہوئی ہے کیون بگڑی ہین ہو بولیے

خط اگر پھاڑا تو پھاڑا قتل کیون اوسکو کیا
جرم کیا قاصد کا تھا تجھسے ستمگر بولیے

صبر تخلص راجہ دہیا پرشاد قوم کایتھ مقیم شاہجہان آباد شاگرد منشی بسنت سنگھ نشاط وشاہ نصیر دہلوی حکیم مومن خان

ہمین گمان کہ وہ آے ہمارے قابو مین
اونھین یقین کہ مرے ہاتھ اک شکار آیا

دل لگانے کو بتاتا ہے تو مشکل ہے یہ سچ
ترے نزدیک چھڑانا مگر آسان ہوگا

زیست کم حسرت بہت کس کس کا شکوہ کیجیے
طالع خوابیدہ کا یا دیدۂ بیدار کا

بدنامیان ہین باعث نام آوری بیان
ہم جانتے تھے عشق مین کچھ عزو شان نہین

صبر تخلص راجہ دہیا پرشاد قوم کایتھ خلف خیراتی لال باشندۂ سکندرہ شاگرد حافظ مقیم سررشتۂ کمسریٹ سے متعلق تھے شعر بہت جلد کہتے ہین ایسے سنہ اٹھارہ سو ترپن عیسوی مین کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی صاحب دیوان ہین

تابناے تار سرکھاتا ہے سنبل پیچ وتاب
مشک چین کے مین مالی ہی یہ دو گیسوی دو

گرد کدورت کہین دل سے تری دور ہو
پیس کے مین سرمۂ جنون جو تجھے منظور ہو

گر بہار نکہت پیراہن یوسف نہ آے
کب نہال آرزو سے پیر کنعان سبز ہو

دل مرا فانوس شمع عارض جانا ہے
طائر فکر دتصور صورت پروانہ ہے

کسنا ہے اوسکی چھاتی پر یہ سینہ بند زرتار کے
دوبا چاندی کی ڈبیا پر کھنچی تحریر سونے کی

صبر تخلص میر اسد خلف میر مہدی باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان گذرے

میرے سر پر ہی شگفتہ مثل گل داغ جنون
کیا عجب گر ہو ہجوم بلبلان بالاے سر

صبیح تخلص میر وارث علی لکھنوی

سینہ کھول کر جو ہے مجھسے تڑپنے کی اونھین
پوچھتے ہین دل بیتاب تمھارا ٹھہرا

فرقت یار مین کب ایک تھے اپنے صبح
کسنے دکھایا ہے کہ رستا ہوا ادہر ٹھہرا

صحبت تخلص مرزا بخشش علیخان خلف نوروز علی خان بن امیر الدولہ حیدر بیگ خان

صغیر تخلص میان نجم الدین خلف شاہ نصیر دہلوی

گریہ اے پردہ نشین چھپکے کیا کرتے ہین — ہم در دری مین بھی ہم پاس وفا کرتے ہین
آہ صحبت ہوئی کیا شبنم و گل کے باہم — جتنا روتا ہون وہ اوتنا ہی ہنسا کرتے ہین
صغیر دیکھ تو دریا یہ بھی تکلیف ہے شرط — پیاس سے لب ساحل کے گھڑ گھڑ کرتے ہین

صغیر تخلص شیخ حیدر علی ولد شیخ دہومن لکھنوی شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

سیاہی تیلیون کی یہ بھی اک پردہ ہو ظاہر کا — پھرا کرتی ہے تیری سرمئی انکھونکا نگہ مین
مسیحائی لبی ہونٹون کو ملا یا سحر باتون نے — کرشمہ ہے بھوون مین اور ہے اعجاز نظر مین

صفا تخلص بیرن شاہ دہلوی خلف رتن شاہ مرحوم شاگرد ذوق

مین نے بوسہ طلب کیا تو کہا — یہ خرابی ہے منہ لگانے مین
جب رہیے خدا کے لیے ای حضرت ناصح — اسوقت خدا جانے مرا دھیان کہان ہے

صفا تخلص ایک شخص کا ہے جسکا حال معلوم نہوا

محتسب جھوٹ ہے مے کسنے بھری شیشے مین — رنگ ہے مرے آنسو کی تری شیشے مین

صفا تخلص لالہ منولال لکھنوی قوم کایتھ ولد رائے پورن چند اخبار نویس شاگرد مصحفی صاحب دیوان گذرے بعض صاحب تذکرہ نے انکو مصحفی کا شاگرد لکھا ہے

خوبصورت جو بہت عہد کو سمجھا ہو صفا — تو نے دیکھا نہین اوس شوخ ہی کا مکھڑا
ہیچ کو کب یہ سلیقہ تھا ستمگاری مین — کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری مین

اس شعر کو بعض صاحب تذکرہ نے حسرت کے نام مین لکھا ہے

مرے منہ مین تو اوسکے نام سے پانی بھر آتا ہے — مزا ایسا ہے کیا اوس بوسہ یا قند مکرر مین
مرے رونے سے دل دکھا تو کہو مائل بہ رحمت ہے — مرے حق مین مرا رونا تو یہ باران رحمت ہے

صفا تخلص حافظ محمد حسین باشندۂ میرٹھ شاگرد غلام مولا قلق

تو نکلے کیونکر چونک اوٹھا اگر اثر نہ تھا — وا اعلایہ میرا نالہ ہے شور اذان نہین

صفا تخلص مرزا سعید الدین دہلوی عرف مرزا ... برادر و شاگرد مرزا اعظم الدین جیا

گھر مین بیٹھے ہین اور اتنا نہین کہتے منہ سے — کون ٹکراے ہے دیوار سے سر دیکھو تو

صفت تخلص مغل جان نظام الملک آصف جاہ کے قرابت متوسلون مین سے تھے بعضے صاحب تذکرہ نے انکا صنعت تخلص لکھا ہے

سینے مین آہ دل مین طپش اشک چشم مین
شہرہ ہے عاشقی کا مرے جا بجا ہوا

صفدر تخلص میر صفدر علی باشندہ سونی پت

نجر سوختہ شمع سے جب گل نکلے
چاہیئے بیضۂ فولاد سے بلبل نکلے

صفدر تخلص میر فرزند حیدر خلف میر امیر حیدر فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

دنیا کے دن پھرین جو وہ یوسف سوار ہو
ہو جائے صاف ابلق ایام چار دست

وہان رنگ پان سے در دندان ہین لال لال
سیاہ ان خون لب سے سرخ ہین صفدر کی یادداشت

ہوتے شکر سے ہزارون گل و بلبل پامال
تیرا گلگون چمنستان مین جو لیتا ناخن

تنہ دیکھنے کی ایجان صحبت نہین اچھی
رہنے دو تم اپنی یہ عنایت نہین اچھی

دیوانے بنے سالکے پھر اوس پر سنگ زنی ہے
سچ کہتے ہین نا جنس کی صحبت نہین اچھی

صفدر تخلص صفدر بیگ خلف حیدر بیگ باشندۂ کرنال مقیم دہلی

بوسہ مانگا تو وہ کہنے لگے صفدر مہوس
اب تلک تو مری عادت سے خبردار نہین

آرام تھا گلی مین ترے نقش پا کی طرح
ظالم اوٹھا کے کیون مری مٹی خراب کی

اسطرح سمجھا مجھے ناصح کہ دل سمجھے مرا
پند کرنا اور ہے اور سر پھرانا اور ہے

صفدری تخلص میر صادق علی دہلوی کمین برادر و شاگرد میر نظام الدین ممنون جوانی مین ایک کافر لیٹیرے کے ہاتھ سے مارے گئے

نہین معلوم تھا یہ پا ہے نگارین کس کا
چھپا ہٹ ہے حنا کی سی گل قالین پر

نہین معلوم دل مین صفدری کی درد کیسا ہے
کہ ہر دم ہاتھ سینے پہ دھرے تابانہ رہتے ہین

صفدری قد کو کہین اوسکے کہا تھا گل سرو
سیدھی اوس شوخ نے کیا کیا نہ سنائی مجھکو

جیک کا سگر ترے ابرو پہ ہے داغ
یا قبضۂ شمشیر مین چقی یہ جڑی ہے

صفی تخلص محمد صفی الله باشندہ دہلی

الفت ہر اک دل سے ہے احوال سے آگاہ
گر نالۂ فلک رس نہین اپنا تو نہ ہووے

صفیر تخلص نور خان شاگرد میر حسین تسکین و غلام مولی قلق باشندہ میرٹھ

ترے چالوں سے فتنۂ عالم
اپنا خنجر ذرا بچا سے گا
سرگشتہ روز و شب نہ رہے کس طرح مدام
کچھ صبح ہجر صبح قیامت سے کم نہیں

روز رہتا ہے روز محشر کا
دھیان سودائی کو نہیں سر کا
اپنا ہی دھتا وہ ہے یہ آسمان نہیں
کم شور کے فغان سے صدائے اذان نہیں

صفیر تخلص میان خان باشندۂ دہلی شاگرد مومن

لب شیرین کے جو بوسے سے تھا لب بند
نہ تم سے ترک جفا اور نہ ہم سے ترک وفا
کہتے ہو جان جاسے تری او تمھین مہربان
ہوا جو سنو تو بھر خوب یاد کر لیجے

مجھے ہرگز بھی ترا راز نہ پنہان ہوتا
نہ اختیار تمہارا نہ اختیار اپنا
سبب ہے خدا نخواستہ یہ تمنے کیا کیا
کہ رہ نہ جائے کوئی جور امتحان کے لیے

صفیر تخلص شیخ امداد حسین خلف شیخ واحد بخش فرخ آبادی شاگرد امداد علی بحر

دشمن کو بھی نصیب نہ ہون یہ برا لچھن
ہاتھوں سے اوسکے رنگ اوڑا یا غضب کیا

رسوا ہوئے ذلیل ہوے دل لگا کے ہم
قائل ہین سحر سازی دزد حنا کے ہم

صفیر تخلص سید فرزند احمد خلف سید احمد احمد تخلص داروغہ ابکاری ضلع مونگیر باشندہ بلگرام مقیم ضلع شاہ آباد اردو مین محمد مہدی خبر بلگرامی و امان علی سحر سے اور فارسی مین مرزا اسد اللہ خان غالب سے اور مرثیہ مین مرزا دبیر سے اصلاح لیتے تھے صاحب دیوان وارد و قصۂ بوستان خیال و مثنوی اعجاز کلیم مین شعرا چھا کہتے ہین راقم کے احباب مین ہین راقم نے اس تذکرہ کے لیے اونسے کچھ اشعار طلب کیے تھے اوسکے جواب مین اونھون نے نامۂ منظوم و اشعار مندرجہ ذیل بھیجے تھے

بس اے سرشک جوش ترا ہی نہ ناگوار
اک شور ہے جہان میں تیرے چلنا ڈکا
عالم کو تو نے عالم آب ایسا کر دیا
ہر چند تیرا جوش ہے حد ہو نے ہجر کے

ایک ایک قطرے سے ترے پیدا ہو تموج
نکلا لبالب ہے ترا پانی ایک بار
موقوف رہ گیا ہے زمانے کا کاروبار
مجھپر بھی رحم کر کہ ہوئی آنکھہ اشکبار

چھپرہ کے واسطے جو ہوا دل مرا نڈھال
اتنا بھی چاہتا تھا اور اشک مہرباں
تو جانتا ہے مجکو ہے چھپرہ کا اشتیاق
کیہ سب طرح ہے شوق مجھے اونکی دید کا
مانند موج آب ہے اب دل کو پیچ و تاب
اک موج بیچ چھپرہ کی جانب بعید تاب
جس وقت سیر آب کو آئے وہ نامجو
اے بحرِ فیض ابر کرم منبع وفا
دانندۂ رموز سخن واقف عروض
بعد از نیاز و عرض سلام اپنا اشتیاق
ہر دم تڑپ رہا ہے دلِ اشتیاق مند
ہفتہ ہوا کہ آرہ سے اک نامہ نظم مین
پٹنہ مین اتفاق سے بھیجا ہون آج کل
مسکن مرا ہے آرہ یہ امید ہے مجھے
محروم مین نہ نامہ و پیغام سے رہون
محظوظ دل کیا کرین اپنے کلام سے
اس نامہ کا جواب جو آئے تو آرہ مین
پہونچیگا میرے پاس بہر حال ہے مگر یہ
اپنا کلام تحفہ مین کیا بھیجون آپ کو
لیکن نہین پسند کہ خالی ہی جائے خط
نامہ دعا پہ کرتا ہون ختم اور یہ دعا

آنکھون کو میرے حال پہ جوش آیا ایکبار
جس سے زیادہ طول ہو فرقت کا کاروبار
عبد الغفور خان نے کیا ہے وہان قرار
ہوتا نہ جوشِ آب تو بیڑا نہ ہوتا پار
تو ہے مری مدد کو پہونچ اے وفا شعار
جا کر وہ زیرِ قصر علی کرے قرار
میری زبان سے بولے لبِ موج ایکبار
اے کانِ علم و حلم و سخن فہم روزگار
کشافِ سرِ شعر دقیق و نکو شعار
کیہ نکر کرون بیان کہ نہین اسکا انحصار
لیکن وفور آب نے روکا سجال زار
بھیجا ہے ڈاک پر جو بڑھا دل کا اضطرار
دو چار روز ا[illegible] مگر ہے یہان قرار
جب تک ہون آنکھین دید کے قابل بعد بہار
بھیجا کرین حضور بھی خط مجھکو بار بار
مضمون نغز دل کو مرے لطف دے ہزار
حاصل کو بھی ملے تو نہین کچھ برا یہ کار
[illegible] اصل یہ اقصبہ آرہ مین ہے قرار
[illegible] کو سالنچہ اک سو تیا کا [illegible]
جانی سبب اک غزل بھی کہ وہان پائے اعتبار
جب تک نہ سمجھین ور و زبان یہان جو یار

یا رب مقیم پٹنہ ہون عبد الغفور خان
صحبت مین اونکی ہو بسفیر وفا شعار

اشعار

تاثیر محبت کا اوس وقت مزا ہوتا
جو دیکھیگا سنگ یار پیار کھاتے گا
مزرع فکر نہ پامال ہو کیونکر اے شوخ
بے سبب میری غزل مین یہ ٹہلنا کیا تھا
پاس اوسکی نزاکت نے کیا خوب ہمارا
قتیل تیغ الفت کی پریشانی نہین جاتی
بس کرو کثرت زفشان سے چھپاؤ نہ اسے
سب دیکھتے ہین اور کہین جاتے نہین ہم
تجھسے بھی نکلے شب ہجر مین کچھ کام نہ نکلا
یہ ذائقہ پاؤگے نہ اغیار کے منہ مین
کیا کیا لب شیرین پہ ٹپکتی ہے مری رال
کھلتا نہین کہ کھلتے ہین کیا اوس پہ نصیب
جرم نظارہ پہ دربان ہمین رسوا کرین
ہم بغل غیر سے تو وہ گل شاداب نہین
دے وہ اک بوسہ خوشی سے اپنی
اے مسیحا بات وہ پری شیشے مین اوترا ہوتی کیا
مین کہ پڑھتا ہون [illegible] ہون مین دیتا ہون [illegible]
یون ہین کسطرح بھلا حال سناؤن اونکو
شکر تیرے ہونٹون کا جو سمجھین طوطیان [illegible]
بس [illegible] چکے ہین دلبرون کو
مژگان کے تلے ہین لخت دل گرم
منہ مین اوسکے وصل مین دیکر زبان

وہ آپ منا لیتے مین جب کہ خفا ہوتا
ہما بچا تو مرے استخوان بہت اچھا
تری رفتار کا مضمون ہے چلتا پھرتا
خواب مین غیر کے پہلو مین تو سونا کیا تھا
سیتا نہین اوس شوخ سے مکتوب ہمارا
[illegible] لا خطون مین ہے تن بے سر لیے پھرتا
اک یہی خال تو اے جان ہے جانی دشمن
ہین مردم دیدہ کیطرح خانہ نشین ہم
اے موت مگر مرنے کے قابل ہی نہین ہم
دیکھو تو زبان دے سکے تلوار کے منہ مین
جی چاہتا ہے دے دون زبان یار کے منہ مین
جو عاشق دہن ہوا کچھ بولتا نہین
مہر ہے وہ آپ دیکھین روزن دیوار سے ہمین
آج آنکھون مین ہماری اثر خواب نہین
اچھا تم میری خوشی جانیے [illegible]
جاتا ہے بند محرم کی کشش سے تسخیر [illegible]
کیا کام مرے حال پریشان سے کسیکو
دل لیتا ہے وہ محفل مین ادھر دیکھین تو
اشارہ تیری آنکھون کا اگر [illegible] برق تباہ
اب دل پہ نگاہ ہے ہماری
آتش پہ نگاہ ہے ہماری
ان بتون کو ہے [illegible] کیا

ضبط آہ و نالہ مدت سے کیا کرتے تھے لیک — اب وہ راز دل ہمارا آشکارا ہو گیا
پاس اپنے کیا دھرا تھا ای فلک جز نقد دل — وہ بھی اے ظالم نیاز ناز خوبان ہو گیا

ضیغم تخلص جناب حافظ اکرام احمد خلف حافظ قطب الدین مرحوم باشندۂ رامپور۔ داماد و شاگرد شاہ رؤف احمد رافت سرہندی پیرزادے ہین پہلے حشمت تخلص کرتے تھے۔ عروض و قوافی و صنائع و بدائع شعری مین فی زمانا قابل شغل ہین + جمیع اصناف سخن پر قادر ہین + شعر پر مضمون اور عاشقانہ فرماتے ہین + ہزل اور ریختی اور مرثیہ مین مہمان تخلص کرتے ہین + بہت سے ملکون کی سیر کی ہے + بہت سی زبانون سے واقف ہین + طب یونانی اور ہندی و ڈاکٹری اور بیشتر فنون و ہنر مین کامل ہین + چودہ پندرہ برس تک کلکتہ مین تھے سات آٹھ برس سے ڈھاکہ مین تشریف فرماتے تھے کہا گر مشہور ہین ۱۲۸۶ بارہ سو چھیاسی مین انتقال کیا

ہون شاہ کشور سخن دلپذیر کا — کرسی عرش پایہ ہے اپنی سریر کا
دیتا ہے قلب کاخ کو ترجیح کاخ پر — سمجھا جو مدعا ہے نقوش حصیر کا
یہ ذکر سلسلے مین ہمارے مدام ہے — اوس زلف سے خیال بندھا ہے اسیر کا
کھینچا ہے دل کو زلف سی مچھلی نے کان کی — ماہی کو سحر یاد ہے کیا مارگیر کا
ہو جن بتان مین منعکس جلوہ خدائی کا — نمایان کفر سے ہے استفادہ رہنمائی کا
قفس مین بند ہو کر طوطی جان شاد ہی ایسی — کسی کو قید ہونے کا ہے غم ایسی رہائی کا
مرغ جان کیون قفس تن سے نہ پرواز کرے — ہر پر تیر ستمگار ہے شہپر اپنا
کسی عنوان نہین جاتا جو خیال خط غیر — ہوش اوڑا دیتا ہے ہر ایک کبوتر اپنا
رؤف کا وصل ہوی سے مجھے دیتا ہی ضرور — شب مہتاب ہے اور آیا ہے دلبر اپنا
اپنے سینے مین وہی عشق نہان ہے کہ جو تھا — کعبۂ دل مین وہی ذکر بتان ہے کہ جو تھا
تیر انداز وہی آفت جان ہے کہ جو تھا — کشتۂ ناز و ادا پیر و جوان ہے کہ جو تھا
آپ تشریف جو یہان لائے ای بندہ نواز — دیدہ و دل وہی صاحب کا مکان ہے کہ جو تھا
آہ و نالہ ہے وہی اور وہی رونا ضیغم — بے اثر نالہ و افغان مین کہان ہے کہ جو تھا

ہو گیا افشا سے راز عشق آہ سرد سے
آنا جانا بند کب جسے ہوا جاسوس کا

جو گیا ہو ہو کبوتر بلبل اوس گل کا بشا
دل نہ کیون ہو آشیانہ طائر افسوس کا

اوسکے جوڑے مین رہا کرتا ہے جوڑا سانپ کا
اور بیان ہر پیچ مین ہی کے توڑا سانپ کا

زلف جانانکا دم تحریر لازم ہے خیال
تا سمند طبع کے خاطر ہو کوڑا سانپ کا

نظم کو جادو بنایا یاد نرگس نے تمام
تکمر سنبل نے ذرا مضمون نہ چھوڑا سانپ کا

زلفین آئینہ مین سدا ہو جاتے ہین پیچ برو بر
سانپ کے ہے واسطے موضوع گھوڑا سانپ کا

شانۂ مشاطہ نے سلجھا کے کب گوندھی ہی جعد
توڑکر ڈالے نے ہر اک جوڑ جوڑا سانپ کا

مدتون دل مین رہا جو مار کاکل کا خیال
رفتہ رفتہ ہو گیا آخر وہ پھوڑا سانپ کا

تیری آنکھون مین نہین ہے سرمۂ دنبالہ دار
سر نکالے ہے پٹاری سے یہ جوڑا سانپ کا

دھکدھکی کے ڈر مین اولجھے دونون گیسو
ایک من پر لڑ رہا ہے آج جوڑا سانپ کا

مانگ پر اونکی بندھی تعویذ سونے کے نہین
فیر گردون کی سواری مین ہے گھوڑا سانپ کا

عشق گیسو مین سبق گر ہے تو یا حی کا ہے
آج کل منتر کیا ہے یاد تھوڑا سانپ کا

دھیان رہتا ہے جو ابروے بت بے پیر کا
اوسطے کہتے ہین جسکو میان ہے شمشیر کا

جذبۂ الفت نے کھینچا دل بت بے پیر کا
آج قائل ہون مین مقناطیس کی تاثیر کا

رخ مین ہے گرمی غضب ۔ ہے قہر اوسکی ہر ادا
دیکھیے گر نقشہ تو ہو وے رنگ فق تصویر کا

جھوٹ مین کہتا نہین ہر بات مین اعجاز ہے
دل نہ کیونکر چھین لے وہ عاشق دلگیر کا

حسن ہے جلوہ نما زلف چلیپا ہے بلا
ابروون مین اوسکے عالم صاف ہے شمشیر کا

خط ابھی نکلا نہین رخ کا عجب نظارہ ہے
دم ہے آنکھون پر نکلنا لعبت کشمیر کا

ہجر مین تیرے صنم ہر دم ہون پیتا اپنا خون
کٹ گیا ہر ایک بازو طائر تدبیر کا

تا بلب آیا ہے دم جینا ہے اب مجھہ پر زبون
غم سے قائل ہون رہا گر لطف ہو شمشیر کا

رہتا ہے درد و الم احوال دل کس سے کہون
خلق در بان بھی نہین رکھتا بت بے پیر کا

جب سے تو آتا نہین غم مونس و دمساز ہے
حال ہے ابتر بہت اپنے دل دلگیر کا

آٹھ شعر مرقومہ بالا صنعت توشیح مین ہین کہ دو دو مصرع ثانی کو سلسلے کے ساتھہ

ملانے سے ایک ایک مطلع نکلتا ہی یعنی

دیکھے گر نقشہ تو ہو وے رنگ فق تصویر کا — دل نہ کیونکر چھین لے وہ عاشق دلگیر کا
ابروون مین اوسکے عالم صاف ہی شمشیر کا — دم ہے آنکھون پر نکلتا لعبت کشمیر کا
کٹ گیا ہر ایک بازو طائر تدبیر کا — غم سے قاتل ہون رہا گر لطف ہو شمشیر کا
غلق در بان بھی نہین رکھتا بت بے پیر کا — حال ہے ابتر بہت اپنے دلِ دلگیر کا

دوسری صنعت یہ ہے کہ اول مصرعون سے دو شعر مرقومۂ ذیل دو بحرین یعنی بحر رمل مثمن مقصور و محذوف اور بحر منسرح مثمن مطوی موقوف یا مکفوف مین نکلتے ہین

رخ مین ہے گرمی غضب جھوٹ مین کہتا نہین — حسن ہے جلوہ نما خط ابھی نکلا نہین
ہجر مین تیرے صنم تا بلب آیا ہے دم — رہتا ہے دردو الم جب سے تو آتا نہین

اور دو شعر مرقومۂ ذیل بحر رجز مثمن سالم مین بھی نکلتے ہین یعنی

ہی قہر اوسکی ہر ادا ہر بات مین اعجاز ہے — زلف چلیپا ہے بلا رخ کا عجب انداز ہے
ہر دم ہون پیتا اپنا خون جیتا ہی اب مجھ پر زبون — احوال دل کس سے کہون غم مونس و دمساز ہے

اور پانچ شعر مرقومۂ ذیل بھی بحر رمل مثمن مقصور و محذوف مین نکلتے ہین یعنی

رخ مین ہے گرمی غضب ہر بات مین اعجاز ہے — حسن ہے جلوہ نما رخ کا عجب انداز ہے
ہجر مین تیرے صنم جیتا ہے اب مجھ پر زبون — رہتا ہے دردو الم غم مونس و دمساز ہے
جھوٹ مین کہتا نہین ہے قہر اوسکی ہر ادا — خط ابھی نکلا نہین زلفِ چلیپا ہے بلا
ہجر مین تیرے صنم ہر دم ہون پیتا اپنا خون — تا بلب آیا ہے دم جیتا ہے اب مجھ پر زبون
جب سے تو آتا نہین غم مونس و دمساز ہے — رہتا ہے دردو الم احوال دل کس سے کہون

اشعار مرقومۂ بالا کو قلب کرنے سے اور بھی کئی شعر نکلتے ہین انکا سمجھنا طبیعت پر چھوڑا جائیگا

جلوہ ہر صحبت کا ہو جاتا ہے اے منعم اثر — آج کل رتبہ بڑا ابرص سے ہے اکسیر کا
رونقِ بزم طرب ہے آج شمع روی دوست — آتی ہے گھاس نخل آرزو سے بوی دوست
سرد آہین بھرنے بھرتے مین یہان ٹھنڈا ہوا — گرمی دشمن سے وان خالی نہین پہلوی دوست
چشم ہی ناصح کی اب پتلی سکندر کی بنی — مین نے کیونکر وس دشمن عاشقون کو دکھایا روی دوست

لوٹتا ہے کون ان روزون بہار رخ دوست
خندہ زن اوس دست مین شانہ یہ بیضا ہے
شب کو اونکے بام پر ہمنے لگائی جو کمند
آتی جاتی دمبدم مثل نفس ہے مرگ و زیست
دنبالہ دار سرمہ نہین چشم یار مین
زنجیر کی سنکر ترے محبوس کی جھنکار
ہین چوڑیان اوس ساعد نازک مین تعجب
کھوئی تمھاری ساق نے توقیر پاے شمع
ہر شب کی عمر گھٹتی ہے دنیا مین دمبدم
تعریف ساق یار مرے دل سے پوچھیے
آنکھون مین کیا پتنگ کی چربی ہی چھا گئی
گالیان غیر دنکو اے غیرت شیرین نہ سنا
جیسا گدر آئی ہوئی چھوتے ہی آفت آئی
مہر و مہ خدمت عالی مین سدا رہتے ہین
حور کے غم سے غلمان کے صدمے ضیغم
یار کی باتون مین کچھ آجاتی ہے بو جود کا
آئی سحر نشان شب اصلا کہین نہین
عریانی آئی جب سے یہ جھگڑا ہے مٹ گیا
جان تیرے غم مین ہی دی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
غیرون سے ڈرتا ہے کیا کوچے مین انکو تو جا
رو دیگا ہے تو گر تیشے سے پھوڑینگے سر
شکوہ ہے لب پر تیرے روز و شب او بے درد دل
وہان ہے تو خوش میری جان غم میرے لب پر ہے بیان

کسکے ناخن ہین کلید قفل عقد موے دوست
غیرت ثعبان موسی کیون نہو گیسوی دوست
گر پڑے چڑھ چڑھ کے مثل شانہ گیسوی دوست
کھیل مین معروف ہین جب سے لب و ابروی دوست
نکلے ہے مین مستی مین ضیغم ہرن کی شاخ
مجنون نے کہا ہے عجب افسوس کی جھنکار
کیون جان نہ لے عاشق مایوس کی جھنکار
اس غم سے موج اشک ہے زنجیر پاے شمع
یہ ہے زبان حال سے تقریر پاے شمع
پروانے کچھ سمجھتے ہین توقیر پاے شمع
لیتا ہے بوسے شمع کی گلگیر پاے شمع
تلخ ہو جاے نہ شیرا کہین دشنام سے کام
ہو گیا سخت خراب اس طمع خام سے کام
صبح سے ایک کیا کرتا ہے اک شام سے کام
بعد مردن بھی رہا ہمکو نہ آرام سے کام
کیا عجب ہے گر پلٹ کر کان ہو نیچے ناک مین
پر آپ کی گئی نہین اب تک نہین نہین
کل جیب تھی کلی نہ تھی آج آستین نہین
شوخی یہ ہم نے بھی کی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
کہتا ہے مجھسے یہ جی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
ٹھانی ہے دل مین ہی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
ہونٹھون کو اپنے تو سی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
کہدے یہ اوس سے کوئی اب تو جو کچھ ہو سو ہو

ساقی ہے مینا ہے اور گل کی بھی آئی ہے فصل	بادہ بھی تھوڑا سا باقی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
غیروں سے ملتا ہے تو کوئی بت ای میری جان	لا ئینگے ضد سے تیری اب تو جو کچھ ہو سو ہو
جیسے یہ جامہ ہے شق ویسے ہی دل ہو گیا	چیرینگے سینے کو بھی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
ملنے میں خوبونکے ضیغم کوئی سمجھا ہے جی	سر پہ یہ جو کھون ہے لی اب تو جو کچھ ہو سو ہو

غزل مرقومہ بالا بہت سے بحور و اوزان مختلفہ مین موزون ہے اور پڑھی جاتی ہے اور یہ بہت بڑی اور مشکل صنعت ہے کہ آج تک کسی شاعر عرب و عجم کا کوئی شعر جو چھ سات بحر سے زاید بحرون مین موزون ہو نظر آیا نہین اسلیے غزل مذکور سے ایک ایک مصرع کو چند بحور جداگانہ مین تقطیع کر کے لکھا جاتا ہے

بحر مدید مثمن سالم ارکان فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن
تقطیع جان تری تم فاعلاتن مین سے دی فاعلن اب تو جو کچھ فاعلاتن ہو سو ہو فاعلن

بحر مدید مثمن مخبون ارکان فاعلاتن فَعِلن فاعلاتن فَعِلن
تقطیع شوخی یہ ہم فاعلاتن نے بھی کی فَعِلن اب تو جو کچھ فاعلاتن ہو سو ہو فَعِلن

بحر بسیط مثمن سالم ارکان مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن
تقطیع غیرون سے گر مستفعلن آ ہے کیا فاعلن کوچے مین اوس مستفعلن کی تو جا فاعلن

بحر بسیط مثمن مخبون ارکان مستفعلن فَعِلن مستفعلن فَعِلن
تقطیع کہتا ہے مجھ مستفعلن سے یہ جی فَعِلن اب تو جو کچھ مستفعلن ہو سو ہو فَعِلن

بحر بسیط مثمن مطوی ارکان مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن
تقطیع رو ٹھے گا ہم مفتعلن سے وہ گر فاعلن تیشے سے ہم مفتعلن توڑینگے سر فاعلن

بحر کامل مسدس مضمر مقطوع مرفل یا مذال ارکان مستفعلن فعلاتن متفا علاتن تقطیع
شکوہ ہے لب مستفعلن یہ ترے رو فعلاتن زو شب اے مرے دل متفا علاتن
بحر مضارع مثمن اخرب ارکان مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن تقطیع ہونٹھوں کو مفعول
اپنے تو سہی فاعلاتن اب تو جو مفعول کچھ ہو سو ہو فاعلاتن
بحر رجز مثمن مقطوع مخبون ارکان مستفعلن فعولن مستفعلن فعولن تقطیع وہان ہے
تو خوش مستفعلن مری جان فعولن دم میرے لب مستفعلن یہ ہے بیان فعولن
بحر رمل مثمن مخبون مقطوع ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن تقطیع کہدے یہ اوس
فاعلاتن سے کوئی اب فعلاتن تو جو کچھ ہو فعلاتن سو ہو فعلن
بحر منسرح مثمن مطوی موقوف یا مکشوف ارکان مفتعلن فاعلن یا فاعلات مفتعلن
فاعلن یا فاعلات تقطیع ساقی سے ہے مے مفتعلن نا ہے اور فاعلات گل کی بہی
مفتعلن ئی ہے فصل فاعلات
بحر متقارب اثرم ابتر شانزدہ رکنی ارکان فعلن فعلن فعلن فعلن فع فعلن فعلن فعلن
فع تقطیع بادہ فعلن بہی تھو فعلن ڑا سا فعلن پی فع اب تو فعلن جو کچھ فعلن ہو سو
فعلن ہو فع
بحر مشاکل مثمن مجبوب ارکان فاعلاتن مفاعیلن فاعلاتن فعل تقطیع غیروں سے
مل فاعلاتن تا ہے تو کو مفاعیلن ئی بت اوس فاعلاتن ری جان فعل
بحر مقتضب مطوی مکشوف ارکان فاعلن مفتعلن فاعلن مفتعلن تقطیع لا ئینگے فاعلن
ضد سے ترے مفتعلن اب تو جو فاعلن کچھ ہو سو ہو مفتعلن
بحر وافر مثمن اعصب معصوب ارکان مفتعلن مفعولن مفتعلن مفعولن تقطیع جیسے یہ جا
مفتعلن مہ ہے شوق مفعولن ویسے ہے دل مفتعلن ہے میرا مفعولن
بحر مجتث مثمن مقطوع ارکان مفعولن فاعلاتن مفعولن فاعلاتن تقطیع چیرینگے مفعولن سینے
کو بہی فاعلاتن اب تو جو مفعولن کچھ ہو سو ہو فاعلاتن
بحر منسرح مثمن مطوی مخبون مکشوف ارکان مفتعلن فعولن مفتعلن فعولن

تقطیع ملنے مین غم مفتعلن ہونکے جنی فعولن غم کو کئی بج مفتعلن تا ہے جی فعولن
بحر مقتضب مثمن مکشوف ارکان مفعولن مستفعلن مفعولن مستفعلن تقطیع سر پہ
مفعولن جو کہون سنے لی مستفعلن اب تو جو مفعولن کچہ ہو سو رہو مستفعلن
بحر خفیف مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فعولن فاعلاتن فعولن تقطیع جان
ترے غم فاعلاتن مین سے دی فعولن ابتو جو کچہ فاعلاتن ہو سو ہو فعولن
بحر عمیق مثمن سالم یا مسبغ ارکان فاعلن فاعلاتن فاعلن فاعلاتن یا فاعلیان
تقطیع جان ترے فاعلن غم مین ہے دی فاعلاتن ابتو جو فاعلن کچہ ہو سو ہو فاعلان
اس غزل کے شعر سواے بحور مذکورہ بالا کے اور اور بحر مین بھی موزون ہوتے
ہین عروض دانون پر چھپا نرہے گا

ہمنے کب ہو پہنچا کے ہاتہ اوس لٹ کی لٹ چھوڑ دی	ہان جو دیکھی آگ ہے کالی ناگنی جھٹ چھوڑ دی
تو جو مژگان کو جھپک لیتا ہے عیاری سے	چیرتا دل کو ہے اسے جان کوی آرے سے
اسقدر بوسے لیئے ہم نے ہجوم شوق مین	کھنچتے کھنچتے یار کی تصویر آدھی رہ گئی
ہو ندخاک ہوکے بھی جنبش بدن مین ہے	کیا رشتۂ حیات ہماری کفن مین ہے
بہتے جوانی گھٹا جھوم پڑی اور بھی	بھیگ کے اونکی مسین ہونگی کوی اور بھی
ساقی شفق کو دیکھ کے کہتا ہے ناز سے	صہباے سرخ شیشۂ چرخ کہن مین ہے
سیاہا ہٹئے تو گرمی داغ جگر دکھاؤن	اسے مہربان ابھی تو یہ سورج گہن مین ہے

صیغم تخلص نواب حیدر حسین خان عرف اچھے صاحب خلف نواب امداد حسین خان

اوس حج ان کی کبھی الفت کو نہ مین چھوڑونگا	مجھ پہ کرتا ہے ستم ای فلک پیر عبث

صیغم تخلص مولوی محمد غضنفر مرحوم شاگرد محمد رضا برق

جب سے پیش نظر وہ صورت ہے	آئینہ کو کمال حیرت ہے
عکس کے رخ پہ پڑی ہے اوسکی [illegible]	جو سفید آئینہ کی رنگت ہے

حرف طاء مہملہ

طالب تخلص طالب حسین بن محمد عسکری نالان شاگرد انشا وطن انکا کشمیر مولد دہلی

دشت مین آہ شرر بار جو طالب نے بھری	ایک شعلہ گیا خاشاک بیابان سے لپٹ
مجھ سے جب آنکھ وہ ملاتا ہے	دل ہی سینے مین لوٹ جاتا ہے
مژدہ اے قیس میری وادی مین	ناقہ لیلے کا آج آتا ہے

طالب تخلص میر طالب علی خلف سید الشعرا میر غالب علیخان سید تخلص

مضطرب ہو کے جب مین شب اوٹھ ای ماہر و نہ آیا	گھر سے تری گلی مین تا بام تو نہ آیا

طالب تخلص عاشور بیگ خلف دولت بیگ خان شاگرد میر تقی و ثنار اللہ خان فراق وطن انکا توران مولد ہندوستان

رقص بسمل سے ہے تمنائے دل	تو بھی آ دیکھ تماشائے دل

طالب تخلص امام الدین دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد نصیر دہلوی مرید شاہ مولانا عبد العزیز قدس سرہ انکا دیوان تقویت الشعرا نظر سے گذرا

نہ کہا تھا تجھے اے دل نہ لگانا دل کو	اپنی چھاتی پہ نہ رکھ لینا کبھی اس سل کو

طالب تخلص طالب علی خان نقشہ نویس عدالت فرخ آباد ولد دلاور علی خان باشندہ آنولہ ضلع بانس بریلی صاحب دیوان ہین

بوسہ لیا جو رخ کا وہ طالب خفا ہوئے	مصحف کو چوم کر مین گنہگار ہو گیا
سبب سے اوسکے نہ ہوا وصل مین بھی رفع حجاب	دل مین تھا شوق ملاقات حیا آنکھون مین
ملاے وصل سے یا ہجر سے کرے مجھے قتل	حیات و موت مری اوسکے اختیار مین ہے

طالب تخلص محمد عباس ولد داروغہ عدالت نظام احمد خان لکھنوی شاگرد مظفر علی اسیر

رونے نے مری مجھکو کیا عشق مین بد نام	اودشمنی ہے مرے آنسوون کے جوش پرا گشت

طالب تخلص حافظ شیرازی تا مینار امیوری شاگرد مولوی قدرت اللہ شوق علوم عربی و فارسی مین اچھا دخل رکھتے تھے علم معاین لاثانی تھے صاحب دیوان گزرے ۔ صاحب تذکرہ گلشن بہار و گلستان سخن نے جو انکا نام حافظ طالب لکھا ہے غلطی کی ہے

گریہ مین چشم تر سے دن رات چاہتا ہون | بویا ہے تخم الفت برسات چاہتا ہون

جیتے نہ نکلنے کو شش کیجے دل دلگیر کو | مین یہی دو جاے اور کیا کھا گیا مین تیر کو

کبھی آنسو سے کبھی لخت جگر سے برسے | میری آنکھون سے تو کچہ لعل و گہر سے برسے

رات بھر نالے کیے ہم نے تو دن بھر روے | جسقدر شام سے گرجے تھے سحر سے برسے

اشک اڈا ہے مرا ابر سے کہہ دو جا کر | آبرو چاہے تو ہٹ کر مرے گھر سے برسے

طالب تخلص شیر محمد خان دہلوی شاگرد عبد الرحمن خان احسان

مجھ سے تمھارے بزم مین جایا نہ جائیگا | جب تک رقیب وہان سے اوٹھایا نہ جائیگا

پھر عیادت آئین تو اوسوقت آئینگے | جسوقت مجھسے لب بھی ہلایا نہ جاے گا

طالب تخلص الاہی رام باشندۂ جلال آباد ضلع امرت سر ولد سوبی رام برہمن سارست کچہ دنون سنہ ۱۸۶۸ اٹھارہ سو اڑسٹھہ عیسوی مین باقر گنج عرف بریسال مین وارد ہو کر راقم سے اصلاح لی تھی طبع سلیم رکھتے ہین

مجھ پر وہ ظلم بار نہ اغیار نے کیا | جو کچہ کہ بخت و چرخ ستمگار نے کیا

آیا نہ رحم میرا دل صیاد دام مین | نالہ ہزار مرغ گرفتار نے کیا

ذرا ادھر کو بھی تشریف لاؤگے کہ نہین | مرا بھی خانۂ ویران بساؤگے کہ نہین

سنجی سے سو مبتلا ہے کہ دی جواب شتاب | اجی تم آتنا تو فرماؤ آؤگے کہ نہین

بیگناہون کو قتل کرتا ہے | روز محشر کا تجھکو ڈر ہی نہین

ہم تو مرتے ہین ایک مدت سے | واہ جی تم کو کچہ خبر ہی نہین

طالب تخلص مرزا سعید الدین خان دہلوی برادر خورد نواب شہاب الدین احمد خان ثاقب شاگرد مرزا غالب راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرے کے لیے دیے تھے

طالب کی خبر لو کہ وہ بیمار ناتوان | دنیا مین کوئی دم کے لیے مہمان ہے اب

قفس صیاد نے گلشن مین رکھا ہی نہ قسمت | اگرچہ ہم ہین زندان مین یہ رہتے ہین گلستان مین

رسا وسے نکلتے ہین اب آنسو کیا سبب اسکا | مگر اٹکے ہین لخت دل ہماری چشم گریان مین

وہ جب کرتے ہین طالب وعدہ رہتا ہے میان تجکو | ہمیشہ آس مین اور یاس مین اور شوق و حرمان مین
ورے اوسکے اوٹھے اوٹھائے ہوئے | ناتوانی ذرا سنبھال ہمین

طالب تخلص پنڈت کشن لال کشمیری باشندۂ دہلی اکونٹنٹ محکمۂ نہر جمن دہلی شاگرد مولوی محمد حسین آزاد و نواب مرزا ظہیر انسے دہلی مین ملاقات ہوئی تھی۔

محفل سے گر عدو کو اوٹھایا نہ جائیگا | تو ہم سے گھر مین دوست کے جایا نجائیگا
مین جاؤن اس جہان سے دیا جان آج ہی جائے | پر ہائے کوے یار سے جایا نجائیگا

طالب تخلص قاضی محمد یعقوب خلف قاضی فیض اللہ مقیم دہلی شاگرد قطب الدین مشیر

گھبرا کے مرے گھر وہ گل اندام نہ آیا | یہ جذبۂ الفت بھی کسی کام نہ آیا
دل لیتے ہی وہ بات رہی اوسکی نہ طالب | ہے اور مزاج اوس بت عیار کا اب تو

طالع تخلص شمس الدین لکھنوی معاصر سودا

ناز و کرشمہ غمزہ او اعشوہ و خرام | یہ سب ہے ان بتون مین پہ اک دلبری نہین
زبس معمور ہے سینہ مرا الفت سے کیوں اغوش ہے | شگاف سینہ کو اپنے در گلزار کہتے ہین

طاہر تخلص مرزا بندہ حسین باشندۂ فتحپور ہنسوا شاگرد نواب عاشور علیخان

سالہا سال سے بادیہ پیما طاہر | ایک مدت سے نہین دیکھی ہے گھر کی صورت
نہ دیکھا اوسکو تو رو یا مثال ابر بہار | کھلین جو عالم رو یا مین ایک بار آنکھین

طاہر تخلص طاہر علی خلف سید طاہر علی فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صفیر

دل آپ کے مانند مکدر نہین ہوتا | اس آئینہ مین دیکھیے زنگار کہان ہے

طاہر تخلص محمد طاہر قندہاری مقیم دہلی ہندیون کی صحبت مین زبان اردو کو اچھی طرح سے سیکھا تھا

نازکرتی ہے نہ اہم پر جو صبا آتی ہے | کوچۂ زلف سے اس شوخ کے کیا آتی ہے

طائر تخلص شیخ اکبر آبادی شاگرد نظیر

اسطرح پاتے ہین پیارے تیرا نقرا مین بج | جیسے رہتا ہے عیان کاکل بلدا مین خم

طبیب تخلص حکیم محمد حسن خان ولد شیخ خان فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

بیدلی کا درد جانے وہ صنم
اے خدا اوسکا کسی پر آئے دل

روز تیرے دن کا نشانہ کیون بنے
اسقدر رحیانی لسان سے لاودل

فتنۂ حشر بھی جھک جھک کے قدم لیتا ہی
تم تو وہ ہاتھہ قیامت سے بھی بڑھکر نکلے

طلیان تخلص مرزا احمد بیگ خان مرحوم ولد نواب عطاء اللہ خان باشندۂ دہلی مقیم کلکتہ مختار صدر دیوانی کلکتہ شاگرد مرزا جان طپش اولادمین تمغش خان والی ہوشت بنجاپلی کے تھے دیوان انکا نظر سے گزرا ۱۸۳۶ء اٹھارہ سو چھتیس عیسوی مین فوت کی مرزا احمد بیگ اپنا تخلص حرف طا حطی سے لکھتے تھے

رات کو چرخ سے ٹوٹا نہ ستارا ہوگا
آہ سوزان کا مرے کوئی شرارا ہوگا

کیون نہ جھولوگے ہنڈولے مین تم پیارے کبھی
میری قسمت کا جو گردش مین ستارا ہوگا

پابند نہین اپنے دو رتبۂ عالی کا
پڑجاے جسے جسکا اوس پیار کی گالی کا

طرفین کی الفت سے تکمیل محبت ہو
امکان نہین بجنا اک ہاتھ سے تالی کا

پڑ گئے داغون سے کیا کیا نہ جگر مین سوراخ
پھول جڑ جڑ کے سکئے ہم نے سپر مین سوراخ

وہ بولے دیکھ کے اس دل کے داغ تازہ و خشک
کہ اس فضا مین نہین کوئی باغ تازہ و خشک

کیجو دل شوریدہ کو ہر گز نہ میرے ساتھ دفن
کھوئیگا زیر خاک بھی ورنہ مرے آرام کو

کون آئینہ رو آج گیا ہے مرے گھر سے
پیدا ہے جو حیرت مرے ہر حلقۂ در سے

دریا سے نکلتے نہین جو مردم آب ہے
پنہان ہین مری آہ شرربار کے ڈر سے

تغیر وعدۂ جانان مین سو سو بار ہوتا ہے
کبھی اقرار ہوتا ہے کبھی انکار ہوتا ہے

طیان تخلص سید قدرت علی دہلوی خلف میر سوز

داغ الفت سے جو فانوس نظر آتا ہے
مرغ دل سینے مین طاؤس نظر آتا ہے

جان کھوئی ہوکے عاشق ابروی خمدار کی
کشتی عمر آکے ڈوبی گھاٹ پر تلوار کے

طپش تخلص مرزا محمد اسمعیل عرف مرزا جان ولد مرزا یوسف بیگ سید جلال الدین بخارائی کی اولادون مین تھے مولد و مسکن انکا دہلی وہان سے آکر لکھنؤ مین مرزا جہاندار شاہ بہادر کی رفاقت مین تھے بعد ازان بنگالہ مین آکر مدت تک شہر ڈھاکہ مین نواب

شمس الدولہ بہادر کی رفاقت مین رہے سنسکرت مین اچھا دخل رکھتے تھے کسب سخن حضرت خواجہ میر درد سے کیا تھا شعر اچھا کہتے تھے خصوصاً مقطعات انکے بہت خوب ہوتے ہین کلیات انکا نظر سے گزرا مرزا جان طپش کے ہاتھ کی لکھی ہوئی غزلون مین تخلص اونکا طا رحطی سے لکھا تھا اسلیئے مین نے بھی تاے فوقانی سے نہین لکھا

کیون وصل کی دل سے جاے امید — آخر دنیا ہے جاے امید
ایسی کیا کی ہے دلا ہم نے بتونکی چوری — دیکھکر ہم کو جو یہ آنکھ چرا لیتے ہین
جب کہین غنچۂ پژمردہ نظر آتا ہے — دل سمجھکر اوسے چھاتی سے لگا لیتے ہین
نہین ممکن رہائی قید سے اوس زلف مشکین کے — قلندر ہوکے مین بھی اوسکے پیچھے سر منڈاتا ہون
کہا جو دل سے چل تجھکو تماشا اک دکھلاؤن — ق — تہ کاکل عرق آلودہ وہ گردن جھلکتی ہے
لگا کہنے طپش مین گھر سے باہر کسطرح نکلون — اندھیری رات ہے برسات ہے بجلی چمکتی ہے
طپش اب بیچتا ہے دل کو اپنے — ق — بہا اس جنس کی کئی بوسے پر ٹھہرے
ہوے ہین خوبرو کتنے خریدار — تماشائی مین جن جن کو نظر ہے
کوئی دو بوسے دیتے ہین کوئی چار — ملے اوسکا ارادہ بیشتر ہے
سو یہ ہے عرض خدمت مین تمہاری — کہ لینا آپ کو منظور گر ہے
تو اب اس سے بھی کچھ بڑھ کے زیادہ — یہ چرخ نیلگون نیلام گھر ہے
کسکی طرف سے آج طپش تجھکو یاس ہے — سچ کہہ ہمارے سر کی قسم کیون اداس ہے
نازسے وہ منہ پھرا کر اسطرف سونے لگے — چپکے چپکے لیئے کروٹ ہم ادھر رونے لگے
نے پیروی قیس نہ فرہاد کرینگے — ہم طرز جنون اور ہی ایجاد کرینگے
ہم خوش ہوئے سو راخ نکلے پڑ نیسے جگر مین — اب نے کی طرح شوق سے فریاد کرینگے
کبھی تو پانو کے ٹھوکر سے تیرے آشنا ہوتے — اگر فوا بیدہ کوچے مین ترے جون نقش پا ہوتے
سرخ اپنے لہو سے ترے دستار کرینگے — آخر کو ہم اک دن ترے سر خون کو مرینگے
دیکھینگے جنازے کو ردکے گا کوئی کیونکر — اب باندھکے ہم بھی تو یہان سر سے کفن نکلے

طرب تخلص ولایت حسین خان قوم کمبوہ باشندہ میرٹھ شاگرد امداد حسین طور

ابرو والے ہون نہ تیز اس قدر	دیکھو روشن ہے حال گوہر کا

طرب تخلص منشی گوپال سہاے بن پنڈت سبح لال باشندۂ مین پوری مقیم محلہ ڈہ

سو کے نصیب کو نہ جگایا حضور نے	آسے نہ ایک رات مری خوابگاہ مین

طرب تخلص موتی لال کہتری شاگرد شاہ نصیر دہلوی

نہین گوندہی ہی چوٹی دست مشاطہ نے جانان کی	یہ مشکلین باندہلی ہین اوسنے ذرہ ذرہ ایمان کی

طرب تخلص دہومی لال برادرزادۂ راجہ کنول نین قوم کایتہ باشندۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر صاحب دیوان گزرے

مین ہی کیا تنہا ترے کوچے سے سر دیکر اوٹھا	جو بشکل نقش پا بیٹھا ہو وہ مشکر اوٹھا
ابرو مینا ہے دم ساقی و مطرب ہی طرب	کیا فرا تہا جو مرے پاس وہ دلبر ہوتا
تیرے مجنون کے گلے مین نالۂ آہن گداز	آن کر اوسکا تو پانی طوق گردن ہوگیا

طرب تخلص مولوی رحیم بخش نواسۂ شیخ نور محمد قادری تہانیسری مقیم دہلی شاگرد عبد الکریم سوز

آتش مزاجیون کا نتیجہ ہے مفلسی	خالی رہے ہے نخچہ ہمیشہ چنار کا
قتل تو کرتا ہے مجھکو پر مین ہون برگشتہ بخت	خوف یہ ہے منہ نہ پھر جاے تری تلوار کا
بہت ہی ملتی ہے اوسکی طرب سے کچہ صورت	سوا پڑا ہے ترے در پہ اک جوان کیسا
ہوا ہے شوق سے اور گر چمن مین ہوینگے	نہین نہی ہم اگر بال و پر نہین رکھتے

طرز تخلص گردہاری لال باشندۂ امروہہ شاگرد قایم صاحب سراپا سخن نے جو انکا تخلص طرار لکہا ہے غلطی کی ہے

نہ سلجھا شانے کے ہاتھون بھی زلف سی تیری	نپٹ کو پیچ پڑا ہے معاملہ دل کا
آہ اوس شوخ نے احوال نہ پوچھا ہرگز	اونکا روٹھ کے بیٹھ رہا حال دیکھا

طرز تخلص احمد حسین باشندۂ دہلی شاگرد مرزا خدا بخش قیصر

دل کو ترے ستانا چاہا ادہر ہم نے ورنہ	نے گریہ بے اثر تہا نہ نالہ نارسا تہا
اتنا تو صبر دے مین یارب کہ بہر وصل	جلدی کرین نہ اوس بت دیر آشنا سے ہم

اب کی ملجاے وہ تو کام نہین | اگلی پچھلی حکایتون سے ہمین

طرز تخلص میر علی حسین لکھنوی شاگرد مرزا وزیر علی صبا راقم کے ملاقاتیون مین ہین

ہم سے چشمک زنی نہ کر سے غضب | یار تم نے ضرور ماری آنکھ
ہوچکی فرقت جدائی ہوچکی | آؤ ملجاؤ لڑائی ہوچکی

طرہ تخلص طرہ باز خان بنارسی

مصور کھینچے گر اوس شوخ کی تصویر کاغذ پر | مری صورت بھی ہو زیر قدم تحریر کاغذ پر

طفل تخلص مرزا عبد القتہ بہادر عرف مرزا اطفل خلف مرزا بابر مرحوم ذو خویش شاہ عالم بادشاہ زہد و ورع مین اوقات گزارتے تھے صاحب دیوان گزرے

رات دن دل بس جان وحشت تنہائی ہے | دل ہے میرا کوئی وحشی صحرائی ہے

طوبی تخلص راجہ نہال سنگھ راجہ کپورتھلہ شاگرد غلام محی الدین غلامی

مین صدقے اس نزاکت کے کمر لچکانہ کھاجائے | کچھری باندھی تو باندھی تم نے کیون گران باندھا

طوبی تخلص سید علی حسین ولد امان علی لکھنوی مقیم حیدرآباد دکھن

چیرۂ یار پہ بکھری ہوئی کیا خوب ہے زلف | دستۂ سنبل گلشن سے ہے منسوب ہے زلف

طور تخلص محمد صاحب عرف مرزا اعظم بیگ قوم افشار باشندہ لکھنو شاگرد برق صاحب دیوان گزرگئے

جب تلک ہشیار ہا دہ پاس مین بیخود رہا | طور گویا یار کی دیکھی تھی صورت خواب مین
مین جی جاؤن اجل سے آپ جاؤن اگر پہلے | یہ پیغام زبانی خط سے کہنا نامہ بر پہلے
عوض بوسے کے ہم نے گالیان کھائین یا کہ صاحب | ذرا انصاف تو کیجے نکالا کس نے شر پہلے
مرے جنت مین کبھی نہ جائین گے | رہنے والے ہین کوے دلبر کے
آسیا کہتی ہے ہر صبح بآواز بلند | رزق سے بھرتا ہے رزاق دہن پتھر کے
ہر انگوٹھی پہ عقیق تیمری کی ہے بہار | تمنے ہاتھون یہ دکھائے ہین نگین شہر کے
چراغ طور مرے گھر مین طور جلتا ہے | خیال عارض روشن سے ہے روشنی گھر کی

طوفان تخلص میر نوازش علی خلف میر نظر علی باشندہ قصبہ اسیون توابع لکھنؤ شاگرد رشک

ابر برسات مین ایسا نہ برستا ہو گا	ایسی روتی مین بہا دیتی ہین دریا انکھین

طوفان تخلص میر حسین ولد میر عبد اللہ عرف میر عبو لکھنوی شاگرد برق صاحب دیوان ہین

دیکھکر چاند کو حیران سا رہجاتا ہے	شیفتہ ہے یہ ترے چاند سی رخسار کا دل

طوماس تخلص ایک فرنگی زادہ مشہور بجانصاحب باشندہ دہلی شاگرد نصیر دہلوی کا ہے

سودا ہے زلف یوسف ثانی کا اسقدر	رہتے ہین ہم کھڑے سر بازار زار زار

طیش تخلص رحمن یار خلف منشی سبحان علی باشندہ بانکہ شاگرد محمد جان عشق آٹھ نو برس ہوے کلکتے میں کرم حافظ اکرام احمد ضیغم کے شاگرد ہوے تھے راقم کے ملاقاتیون مین ہین

انکھین غماز ہو گئین ہین طیش	راز افشا ہوا ہے محرم سے

حرف ظا معجمہ

ظالم تخلص ظالم سنگھ برہمن باشندہ دہلی فارسی بھی کہتے تھے معلی کرتے تھے

دن تو راوی بیٹھ کے کٹ گئے لیکن	ہجر کی شب پہاڑ آتی ہے

ظاہر تخلص رام پرشاد کھتری شاگرد مرزا رحیم الدین ایجاد باشندہ دہلی

مین خاک ہون ہوئی شاید مجھے کو راہ دہان	یہ لوگ کہتے ہین دل مین ترے غبار آیا
بیچے دل وس بت بیداد گر سے کیا ظاہر	کہ سادگی یہ وہ عیار ہے زمانے کا
صیاد تیرے ڈر سے ہون خاموش ورنہ یہان	مین اور چین دیوے گھڑی بھر فغان مجھے

ظاہر تخلص حکیم میر محمدی دہلوی مقیم اکبر آباد

یہ تو سب جور و جفا ہو سنے خو گر ہم کو	چاہیئے اب ستم نو کوئی ایجاد کرو

ظاہر تخلص خواجہ محمد جان دہلوی شاگرد مرزا مظہر محمد شاہ بادشاہ کے عہد مین قضا کی

اے آہ اس قدر تو کر بے اثر نہ ہوئی	ممکن نہ تھا کہ اوسکے دل کو خبر ہوتی

ظریف تخلص لالہ بینی پرشاد ولد روشن لال برادر خورد بینی لال حریف باشندہ

لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب دیوان ہیں

ترے عشق میں جو بت یاوہ لقا گئی مفت میں مری جان غضب ظفر / را سور و درد والم سے حال ہوئی تھا کبھی نہ طبیعت قل

ظریف تخلص میر امان اللہ لاہوری آخر ایام میں لکھنؤ میں سکونت کی تھی

وعدۂ وصل تلک کیوں نہ جئے صد افسوس / مرگئے ہم ایسے پشیمان ہیں کہ جی جاتا ہے

ظفر تخلص شیخ فتح علی باشندۂ الہ آباد مختاری کرتے تھے

اوسنے کھینچا تھا مرا زائچۂ حال سیاہ / اے خدا کیوں نہ ہوا قرعۂ رمال سیاہ

ظفر تخلص میر ظفر خان

شب لگا تو آیا لب بام پہ یار اپنا / بارے اب کچھ ہے بلندی پہ ستارا اپنا

ظفر تخلص میاں ظفر علی ولد مولوی کرامت علی تاجر لکھنوی شاگرد مظفر علی اسیر

بدنام کیا جوشش مے ناب نے ساقی / اوٹھنے لگی رندان قدح نوش پر انگشت
ہم اک صنم کے روز ازل سے مرید ہیں / اپنا تو سلسلہ نہیں کوئی سوائے زلف
کشتہ ہوں ابروؤں کا جو یاد نہ ہو تمہیں / کہہ دوں میں رکھکے تیغ کے قبضے پہ ہاتھ

ظفر تخلص نواب نصیر الدولہ افضل حسین خان بہادر ولد نواب ناصر جنگ سندیلہ فرخ آباد

اچھا نہیں ہے دامن تحفہ کا پھیلنا / چھوڑو نہ پائیے دم رفتار ہاتھ سے

ظفر تخلص ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ پادشاہ دہلی شاگرد نصیر دہلوی و محمد ابراہیم ذوق بعد غدر نوے برس کی عمر میں ۱۲۷۹ بارہ سو اناسی ہجری میں رنگون میں انتقال کیا اکثر خطوط کو اچھی طرح سے لکھتے تھے شعر نہایت شیریں و نمکین کہتے تھے چار دیوان اونکے نظر سے گزرے

جب تلک دست ستم وہ ہی ترا قاتل بڑھا / خون جسم ناتوان تل تل گھٹا تل تل بڑھا
تن گل خوردہ عاشق کو جو کھنا سیئے گا / تھان اچھا کوئی گلکاری کا منگوا لیگا
بوسہ جو طلب کیا شب اوس سے / بولا وہ برشک ماہ کیا خوب
کھائے بجز میں نہ کیوں غش ہو کر جگر / ہے آگ دل جگر رفو بھی ہے رفو دہکتی
ہم بھینسے شب کو نالاں یہی اپنا یکس / گھبرا کر فرشتے کہتے وہ تاچار کہ بس بھی

ہاتھ اوٹھانے کو نہین زلف دوتا سے کچھ ہو
خط اوسے جلدی مین لکھتا ہون قلم برداشتہ
ہمکو کیا کام ہے ہم کون شکایت والے
تہمت عشق دل اپنی مین کہون کیا تم سے
تمھے تو ہم صوفیو نکے بارے اب ہین مشہور
اشک کے قطرے لیے جاتے ہین بھر بھر کر سبو
وہ کھا گئے سو بار مرے آگے قسم جھوٹ
ہون جو تیر سے ترچھے دکھلا دو گو دنیا بابین
محفل سے اوٹھا غیر کو اور اوسکے عوض تو
سب اوسکے ناپسند معنا مین و بستی
نہ کیو نکر ہمکو ہو خوبان پر جفا کا خوف
دل وجان بوسہ بغیر ابھی بہت بہا کئے دونا
بل بیٹھے نفرت کہ ہین دیکھ کے خوبان فرنگ
ناصح مجھے کیون عشق سے مانع ہے اوسی کیا
نہ آیا خواب رہا رات بھر یہی کھٹکا
زبان شمع کو کاٹا مجھ تو نے خوب کیا
گالیان دے چکے اب نالہ وزاری تو سنو
لے دو ٹھا اپنی جان تنگ بیچکے تمھین
ہو گیا اور زیادہ وہ کشیدہ ہم سے
ساغر مین حباب مے گلرنگ ہے ساقی
نہ پوچھو آج گر سے پھر کیا ارادہ اٹھایا لے کا
تحمل دل مین چھپاکے رکھے جو اوسنے بنایا ہے
کعبہ کی سمت تمنے کیا منہ سے پہلے نماز

ہو چکے ہم تو سیہ بخت بلا سے کچھ ہو
جائیو اسے نامہ بر تو بھی قدم برداشتہ
کچھ کہین یا نہ کہین آپ کی صحبت والے
ہم پوچھ کیا دیتے ہین بار ار صحبت والے
اے شرابی تری صحبت مین شرابی ہوا لیے
جوش گریہ نے مرے آنکھو نکو سنگھٹ کر دیا
اور پھر ہے یہ دعوی کہ نہین ہم تھے ہم جھوٹ
ہم ہین سید سبے سادے ہمسے بات کرسیدی انکو کچھ
رکھدے مری چھاتی پہ کوئی سنگ گران اور
اور اوس مین دشمنو نکی شکایت علی الخصوص
یہ کافر ایسے ہین انکو نہین خدا کا خوف
دوون ملا خاک مین لیکن تجھے مین خاک نہ دون
جلد جلد اور بھی تجھے کو سوا بانکتے ہین
ہوا ان رنج و مصیبت مین گرفتار تو مین اپنا
کر در پہ یار کے زنجیر ہل گئی تھی کیون
یہ شکوہ بزم مین گلگیر ہل گئی تھی کیون
اپنی سب کہہ چلے تھوڑی سی ہماری تو سنو
اے نالو باہم آتے بعینت اثر تو لو
دوستو کیا کشش دل کا اثر پوچھتے ہو
دختر رز سے کے ہے یہ محرم کا نمونہ
کہ اوسنے دست دیا مین آ کے منہدی لگائی ہے
معلوم کیا ہمنے کہ ہر دال مین کالا ہے
برگشتہ نیت اپنی سو سوے دیر ہو گئی

خدا بچاے طرز دلکشی سے اس دل کی
واہ تم صبح کو ہیلے آئے
پاس اونکے رقیب آ پہنچا
دل ہوا ناوک مژگان کا نشانا سچ سچ
تیر اتر بغل سے گیا تین دن کے بعد
جی جی آپس مین کیون ہو نامہ بر دونونکا
اب تو خط مین نے لکھا تمکو ہوئی مجھسے خطا
سکھائی کسنے چوری چشم تر اشکونکے لڑکونکے
مرے مژگان سے آنسو اسطرح برسون برستے ہین
قتل عالم کو کرو تم اور قضا کا نام لو
تیری چشم مست کو جو دیکھے ہو جاے خراب
نہ یہان تک آپ آتے ہو نہ تم ہمکو بلاتے ہو
جتون پینا ہو مگر ہم فدا ہونگے تو ہونے دو
مین کر دون توبہ کسے سے جھوٹ نہ بول
نہ چھپا بوسہ نہ منہ تمنے لگایا منہ سے
ہاتھون سے ترے نرگس حیا کے نالان
خدا کے واسطے زاہد اوٹھا پردہ نہ کعبہ کا
نہو یا دستے ہین گھر مین جھوٹ موٹ بٹھے
سو مین تجھ بن مین سے کیا زہر ہم ہمکو ہاتھ
ناز و غمزہ جو ہے اوسکا قد ادا کا جوڑ ہے
معشوق کے ترا سب جہر و مقبول کھنچا ہے
کبھی ہمکے وہ جو یہان سے چلتے پھر نے
اوسکو وحشت سمجھتے ہین وہ جو کہ نہ کہے

جو ہو یہ دوست تو حاجت نہین ہو کسی کی مجھے
دین چڑھے کہ کے دن ڈھلے آئے
ہاے دشمن قریب آ پہونچا
اگیا تم کو تو ہان تیر لگانا سچ سچ
اچھا اغر دوا نے کیا تین دن کے بعد
لوگ کچھ کچھ ہین لگاتے آن کرو نظر طرف
پھر نہین لکھنے کا کیجیے تو مجھکا لکھ دو دن
ہوے یہ جو اسلیے اگر کا کاجل چراتے ہین
کرجون برسات کی موسم مین منہ چھپا جون برستے ہین
اسے بتو تہمت نہ لو دیکھو خدا کا نام لو
خواہ صوفی خواہ ہو نیچوا سا مین کوئی ہو
کینگے سب بے مروت ہم بھلا مانو برا مانو
تمھین پھر کیا گنہگار خدا ہونگے تو ہو لو دہ
توبہ کر زاہد اسماز اللہ
آپ کہتے رہے یون ہی ہین کیا کیا منہ سے
مین آنگے مسیحا کے بیمار ہو آپ سے
کہین ایسا نہ ہو یہان بھی وہی کافر صنم نکلے
الہی جان پہ جھولون کے قہر لوٹ پڑے
تار بخیہ آستین مین آستین کا سانپ ہے
دل چرا لینے کو یہ اک اک بلا کا چور ہے
مگر اک زلف ہی کے کھینچنے مین کہ طول کھینچا
قد سے کر ہوئے گالیان چلتے پھرتے
کرسے جو اوسنے جواب و سوال دشمن سے

بوسہ لیا جو منہ سے بھڑا منہ چپاق سے / تھے حبیب حیا سے بول اوٹھے وہ پیار سے

اوس مصحف رخ کا تو ہم دھیان نہ چھوڑینگے / ایمان ہے وہ اپنا ایمان نہ چھوڑینگے

مین جو کہتا ہون یہ وفا ہے رقیب / وہ مجھے کہتے ہین کہ تو کیا ہے

دین کے ستون ہین پنجتن و چار یار پاک / قربان ہین ہم تو دل سے ظفر چار پانچ کر

ظہور تخلص مولوی ظہور علی خلف مولوی فتح علی باشندۂ ہریانہ مقیم دہلی شاگرد عبد الرحمن خان احسان و شاہ نصیر و مومن خان اولاد مین محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کے تھے

قصد ستم سے پہلے ہی بیمار دم نکل گیا / نکلی نہ ہائے اوس ستم ایجاد کی ہوس

گردش ہے مجھے چشم کے مانند ہمیشہ / آوارہ مین گھر مین ہون مسافر ہون وطن مین

سامنے اوسکے نکلنے کی نہین بات ظہور / گھر مین تم بیٹھ کے باتین ہی بنا جانتے ہو

ظہور تخلص محمد جان باشندۂ مرشدآباد دہلی مین تحصیل علم مین مصروف تھے

ہم خاک ہوکے اوسکی گلی مین رہے تو کیا / باد صبا کو ضد ہے ہمارے غبار سے

ظہور تخلص لالہ شیو سنگھ دہلوی شاگرد انعام اللہ خان یقین

بہا اس بے بہا کا کیا بھلا ہو / سر قاتل پہ جسکا خون بہا ہو

چشم گریان جن سے معمور ہے / چاندنی برسات کی مشہور ہے

ظہور تخلص حافظ ظہور اللہ بیگ وطن انکا توران مولد و مسکن دہلی

باتون پہ تیری ہوش ہوئے تھے پر اب یہ لوگ / حالت کو میری دیکھ کے ہشیار ہوگئے

ایسا نہ ہو قاصد کہ مرا کام نہ ہووے / گم نامۂ حال دل گم نام نہ ہووے

ظہور تخلص حافظ امداد حسین نبیرۂ غلام محی الدین متخلص بہ عشق و مبتلا شاگرد مرزا رحیم بیگ رحیم باشندۂ میرٹھ

مجھ سا غریب ہون ترے در پر / ہے یہ کہنا مرے مقدر کا

کر آرزو نہ تنگ دہانون سے بات کی / سب جانتے ہین غنچہ کے منہ مین زبان نہین

ظہور تخلص منشی شیخ ظہور محمد ولد منشی اسمعیل عرف منشی ہنسال بن حافظ محمد صالح

شاگرد مصحفی تاریخ تولد انکے نام سے نکلتی ہے ایسے دیوان اور مثنوی ظہور عشق یادگار ہے

ملا ایسا ملا بوسے کا مجھکو ٭ رہا مین مرنے دم تک چاٹتا لب

ظہیر تخلص سید ظہیر الدین حسین عرف نواب مرزا ای دہلوی خلف میر جلال الدین خوشنویس استاد محمد بہادر شاہ شاگرد شیخ ابراہیم ذوق راقم نے انکو دہلی کے مشاعرہ مین دیکھا ہے

مانا کہ تم سے دل نہین ملتا نہین ملے ٭ کیا مجھ سے خاک مین بھی ملایا نہ جاے گا
بیان یہ نثار ہے کہ سراپا نیاز ہون ٭ وہان ناز وہ کہ ناز اوٹھایا نہ جاے گا
ہے میری خستگی مری صورت سے آشکار ٭ کچھ داغ دل نہین کہ دکھایا نہ جاے گا
جانے کو خیر جائیے اوس بزم مین ظہیر ٭ حضرت سلامت آپ سے آیا نہ جائیگا
کوے دشمن سے گزرنا کیا لطف ٭ اے وہ رفتار قیامت ہی سہی

ظہیر تخلص سید محمد جان خلف و شاگرد میر یحیی ناظم باشندۂ دہلی

بیان حرف مو فاؤن کا تھا بسبیل ذکر ٭ ہم نے خدا نخواستہ تم کو کہا نہین
اک دلربا کے کہنے یہ اتنا خفا ہوئے ٭ کچھ جنگجو کہا نہین بدخو کہا نہین
وہ بھی کیا ملک عدم ہے اے ظہیر ٭ اوس گلی مین جو گیا آیا نہین

ظہیر تخلص منشی ظہیر الدین بلگرامی خلف محمد مسعود صاحب دیوان واسطے کربلا گئے

عادت یہی ہے تیری کیا کرین نہین نہین ٭ رکھتے ہین یار لوگ تری این نہین سے کیا

ظہیر تخلص شیخ علی بخش خلف شیخ عباد اللہ بلگرامی

بوسہ لیا ہے زلف و گیسو لگا ہے ٭ ہون جرم کا مقر نہین حاجت گلو کی

ظہیر تخلص حافظ مولا بخش نابینا باشندۂ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

کیا گلہ چرخ سفلہ پرور کا ٭ سخت وا تر ون سے اہل جوہر کا

حرف عین مہملہ

عابد تخلص میر عابد علی کیدان وطن ذوالفقار حیدری ولد میر مہدی باشندۂ

لکھنؤ شیخ امان علی سحر اور میر انیس مرثیہ گو دونون انکو اپنا شاگرد بتلاتے ہین ٭

معلوم تم کو بھی ہو کسی پر جو آئے دل ۔ ناحق ستایا کرتے ہو صاحب پرائے دل
مٹی ہوا ہوا ہوا پامال ہو گیا ۔ کیا پوچھتے ہو خاک کہون ماجرائے دل

عابد تخلص مرزا زین العابدین ولد مرزا غلام علی بیگ اکبر آبادی

اے صبح شب وصل یہ اندھیر کیا کیا ۔ تو آئی اور اوس مہ سے جدا کر دیا ہمکو

عاجز تخلص سید کاظم علی شاگرد شوق

جان لیکر غم و اندوہ و الم نے چھوڑا ۔ مر کے عاجز نظر آئی ہے مفر کی صورت

عاجز تخلص سید اکرام علی تحصیلدار فیروز آباد بن سبحان علی باشندۂ فتحپور ہنسوا

لخت دل سینے سے آنکھون تلک ہو کے رہ گیا ۔ نخل مژگان کے تلے ٹھہرا مسافر دور کا

عاجز تخلص پیرجی شرف الحق کوتوال دہلی

ترے ہجر کا اب علاج اے مسیحا ۔ اگر دیکھتے ہین تو ہم دیکھتے ہین
مدت سے چھوڑ بیٹھا اس جسم ناتوان کو ۔ دم تیرے دیکھنے کو آنکھون مین آرہا ہے

عاجز تخلص مرزا عبد اللہ بیگ دہلوی خلف مرزا احمد بیگ شاگرد قادر بخش صابر

اللہ اللہ رے ترا کت تری رخ کی ظالم ۔ کسنے دیکھا کہ نشان اوس پہ نظر کا نہ ہوا
روتا ہون تو ہنستے ہین وہ کم ظرف سمجھکر ۔ کرتے ہین خجل مجھکو مرے دیدۂ تر اور
لخت دل صد پارہ ہے ہر نوک مژہ پر ۔ ہے آج تو کچھ رنگ ہے اے دیدۂ تر اور

عاجز تخلص لالہ موہن رام دہلوی

عاجز کچھ احتیاج نہین ہے شراب کی ۔ پر ہے ہمارا خون جگر سے ایاغ دل

عاجز تخلص عارف علی خان اکبر آبادی صاحب دیوان گزرے

ترے برگشتہ مژگان کا خیال آتا ہے یون کیا ۔ کہ دکھنی فوج جون بھالے لیے میدان مین آئے

عاجز تخلص الف خان افغان باشندۂ خورجہ

کیا ہوا اگر چشم تر سے خون ٹپک کر رہ گیا ۔ بادۂ گلگون کا ساغر تھا چھلک کر رہ گیا

عاجز تخلص میر غلام حیدر دہلوی شاگرد شاہ قدرت اللہ قدرت مقیم عظیم آباد

سوزش داغ کی سیرے جو خبر گرم ہوئی | مہر سر کھولے ہوئے مارے جلن کے نکلا

عاجز زور آور سنگھ کھتری باشندہ دہلی نبیرہ نند رام مخلص شاگرد نصیر الدین غریب

عاشقوں کو ترسے اک جا نہیں آرام کہیں | دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں
غضب مہتاب سی کم بخت کو ہجران کی جاتی ہے | کہ اس سے گرمی روز قیامت یاد آتی ہے

عادل تخلص میر عنایت حسین ولد میر نور علی لکھنوی مقیم کلکتہ برادر جمشید محل زوجہ واجد علی بادشاہ شاگرد مرزا محسن علی یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

زہے شوق شہادت طلب مشتاق تیغ ہے | کمان کو تیر کو سوفار کو پیکان کو
اگر شکر آئی تو ہولی آشیر آہو ہیں | کلیجہ تھام لیتے ہیں وہ شکر شیر و اعوان کو
ہمارا آفتاب داغ سوزش پر جو آ جائے | بنا دے رشک تابستان ابھی فصل زمستان کو

عارف تخلص محمد عارف رفوگر کشمیری دہلوی شاگرد نجم الدین ابرو صاحب دیوان گذرا

اس ابر میں بے ساقی ومی جی پہ بنی ہے | ہر بوند کا کھانا مجھے ہیرے کی کنی ہے
دخت رز سے کہو کہ جا کے سلے | ورنہ عارف افیم کھاتا ہے
ہمیشہ دل پہ خیال نگار گزرے ہے | اسی خیال میں لیل و نہار گزرے ہے

عارف تخلص محمد عارف لکھنوی

اوس نور کی تجھکو جستجو سے ہے | جسکا جلوہ یہ چار سو سے ہے

عارف تخلص میر عارف علی باشندہ امروہہ شاگرد مصحفی عروض و قوافی میں اچھا دخل رکھتے تھے آخر ایام میں مرادآباد میں سکونت اختیار کی تھی اور شعر گوئی ترک کر کے وعظ و نصائح سے خلق اللہ کو ہدایت کرتے تھے

رات ساری مجھے دونوں کی تشفی میں کٹی | ہاتھ دل پر سے اوٹھایا تو جگر پر رکھا
وہ ہوا گرد سے جب وقت شکار آلودہ | تیر خاکی ہے مژگان غبار آلودہ

عارف تخلص نواب زین العابدین خان دہلوی خلف نواب غلام حسین خان متخلص بہ مسرور شاگرد شاہ نصیر و اسد اللہ خان غالب ۱۲۶۸ بارہ سو اڑسٹھ ہجری میں انتقال کیا شعر انکے اچھے ہوتے ہیں دیوان انکا نظر سے گذرا

کیون نہ غیرت سے مرد ان مین کہ تجھ پہ نشین
نہ خداوند کو گر پاک منزہ سمجھون
ہماری خاک سے اوسکو کدورت کب کی ہی
کہان سے آگئی اہین تری رفتار کی تیزی
رسوا ہوا تو اہل وفا مین ہوا عزیز
شوخی وہ بھری سے ہے کہ ذرا جا نہین باقی
جھلک کس نگہ مین تم نے مڑوڑا دیر تک
سخت شرمائی مین اتنا نہ سمجھتا تھا انہین
دیوانگی مین غیر کو دون خاک گالیان
مفلسون کو تو ہے مرنا بھی جدائی مین محال
ابھی انداز پہ ٹھہری جو قیامت آنی
اے پری تیری زبان کی نہین فہمید ہمین
امتحاناً وہ مرض کا مرے کرتے ہین علاج
دے چکا ہے ترے بیمار کو عیسیٰ تو جواب
غصے مین اونکو کچھ نہ رہا تن بدن کا ہوش
مجھکو اور آپ کو عالم مین نہ رسوا کیجے
اے غم عشق وہ دل جسکو بغل مین پایا
ہم تو دیوانے ہین مجنون کے کہے جاوینگے
نہ تو وہ وزن کوئی سینے مین نہ پہلو مین شگاف
آج کچھ مشکل ہے کل اوسکی ہے صورت اپنی
جمع جب تک نہ کیے حرف مقطع ہم نے
بیکسی مین مجھے ہوتی ہے غنیمت وہ بھی
کس تعجب سے اوسے غور سے ہم سنتے ہین

عالم الغیب سے ممکن نہین پنہان کرنا
کب گوارا ہو مجھے تجھ پہ نگہبان کرنا
سکھایا ہے اوسے چلنا اوٹھا کر جسنے دامنکا
کر چلا قتل کیا ہے ہمین شمشیر زبان کا
اچھا ہوا وہ حق مین مرے جو برا ہوا
دشنوار ہے آنا تری آنکھون مین حیا کا
جا بجا جو آپ کے بند قبا مین بل پڑا
چھیڑنا تھا تو کوئی شکوہ بیجا کرنا
اب مانتا ہے کون بڑا میری بات کا
کہا منگے کیا نہ اگر زہر میسر ہوگا
ہے خدا کو بھی کہین کیا تری رفتار پسند
اس سبب او ٹھتی ذرا لذت دشنام نہین
یہ بھی ہے فضل خدا جو مجھے آرام نہین
لب جان بخش ترے دیکھیے کیا کہتے ہین
کیا لطف ہے جنے شب کو اوٹھا سے مقابین
آپ ہو رہیے مرے یا مجھے اپنا کیجے
پیوین اوسکا یہ لہو کیون کہ گوارا کیجے
ہین حسین آپ طرفداری لیلیٰ کیجے
دل سے ارمان مرے نکلے تو کیونکر نکلے
عاجز آ جاسے نہ کیونکر ترا دربان ہم سے
خط مین لکھا نہ گیا حال پریشان ہم سے
کوئی جس وقت مرے سر پہ بلا آتی ہے
کہین آپس مین اگر ذکر وفا آتا ہے

عارف تخلص سید محمد علی ولد سید محمد مجتہد لکھنوی مقیم کلکتہ شاگرد میر نواب مونس یہ شعر اس تذکرہ کے واسطے بھیجے تھے

شوخی دیدۂ محبوب پہ مین مرتا ہون	سبزۂ گور چراگاہ غزالان ہو گا
عرق ٹپکا جو وقت قتل اوسکے روی روشن سے	ہوا وہ شیشہ لگا ہر زخم تن قاتل کو دامن سے
کبھی اک دم نہ اسنے روشنی تربت پہ پائی	ہوا کو کس قدر رہے لاگ میری شمع مدفن سے

عارف تخلص میر جلال الدین خلف میر بدر الدین نواسہ خواجہ باسط شاگرد خواجہ حیدر علی آتش صاحب دیوان گزرے

بہار آئی گلستان مین ہوا پیدا جنون سر مین	چلو صحرا کو دیوانو دم اکتاتا ہے اب گھر مین
مری وحشت کا باعث ان حسینون کی ہے زلف	دہان زلفین سنورتی ہین جنبش ہے ہمارا سر مین

عاشق تخلص مولوی جلال الدین شعرائے قدیم سے ہین

یہ کس کے نوک مژگان سے پڑا ناسور سینے مین	کہ بندھنے بھی نہ پایا زخم کا انگور سینے مین

عاشق تخلص سید محمود حیدر آبادی

مردمک کھائے ہے نت خون جگر مین غوطہ	آہ مارے نہ کبھی بحر اثر مین غوطہ
اوسکے دانتون کی صفا سے نہ مقابل ہووے	مارے الماس اگر آب گہر مین غوطہ

عاشق تخلص مرزا محمد رضا خان عرف مرزا اچھو خلف نوازش علی خان باشندۂ لکھنؤ شاگرد مہدی علی خان کوثر

وصل کی شب ہے مہیا ہین سبھی سامان عیش	آج ساقی بادۂ گلگون بھی ہونا چاہیے
نرگسی آنکھین ہین معشوقون کی اور جادو نگاہ	جنبش لب مین مگر افسون بھی ہونا چاہیے
تا معشوقانہ سے ہنستا ہے گراں شوخ تو	غمزدون کے حال پر محزون بھی ہونا چاہیے

عاشق تخلص عاشق بہار ساکن سیالکوٹ

کچھ یاد ہے تمھین کہ وہ سب بھول ہی گئے	جو جو ہوئے تھے میرے تمہارے کلام شب
محفل مین آپ ہنستے رہے دشمنون کے ساتھ	گریان برنگ شمع رہے ہم تمام شب

عاشق تخلص بخشی بھولا ناتھ پنڈت فرزند راجہ گوپی ناتھ دیوان سرکار مجد الدولہ

قیس ناداں سراسر نظر آیا مجھکو
جا بیٹھے دشت مین کیون کوچۂ دلدار کو چھوڑ
غیرون کی بغل مین تو مری جان رہا گرم
اس رشک سے آنکھون سے مری خون بہا گرم

عاشق تخلص ام سلمہ کھتری شاگرد غلام حسن تجلی و نصیر دہلوی باشندۂ دہلی

حیرت زدہ مین دیکھوں ہون یون اوسکو بگر
تصویر جیسے دیکھے ہے تصویر کی طرف

عاشق تخلص مہدی علی خان دہلوی نبیرۂ نواب علی مردان خان مرحوم اسنے تین دیوان ریختہ مین اور دو دیوان فارسی مین اور چند مثنویان یادگار ہین اشعار اونکے قریب دو لکھ کے ہونگے

ابر آتا ہے آفتاب چھپا
ساقیا مت شراب ناب چھپا
گو آہ مین اپنی نہین تاثیر سر دست
پر ہے یہ بساط اپنی مین اک تیر سر دست
دن تو جون تون کے کٹا رات پھر آئی سر پر
آفت تازہ خدائی تری لائی سر پر

عاشق تخلص شیخ نبی بخش ولد محمد صالح اکبرآبادی شاگرد نظیر

دام مین لاکر ہمین صیاد پچھتایا بہت
استخوان آیا نظر جب بال و پر کے تلے
اب یا دکئے سے چھبتے ہین سو خار ندامت سینے مین
اوس گل کو جو وقت رخصت پچھتاتی ہی لگانا بھول گئے

عاشق تخلص منشی عجائب رائے

جسکی غیرون سے لڑ رہی ہے نگاہ
ہین اوسکی کٹار نے مارا

عاشق تخلص علی اعظم خان خلف خواجہ محمدی خان مرید شاہ گھسیٹا عشق آخر ایام مین ترک دنیا کرکے فقیر ہو گئے تھے

روز و شب یار سے ملا کیجے
چین اسیر نہ ہو تو کیا کیجے

عاشق تخلص میر یحیی عرف عاشق علی خان دکھنی

اگر کیون تو نے بھلا ہمسے لائی پیار سے
بجھ گئی تھی سو پھر اب آگ لگائی پیار سے

عاشق تخلص میر برہان الدین شاگرد حسن

ہو بیچے نہ پاس ہم کبھو اوس گلعذار کے
دام و قفس مین جاتے رہے دن بہار کے

عاشق تخلص مشیر الدولہ محمد علی خان ولد رحمت اللہ خان باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنو

شاگرد میر حیدری مرثیہ گو صاحب دیوان ہین

سر کے ڈھونڈون پہ تیرے مین کھون کسیطرح نہ کیا | خوشہ پروین ہے یہ اسے مہربان بالای سر

عاشق تخلص سید ہدایت علی خان دہلوی احمد شاہ درانی کے سبب جب دہلی مین انقلاب ہوا یہ مرشد آباد مین مقیم ہوئے تھے صاحب دیوان ریختہ و فارسی گزرے

بے دیکھے ترے ایسی ہین متصل آنکھین | بے نور ہوئین نور نظر تجھسے مل آنکھین

عاشق تخلص سداسکھ

شام سے تا صبح عاشق بس بقول میر آہ | مجھکو بالین پر نہ دیکھا کھولی سو سو بار چشم

عاشق تخلص سید عاشق علی ولد بخشش علی باشندۂ اٹاوہ

کون سلجھائیگا وہ زلف دوتا میرے بعد | کسکو اولجھائیگی یہ کالی بلا میرے بعد

عاشق تخلص محمد عاشق حسین خان بن محمد مشتاق حسین خان باشندۂ آگرہ شاگرد غالب

شور سنکر وہ دریچی سے نظر کرتے ہین | آج نالے مرے ممنون اثر کرتے ہین

عاشق تخلص پنڈت دیارام سابق صدر الصدور بنارس خلف پنڈت ژو گبند متوطن دہلی

عاشق اگرچہ یار نہین تجھسے بولتا | بول اوس سے جسطرح سے بنے چھیڑ چھاڑ کر

عاشق تخلص پنڈت شام نراین بن پنڈت رام نراین متوطن دہلی

جو بات بات پہ روٹھے علاج کیا اوسکا | کہان تلک اوسے ہر روز ہم منائینگے

عاشق تخلص منشی بانکے سنگھ مقیم فرخ آباد شاگرد مولوی غیاث الدین رامپوری

لگی ہے جب سے کہ تاک اپنی دختر رز پر | مدام میکدہ کا ہم خیال کرتے ہین

عاشق تخلص عاشق علی

آتے ہین تو کچھ باتین کیا کیا وہ بناتے ہین | پر غور سے جب دیکھو اوپر ہی کی باتین ہین

عاشق تخلص مرزا نظام الدین بن مرزا ولی الدین نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا عالی بخت عالی شاہ اچھا بجاتے تھے

روز فراق و جور بتان نالہ ہائے شب | کن کن مصیبتون مین خدایا نہین ہون مین

اوس گل کے گھر باغ مین آنے کی خبر ہے
ہر غنچہ لیے ہاتھ مین اک مشت جو زر ہے

عاشق تخلص شیخ محمد جان شاگرد احمد علی کامل وطن انکا فیض آباد مسکن دیومی پرگنہ کوڑا ضلع فتح پور ہنسوا

ہر عضو بدن یار کا ہے کان ملاحت
ہیرے کی کلائی ہے تو بلور کی گردن

عاشق تخلص مرزا رحمت بخش عرف منجھلے مرزا نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا رحیم الدین حیا

پگھلے نہ دل بتون کا نہ دل غیر کا جلے
نالون کی اب اثر وہ خدا جانے کیا ہوے

عاشق تخلص اقبال حسین خلف منشی نور الدین باشندۂ دہلی شاگرد مرزا غالب

مر کے پردہ رکھیا عاشق کا یہ اچھا ہوا
در بدر کوچہ بکوچہ مدتون سے خوار تھا

توبہ تو کر چکا ہون مگر کچھ کچھ اندنون
دیتی ہے دم بہار کی آب و ہوا مجھے

گر ہماری بندگی ہے نا قبول
تو بتون کی بھی خدائی ہو چکی

عاشق تخلص راجہ کلیان سنگھ ولد راجہ شتاب راے ناظم عظیم آباد صاحب دیوان گزرے

مچایا ہے جگر نے حشر کا سا شور پہلو مین
نگر دیکھا ہے یہ حال دل رنجور پہلو مین

عاشق تخلص نواب والا جاہ عرف چھوٹے صاحب خلف دلیر الدولہ مرزا محمد علیخان عرف آغا حید نیشاپوری فیض آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد سرفراز علی قادر

گل مراد کھلا ہے خزان کے جانے سے
چمن چمن ہے شگفتہ مری بہار مین روح

جلد آئیو جواب کا یہان انتظار ہے
اگر ہمین یہ لکھو لیو اے نامہ بر کمر

بلا چاہ ذقن مین زہر خط مین سحر باتون مین
صفا رخسار مین اعجاز لب مین ناز آنکھون مین

یار در خانہ و ما گرد جہان مے گردیم
عرش و کرسی مین نہ پایا اوسے پایا دل مین

گرم رو ایسا ہون مین دیوانۂ آتش قدم
بن گیا ہر دانہ زنجیر اخگر پاؤن مین

عاشقی تخلص آغا حسین قلی خان خلف آغا علی خان مقیم لکھنؤ وطن انکا خراسان مولد عظیم آباد سکندر آباد مین تحصیلدار تھے

جس سے کہ مین پوچھون ہون مرا عشق کا لیکن	رو رو کے یہ کہتا ہے کہ کچھ کہہ نہین سکتا

عاشور علی خان بہادر لکھنوی بن نواب محمد علی خان بن شجاع الدولہ بہادر انکا کوئی شعر سوائے ایک غزل کے جو سراپا سخن مین مندرج ہے سنا نہین گیا اور لکھنؤ کے بہت سے معتبر شاعرون سے سنا کہ یہ خود شعر کہتے نہ تھے صرف اپنے شاگردون سے غزلین بنا دیتے تھے

کعبۂ صدق و صفا مشرق انوار دل	عالم علم خفی مخزن اسرار دل
خضر طریق وفا عیسی معجز نما	برق تجلی طور طالب دیدار دل
خاکی و قدسی سرشت نوگل باغ بہشت	آئینۂ حق نما شمع شب تار دل
نالۂ قلب سقیم گوہر اشک یتیم	کشتۂ گلگون قبا بزم عزا دار دل

عاصم تخلص صمصام الدولہ خان دوران خان خواجۂ عاصم خلف خواجۂ قاسم ساکن اکبرآباد امرائے فرخ سیر بادشاہ مین تھے سنہ گیارہ سو اکیاسی ہجری مین انتقال کیا

نزدیک ہے خزان کا ہووے گزر چمن مین	تو شور کر لے بلبل آوے جو تیرے من مین

عاصی تخلص خواجۂ برہان الدین دہلوی خواجۂ عبید اللہ احرار کی اولاد مین سے تھے

چمن کی تخت پر جسدم شہ گل کا تجمل تھا	ق	ہزارون بلبلون کا شور تھا فریاد بلبل تھا
خزان کے دن گئے تو کچھ نہ تھا جز خار گلشن مین		بتاتا باغبان رو رو یہان غنچہ یہان گل تھا
صاف دل ہونا بہت دشوار ہے		آئینہ ہی عکس سے خالی نہین

عاصی تخلص منشی امداد حسین خلف سبحان علی خان شاگرد ناسخ

اے عاصی کوچہ گرد تو ہے	دیوانون مین انتخاب نکلا
مین کس کس شعلہ رو کو سینہ صد چاک کھلاؤن	رہا تھا ایک دل سو جلگیا کیا خاک کھلاؤن

عاصی تخلص ایک شخص رامپوری کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

کمھلائے ہے گرمی سے نگہ کی وہ گلبدن	اللہ یہ کیا لطف کی نازک بدنی ہے

عاصی تخلص شیخ بنگالی باشندۂ ڈھاکہ

بھلا مین تو برا ہون پر تجھے کچھ پاس ہے ظالم	قسم کا قول کا اقرار کا وعدہ کا پیمان کا

عاصی تخلص نور محمد باشندۂ برہان پور دکھن

سمجھے ہین ہم کہ اب کہین تم نے بھی دل دیا	سمجھے کہین ہو بات کہین اور نظر کہین

عاصی تخلص منشی صدر الدین اکبر آبادی

مین ترک عشق کرون دے کے جان کو کیونکر	نہ بس مین دل ہے مرا اور نہ اختیار مین ہے
جہان مین یہ ملی کیا ہمین عاصی	کہ خاک بن کے رہی اپنی کوے یار مین روح

عاصی تخلص لالہ سالگرام ناظر عدالت فوجداری لکھنؤ

ہنسا کیے وہ رقیبون سے اور مین شب بھر	بسان شمع رہا اشکبار صحبت مین

عاصی تخلص منشی جمعیت رائے نائب سررشتہ دار عدالت فوجداری فرخ آباد خلف لالہ کیسری داس باشندۂ اوگرپور

پابند رنج رشک نہ کیونکر ہو دل مرا	کھلوائے بند غیر سے تم نے نقاب کے

عاصی تخلص گنشام رائے کایتھ مقیم دلی شاگرد نصیر صاحب دیوان گزر سے

آپ ہی تک اپنے ابروے پرخم کو دیکھکر	تیغ دو دم کو دیکھیے اور ہم کو دیکھیے
فوارہ کا سا حوصلہ اپنا نہ کیجیے تنگ	ملو بھرے ہی پانی مین گر پھر اوچھل پڑے

عاقل تخلص لالہ لچھمن لال عملہ عدالت کلکٹری ضلع الہ آباد

بے نشانی اس چمن مین ہے نشان عندلیب	تہمت عنقا ہے جو بے آستان عندلیب
ہے گلستان جہان مین عاقل شیرین سخن	مصرع رنگین ہوا ہم داستان عندلیب

عاقل تخلص عاقل شاہ دہلوی آزادانہ وضع رکھتے تھے

قید بھی ہیان کچھ نہین اور چھوٹ بھی سکتے نہین	واہ واہ اس دام کو اور آفرین صیاد کو

عالم تخلص صاحبزادہ محمد شاہ عالم خلف شاہزادۂ غلام محمد ابن ٹیپو سلطان باشندۂ ٹالی گنج متعلق کلکتہ شاگرد مولوی نجم الدین حسین نادر

یار کے گویا دہان تنگ مین دندان ہین یہ	غنچۂ گل مین مسلسل دانۂ شبنم نہین
کیا عجب گل زیر آتش بار شاخ گل کی طرح	ہاتھ مین تیرے ہوا سے رشک پیمانہ ہے

عالی تخلص خواجۂ عبداللہ عرف بھوجی خلف عبدالشکور شاگرد خواجۂ آتش وطن انکا

کشمیر مولد و مسکن لکھنئو

واہ رے پاس ادب کو سون پھرا ہون دور دور — تا نہ آئے سایۂ دیوار دلبر زیر پا
نہ ق اپنا آسیا سا عمر گردش مین ہے — ہے لکھا شاید مرا خط مقدر زیر پا

عالی تخلص مرزا عالی بخت بہادر نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا اعز الدین ثابت و عبد الرحمن خان احسان

حاضر ہوا جو یار تو قسمت کا پھیر دیکھ — سد وم وہ کمر ہوئی غائب وہان ہوا
آب دم شمشیر کا کسکے ہے بیان ذکر — پانی جو بھر آیا ہے لب زخم جگر مین

عالی تخلص شاہ ابو المعالی مغفور خلف حضرت شاہ اجمل اجل صاحب دائرہ الہ آباد ہر دو زبان فارسی و ریختہ مین شعر کہتے تھے

نور تجلی یہ نہین موسی طور پہ ایسا جلوہ کہان ہے — آکے ہمارے نور نظر نے پردے مین دکھلائین آنکھین
خانہ خراب ہوا اس چاہت کا دن کیونکر ہین خواب ہے تجکو — آنکھ لگی اک پل نہ ہماری جب سے تونے لگائین آنکھین

عالی جاہ خلف ارشد نظام الملک کا تخلص ہے نام انکا معلوم نہ ہوا

رات دن اشک سے آنکھون مین تری رہتی ہے — شاخ نرگس اسی پانی سے ہری رہتی ہے

عبادت تخلص مرزا عابد علی بیگ ولد مرزا بخش اللہ بیگ لکھنوی شاگرد امانت

کرتے ہین خون مرادہ حنائی دکھا کے ہاتھ — ہین قہر کے ستم کے غضب کے بلا کے ہاتھ
مشک ختن کہا تری زلفون کو کر معاف — ڈرتا ہون پانون باندھ نہ مجھہ نچلا کے ہاتھ

عباس تخلص میر عباس تھانہ دار لکھنئو ولد میر امام الدین لکھنوی شاگرد وزیر صاحب دیوان گزرے

اوتارے قبر مین مجکو اگر وہ رشک چمن — خوشی سے پھولی سمائی نہ میرے مزار مین روح
محتاج ہین غنی بھی فقیر دن کی طرح سے — پھیلے ہین تیرے سامنے شاہ و گدا سکے ہاتھ
تصویر نے جو میری کیا چاک پیرہن — بہزاد سشر مسار ہوا کیا بنا کے ہاتھ

عبد تخلص عبد اللہ دکھنی مصنف مثنوی در المجالس معاصر سودا و میر

کہون مین کس سے یہ دکھ یار کی جدائی کا — دوا پذیر نہین درد آشنائی کا

عید تخلص غلام ربانی ہوگلوی اندنون کلکتے مین سکونت اختیار کی ہے راقم کو ملاقاتی ہین

شوخی رنگ حنا مین یہ اثر ہوتا نہین | خون عاشق سے وہ پنجۂ رشک مرجان ہو گیا
خنجر خونخوار قاتل سے ہم آغوشی ہوئی | کیا مبارک ہمکو ماہ عید قربان ہو گیا

عبرت تخلص میر ضیاء الدین باشندۂ دہلی مقیم رام پور شاگرد نواب محبت خان پہلوشاہ کی مثنوی قریب نصف کے انکی تالیف سے نظر آئی صاحب دیوان گزرے

بیتاب کوئی تھے نہین سیماب کے مانند | پر وہ بھی نہین اس دلِ بیتاب کے مانند
مین مثل کتان چاک کرون جامۂ تن کو | آ جائے جو سر بام تو مہتاب کے مانند

عبرت تخلص نواب حسن علی خان لکھنوی عرف بڑے مرزا خلف نواب محمد علی خان بن شجاع الدولہ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

تکیے مین جو فن مین ہون وہ ہے کوئی یارینہ | سیرا الگ مزار جدا ہے مزار دل
گرد کدورت آئینہ رو کی مٹی نہ ہاے | ہر چند آب گریہ سے دھویا غبار دل

عبرت تخلص دولت رام خلف رائے ہیرا لال کایتھ باشندۂ دہلی شاگرد شیخ ابراہیم ذوق

رو سیاہی گو اٹھائی عشق مین ہم نے بہت | لیک مانندِ نگین نام اپنا روشن ہو گیا
ہر دم صبا سے ہے طلب بوئے زلف یار | لڑتے ہین بات بات مین الجھ ہوا سے ہم

عبری تخلص اسحاق یہودی کلکتہ مین رہتے ہین راقم کے ملاقاتیون مین ہین

اشک مے شیشۂ جگر چشم ہے پیمانہ بنے | دیکھیے اب ہمہ تن غیرت میخانہ ہوا

عرش تخلص میر حسن عسکری عرف میر کلو ولد میر محمد تقی میر باشندۂ لکھنؤ پہلے زار تخلص کرتے تھے مشہور ہے کہ انہون نے سرقہ کے بہت سے مضامین ناسخ کے دیوان سے نکالے ہین صاحب دیوان ہین صاحب سراپا سخن محسن علی محسن شاگرد خواجہ وزیر شاگرد ناسخ نے انکو ناسخ کا شاگرد لکھا ہے حالانکہ انکو ناسخ کی شاگردی سے انکار ہے

ٹکڑے ہوتا ہے سر شوریدہ اپنا سنگ سے | بندھتی ہین دستار کی جا پٹیان بالائے سر
حیران ہے چشم جوہر شمشیر دو دش پہ | تلوار ہے کھنچی ہوئی تصویر دو دش پر

کیا وصف قمرہ کرتے ہین تاثیر گلے مین
اڑجاتے ہین کانٹے وہ تقریر گلے مین

گلگیر نے کاٹ کر سر شمع
پروانے سے شب چلی کٹی کی

دنیا مین فکر زیان ہے عدم مین عذاب ہے
ہر طرح سے غریب کی مٹی خراب ہے

عرشی تخلص منشی عبد الحی ولد منشی رسول بخش مرحوم باشندۂ کاکوری اشعار اردو فارسی انکے نہایت مرغوب و مطبوع ہوتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرے کے واسطے دیے تھے

عذر قتل بیگنہ فرمائین کیا
شرم آتی ہے انھین شرمائین کیا

زخم خندان کا تو رونا ہی رہا
چارہ گر ہم کو ہم ہنسوائین کیا

ایک عکس روئے رنگین سو بہار
پھول تیرے ہاتھ مین کمھلائین کیا

غیر عاشق محفل دشمن نہین
بیجا مانا لحد پر آئین کیا

شکایت یون تو لاکھون ہین جفا کی
دوا کیا ہے ستمگر تیری کیا کی

مجھے یاد آگئی صبح شب وصل
بہت کچھ دھوم سنتے روز جزا کی

مرے ناخن کو زخم دل سے ہے ربط
عدو کھولین گرہ بند قبا کی

نگاہ ناز و دشمن وائے قسمت
غضب ہو اٹھی تجبری ہم پہ بلا کی

تبسم سے تمھارے بلبلون مین
ہنسی ہونے لگی آخر چمن کی

فراست طبعی ہے سودائیون کی
مجھے کیسی وحشت رہی عاقلون سے

عرفان تخلص مولوی سید عرفان علی خلف سید قربان علی متوطن بریلی مقیم شمس آباد

نہ کیون سرسبز ہو دل مین ہماری تخم الفت کا
نہال شوق سینچا ہے آب چشم گریان سے

عرفان تخلص میر عباس دہلوی بڑے تواریخ دان تھے

تیر برسانے جو وہ ابرو کمان بالائے سر
ہو سپر داغ جنون شاید بیابان بالائے سر

یہ خال نہین ابروئے دلدار کے نیچے
زنگی کو چھپا لائی ہے تلوار کے نیچے

لب جانان کی جنبش صاف اعجاز مسیحا ہے
دہان تنگ اوسکا غنچۂ تصویر گویا ہے

صفائے تن سے یہ عالم ہے شبخوابی دوپٹے کا
کہ جسکے رنگ سے یہ چادر مہتاب میلی ہے

عروج تخلص احمد حسن خان خلف منشی محمد حسن خان شاگرد رشک وطن انکا قصبہ امیٹھی مسکن کانپور

بیٹھا جو شب وصل مین سینے سے تمھارے — کیا پھوٹ کے رویا یہ پھپھولا مرے دل کا
کیون تولتے ہو تم خلش داغ محبت — اتنا بھی تو چھوٹا نہین کانٹا مرے دل کا
لو نام خدا شعر بھی کرنے لگے موزون — اب اور بھی پہلو نہ بچے گا مرے دل کا
راز اشارون مین ہی سمجھاتی ہین کیا کیا آنکھین — لب تقریر مین اوس شوخ کی گویا آنکھین

عزت تخلص نواب نیاز علی خان باشندۂ دکھن شاگرد حافظ ضیغم کلکتہ مین رہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین

حسن دو روزہ پہ نازان ہو عبث اے گل تر — ایک دن ہوگی خزان تیری بہار آئی ہے

عزلت تخلص سید عبد الولی خلف شاہ سعد اللہ سورتی بڑے فاضل تھے دہلی ودکھن کی سیر کی تھی عالمگیر بادشاہ انسے بہت اعتقاد رکھتا تھا اور علی وردی خان مہابت جنگ کے مرنے کے بعد یہ حیدر آباد کو گئے تھے صاحب دیوان گزرے

بجز رفاقت تنہائی آسرا نہ رہا — سوائے بیکسی کوئی بھی اب مرا نہ رہا
بہار آئی چمن مین غل ہے بلبل کے صفیرونکا — صدا ہے ہر گلی مین شور زنجیر اب اسیرونکا
پھر آئی فصل گل اے یار دیکھیے کیا ہو — جنون کا دل مین چھپا خار دیکھیے کیا ہو
شانہ اوس لٹ مین پھرتے پیچ کھاتا تھا — بات کہتے ہی شب وصل چلی جاتی ہے
تجھ پر فدا ہین سارے حسن وجمال والے — کیا خط وخال والے کیا صاف گال والے
تنہا جو مین چلا طرف وادیٔ جنون — زنجیر پاؤن پڑ کے مرے ساتھ ہو گئی

عزیز تخلص بھکاری لال دہلوی شاگرد خواجہ میر درد متوفی گیارہ سو چھیاسی ہجری مین الہ آباد مین تھے

ایسا ہے لعل لب کا ترے یار رنگ سرخ — یاقوت جسکے آگے لگے ایک سنگ سرخ
کرے نہ یار اگر دل کو صاف کینے سے — عزیز موت بھلی پھر تو ایسے جینے سے
ملین کیونکر بھلا اوس شوخ طفل لاابالی سے — کہ سوتے سوتے جو چونکے ہے تصویر نہالی سے

جو دیکھا وہ لٹتا ہے دم سے تیر ہوائی | جو سانس کہ چلتی ہے سو برچھی کی انی ہے

عزیز تخلص عزیز اللہ دکھنی شعرائے قدیم سے ہین

ایسے بید رو سے کیون دل کو لگایا ہم نے | عشق مین جسکے کبھو چین نہ پایا ہم نے

عزیز تخلص شیو ناتھ صاحب دہلوی

لیا دل اک نگہ مین دلربائی اسکو کہتے ہین | کیا بیگانہ سب سے آشنائی اسکو کہتے ہین

عزیز تخلص نواب عبد العزیز خان خلف نواب محمد سعادت یار خان نبیرۂ حافظ الملک حافظ رحمت خان بہادر والی روہیلکھنڈ عدالت دیوانی فرخ آباد مین وکالت کرتے ہین شعر خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

نظارۂ جمال سے سرشار ہو گیا | مجھکو شراب شربت دیدار ہو گیا

فرقت مین جان بھی نہ بدن سے نکل سکی | یہ سہل کام ضعف سے دشوار ہو گیا

نام رکھینگے وہ ہم لینگے اگر نام جفا | بات شکوہ کی کہینگے تو شکایت ہو گی

آمد یار سے خوش ہے دل ناتجربہ کار | نہین واقف کہ قیامت دم رخصت ہو گی

کرین سوال نکیرین کسی سے بعد فنا | بدن مزار مین ہے روح کوی یار مین ہے

عجب فریب سے گذری ہے میکشون کی عزیز | پیالہ ہاتھ مین مینا سے کنار مین ہے

عزیز تخلص لالہ دیبی پرشاد بن لالہ کشن لال باشندۂ شاہجہان پور مقیم فتحگڈھ

آتا ہے یہی شام جدائی مین اپنے کام | ہر داغ دل چراغ ہے شبہاے تار کا

عزیز تخلص راجہ یوسف علی خان رسالہ دار مخاطب بہ اعتماد الدولہ ولد غلام رضا خان ہمشیرہ زادہ سعید الدولہ علی محمد خان شاہزادہ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے تھے وطن انکا دہلی مولد و مسکن لکھنؤ صاحب سراپا سخن نے انکو مولوی محمد بخش شہید کا شاگرد لکھا ہے لیکن انھون نے راقم سے آتش کا شاگرد رہنا بیان کیا تھا واللہ اعلم بالصدق والصواب

بعد رسوائیون کے یار نے پوچھا تو کیا | ساری دنیا سے برا ہو کے مین اچھا ٹھہرا

کیلی وضعون کا پھر دم بھرے مگر پہلے
کرے ہمارا سا پیدا دل و جگر رگ سنگ

جوانی سخت دلونکے منہ سے قالی ہنچے
بہار مین بھی نہ ہو زیر نیشتر رگ سنگ

شرگانون پہ بن جاتے ہین گل لخت دل آکر
پلکون کو بنا دیتی ہے پھولون کی چھڑی آکر

باغ مین فصل بہار آئی خوشی ہے تو یہ ہے
عاشق گل ہون تمنا جو مری ہے تو یہ ہے

دن مین سو مرتبہ بے وجہ رلا دیتے ہین
اور تو کچھ نہین بس انکو ہنسی ہے تو یہ ہے

سیر گردون تجھے دکھلائے وہ ملکی بستی
آزمانے فلک پیر مری ہے تو یہ ہے

مرتے ہین تنگ دہان پہ کسی گلرو کے
کیا بتائین سبب کم سخنی ہے تو یہ ہے

کاندھا دینا ہے پڑا لاشہ عاشق کو ضرور
پہلی آفت مرے نادان پہ پڑی ہو تو یہ ہے

حشر ہو جائے لپٹ جائے بلا سے دنیا
تم کسی طرح سے آجاؤ اجی ہو تو یہ ہے

عزیز تخلص منشی عبد العزیز رائٹر بلحتہ آفیس شہر کلکتہ ولد منشی کرامت اللہ شاگرد مولوی عصمت اللہ انسخ وطن انکا جسر مولد و مسکن و جاے تربیت کلکتہ طبیعت انکی شعرگوئی سے بنایت مناسب ہے شعر اچھا کہتے ہین عرصہ قلیل سے شعرگوئی شروع کی ہے صاحب دیوان ہین

پیا ہے جسنے پانی یار کے چاہ زنخدان کا
خضر ہوئے وہ کب محتاج تیرہ آب حیوان کا

نہین ہے خط منہ آرا نشین رشمسرویون کی
سمندر آب ہے پروانہ چراغ مہر تابان کا

گمان شمع میرے خون کے خوار سے پہ ہوتا ہے
بنے پروانہ ہر جوہر تری شمشیر بران کا

دل مقید ہو گیا زنجیر زلف یار کا
طوق گردن مین پڑا ہے ابرو خمدار کا

دونون رخسارون کا تیرے نور جیسے ماہ و شمس
ماہ کامل ایک ہے مہر منور دوسرا

اوس شوخ پر جفا کسی کا جو آسے دل
صدمے ہزار اکر جہائین اوٹھائے دل

چاہ غم مین دل ڈبو بیٹھے ہین ہم
زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے ہین ہم

یا رب کبھی تو ہجر کی راتین یہ کس طرح
پہلو مین جلوہ گر جو وہ رشک قمر نہین

ذرہ افشان نہین ہین زلف عنبر فام مین
تارے چمکے ہین مقرر یہ سواد شام مین

وہ شوخ فتنہ خواہ اٹھے چہرے سے نقاب اجی
ستم ہو قہر ہو محشر بپا ہو اور قیامت ہو

رہون مین سایۂ داماں پاک لطف احمد مین
سوا نیزے پہ جس دن یا خدا مہر قیامت ہو

زلف سیہ نہ روے مصفا پہ چھوڑیے
شام خزان نہ کیجیے صبح بہار کو

کرتے ہین یون مریض محبت کا وہ علاج
دیتے ہین زہر گھول کے مجھکو دوا کے ساتھ

شمع پروانہ نہ کیونکر رشک سے ہم جل بجھین
حیف وہ مہر چراغ خانۂ بیگانہ ہے

خواب مین ہمکنار دلبر تھا
مجھکو ہے سخت گلہ جگا دیا کس نے

تعجب سب کو ہے اس فکر مین سارا زمانا ہے
یہ خاور مین ہے یا کہ اون زلفون مین شانا ہے

وہ گنج حسن آیا ہے عزیز اب اپنے قبضے مین
مرے پیش نظر کیا مال قارون کا خزانا ہے

آج سر خنجر بران سے جدا ہوتا ہے
مجھ پہ قاتل کا جو حق تھا وہ ادا ہوتا ہے

عزیز تخلص مولوی محمد عبد العزیز خلف مولوی امام بخش صہبائی مرحوم مقیم دہلی

نہین ہے رحم و مروت جو تجھ مین خیرہ ہو
ذرا خدا ہی کا کچھ تیرے دل مین ڈر ہوتا

خدا نخواستہ گیا اوس سے ہمکو تھا انکار
عزیز کعبہ اگر کوچۂ بتان ہوتا

یک قلم کیونکہ تمنا کو مٹا دون ظالم
اک خدا ٹھہر گیا مین کوئی بندا نہ ہوا

کج فہمیون سے خلق کے دیکھا کہ کیا ہوا
منصور کو حریف نہ ہونا تھا راز کا

ہم عاصیون کا بار گنہ سے جھکے ہے سر
اور خلق کو گمان ہے ہم پر نماز کا

وہ نہین لطف وہ وفا ہی نہین
تو تو گویا کہ آشنا ہی نہین

تیری اس شوخی رفتار سے نکلی یاری
خاک ہو کر جو تھی اک دل مین تمنا باقی

عزیز تخلص مرزا عزیز الدین شاگرد عبد الرحمن خان احسان شاہ عالم بادشاہ کی اولاد مین تھے

تو جو تیغہ کو ادھر قاتل اوٹھا کر رہ گیا
مین ادھر حسرت سے سر اپنا جھکا کر رہ گیا

مین یہ حیران ہون عزیز واہ یہ کیا ہو گیا
بیٹھے بیٹھے عشق کا آزار کیسا ہو گیا

عزیز تخلص مولوی عزیز الدین باشندۂ فرید آباد دلی مین نشو نما پائی تھی

سمجھتے تھے کبھی گھر کو ترے گھر اپنا
باگزار نہین ہوتا ترے در پر اپنا

عالم مین اسے عزیز نسیم و صبا کے ہاتھ
کیا کیا اوڑی نہ خاک ہمارے غبار کی

عزیز تخلص نواب یوسف علی خان

اب خاک کو گر خون سے کرون ربط و عشق	وہ دل نہین وہ داغ نہین وہ جگر نہین
سنئے تو رفو کی جا ہے نہ مرہم کا ہے مقام	کوئی علاج زخم دل اسے بخیہ گر نہین

عزیز تخلص مہاراج سنگھ قوم کایتھ باشندۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر دہلوی انھون نے دیوان نصیر دہلوی کو جمع کیا ہے

جام مے گلرنگ سے واقف نہین ساقی	غنچہ کی طرح پیتے ہین خون جگر اپنا
پہلے ہی کشتہ تھے ہم اوس نرگس مخمور کے	بس یہ کافر اور یہ سرمہ کا دنبالہ بنا
لیتے نقد دل کبھی جو ایک بوسے بھی نہ دے	اے عزیز اوس مفت بر سے کس طرح سودا بنے

عزیز تخلص مرزا یوسف علی خان باشندۂ بنارس شاگرد مرزا نوشہ غالب دہلی کے اسکول مین معلم ہین اپ سے دہلی مین ملاقات ہوئی تھی انیس و دبیر کے مرثیون مین بہت سی غلطیان نکالی ہین اور اونکے بہت سے مرثیون کا جواب لکھا ہے

بدطالعی سے نیک نہو گا مآل کار	بگڑے ہے مین کوئی کام بنایا نہ جائے گا
ناصح کی ناتوانی مین ہم سے کیا کرین	سر اونکے آستان سے اوٹھایا نہ جائیگا
ہم یہ کہ اپنی مرگ کو تم بن طلب کرین	تم وہ کہ ہمکو تم سے بلایا نہ جائے گا

عزیز تخلص شیخ محمد علی ولد شیخ عاشور علی حضرت سلیم چشتی کی اولاد مین تھے

گردش نے جام چشم کے بدمست کر دیا	ساقی ہمارے پاس سے مینا اوٹھائیو

عسس تخلص بدر الدین دہلوی انکا سارا کلام اسی انداز کا ہے

کیون بے اوتے چلا تھا کیا یہ جھگڑا رات کو	کسلیے آیا تھا تیرے گھر وہ کمذات کو

عسکر تخلص عسکر علی خان بنگالی

رو دئے روتے نرا نام کو تم چشمون مین	آبرو کیونکہ رہے گی مری ہم چشمون مین

عسکری محمد حسن کہین برادر و شاگرد نادر حسین ہاشمی مقیم کالپی

چھوٹا نہ عسکری کبھی دل اوسکے دام سے	زلف اوسکی اک نمونہ ہے قید فرنگ کا
بیٹھے ہین چپ کچھ آپ کا ہمین ضرر نہین	نالہ نہین فغان نہین کچھ شور و شر نہین

عسکری نے لی جنون مین جانب دبیر کی راہ
ایسے مطلب کی نہ سوجھے گی کسی ہشیار کو

آمد گل سے طرب ساز صبا پھرتی ہے
بلبلو مژدہ کہ گلشن کی ہوا پھرتی ہے

عشاق تخلص ایک ہندو شاعر قدیم کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

سبز خط سے اور ہوا حسن یار کا
آخر خزاں نے کچھ نہ اوکھاڑا بہار کا

عشرت تخلص میر غلام علی باشندۂ بریلی شاگرد مرزا علی لطف انھون نے پدماوت کی مثنوی کو جو عبرت سے رنگی تھی ۱۲۱۱ بارہ سو گیارہ ہجری مین باتمام پہونچایا صاحب دیوان گزرے

بساں جام خالی چھوڑ دو اوان چشم پر خون کو
نہ دیکھون گر صراحی دار اوس مخمور کی گردن

غیرون سے ہنسا وہ جو مرے سامنے عشرت
کچھ بس نہ چلا دیدہ سے آنسو نکل آئے

شب وصال مین دل پر قلق ابھی سے ہے
سحر ہے دور مرا رنگ فق ابھی سے ہے

ہنوز دفن ہوا بھی نہین ترا بسمل
کہ زلزلہ مین زمین کا طبق ابھی سے ہے

عشرت تخلص مرزا اکبر علی لکھنوی صاحب دیوان ہین

لخت دل کو ملکے تلووں سے کہ قاتل نے یون
لعل کا پیدا ہوا ہے اپنے معدن زیر پا

عشرت تخلص مرزا کلن دہلوی خلف مرزا حیدر شکوہ والا و شاگرد مرزا پیاری رفعت

خاک ہونا بھی ہوا حق مین ہمارے کیمیا
ورنہ دامن تک پہونچنا اوس فلک دشوار تھا

کر دیا آسان بس تیری نگاہ قہر نے
ورنہ مرنا سخت جانی سے بہت دشوار تھا

تن سے بھی اوتر کر نہ گرا پاؤن پر اوسکے
کیا کیجئے قسمت ہی بری ہے مرے سر کی

عشق تخلص حضرت شاہ رکن الدین دہلوی عرف شاہ گھسیٹا نبیرۂ شاہ فرہاد معاصر سودا عظیم آباد مین سکونت اختیار کی تھی صاحب کمال تھے صاحب دیوان گزرے

تیر کے نام پر تڑپتا ہے
اسطرح کا کہین جگر دیکھا

دیدہ و دل جو کرکے وا دیکھا
حرم و دیر مین خدا دیکھا

اوسکے دامن تک نہ پہونچے ہم
خاک مین آپ کو ملا دیکھا

دشت تجھکو قسم ہے مجنون کی
عشق سا بھی برہنہ پا دیکھا

خانمان کرچکا ہون مین برباد — تو بھی وہ میرے گھر نہین آیا

مہربانی کر تو عیب نہین — کام تو اب پیام سے گزرا

ہمنے تو خاک بھی دیکھا نہ اثر رونے مین — عمر کیون کھوتے ہو اے دیدۂ تر رو رو کر

کیا کیا حیف نہین ظالم ہم نے تری سعی مین — لیکن شکایتون سے لب آشنا نہین ہے

عشق تخلص شاہ غلام علی خلف شاد لعلخان متوطن مئو مقیم فرخ آباد

عشق تم نے تو بت عشق مین غوطہ کہا سے — کہین ڈوبے کہین اوچھلے کہین جا کر نکلے

عشق تخلص میر محمد علی حیدرآبادی

بسان مردمک چشم جو ہین اہل نظر — قدم کو رکھتے ہین کب اپنے گھر سے باہر

جو صاف طبع ہین وہ ہرزہ گرد کب ہونگے — کہین جگہ سے بھی جنبش کرے ہے آب گہر

عشق تخلص حکیم عزت اللہ خان دہلوی خلف حکیم میر قدرت اللہ خان قاسم شاگرد حکیم ثناء اللہ خان فراق صاحب دیوان گزرے

نہ پوچھو ضعف سے تار نگہ مین اے مردم — ہر ایک اشک کا مشکا ہے ہم کو سومن کا

ترا اے صانع تقدیر ہم نے کیا بگاڑا تھا — کہ اوس نازک بدن کا دل بنایا سنگ خارا سا

لیا جو ایک مین بوسہ تو کیا اے یار ہوا — خفا نہ ہو ترے صدقے گیا نثار ہوا

زنجیر پا دست سبز داغ بدل ہاے — اے شوخ یہ ہے تیرے گنہگار کی صورت

کیونکر آوے نہ مجھے اب کمر یار پسند — فکر باریک ہے اور معنی دشوار پسند

چشم پر خون مین ہے لخت دل بیتاب ہنوز — ایک جا جمع ہین یہان آتش و سیماب ہنوز

دل بیشمار تو نے چرائے ہین زلف یار — لیوینگے بال بال کا تجھسے حساب ہم

سبز خط کی دل سے الفت ہم اوٹھا سکتے نہین — جو خدا نے لکھدیا اوسکو مٹا سکتے نہین

تم غیر کے گھر بیٹھ کے دل شاد کروگے — ہم کون ہین صاحب کہ ہمین یاد کروگے

عشق تخلص شیخ غلام محی الدین ساکن میرٹھ مبتلا بھی تخلص کرتے تھے صاحب دیوان گزرے

پھر اگئین سینہ اپنی تو آئینہ دار چشم — قسمت مین کسکی ہے ترا دیدار دیکھنا

وان بر سر فنا وہین رندان بادہ نوش — اے محتسب نہ جائیو میخانہ کی طرف

تجھے اے کافر بدکیش ظالم کچھ نہ رحم آیا	ستمگر نامسلمان سنگدل سب کچھ کہا ہمنے
دل کا تختہ ہے مرا یون گل کاغذ کا چمن	یہان بہار ایک ہی چھینٹے مین خزان ہوتی ہے

عشق تخلص سید حسین مرزا مرثیہ گو عرف آغا سید خلف و شاگرد محمد مرزا انس باشندۂ لکھنؤ صاحب دیوان ہین

آرزو ہے کہ ترے تیغ کا چلنا دیکھین	داغ سودا ہوئے ہین چشم تمنا سر پر
تڑپ رہا ہے دل بیقرار پہلو مین	کہ برق کوندتی ہے بار بار پہلو مین

عشق تخلص آغا رضا ولد مرزا احمد علی لکھنوی شاگرد آتش

انگوٹھے یون لگا ہوا ہوس گاہبدن کے پاؤن	جسطرح کعبہ پوجتے ہین برہمن کے پاؤن

عشقی تخلص ایک شخص مرادآبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

کوئی پوچھے گلبدن کو نئی سرو روان ہے	دیکھا تو یہان ایک نہ ایک آفت جان ہے

عشقی تخلص شیخ الہی بخش ولد شیخ محمد بخش باشندۂ کانپور شاگرد رشک

بال بھورے نہین اے جان تمہارے سر پر	آتش حسن جبین سے کہ ہین شرارے سر پر
وحشی چشم سیہ جا نکلے صحرا کو اگر	ہرن آنکھون پہ جگہ دینگے بیچارے سر پر
عشقی کی تم کہن مانیئے اسمین برائی کیا	اچھا نہین داغ یہ اچھا نہین داغ
جس نے دیکھا صورت سنبل پریشان ہوگیا	اوڑ گئی جمعیت دل واہ رے تاثیر زلف

عصمت تخلص امجد علی خان ریختی گو خلف حسین علی خان باشندۂ لکھنؤ شاگرد محمد علیخان

للہ الحمد ہوا مر کے عزیز دلہا	دوش احباب پہ جاتا ہے جنازہ میرا

عطا تخلص محمد عطا حسین صاحب شہیدی کا ایک مثنوی انسے یادگار ہے

لب سے نکلے نہ کیون سخن شیرین	منہ مین اوسکے زبان سرہا کی ہے
ہنس رہے ہین کھڑے جو تربت پر	اونہین پر ہمنے جان فدا کی ہے

عطش تخلص شیخ احمد جان ولد شیخ محمد بخش باشندۂ ڈھاکہ شاگرد میر امیر علی آشنا و غلام حیدر مجیب راقم سے ملاقاتی ہین

ذ... اوج کی گردش ... پستی دکھائی ...	رہا زیر فلک جو کوئی بالائے زمین آیا

پھونک دی ہی ٹھنڈی آہون نے سراپا تن مین آگ
لگ گئی دود چراغ کشتہ سے دامن مین آگ

بڑھاتا ہے فلک ادنی کو اعلی کو گھٹاتا ہے
ترقی ہے مہ نو کو تنزل ماہ کامل کو

کہان آسودگی دل کو ہوئی دیدار قاتل سے
دہان زخم مرنے پر بھی وا ہین چشم بسمل سے

جھک گیا ہون ضعف سے آوارہ ہی آتا تیر ہے
اے عطش بے پر ہے جو اپنی کمان کا تیر ہے

کہتے ہے موج بحر عطش زور شور سے
پنہان ہر اک حباب کے دریا بغل مین ہے

عریان ہے تیغ دیکھیے کسکی کھلین نصیب
وہ کہنیون تک آستین اپنی چڑھا چلے

عظمت تخلص میر عظمت اللہ باشندۂ بریلی خلف میر عزت اللہ جذب شاگرد مومن خان اپنے والد ماجد کے ساتھ بہت سے ملکون کی سیاحت کرکے دہلی مین سکونت اختیار کی تھی

نام عظمت ہے نہ شوکت نہ شکوہ
کیا ہی اس نام سے گھبراتا ہون

عظیم تخلص مرزا عظیم بیگ متوطن توران باشندۂ دہلی شاگرد حاتم و سودا ۱۲۲۱ بارہ سو اکیس ہجری مین رحلت کی صاحب دیوان گزرے

گل چشم خونفشان سے گلزار پیرہن تھا
دامن کا تھا جو تختہ اک تختۂ چمن تھا

شب جو بزم خوبرویان مین ہوا اوس کا گذر
جون چراغ خانۂ مفلس ہر اک خاموش تھا

تقریر سرگذشت نہ پوچھو کہ خامہ وار
آتا ہے گریہ ہر سر حرف بیان پر

فوارسان بلند ہے جنکا کہ حوصلہ
دریا دلون کو بارے ہین تنگی مین دھار پر

بھڑکا ہے دیا آہ نے دامان شفق کو
اے چرخ سنبھلنا کہ لگی متصل آتش

روشن دلون کو کور سوادون سے ہو نہ ربط
کیا آئنہ کو دیدۂ تصویر سے غرض

حاجت شرح و بیان رکھتے نہین مرد روشن ضمیر
واقف ہر نیک و بد ہے گو ہے خاموش آئنہ

مین کیونکہ تجھسے کہون حال دل کہ شل تفنگ
صدا نکلنے کے آگے دہن مین آگ لگی

سرخ یہ تکمہ ہے یارب یا ستارۂ آتشین
یا کسی عاشق کا خون اوسکے گریبان گیر ہے

کس نگاہ مست کا زخمی ہون یارب مین کہ اب
جاے خون ہر زخم سے جاری شراب ناب ہے

جلتی ہے شرح سوز سے میرے زبان کلک
ہر دم لی ہے لی جو سیاہی دوات سے

عظیم تخلص مرزا علی

تجھسا کوئی دنیا مین جفا کار نہین ہے ۔ بیرحم و جفا پیشہ و خونخوار نہین ہے

تحفہ تخلص ایک شخص کا ہے جسکا حال معلوم نہ ہوا

غنچہ تنگ مین نہین آ سہے تجھ جلوۂ یار ۔ جب کہ ہم دل مین عظیم اپنے نظر کرتے مین

تحقیق تخلص مرزا اوبریہہ معرف آغا مرزا ابن مرزا احمد علی بیگ باشندۂ فرخ آباد

غصہ ایسا اوسکے منکر مرے فریاد آیا ۔ اک تجھری لیکے وہین ذبح کو جلاد آیا

علوی تخلص مولوی عبد اللہ خان مرحوم دہلوی مصنف انشاے صغیر بلبل وحکت نامہ علوی وغیرہ کتب کثیرہ نظم و نثر شمس آباد مین ۱۲۶۳ بارہ سو ترسٹھ ہجری مین انتقال کیا زبان فارسی مین کمال رکھتے تھے احیاناً کبھی اردو شعر کہتے تھے

مضمون کا فکر کیا کرین اوسکے سخن مین ہم ۔ گم ہین خیال تنگی کنج دہن مین ہم
کیا دم تھا کل جو دے گئی یارب نسیم صبح ۔ غنچہ کی طرح پھول گئے پیرہن مین ہم
دل غم سے تنگ سینہ سراپا الم سے خون ۔ لائے ہین بخت غنچہ مگر اس چمن مین ہم

علی تخلص مرزا علی قلی دہلوی شاگرد سرب سنگہ دیوانہ صاحب دیوان گذرے

جدائی مین تری ہم کیا کہین کسطرح جلتے ہین ۔ بجائے مو بدن سے آگ کے شعلے نکلتے ہین

علی تخلص علی محمد خان وطن انکا افغانستان مولد و مسکن مراد آباد

دہیان مین لائے ہین جب اوسکی نسیلی گات ہم ۔ مارتے ہین تب وہین چھاتی پہ دونون ہات ہم

علی تخلص مرزا محمد علی خان ولد مرزا احمد بیگ معروف مرزا جان ملیان دہلوی انکا مولد وجاے تربیت کلکتہ اپنے والد ماجد سے کسب سخن کیا تھا لیکن لکھنو مین جاکر خواجہ وزیر وزیر سے بھی دو چار غزلون مین اصلاح لی تھی راقم کو دوستون مین مین ۱۲۸۶ بارہ سو چھیاسی ہجری مین مدینۂ منورہ کو ہجرت کر گئے شعر اچھا کہتے ہین صاحب دیوان ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

ناکامی ہی باعث ہے مری ناموری کا ۔ پیدا وہ ہنر مین نے کیا بے ہنری کا
شدت نہ ہو وحشت کی اگر دیکھ لین تجھ کو ۔ پردہ ترا باعث ہے صنم پردہ دری کا
شیوۂ مہر کبھی عادت یار نہین ۔ اس سے امید وفا جز طمع خام نہین

رکھتے گر نہیں اللہ کو عاشق کی پسند — جاری دیوانوں پہ کیوں شرع کے احکام نہیں
تجھے غنیمت علی آدمی موجود کو — دل سے کرے دو گھڑی صحبت کو اور دیوانہ
تو مجھ سے صاف ہے تو مرا دل بھی آئینہ — لے دیکھ آئینہ کے مقابل ہے آئینہ
کیونکر نہ اکتساب ہو قلب ماہیت — دیکھو جلا سے ہوتی ہی سیل ہے آئینہ
خاک پاے بتان سیمین تن — کم نہیں ہے الوپ انجن سے
تلاطم مین ہمیشہ کشتی عمر رواں دیکھی — حباب سے ہے قلزم طوفان کنار گور ساحل
زمانہ وہ گیا گزرا نہ وہ تم ہو نہ وہ ہم ہین — نہ وہ سن ہے نہ وہ دن ہے نہ اب طاقت ہے کل کی
اے علی کیون نہ ہو امید قوی بخشش کی — کرنے اپنا کریم اور خدا عادل ہے

علی تخلص حکیم حیدر علی ولد حکیم میر قربان علی باشندہ ڈھاکہ شاگرد راقم بڑے ذہین تھے اسنے ایک چھوٹا سا رسالہ موضحات معانی لکھے یہ شعر ان مین یادگار ہے

دم توڑتے ہین اپنا شب ہجر مین ہمدم — یہ رہ رہ سے جو دھیان آتا ہوا وسکا تسکین کا
کر لیتے ہین تکلیف بھی غربت کی گوارا — یاد آتا ہے جو ظلم ہمین اہل وطن کا
کیونکر نہ علی طفل کو ہو پیاس مین تسکین — شیرین ہے عسل سے بھی لعاب اوسکی دہن کا

علی تخلص میر ولایت علی مرتبہ گوین میر قربان باشندہ فرخ آباد

زلف پیچان اون کی بل کھاتی رہی — عاشقوں پہ اک بلا لاتی رہی

علی تخلص مولوی امانت علی بیشتر فارسی کہتے تھے مدتون سیاحت کی تھی

یون تو سب کچھ لکھا پڑھا تھا دل سے — ہم ترے عشق مین پڑے بھلا بیٹھے

علی تخلص میر قطب علی بن میر امیر علی باشندہ دہلی شاگرد عبدالکریم سوز

آخر آخر ترے رونے سے ہوا تھا طوفان — اسکا انجام نہین دیدہ پر نم اچھا
کل تو علی کا حال بہت ہی تباہ تھا — کیا گذری آج اوسپہ خدا جانے کیا ہوا
دل تنگ کیے دیتی ہے اول تو اسیری — اور اوس پہ قفس تنگ ہے صیاد غضب ہے

علی تخلص حکیم محمد علی تاجر ولد حکیم غلام حیدر لکھنوی شاگرد جرأت راہ مدینہ منورہ مین راہی ملک عدم ہوئے

آمد آمد جو سنی تیرے نظر بازون نے | شوق مین دید کے باہر نکل آئین آنکھین

علی تخلص حافظ نواب علی بہادر رئیس باندا ولد نواب ذوالفقار الدولہ شاگرد میر [illegible] نیر صاحب دیوان و مثنوی مہر و ماہ مین

خیال زلف مین ہے رخ بیتاب مین روح | بلا مین ہے دل آشفتہ پیچ و تاب مین روح
ہمین سمجھتے ہین اس رنگ سے رخ کے ہو کو | عتاب چہرے سے ظاہر ہی پیار ہی دل مین
بغیر ابر کے برسے نہ جائیگی گرمی | رو لاؤ شوق سے مجھکو بخار ہے دل مین

علی احمد تخلص مولوی محمد علی احمد خان خلف مولوی غوث علی خان مرحوم نامی زمیندار و تاجر فیل ضلع سلہٹ راقم کے دوستون مین ہین احیانا فکر شعر کرتے ہین اور کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہین

پھر ون ہوتا نہین زانو سے خدا سر اپنا | دھیان آتا ہے جو ایجان ترے زانو کا
چین آتا نہین جو تجھکو علی احمد آج | یاد مژگان ہے کہ کانٹا ہے ترے پہلو کا
ہووے جبتک کہ نہ برباد غبار عاشق | دامن پاک صنم تک ہے رسائی مشکل

علیل تخلص شیخ نصیر الدین دہلوی

اگلی اچھے نہین ہونے کے علیل | سخت بیمار ہو ہم جانتے ہین

علیم تخلص میر فضل حسین ولد میر جعفر علی باشندۂ لکھنؤ مقیم ملیا برج شاگرد مظفر علی ہنر یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

اے مسیحا مجھے اب کون بھلا پوچھے گا | موت کو جس سے ہو پرہیز وہ بیمار ہون مین
بار عصیان سے اوٹھے گا نہ مرا سر اصلا | مجھسے تقریر بلا ہیش خدا کیا ہو گی
بیٹھے بٹھلائے لیا زلف کا سودا سر پر | اب کوئی اور بلا اسکے سوا کیا ہوگی
جان دینے کو ہون تیار تری الفت مین | اس سے ایجان جہان بھر مین وفا کیا ہوگی

علیم تخلص شیخ علیم الدین بن امام الدین باشندۂ راجگیر ضلع فرخ آباد

عمر عصیان مین کاٹی اپنی علیم | عاقبت کی ہمین خبر نہ ہوئی

عمدہ تخلص لالہ اختیار رام کشمیری برادر راجۂ دیا رام پنڈت مقیم دہلی شاگرد

انعام اللہ خان یقین

مرے تابوت پر حاجت نہین پھولون کی چادر کی	کہ میری نعش پر وہ سرو گل اندام پہنچیگا
خراب مجھکو نہ کر جان آشنا کہکر	برا کرے ہو کسو سے کوئی بھلا کہکر

عمر تخلص معتبر خان دکھنی شاگرد ولی منصب داران شاہی مین تھے

قطعہ

بس کرو زلف کو لپیٹ رکھو	کیا اسیرون کو مار ڈالوگے
ایک رسوا بہت ہے شہرت کو	جمع کر کیا اجاڑ ڈالوگے

عمر تخلص منشی ملٹن انگریزی محمد عمر خان باشندۂ جالندھر مقیم میرٹھ بیشتر فارسی کہتی ہین

ہو رسنگین دلان سے ہون مین شہید	میرا مرقد ہو سنگ مرمر کا

عنایت تخلص عنایت علی خان برادر خورد عباس علی خان بیتاب تخلص اپنے فارسی شعر امام بخش صہبائی کو اور اردو اشعار میر حسین تسکین کو دکھلاتے تھے

مین اوسکے دوش سے محفل مین لگ کے بیٹھا	تو یہ بھی دیکھکے اغیار بے حیا نہ اوٹھے

عندلیب تخلص لالہ گوبند سنگھ دہلوی مصنف نغمۂ عندلیب شاگرد امیر حسین خان بسمل ان دنون کلکتہ مین رہتے ہین نسخہ نغمۂ عندلیب نظر سے گزرا

عرش سے فرش تک فرش سے افلاک تلک	جسطرف جایے نظر جلوہ ہے اوسکا پیدا

عیار تخلص سید تراب علی باشندۂ پرگنہ الہ آباد مین منصفی کرتے تھے

سر کون ہے کہ تیغ ستم سے قلم نہین	وہ دل ہے کونسا کہ ترا جسمین غم نہین

عیاش تخلص میر یعقوب علی لکھنوی بیشتر مرثیہ کہتے تھے

خنجر بیداد کو سنگ فسان پر تیز کر	وقت قتل اتنا ترحم مجھ پہ اے خونریز کر
پیر میخانہ یہی کہتا ہے ہر اک رند کو	صحبت زاہد سے جتنا ہو سکے پرہیز کر

عیاش تخلص خیالی رام کایتھ دہلوی شاگرد نصیر

جام ہے ہاتھ مین اور شیشہ ہے زیر بغل	نہین عیاش کو اب بزم خرابات سے چھوٹ

عیاش تخلص غلام جیلانی خان فرزند غازی الدین خان بہادر شاگرد جرأت

اڈا ہے ابر زور زمین سبزہ زار ہے	ساقی جو تو ہی آئے تو کیا ہی بہار ہے
گنتا ہوں دم فراق مین تیری مرے لیئے	ہر رات تیرے ہجر کی روز شمار ہے

عیاش تخلص سید محمد جعفر شاگرد جلیل

جل گئے خاک ہوئے اپنا یہ نقشا ٹھہرا	شعلۂ طور جو اون کا رخ زیبا ٹھہرا
زہر کھاؤگے شب ہجر کہ کاٹوگے گا	ہنسکے کہدو جو ہو عیاش ارادہ ٹھہرا
کسدن ہوا نہ آگ پیام وصال پر	جھنگا ان چھٹرین نہ رخ آتشین سے کب

عیاش تخلص شیخ مدار بخش زمیندار موضع … پور ضلع الہ آباد

دن کو آتا ہے نظر وہ مہ خوبی عیاش	کہو اب کیونکر اثر نالۂ شبگیر نہین

عیاش تخلص نواب شہریار مرزا خلف نواب سلطان مرزا عرف مرزا منڈیا بوری مقیم لکھنو شاگرد میر وزیر صبا

لے چلے ہم ہوس عشرت دنیا دل مین	رہ گئی یار کے ملنے کی تمنا دل مین
کعبۂ دل کو نہ ڈھاؤ نہ یہ آفت توڑو	اے بتو کچھ تو کرو خوف خدا کا دل مین

عیاش تخلص مرزا کلب علی خان بہادر ڈپٹی کلکٹر ضلع پرتاب گڑھ بن مرزا کلب حسین خان بہادر نادر تخلص انسے لکھنؤ مین ملاقات ہوئی تھی

مردہ بنا گئی مجھے ناحق جلا کے آپ	کیا کر گئے یہ قبر کو ٹھوکر لگا کے اب
دل لے گئے مرا رخ روشن دکھا کے آپ	سب ہے ظلم جوری کرتے ہین مشعل جلا کے اب

عیان تخلص غالب علی خان فارسی بیشتر کہتے تھے

چمن مین جب کبھو مین نالہ و فریاد کرتا تھا	مری کس کس طرح سے دلبری صیاد کرتا تھا

عیان تخلص مرزا ہاشم علی ولد مرزا کاظم علی جوان مقیم کلکتہ

خوش اداؤن کے ہمیشہ ناز اوٹھایا چاہیے	جب وہ روٹھین پاؤن پڑ پڑ کے منایا چاہیے

عیش تخلص مرزا احمد عسکری خلف مرزا علی نقی شہر امین جہانگیر نگر عرف ڈھاکہ باشندۂ دہلی مقیم مرشد آباد شاگرد قدرت اللہ قدرت جس صاحب تذکرہ نے انکا تخلص عسکری لکھا ہے غلطی کی ہے

جو خوش طالع کہ شادی مرگ تیرے وصل مین ہونگے	نہین وہ روز محشر کو بھی تا مقدور اوٹھینگے

عیش تخلص خدا بخش

جب سے دیکھا ہے تمھارے چہرۂ پر نور کو — اکر تک شب تا سحر سمجھا ہون چراغ طور کو

عیش تخلص مرزا حسین رضا لکھنوی شاگرد میر سوز

وہ اگر آئے پشت بام کہین — مین بھی کر لون اوسے سلام کہین

کیا ہے یہ قطرہ قطرہ دے ساقی — ایک باری تو بھر کے جام کہین

عیش تخلص میر علی حسین لکھنوی خلف میر محمد علی سید تخلص شاگرد و داماد خواجہ وزیر

فرہاد و قیس لیلی و شیرین کو بھول جائیں — دے دون اگر مین یار کی تصویر ہاتھ مین

تیغ نگاہ ناز سے ایسے سبھی شہید — کیون آپ لے کے آئے ہین شمشیر ہاتھ مین

عیش تخلص حکیم آغا جان باشندۂ دہلی

مانا کہ ستم کرتے ہین معشوق مگر آپ — جو مجھ پہ روا رکھتے ہین ایسا نہین ہوتا

کہتا ہے کوئی شعلۂ جوالہ کوئی برق — اس دل پہ گمان لوگو کیا کیا نہین ہوتا

اک زلف کا بل ہو تو کہون سیکڑون آئینہ — پیشانی سے ابرو تلک ابرو سے کمر تک

افشائے راز عشق کے باعث تمھین تو ہو — سو بیحجابیان ہین تمھارے حجاب مین

عیش تخلص راے عزت سنگہ منشی دفتر خانہ خالصہ شریفہ باشندۂ دہلی شاگرد مولوی امام بخش صہبائی و شاہ نصیر دہلوی

رہے جب تک کہ نیچے تھا زمین پر شور محشر کا — بنی کی کیا فلک پر اب لگا و یار اونچی ہے

نہ ہو پست و بلند دہر سے غافل تو اے منعم — کہین نیچے کہین یہ راہ ناہموار اونچی ہے

عیش تخلص نواب محمد مرزا خلف شوکت الدولہ علی مرزا بہادر نیشاپوری باشندۂ لکھنؤ شاگرد میر دوست علی خلیل

ساتھ سونے کی ہے مدت سے تمنا دل مین — کہہ دیا ہنسنے مری جان جو کچھ تھا دل مین

مشک نافہ مین بھلا تل کو ترے کیا کہتا — بات سہلے ہی سمجھ لیتے ہین دانا دل مین

عیش تخلص شیخ ابو محمد فاروقی ولد شیخ نور اللہ قرابت دار قاضی امین اللہ جلجوی شاگرد رشک صاحب دیوان گزرے

ہرگز نہین ہے پاس سخن اوسکو آج کل ❊ کیا فائدہ سے دیوین جو ہم ہاتھ ہاتھ مین
ڈوبے ہین سانچے مین صانع نے تمہارے ہاتھ پاؤن ❊ ہین خوش اسلوب اوزنازک واہ وا ہاتھ پان

عیش تخلص حافظ الٰہی بخش خلف شیخ اللہ دہلوی مقیم میرٹھ شاگرد امداد حسین بلمور

خود بخود دل ہے چاک چاک اپنا ❊ عشق ہے اونکو کسکے غنچہ کا
شب فرقت شب مصیبت ہے ❊ روز ہجران ہے روز محشر کا

عیش تخلص مرزا اصغر خلف مرزا امداد حسین باشندۂ گڑھی میر نعیم خان متعلق لکھنؤ مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے راقم نے انکو کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے شعر اچھا کہتے ہین

شمع سان رکھتے ہین ہم عشق مین ای یار قدم ❊ سر بھی کٹجاسے تو ہٹتے نہین زنہار قدم
وہم عارض سے گلون کو ہین بچا کر چلتے ❊ باغ مین رکھتے ہین ہم ہونک کے ہر بار قدم
یون ترا زار ہے ہر گام پہ آہین بھرتا ❊ رکھتے ہین جیسے عصا ٹیک کے بیمار قدم
کشاکش یاد گیسو مین عیان تھی ہر رگ تن سے ❊ بتاؤن کیا شب ہجران کٹی ہر کیسی الجھن سے
نظر آتے ہین صحرائے جنون کے رنگ گلشن سے ❊ عجب وحشت نمایان ہر گلون کے چاک دامن سے
اثر سوز جنون کا کوئی مانی سے ذرا پوچھے ❊ چراغ آسا مری تصویر جل اوٹھتی ہر روغن سے
دکھا دو تم جو حسن کعبۂ رخ دیر مین جاکر ❊ صدا آئے کی پیدا ہونا قوس برہمن سے
عیان ظلم خزان ہے بولتا ہر خون بلبل کا ❊ صدا آتی ہین ہاے گل کی آرہی ہین صحن گلشن سے

عیش تخلص ہوالال پرشاد عملہ پولیس فرخ آباد بن لالہ کالکا پرشاد

کچھ دور نہین غیر سے چھینکر جو وہ آئین ❊ بیباک ہین چالاک ہین کیا کر نہین آتا
کسکی قسمت کا خدا جانے ستارہ الجھا ❊ باہر وہ آپ کہان رات کو مہمان رہے
سلسلہ گیسوے جانان کا جنون مین چھٹا ❊ ہتکڑی ہاتھ مین ہے پاؤن مین زنجیر ہی ہے

عیشی تخلص طالب علی خان ولد علی بخش خان لکھنوی شاگرد مرزا قتیل بعضے تذکرہ والون نے انکو مصحفی کا شاگرد بھی لکھا ہے انسے دیوان فارسی و ریختہ و مجموعہ نثر و سرو چراغان یادگار ہین شعر انکے اچھے ہوتے ہین

کون پابند جنون فصل بہاران مین نہ تھا	اس برس تنگ جوانی تھا جو زندان مین نہ تھا
دل گرفتہ ہون کرو نکالا ہو کے مین آزاد کیا	مجھ کو یکسان ہے چمن کیا خانۂ صیاد کیا
زخم کاری جسم پر کشتون کے جان تازہ ہے	آب حیوان مین بجھا ہے خنجر جلاد کیا
کیا کہون آتش عنانی اوسکے گھوڑے کی یگو	برق جا ہی نعل رکھتا ہے وہ توسن زیر پا
ڈوبتین اونگلیان کس بیگنہ کے خون مین تو	کہ جبکا رنگ ہے رشک گل شاداب ناخن پر
سخن اوسکے عجائب لطف لکنت مین کھاتا ہو	نزاکت سے زبان پر حرف کیا کیا لڑکھڑاتے ہین
تن تنہا سبادا منزل ہستی مین رہ جاؤ	اوٹھو غیشی عدم کو قافلے یار و چلے جاتے ہین
مین نے میشی سے جو پوچھا دل پر خون کا حال	اک صراحی مئی گلگون کی بھری دکھلائی

حرف غین معجمہ

غازی تخلص ایک شخص دکھنی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

ہمین مژدہ ہے دیوانو مقرر سیر بہار آئی	کہ بوئے گل سحر دوش ہوا پر ہو سوار آئی

غافل تخلص میر سید محمد خوشنویس صاحب مفتاح اللغات و ترجمۂ لیلاوتی مدرسۂ دہلی مین اردو اور ناگری کے مدرس تھے

کھانے کو غم جہان مین باقی نہین رہا	پینے کو ایک قطرۂ خون جگر نہین

غافل تخلص میر محمد علی دکھنی شاگرد قدرت اللہ قدرت

چشم کو تجھ بن عجب کچھ رات بیخوابی رہی	اک قلق جی کو رہا اور دل کو بیتابی رہی
جب تلک جیتے رہے جاری رہے اشکون سے	بعد مرنیکے بھی مدت تک یہ سیلابی رہی

غافل تخلص مولوی عبد الرحیم ولد نور محمد باشندۂ بیرووال ضلع امرت سر

مضطر تو کوئی شئی نہین بسمل کے برابر	پر او سمین تڑپ کب ہے مرے دل کے برابر

غافل تخلص مرزا افضل لکھنوی

یہان مرگ ہے جینا ہے یہان کی دہی دریاق	عاشق ترا سنت کش کب ہووے مسیحا کا
بلبل چمن مین کہتی ہے سر اپنا مار کے	پل مارنے مین جاتے رہے دن بہار کے

غافل تخلص راے سنگھ باشندۂ دہلی حساب مین اچھی مہارت رکھتے تھے

وصف کرتا ہے اون لبون کا جب — غافل اوسوقت لعل اوگلتا ہے

غافل تخلص بختاور سنگھ مرادآبادی

بیمار عشق کی نہ دوا ہو طبیب سے — مرجائے یا بچئے کوئی اپنے نصیب سے

غافل تخلص منور خان مرحوم باشندۂ لکھنو ولد صلابت خان رفیق فقیر محمد خان گویا شاگرد غلام ہمدانی مصحفی صاحب دیوان گزرے

کام آیا نہ ترے وقت کوئی اے غافل — نہیں معلوم یہ اپنے ہین کہ بیگانے اپنا

نوا سنجِ چمن دیتے نہ تکلیف فغان مجھکو — برنگ شعلہ گروہ جانتے آتش زبان مجھکو

یاد گیسو مین اولجھتا ہے سرِشام سی دل — رات کیا آتی ہے اک سر یہ بلا آتی ہے

دیدنی کارگاہ صنعت سے — بت ہے جو یہان خدا کی قدرت ہے

غالب تخلص مخدوم اعظم نجم الدولہ دبیر الملک اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ معروف بہ میرزا نوشہ خلف عبد اللہ بیگ خان اولاد مین افراسیاب کے ہین مولد انکا اکبرآباد مسکن دہلی طبیعت انکی بہت دشوار پسند ہے اشعار فارسی انکے اشعار ظہوری ترشیزی و میرزا عبد القادر بیدل کے ہم پہلو ہوتے ہین اشعار اردو مین بھی یہی انداز ہے اوائل مین اردو غزلون مین اسد تخلص کرتے تھے بڑا عرصہ گزرا کہ کلکتہ مین بھی آگے تھے راقم کو دہلی مین رہنے کے ہنگام مین انکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا تھا کلیات انکا نظر سے گزرا ۱۲۸۵ بارہ سو پچاسی ہجری مین انتقال کیا

کہتے ہو نہ دینگے ہم دل اگر پڑا پایا — دل کہان کہ گم کیجے ہم نے مدعا پایا

شور پند ناصح نے زخم پر نمک چھڑکا — آپ سے کوئی پوچھے تم نے کیا مزا پایا

بوئے گل نالۂ دل دودِ چراغ محفل — جو تری بزم سے نکلا سو پریشان نکلا

مین نے چاہا تھا کہ اندوہ وفا سے چھوٹون — وہ ستمگر مرے مرنے پہ بھی راضی نہ ہوا

مرگیا صدمۂ یک جنبش لب سی غالب — ناتوانی سے حریف دم عیسیٰ نہ ہوا

گو نہ سمجھون اوسکی باتین گو نہ پاؤن اوسکا بھید — پر یہ کیا کم ہے کہ مجھ سے وہ پری پیکر کھلا

منہ نہ کھلنے پر ہے وہ عالم کہ دیکھا ہی نہین
زلف سے بڑھکر نقاب اوس شوخ کے منہ پر کھلا

در پہ رہنے کو کہا اور کہہ کے کیسا پھر گیا
جتنے عرصہ مین مرا لپٹا ہوا بستر کھلا

کی مرے قتل کے بعد اوسنے جفا سے توبہ
ہاے اوس زود پشیمان کا پشیمان ہونا

حیف اوس چار گرہ کپڑے کی قسمت غالب
جسکی قسمت مین ہو عاشق کا گریبان ہونا

تیرے وعدے پہ جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
کہ خوشی سے مرنجاتے اگر اعتبار ہوتا

یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

تجاہل پیشگی سے مدعا کیا
کہان تک اے سراپا ناز کیا کیا

تھی خبر گرم کہ غالب کے اوڑینگے پرزے
دیکھنے ہم بھی گئے تھے پہ تماشا نہ ہوا

لے تو لون سوتے مین اوسکے پانو کا بوسہ مگر
ایسی باتون سے وہ کافر بدگمان ہوجائیگا

واے گر میرا ترا انصاف محشر مین نہ ہو
اب تلک تو یہ توقع ہے کہ وہان ہوجائیگا

جمع کرتے ہو کیون رقیبون کو
اک تماشا ہوا گلا نہ ہوا

ہے خبر گرم اونکے آنے کی
آج ہی گھر مین بوریا نہ ہوا

مین اور بزم مے سے یون تشنہ کام آون
گر مین نے کی تھی توبہ ساقی کو کیا ہوا تھا

ہوا جب غم سے یون بیحس تو غم کیا سر کے کٹنے کا
نہ ہوتا گر جدا تن سے تو زانو پر دھرا ہوتا

ہوئی مدت کہ غالب مرگیا پر یاد آتا ہے
وہ ہر اک بات پر کہنا کہ یون ہوتا تو کیا ہوتا

دل دیا جانکے کیون اوسکو وفادار اسد
غلطی کی کہ جو کافر کو مسلمان سمجھا

ہوئی تاخیر تو کچھ باعث تاخیر بھی تھا
آپ آتے تھے مگر کوئی عنان گیر بھی تھا

پکڑے جاتے ہین فرشتون کے لکھے پر ناحق
آدمی کوئی ہمارا دم تحریر بھی تھا

رشک کہتا ہے کہ اوسکا غیر سے اخلاص حیف
عقل کہتی ہے کہ وہ بے مہر کسکا آشنا

ذکر اوس پریوش کا اور پھر بیان اپنا
بنگیا رقیب آخر تھا جو رازدان اپنا

مے وہ کیون بہت پیتے بزم غیر مین یارب
آج ہی ہوا منظور اونکو امتحان اپنا

تا کرے نہ غمازی کرلیا ہے دشمن کو
دوست کی شکایت مین ہمنے ہمزبان اپنا

ہم کہان کے دانا تھے کس ہنر مین یکتا تھے
بے سبب ہوا غالب دشمن آسمان اپنا

جور سے باز آئے پر باز آئین کیا — کہتے ہین ہم تجھکو منہ دکھلائین کیا

لاگ ہو تو اوسکو ہم سمجھین لگاؤ — جب نہ ہو کچھ بھی تو دھوکا کھائین کیا

پوچھتے ہین وہ کہ غالب کون ہے — کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائین کیا

تو ہم مریض عشق کے بیمار دار ہین — اچھا اگر نہ ہو تو مسیحا کا کیا علاج

غم سے مرتا ہون کہ اتنا نہین دنیا مین کوئی — کہ کرے تعزیت مہر و وفا میرے بعد

وہ آ رہا مرے ہمسایہ مین تو سایہ سے — فدا ہوئے در و دیوار پر در و دیوار

یارب وہ سمجھے ہین نہ سمجھینگے مری بات — دے اور دل اونکو جو نہ دے مجھکو زبان اور

مرتا ہون اس آواز پہ ہر چند سر اوڑ جاے — جلاد کو لیکن وہ کہے جائین کہ ہان اور

اسد بسمل ہے کس انداز کا قاتل سے کہتا ہے — کہ مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر

جاتے ہوئے کہتے ہو قیامت کو ملینگے — کیا خوب قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور

دل سے نکلا پہ نہ نکلا دل سے — ہے ترے تیر کا پیکان عزیز

مر گیا پھوڑ کے سر غالب وحشی ہے ہے — بیٹھنا اوسکا وہ آکر تری دیوار کے پاس

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کروگے لیکن — خاک ہوجائینگے ہم تمکو خبر ہونے تک

لون دام بخت خفتہ سے اک خواب خوش ولے — غالب یہ خوف ہے کہ کہان سے ادا کرون

کی وفا ہم سے تو غیر اوسکو جفا کہتے ہین — ہوتی آئی ہے کہ اچھون کو برا کہتے ہین

اگلے وقتون کے ہین یہ لوگ انھین کچھ نہ کہو — جو مے و نغمہ کو اندوہ ربا کہتے ہین

مہربان ہو کے بلا لو مجھے چاہو جس وقت — مین گیا وقت نہین ہون کہ پھر آ بھی نہ سکون

ضعف مین طعنۂ اغیار کا شکوہ کیا ہے — بات کچھ سر تو نہین ہے کہ اوٹھا بھی نہ سکون

زہر ملتا ہی نہین مجھکو ستمگر ورنہ — کیا قسم ہے ترے ملنے کی کہ کھا بھی نہ سکون

دھول دھپا اوس سراپا ناز کا شیوہ نہین — ہم ہی کر بیٹھے تھے غالب پیش دستی ایکدن

ہم کو ستم عزیز ستمگر کو ہم عزیز — نامہربان نہین ہے اگر مہربان نہین

مست مژدہ لب دیدہ مین سمجھو یہ نگاہین — ہین جمع سویدا ے دل چشم مین آہین

راز معشوق نہ رسوا ہو جاے — ورنہ مرجانے مین کچھ بھید نہین

۴۵

کہتے ہین جیتے ہین امید پہ لوگ *
مجہہ تک کب اونکی بزم مین آتا تہا دور جام
لاکہون لگاو ایک چرانا نگاہ کا
غالب چہٹی شراب پر اب بہی کبہی کبہی
جانا پڑا رقیب کے در پر ہزار بار
ہے کیا جو کس کے باندہیے میری بلا ڈرے
ذکر میرا بہ بدی بہی اوسے منظور نہین
مین جو کہتا ہون کہ ہم لینگے قیامت مین تمہین
عشق و مزدوری عشرت گہ خسرو کیا خوب
کیون گردش مدام سے گہبرا نہ جاے دل
یارب زمانہ مجہہ کو مٹاتا ہے کس لیے
نیند اوسکی ہے دماغ اوسکا ہے راتین اوسکی ہین
رنج سے خوگر ہوا انسان تو مٹ جاتا ہے رنج
ملنا ترا اگر نہین آسان تو سہل ہے
شوریدگی کے ہاتہ سے ہے سر وبال دوش
اس سادگی پہ کون نہ مرجاے اے خدا
دل ہے تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بہر نہ آئے کیون
حسن اور اوسپہ حسن ظن رہگئی بوالہوس کی شرم
ہان وہ نہین خدا پرست جاؤ وہ بیوفا سہی
مین نے کہا کہ بزم ناز چاہیے غیر سے تہی
شب کو کسی کے خواب مین آیا نہ ہو کہین
وہان اوسکو ہول دل ہے تو یان مین ہون شرمسار
جانا کہ کیجے تغافل کہ کچہہ امید بہی ہو

ہمکو جینے کی بہی امید نہین
ساقی نے کچہہ ملا نہ دیا ہو شراب مین
لاکہون بناؤ ایک بگڑنا عتاب مین
پیتا ہون روز ابر و شب ماہتاب مین
اے کاش جانتا نہ تری رہگذر کو مین
کیا جانتا نہین ہون تمہاری کمر کو مین
غیر کی بات بگڑ جاے تو کچہہ دور نہین
کس رعونت سے وہ کہتے ہین کہ ہم حور نہین
ہم کو تسلیم نکو نامی فرہاد نہین
انسان ہون پیالہ و ساغر نہین ہون مین
لوح جہان پہ حرف مکرر نہین ہون مین
تیری زلفین جسکے بازو پر پریشان ہوگئین
مشکلین مجہہ پر پڑین اتنی کہ آسان ہوگئین
دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بہی نہین
صحرا مین یا خدا کوئی دیوار بہی نہین
لڑتے ہین اور ہاتہ مین تلوار بہی نہین
روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمین ستائے کیون
اپنے پہ اعتماد ہے غیر کو آزمائے کیون
جسکو ہو دین و دل عزیز اوسکی گلی مین جائے کیون
سنکے ستم ظریف نے مجہکو اوٹہا دیا کہ یون
دیکہتے ہین آج اوس بت نازک بدن کے پانون
یعنی یہ میری آہ کی تاثیر سے نہ ہو
یہ گلا و غلط انداز تو سم ہے ہمکو

جب میکدہ چھٹا تو پھر اب کیا جگہ کی قید
مسجد ہو مدرسہ ہو کوئی خانقاہ ہو

کہا تم نے کہ کیون ہو غیر کے ملنے مین رسوائی
بجا کہتے ہو سچ کہتے ہو پھر کہیو کہ ہان کیون ہو

غلط ہے جذب دل کا شکوہ دیکھو جرم کس کا ہے
نہ کھینچو گر تم اپنے کو کشاکش درمیان کیون ہو

مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو
یک گونہ بیخودی مجھے دنرات چاہیئے

مرے دل مین ہے غالب شوق وصل و شکوہ ہجران
خدا وہ دن کرے جو اوس سے مین یہ بھی کہون وہ بھی

غالب ترا احوال سنا دینگے ہم اون کو
وہ سنکے بلالین یہ اجارا نہین کرتے

کیا خوب تم نے غیر کو بوسہ نہین دیا
بس چپ رہو ہمارے بھی منہ مین زبان ہے

لیتا نہین میرے دل آوارہ کی خبر
ابتک وہ جانتا ہے کہ میرے ہی پاس ہے

قطع کیجے نہ تعلق ہم سے
کچھ نہین ہے تو عداوت ہی سہی

ہم بھی تسلیم کی خو ڈالینگے
بے نیازی تری عادت ہی سہی

صحبت مین غیر کی نہ پڑی ہو کہین یہ خو
دینے لگا ہے بوسہ بغیر التجا کیئے

ضد کی ہے اور بات مگر خو بری نہین
بھولے سے اوسنے سیکڑون وعدے وفا کیئے

غیر کو یارب وہ کیونکر منع گستاخی کرے
گر حیا بھی اوسکو آتی ہے تو شرما جائے ہے

نقش کو اوسکے مصور پر بھی کیا کیا ناز ہے
کھینچتا ہے جسقدر اوتنا ہی کھنچتا جائے ہے

گرچہ ہے کس کس برائی سے ولے با اینہمہ
ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اوس محفل مین ہے

مارا زمانے نے اسد اللہ خان تمہین
وہ ولولے کہان وہ جوانی کدھر گئی

ہو چکین غالب بلائین سب تمام
ایک مرگ ناگہانی اور ہے

کعبہ کس منہ سے جاؤگے غالب
شرم تم کو مگر نہین آتی

ہمکو اونسے وفا کی ہے امید
جو نہین جانتے وفا کیا ہے

مین نے مانا کہ کچھ نہین غالب
مفت ہاتھ آئے تو برا کیا ہے

اپنا نہین وہ شیوہ کہ آرام سے بیٹھین
اوس در پہ نہین بار تو کعبہ ہی کو ہو آئے

کی ہمنفسون نے اثر گریہ مین تقریر
اچھے رہے آپ اوس سے مگر مجھکو ڈبو آئے

اوس انجمن ناز کی کیا بات ہے غالب
ہم بھی گئے وان اور تری تقدیر کو رو آئے

یون ہی دکھ کسی کو دینا نہین خوب ورنہ کہتا
کہ مرے عدو کو یارب ملے میری زندگانی

بوسہ دیتے نہین اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ
جی مین کہتے ہین کہ مفت آئے تو مال اچھا ہے

ہمکو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
دل کے خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

ایک ہنگامہ پہ موقوف ہے گھر کی رونق
نوحۂ غم ہی سہی نغمۂ شادی نہ سہی

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے
تمھین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے

ہوا ہے شہ کا مصاحب پھرے ہے اتراتا
وگرنہ شہر مین غالب کی آبرو کیا ہے

قہر ہو یا بلا ہو جو کچھ ہو
کاشکے تم مرے لیئے ہوتے

عشق نے غالب نکما کر دیا
ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

کب وہ سنتا ہے کہانی میری
اور پھر وہ بھی زبانی میری

قدر سنگ سرِرہ رکھتا ہون
سخت ارزان ہے گرانی میری

دہن اوسکا جو نہ معلوم ہوا
کھل گئی ہیچمدانی میری

کروا ضعف نے عاجز غالب
ننگ پیری ہے جوانی میری

اچھا ہے سر انگشت حنائی کا تصور
دل مین نظر آتی تو ہے اک بوند لہو کے

اوس لب سے مل ہی جائیگا بوسہ کبھی تو ہان
شوق فضول و جرأت رندانہ چاہیے

چاہیے اچھون کو جتنا چاہیے
یہ اگر چاہین تو پھر کیا چاہیئے

منحصر مرنے پہ ہو جسکی امید
ناامیدی اوسکی دیکھا چاہیئے

چاہتے ہین خوبرویون کو اسد
آپ کی صورت تو دیکھا چاہیئے

غیر پھرتا ہے لیے یون ترے خط کو کہ اگر
کوئی پوچھے کہ یہ کیا ہے تو چھپائے نہ بنے

اس نزاکت کا برا ہو وہ بھلے ہین تو کیا
ہاتھ آوین تو اونھین ہاتھ لگائے نہ بنے

بوجھ وہ سر سے گرا ہے کہ اوٹھائے نہ اوٹھے
کام وہ آن پڑا ہے کہ بنائے نہ بنے

پلا دے اوک سے ساقی جو ہمسے نفرت ہے
پیالہ گر نہین دیتا نہ دے شراب تو دے

اسد خوشی سے مرے ہاتھ پاؤن پھول گئے
کہا جو اوسنے ذرا میرے پاؤن داب تو دے

درپردہ اونھین غیر سے ہے ربطِ نہانی
ظاہر کا یہ پردہ ہے کہ پردہ نہین کرتے

دیا ہے دل اگر اوسکو بشر ہے کیا کہیے
ہوا رقیب تو ہو نامہ بر ہے کیا کہیے

یہ ضد کہ آج نہ اوے اور آئے بن نرہیے
قضا سے شکوہ ہمین کسقدر ہے کیا کہیے

سمجھ کے کرتے ہین بازار مین وہ پرسش حال
کہ یہ کہے کہ سر رہگذر ہے کیا کہیے

خدایا جذبۂ دل کی مگر تاثیر اولٹی ہے
کہ جتنا کھینچتا ہون اور کھنچتا جاے ہے مجھسے

قیامت ہے کہ ہووے مدعی کا ہمسفر غالب
وہ کافر جو خدا کو بھی نہ سونپا جاے ہے مجھسے

کیا تعجب ہے کہ اوسکو دیکھکر آجاے رحم
وہان تلک کوئی کسی حیلے سے پہنچا دے مجھے

گو ہاتھ کو جنبش نہین آنکھون مین تو دم ہے
رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

نہ کہو طعن سے پھر تم کہ ہم ستمگر ہین
مجھے تو خو ہے کہ جو کچھ کہو بجا کہیے

رونے سے اور عشق مین بیباک ہوگئے
دھوئے گئے ہم اتنے کہ بس پاک ہوگئے

اس رنگ سے اوٹھائی کل اوسنے اسد کی نعش
دشمن بھی جسکو دیکھ کے غمناک ہوگئے

بک رہا ہون جنون مین کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

تمھاری طرز روش جانتے ہین ہم کیا ہے
رقیب پر ہے اگر لطف تو ستم کیا ہے

کہان میخانہ کا دروازہ غالب اور کہان واعظ
پر اتنا جانتے ہین کل وہ جاتا تھا کہ ہم نکلے

ناکردہ گناہون کی بھی حسرت کی ملے داد
یارب اگر ان کردہ گناہون کی سزا ہے

بیگانگی خلق سے بیدل نہ ہو غالب
کوئی نہین تیرا تو مری جان خدا ہے

اک خونچکان کفن مین کروڑون بناؤ ہین
پڑتی ہے آنکھ تیرے شہیدون پہ حور کی

واعظ نہ تم پیو نہ کسیکو پلا سکو
کیا بات ہے تمھارے شراب طہور کی

کیا فرض ہے کہ سبکو ملے ایکسا جواب
آؤ نہ ہم بھی سیر کرین کوہ طور کی

ہوگا کوئی ایسا بھی کہ غالب کو نہ جانے
شاعر تو وہ اچھا ہے پہ بدنام بہت ہے

وہ زندہ ہم ہین کہ ہین روشناس خلق اے خضر
نہ تم کہ چور بنے عمر جاودان کے لیے

گدا سمجھ کے وہ چپ تھا مری جو شامت آئے
اوٹھا اور اوٹھکے قدم مینے پاسبان کے لیے

ہے ہے خدا نخواستہ وہ اور دشمنی
اے شوق منفعل یہ تجھے کیا خیال ہے

تم اپنے شکوہ کی باتین نہ کھود کھود کے پوچھو
حذر کرو مرے دل سے کہ اسمین آگ دبی ہے

رحم کر ظالم کہ کیا بود چراغ کشتہ ہے	نبض بیمار وفا دود چراغ کشتہ ہے
دی مجھکو شکایت کی اجازت کہ ستمگر	کچھ تجھ کو مزا بھی مرے آزار مین آوے
زندگی مین تو وہ محفل سے اوٹھا دیتے تھے	دیکھون اب مر گئے پر کون اوٹھاتا ہے مجھے

غالب تخلص نواب اسد اللہ خان دہلوی مہابت جنگ کے عہد مین مرشد آباد مین سکونت کی تھی

عجب کیا ہے اگر اخگر گرے اب میری آنکھون سے	کہ رونا ہے دل پرسوز آتش بار پہلو مین

غالب تخلص انور علی ملازم نواب فیض محمد خان والی ججھر

کام تو سو طرح نکل آئے	کوئی جانے جو مدعائے دل

غالب تخلص مکرم الدولہ بہادر بیگ خان خلف نیاز بیگ خان متوطن توران باشندہ دہلی شاگرد ہدایت اللہ خان ہدایت شعر فارسی بھی کہتے تھے سنہ ۱۲۱۸ بارہ سو اٹھارہ ہجری مین انتقال کیا

رہتے ہین آینہ سے ہمیشہ دوچار آپ	تنہا ہی لوٹتے ہین یہ ساری بہار آپ
اے آہ ذرا خدا سے ڈر کر	دل مین تو بتون کے ٹک اثر کر
بجلی کے چمکنے سے ہے احسان	شب چھاتی سے لگ گئے وہ ڈر کر
نیمہ کے بند وا کر ساغر کو تو پیا کر	عالم شباب کا ہے اور بے حجابیان ہین
قصۂ درد وغم اپنا جو سنایا ہم نے	یہان تلک روئے کہ اوسکو بھی رلایا ہم نے

غالب تخلص غالب علی خان نبیرۂ دوندی خان باشندۂ دہلی [illegible]

جان بلب ہین تری اس تیغ تبسم کے بیمار بہت	تیر مژگان سے ہوئے ہین جگر افگار بہت

غالب تخلص مرزا امان علی خان عظیم آبادی مؤلف اردو قصۂ امیر حمزہ شاگرد قتیل مدت تک ڈیپوٹی کلکٹر تھے بہت دنون سے کلکتہ مین سکونت اختیار کی ہے شعر فارسی بھی کہتے ہین پہلے قوم ہنود سے تھے پھر مشرف باسلام ہوئے انسے چندر نگر عرف فرانسڈانگا مین ملاقات ہوئی تھی انکا قصۂ امیر حمزہ نظر سے گزرا

آینہ مین آپ نے دیکھا جو روئے آتشین	پڑ گئین چنگاریان گویا سراسر آب مین

بن گئے لعل و گہر اشک دل افگار و نگے	دیدۂ زار خزانے ہوئے قارون کے
خنجر مژگان کی دکھلا آج برائی مجھے	آئینہ تجھکو مبارک چشم حیرانی مجھے
سلطنت سے ہے کہین غالب میسر ہو اگر	آستانِ سرورِ عالم کی دربانی مجھے

غبار تخلص سید علی تقی بن سید نیاز علی ڈپوٹی کلکٹر مراد آباد شاگرد محمد عسکری کے

وہ گر رہے تھے شکایت یہ کل رقیبون سے	گیا زمانے مین رسوا غبار لے ہم کو

غبار تخلص منشی کنھیا لال ابن منشی مشتاق راے باشندۂ ضلع بلند شہر

دیکھیئے کیا آفت تازہ ہمارے سر پہ آئے	رات بھر عشق و جنون مین مشورہ باہم ہوا

غربت تخلص حکیم غلام نبی رامپوری شاگرد حضرت رافت صاحب دیوان گزرے

پس از پیام اجل یار کا پیام آیا	سلامتی گئی اپنی تو جب سلام آیا
عکس رخ اوسکا سمجھ کر آئینہ پر آئینہ	توڑتا ہے آئینہ گر آئینہ پر آئینہ
عہد مین تیرے اگر ہوتا تو اسے قمر آئینہ رو	بھیجتا تجھکو سکندر آئینہ پر آئینہ

غربت تخلص ایک شخص مراد آبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

گھر چھٹا شہر چھٹا لیک نہ چھوٹا غم عشق	ہم تو غربت کے اسی بات کے دیوانہ ہوئے

غریب تخلص شیخ نصیر الدین احمد وطن انکا کشمیر مولد دہلی فارسی بیشتر کہتے تھے

حال دل شوریدہ کہون کس سے غریب آہ	وہ درد نہین جسکے طبیبو کسے دوا ہو

غریب تخلص میر محمد تقی دہلوی ملازم نواب میر محمد قاسم خان

الٰہی مت کسیکو پیش دردِ انتظار آوے	ہمارا دیکھیے کیا حال ہو جبتک کہ یار آوے

غریب تخلص محمد زمان

تیرے بغل مین دل یہ جو یہ داغ ہے غریب	حسرت چمن کی کاہے کو یہ باغ ہے غریب

غریب تخلص غریب اللہ باشندۂ شاہ آباد شاگرد مومن خان انگریزی پلٹن کے منشی تھے

انکو دل دیکے کوئی کیا خوش ہو	دلربا دلبری نہین کرتے
خضر و عیسے و جام آب حیات	لب سے کچھ ہمسری نہین کرتے

غضنفر تخلص سید ابن حیدر خلف مولوی علی حیدر باشندۂ فرخ آباد

وصل کی رات لبون تک جو مری جام آیا	میرے دل کو بھی سرور ای بت خودکام آیا

غضنفر تخلص غضنفر علی خان لکھنوی ولد غلام حسین خان کڑوڑا شاگرد جرأت شعر انکے اچھے ہوتے ہین

کہتا تھا اس مریض کو کل وہ سنا سنا	کردے معاف کوئی کسی کا کہا سنا
تھی زبان بیمار کی تیرے جو وقت نزع بند	تو دم مردن کچھ آنکھون مین اشارا کر گیا
تا دم زیست نہ اوس شوخ کا در چھوڑونگا	آخر اک روز مین اپنا اوسے کر چھوڑونگا
جھانکا کسی نے در سے جو گردن نکال کر	ششدر رہا رہ گیا مین کلیجا سنبھال کر
تصور مین ہو اوس سے دوبدو ہم	کیا کرتے ہین پہرون گفتگو ہم
کھنچی دیکھی جو کل تصویر مجنون	تو گویا بیٹھے ہین بس ہو بہو ہم
دن کو فرصت نہین تو آئے پیاری شب کو	ہم تو آ سکتے نہین غیر کے مارے شب کو
لایا یوسف کا مصور جو دکھانے نقشہ	لگے اوس نقشہ سے اپنا وہ ملانے نقشہ
وائے اے بلبل نالان کہ چمن چھوٹ گیا ہے	ہاے اے مرغ گلستان کہ وطن چھوٹ گیا ہے
جان تجھکو بھی جدائی مری آسان نہین	جی کو سختی ہے کہ جسوقت وطن چھوٹا ہے

غفلت تخلص و نام اخوند غفلت رام پوری شاگرد حافظ شیرازی طالب و خواہرزادہ کرم خان شعر اچھا کہتے تھے صاحب دیوان گزرے انکے بیشتر اشعار مین مرنے کا مضمون ہوتا ہے

	ق	
کرتا تھا یہی تیشہ فرہاد کئی دن سے		تو سو رہو جاکے ہو فرہاد کئی دن سے
سکندر آئے زمین ناپنے جو تا لب گور		صدا یہ کان مین آئی وہان تربت سے
بس اب نہ کیجیے کام رسن سے پیمایش		یہان کی ہوگی مساحت جریب قیامت سے

غفور تخلص محمد غفور کشمیری کبھی دہلی اور کبھی لکھنؤ مین رہتے تھے

آجاے غفور کچھ نہ آفت	تم گھر سے جلد گھر سدھارو

علام تخلص راجہ گوپال ناتھ خلف مرزا راجہ رام ناتھ دہلوی متخلص بہ ذرہ

شاہ عالم بادشاہ کے مقربون مین تھے

جو ہمبستر کبھو ہم ہون غلام اوس صبح بصورت کے
نہ لین و اللہ تا روز قیامت دوسری کروٹ

خط دے کہ نہ دے گوش برآوازہ ہین قاصد
مژدہ تو ہمین یار کے آنے کا سنادے

غلامی تخلص شاہ غلام محمد معاصر حاتم باشندۂ دہلی

کل جسکی نظر تیری سی گزری مرے دل سے
پھر آج وہی در سے قاتل نظر آیا

غلامی تخلص غلام محی الدین دہلوی استاد راجہ کپورتہلہ راجہ نہال سنگھ طوطی تخلص

گورا غلامی مکھڑا نہ دیکھا جو مین نے آج
سن لیجیے کا گور مین تب لے اجل گیا

غلطان تخلص کریم بخش باشندۂ موضع کرانہ شاگرد محمد ابراہیم ذوق

جب مچلتے ہین طفل اشک تو پھر
سر پہ رو رو کے گھر اوٹھاتے ہین

آج تک مجھکو رہی آنے کی کل پر اوسکی
اک قیامت ہے ترا وعدۂ فردا کیا

غم تخلص الف خان خلف محمد بخش خان رسالہ دار باشندۂ عرب سرائے مقیم علیگڈھ کول بعض تذکرہ والے نے انکے والد کا نام اصالت خان رسالدار لکھا

زلف سے لاکھ پریشانی ہو پیدا کیا ہے
سر سلامت ہو تو اندیشۂ سودا کیا ہے

غم ترے اسنے تغافل سے ہوا جاتا ہے
تو اگر آئے تو اسمین ترا جاتا کیا ہے

غم تخلص میر محمد اسمعیل مرشد آبادی

مین ہون اور نالۂ شبگیر ہے اللہ اللہ
سنگدل کا فرلے پیر ہے اللہ اللہ

غم تخلص علی خان ترک سوار ولد عبد اللہ خان باشندۂ کانپور شاگرد مولوی وحید الدین خان فرد

جوش مے گلرنگ سے مخمور ہین آنکھین
اے نرگس شہلا تری مخمور ہین آنکھین

غم تخلص مہتاب سنگھ کایتھ شاگرد شاہ نصیر باشندۂ دہلی پنجاب مین فوت کی

اک قطرہ مے مین ہم سے ساقی ہو در گذر
ورنہ ہر اک کو تو نے سبو کے سبو دیے

صیاد بیخبر ہی رہا اور قفس مین ہاے
ٹکرا کے سر کو بلبل ناشاد مر گئی

غمخوار تخلص مرزا محمد علی بیگ لکھنوی

رسوا ہوا ہون جیسے مین اوس کجکلاہ کا
بیتا نہین ہے نام کوئی اوسکی جاہ کا

وصل کی شب گزر گئی پل مین
رنگ فق ہو گیا سحر کو دیکھہ

غمگین تخلص میر سید علی خلف سید محمد دہلوی برادر شاہ نظام الدین احمد قادری ناظم صوبہ دلی شاگرد سعادت یار خان رنگین

مضطرب تھا دل اپنا جون پارا
آخر اوس شوخ نے جلا مارا

تونے صیاد نیا ظلم یہ ایجاد کیا
بال و پر توڑ قفس سے مجھے آزاد کیا

مہربان کوئی مرا جز غم دلدار نہین
حسن کا شعلہ کے سوا کوئی خریدار نہین

یہ داغ عشق نہ ہو دور اپنے سینے سے
نگین مٹا ہے کندہ حرف بھی نگینے سے

سیہ بخت ہون پر سرمۂ بینائی ہون
جو کہ دیکھے ہے سو آنکھون سے لگاتا ہے مجھے

غمگین تخلص مولوی عبد القادر خان بہادر متوطن رامپور صدر الصدور مراداباد فاضل بے بدل تھے گاہ گاہ فکر شعر کرتے تھے بعض تذکرہ والون نے انکا قادر تخلص لکھا ہے

جو رہے تو شیشہ جھکا کے ساقی نے
کہا یہ رندون سے تبجے سلام شیشے کا

بندے کو طلب ہووے تو سرکار مین آوے
خلوت مین نہ ہو حکم تو دربار مین آوے

غمگین تخلص میر عبد اللہ دہلوی خلف میر حسین تسکین رامپور مین انتقال کیا

وہ خبر ہی جانگزا تھی جسکو سنکر مر گیا
ورنہ اک تیشہ سے ہوتا کام کیا فرہاد کا

آتے وزرا نہ اور تو مر ہی چلے تھے ہم
تمنے تو کہہ دیا کہ ہمین کچھ خبر نہین

کمی کرین جگر و دل تو کیا کرون یارب
کچھ اور دے مجھے مژگان خونفشان کے لیے

غنا تخلص غلام محمد خان ابن بہادر خان متوطن اورنگ آباد ضلع بلند شہر

مسی مالیدہ لب غنا اوس کا
برگ سوسن نہین تو پھر کیا ہے

غنی تخلص شیخ عبد الغنی سہارنپوری

پڑتی ہے نظر جس پہ دم خشم بریدہ لشا
بیان بیٹھنے پر گاہ کبھی بیچارہ نہ پایا

غنی تخلص عبد الغنی ولد شیخ عبد الصمد کانپوری شاگرد مولوی ہادی علی اشک

جنت مین نہین ایسے کسی حور کے تیور | اللہ نے بنائے ہین ترے نور کے تیور
مین ایڑیان اوسوقت رگڑتا ہون زمین پر | یاد آتے ہین جب خواب مین اک حور کے تیور

غنی تخلص مرزا عباس ولد مرزا احسن لکھنوی شاگرد مرزا محمد حسن شیدا

لگیا تیر بڑا عاشق شیدا دل مین | رہ گئی یار کے ملنے کی تمنا دل مین
کوچۂ یار مین تاراج ہوئی دولت دل | لٹ گیا مین محل بادشہ عادل مین
کشتی مے سے مرا پار لگا دے بیڑا | آ سکے یارب دل ساقی دریا دل مین

غنی تخلص غنی احمد جاجموئی باشندۂ کانپور ولد ابو محمد عیش خویش مولوی عباس علی عاشق شاگرد میر علی اوسط رشک شوکت

شوکت کے فیض سے ہوئی فکر غنی رسا | موزون کیئے ہین شعر بہت حسب حال اب
چھوٹے ہی گالیون پہ تری کسقدر زبان | چھوٹے سے منہ مین ہے یہ بڑی فتنہ گر زبان
پریون کو بھی ملی نہین یہ نازنین جبین | ابرو ترے ہلال ہین ماہ مبین جبین

غنی تخلص ایک شخص باشندۂ شکوہ آباد کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

اگر کچھ زندگانی مین مزا ہے | تو ایام جوانی مین مزا ہے

غواص تخلص ایک شخص دکھنی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

ترا منہ دیکھ بلبل پھول سے بیزار ہوجا | اگر گل تجھ تلک ہو تجھے گلے کا ہار ہوجا

حرف فا

فاخر تخلص مرزا جھگا قوم مغل باشندۂ دہلی

دشت الفت مین خضر کا کیا کام | کوئی دیوانہ رہنما ہوتا
اب شکایت سے فائدہ فاخر | دیکھکر تم نے دل دیا ہوتا
تا دلمین بوسہ سوتے مین لیجے یہ کیا ہین | سوئے نصیب یہ کہ وہ بیدار ہوگیا
آجاؤ تم وگرنہ تھمیگا نہ مجھسے دل | جاتی رہی ہے بات مرے اختیار سے
نہ کھلا غنچۂ دل باغ جہان مین فاخر | رہگیا ایک صبا سے بھی یہ عقدہ باقی

فارغ تخلص میر احمد خان دہلوی شاگرد و خلف اعظم الدولہ میر محمد خان سرور

خط لکھے نہ اوس سے جو سوے نامہ بر آئے	ہیان شرم سے آتے نہین اور لیے گھرائے
کیا چین سے جا قبر مین آرام کرو گا	دم بھر بھی اگر موت سے وہ پیشتر آئے
اپنے دیوانے کا تو شوق گرفتاری تو دیکھ	پاؤن مر کر بھی نہ نکلے حلقۂ زنجیر سے

فارغ تخلص شاہ فارغ باشندۂ بریلی مقیم موزمہ صاحب کمال تھے

ممکن نہین کہ حرف قضا ہو جبین سے دور	جب نقش ہو چکا نہین ہوتا نگین سے دور

فارغ تخلص مکندلال دہلوی شاگرد شاہ حاتم دین اسلام کو قبول کیا تھا بریلی مین رہتے تھے صاحب دیوان گزرے

جلا ہے سینے مین دل شمع وار ساری رات	بہا ہے آنکھون سے اشکون کا تار ساری رات
دور سے دیکھ مجھے چین بہ جبین ہوتا ہی	تا کہ کچھ کہہ سکون لب پہ رکھائی تیری

فارغ تخلص میر علی حسین ولد میر نور روز علی باشندۂ لکھنؤ مقیم موتی کھوا شاگرد محب علی طوبے برادر عینی جمشید بیگم متوفۂ واجد علی بادشاہ یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

بلبل نہ بھول آنا گلہاے بوستان پر	دو دن کے بعد ہونگے نالے تری باز پر
آزاد کر قفس سے بلبل کو فصل گل ہے	کیون ظلم کر رہا ہے صیاد بے زبان پر
اکیس سے ہے مجھکو عشق اے بت خوب رو کی	مجل جاتا تھا اچھی دیکھکر تصویر مٹی کی

فارغ تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

قطرۂ اشک جو نکلا سو وہ گوہر نکلا	بعد مدت کے مری چشم کا جوہر نکلا

فاطر تخلص میر بخش لکھنوی مخاطب بہ حمید الدولہ نوکر محمد علی شاہ پادشاہ لکھنؤ شاگرد محمد حسن مرثیہ گو مذنب تخلص

ہم سمجھے تھے محبت مین بہل جائیگا دل	یہ نہ معلوم تھا رنگ اور ہی کچھ لائیگا دل

فائز تخلص کریم بخش محرر عدالت دیوانی میرٹھ ولد شیخ فتح علی ساکن اندرولی ذراع علیگڑھ شاگرد ہدایت علی اسیر

دیکھے جب بہزاد نے وہ دست و پا کا شبیہ ۔ تھرتھرا ئے اوسکے چاروں ری ورکے ہاتھ پاؤن

فایز تخلص منشی نجنادر سنگہ خلف ۔۔ وہ راس متوطن دہلی سررشتہ دار فوجداری فرخ آباد

کیون نہ اسے فایز ہو قسمت کا تماشا اوج پر ۔ وصل کا اوس مہ لقا نے رات کو وعدہ کیا

ہزار قامت رعنا کی پائی شکل اوسنے ۔ اگر یہ چال کہان سرو جویبار مین ہے

فایز تخلص محمد عابد خان باشندہ لکھنو مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ یہ شعر اِس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

کس غضب کی چال ہے آمد کا عالم دیکھنا ۔ کیا قیامت ہے لیا جاتا ہے عالم دیکھنا

قاصدا نازک فراجی کا رہی اوسکی خیال ۔ دے نہ دینا خط مرا جسوقت برہم دیکھنا

فایز تخلص ایک بزرگ ساکن کول خلف نظام الدین متوطن شبروار کا ہے نام انکا معلوم نہ ہوا

کیا خطر ہے تابش خورشید محشر سے تجھے ۔ آہ سوزان کا دہوان اک سائبان ہو جائگا

خیر ہے فایز کہو تو کیا ہوا کیا حال ہے ۔ کو بکو کسواسطے پہرتے ہو دیوانے سے آج

فایز تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

کل ملیگا وہ گلے غیرون کے یہ آیا جو دہیان ۔ بس ہلال عید ہم کو نیش عقرب ہو گیا

فائق تخلص مرزا عبد القادر بیگ دہلوی خلف مرزا احمد بیگ قوم مغل اصفہانی ملازم نواب بہادر جنگ والی بہادر گدہ

میناسے مے جو محفل زندان مین تو پیجے ۔ ہم ہین اگر پئیے تو ہمارا لہو پیجے

فخر تخلص محمد فخر الدین باشندہ شاہجہان پور

بیخودی سے غرض کون ہے مے کا طالب ۔ چشم ساقی تو ہے گو ساغر صہبا نہ ہوا

فخر تخلص محمد فخر الدین کہین برادر و شاگرد محمد احسان اللہ مخبر باشندہ دہلی مقیم میرٹھ

کفر و دین کو تہ و بالا رخ کا کل نے کیا ۔ بیچ مین اونکے نہ کافر نہ مسلمان نکلا

فخر تخلص میر فخر الدین ولد اشرف علیخان تذکرہ نویس شاگرد میرزا سودا سنہ بارہ سو گیارہ سو چہیانوے ہجری مین لکھنو مین تھے

گذرینگے دن جو یون ہی دو چار رو رو کے
اگر گر پڑینگے سقف و دیوار رونے رونے

بات کیجے غیر سے اور ہم سے منہ کو موڑئیے
ٹک خدا سے ڈرتے لے ان وضعون کی عادت چھوڑئیے

فخر تخلص میر فخر الدین لکھنوی خلف میر محمد علی سید تخلص شاگرد خواجہ وزیر

یہ ضعف ہے نہ سخن اتنا گوش تک پہونچے
کوئی شفیق اگر کہدے کان ہونٹھون پر

ہمارے سوز جگر کی کہی کہانی کیا
پڑے ہین چھالے جو اے قصہ خوان ہونٹھون پر

فدا تخلص مرزا بلند بخت دہلوی خلف شہزادہ مکرم بخت بہادر شاگرد مولوی صہبائی

حشر مین پرسش مری پہلے ہو یارب زین
جب تلک چپکا رہونگا جی مرا گھبرائے گا

مجھسے ملجائے جو وہ غنچہ دہن آکے فدا
اپنے جامے مین وہ پھولون کہ سماہی نہ سکون

فدا تخلص مرزا اسکندر بخت خلف مرزا منور بخت نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا پیارے رفعت

مجھ ناتوان کو سانس بھی لینا محال ہے
پہنچی کہان مری دعا آسمان تلک

تمھین آؤ تو آؤ ورنہ ہم تو
اوٹھا سکتے نہین بالین سے سر کو

فدا تخلص خواجہ نجم الدین لکھنوی

عقدہ کھلا نہ ہم سے فدا زلف یار کا
کیا کیا اولجھ اولجھ کے رکا دم تمام شب

فدا تخلص سید محمد علی عرف فدا شاہ سہارنپوری آخر ایام مین طبیعت انکی ہزل کی طرف مائل ہوگئی تھی

اوس سے مین اور مجھسے وہ باہم رہا
ایک مدت تک یہی عالم رہا

فدا تخلص میر عبد الصمد دہلوی فرید آباد مین عملی کرتے تھے صاحب دیوان گذرے فارسی بھی کہتے تھے

جو درد دل کا لکھون یار کو مین لے کاغذ
تو اشک بہان تک اوڈے کہ بہے پہلے کاغذ

فدا تخلص فدا حسین خان خلف ضیاء الدین حسین خان عرف آغا مرزا قوم مغل شاگرد ممنون دہلوی باشندۂ لکھنؤ

غیر کی گھٹنے کی خوشی اور ہمین خفا کیا
خوب کیا بھلا کیا خیر بہت بچا گیا

تیری جو نگاہ مین سبک ہین
ہر ایک کے جی پہ بار ہین ہم

کوئی کیا سر جھکا کے ہووے ذلیل | اٹھا شیرا کبھی اوٹھا ہی نہین
نہین کھاتا وہ قسم غیر کے گھر جانے کی | سچ جو پوچھو تو یہی بات ہے مرجانے کی
وہان ہمکنار غیر سے وہ رشک ماہ ہے | نہان کنج غم مین شکوۂ بخت سیاہ ہے
خفا ہم آپ ہین اس سے کہ دم ہر زہر ہے | ترے فراق مین اے یار ہم رہے نہ رہے

فدا تخلص فدا حسین باشندۂ مرشد آباد شاگرد فصیح العالم فصیح

چشم آہوے چین خال جبین مشک خطا | رو صبح طرف زلف سیہ شام بلا
گل ایسا بدن باغ و بہار ایسی ادا | خنجر نگہ چشم سے لب آب بقا

فدا تخلص امام الدین فرید آبادی شاگرد مرتضی قلی خان فراق علی وردی خان کے عہد مین بنگالہ مین آکر سکونت اختیار کی تھی

آب جائین کہان تری گلی سے | جون نقش قدم یہین رہے ہم
تو بات بات مین ہوتا ہے مجھسے آزردہ | یہی تو کچھ نہین اے دلربا تری بابت مین
مین ہون قربان اوسکے کہنے کے | تو نہ بولا کر اے فدا ہم سے

فدا تخلص مرزا محمد خلف مرزا اسمعیل بیگ الہ آباد مین تحصیلداری کرتے تھے

ہے رنگ نرالا گل و گلزار مین پیاسے | اک نوک نکلتی ہے ہر اک خار مین پیاسے

فدا تخلص بخشی رام دہلوی شاگرد سودا

کہا جو اوس سے کہ مین دل تو کر چکا ہون فدا | تو ہنسکے بولے ابھی تیری جان باقی ہے

فدا تخلص عاقبت محمود خان بہادر دہلوی صدر الصدور تھے بعض صاحب تذکرہ نے انکا نام محمد اسمعیل لکھا ہے

جون شمع ضبط نالہ تو مین نے کیا فدا | پر بس چلا نہ گریۂ بے اختیار سے

فدا تخلص شیخ فدا حسین خان خلف شیخ کریم اللہ باشندہ قصبہ دیبائی ضلع بلندشہر شاگرد نواب مصطفی خان شیفتہ صاحب دیوان ہین

ہے یقین ہوگا ہجوم بلبلان بالائے سر | تو نہ رکھنا پھول او غنچہ دہان بالائے سر
کیون نہ ہو عقد ثریا ابروے بحر حسن | ہین اگر تیرے صدف تو مین گہر کی لڑیان

ایڑیان ہم نے رگڑ کر زیست اپنی کی بسر	جب جیسے دیکھین اہو فدا او سن قتنہ گر کی ایڑیان

فدا تخلص سیر فدا حسین باشندۂ میرٹھ شاگرد امداد حسین طور

قتل پر مستعد ہے وہ قاتل	آج جوہر کھلے گا خنجر کا

فدائی تخلص مرزا عظیم بیگ تاجر دہلوی

یارگوشے مین ہے اور عیش سے مایوسی ہے	نقش پا تک بھی مرے در پہ جاسوسی ہے

فدوی تخلص مکند لال لاہوری مقیم دہلی ملازم نواب ضابطہ خان شاگرد صابر علی صابر اپنے مذہب کو ترک کر کے دین اسلام کو قبول کیا تھا باپ اسکا بقال تھا سودا نے اوسکی ہجو رکیک کی ہے اور بعض صاحب تذکرہ نے لکھا ہے کہ وہ قوم مغل سے تھا فدائی بیگ نام غرض اشعار اوسکے اچھے ہوتے ہین مرادآباد مین فوت کی

گر تیغ نگہ سے تو کرے وار فلک پر	چل جاے فرشتون مین بھی تلوار فلک پر
بعد مرنے کے بھٹکتا ہون تہ خاک ہنوز	ساتھ پھرتی ہے مرے گردش افلاک ہنوز
آوارہ و سرگشتہ نہ دیوار رہ و در کے	سایہ کی طرح ہم نہ ادھر کے نہ ادھر کے
آنسو نہین ہین دیدۂ تر مین بھرے ہوئے	موتی ہین آبدار صدف مین بھرے ہوئے
ابرو کے تیغ سے ترے سورج ڈرے ہوئے	پھرتا ہے اپنے منہ پہ سپر کو دھرے ہوئے
چشم پر آب ہے اور قس پہ جگر جلتا ہے	کیا قیامت ہے کہ برسات مین گھر جلتا ہے
یہ سرو نہین باغ مین ہے آہ کسو کے	نرگس نہین تکتا ہے چمن راہ کسو کی

فدوی تخلص محمد حسن لاہوری مقیم دہلی شاگرد شاہ مبارک آبرو ستار خوب بجاتے تھے آزادانہ زندگی کرتے تھے صاحب دیوان گزرے

واہ اور مجھکو یاد کرین مین نہ مانونگا	اس نام کے بہت ہین کوئی اور ہووےگا
یار ہم سے جو سدا مین یہ جبین رہتا ہے	نہین معلوم یہ کس کی نسبی عیش ابی ہے

فدوی تخلص مرزا محمد علی عرف مرزا مجھو مقیم عظیم آباد شاگرد شاہ گھسیٹا عشق احمد شاہ بادشاہ کے وقائع نگار تھے دیوان انکا نظر سے گزرا

تجھ سے ہو کے ہین درد مند جدا — گو کرے کوئی بند بند جدا

ہر طرح ہم او سکے ہین دل و جان سے فدوی — وہ خواہ ہمین یاد کرے خواہ فراموش

عاشق کی کچھ نہین ہے دل و جان سے البساط — اے دوست امتحان نہ کر اسکی کیا البساط

گیا وہ زمانہ ہوا اور عالم — نہ وہ دن نہ وہ دل نہ وہ تو نہ وہ ہم

غلط ہے دیدۂ تر سے جو ہم چشمی کرے شبنم — مرا رونا اگر دیکھے ابھی پانی بھرے شبنم

چشم بد دور عجب آنکھین ہین — قتل کرتے ہین غضب آنکھین ہین

وہ دن گئے تپاک کے ہیہات اب کہان — وہ بات اب کہان وہ ملاقات اب کہان

کچھ خوش آتا نہین بغیر ترے — زندگانی عذاب ہے تجھ بن

حیران سحر سامری ہے اوسکے دبرو — جادو وہ یاد ہے تری کافر نگاہ کی

یار ہو غیر ونکے گھر مین اپنے گھر سیلاب ہو — تو نے بھی بدلی نظر اے ابر رحمت واہ واہ

اپنے فدوی کو ستانا بے سبب کچھ خوب ہے — کیا اسی کا نام ہے پیارے محبت واہ واہ

ٹک ساتھ ہو حسرت دل مغموم سے نکلے — عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

ذرد دیدہ نگہ سنے تری بندہ کیا مجھ کو — اے ترک ان نگے اس لقب کو اس انداز کی صدقے

دل ہے ازل سے تختۂ مشق ستمگران — تقدیر کے لکھے کو کوئی کب مٹا سکے

فدوی تخلص لالہ سیوک رام وکیل عدالت دیوانی شہر پٹنہ

جی کو نہ چین ہووے نہ آرام بابر دل — پھر کس امید پر کوئی تم سے لگائے دل

اوڑھکر دھانی ڈوپٹہ بھی اجی آؤ کبھی — ایک دن تو کشت امید غریبان سبز ہو

فدوی تخلص میر فضل علی دہلوی مرشدآباد مین آکر انتقال کیا

ابر مین روتے رہیا تنک جام کو — تم نہین آنکھون مین ساقی نام کو

فراسو تخلص فراسو صاحب قوم انگریز نفتباسے بیگم شمرو مقیم دہلی شاگرد خیراتی خان دلسوز

قمری کے مانند وہ پہنے محبت کا طوق — باغ مین گر قد ترا سرو کو دکھلائی

فراغ تخلص محمد فراغ دہلوی تکلم کرتے تھے

آتی ہے مرے اشک سے بوے عرق گل — ہے بسکہ نظر مین گل رخسار کسی کا
روتا ہے فراغ آج ترے کوچے مین پیارے — دل توڑیے اسطرح نہ زنہار کسی کا

فراغ تخلص میر مہدی حسن ولد میر طالب علی لکھنوی استاد مرزا رفیع الدین حیدر عرف منا جان

محو نظارہ ہے اے گل کیا فقط نرگس کی آنکھ — چشم بد دور آپ پر پڑتی نہین کس کسکی آنکھ

فراغ تخلص یسین بیگ باشندہ میرٹھ شاگرد شیخ ابراہیم ذوق و نواب مرزا داغ و غلام مولی قلق

دم مین کیون اوسکے آگیا قاصد — یہان بھروسا نہین ہے دم بھر کا
ہے سراپا کا کسکے ہمکو خیال — پاؤن کا دھیان ہے نہ کچھ سر کا

فراق تخلص کیقباد جنگ دکھنی امیرون مین تھے

اوس شوخ رنگیلے کی کمان قوس قزح ہے — ہو بوقلمون تیر پر رنگ پر طاوس

فراق تخلص اکرام الدولہ منشی حسین علی خان لکھنوی

آج ہی ہاے غضب تجھسے نہ ملنا ٹھہرا — عید کا چاند محرم کا مہینا ٹھہرا

فراق تخلص میر مرتضی قلی خان دہلوی معاصر سودا محمد شاہ کے عہد مین توپخانہ شاہی سے تعلق رکھتے تھے علی وردی خان مہابت جنگ کے عہد مین مرشد آباد مین سکونت اختیار کی تھی آخر بسبب باقی رہنے خراج سرکاری کے راجہ شتاب راے کی قید مین انتقال کیا

گو درد سر اے ناصح ہے گردش پیمانہ — پر ہم کو تو صندل ہے خاک در میخانہ
اسیرونکی قسم تجھکو صبا سچ کہہ کہ گلشن مین — کوئی اون ہمنواؤن سے مجھے بھی یاد کرتا ہے

فراق تخلص حکیم ثناء اللہ خان مرحوم دہلوی برادرزادہ ہدایت اللہ خان ہدایت کسب سخن و کسب باطن حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ سے کرتے تھے شعر اچھا خوب کہتے تھے صاحب دیوان گزرے

خبر دیتا تھا کسکے وصل سے شوق ہم آغوشی — کہ میر امانت کو کچھ خود بخود بازو دیا کرتا تھا

جون ریگ روان خانہ نشین ہون مین ازل سے — نہ قصد وطن کا نہ ارادہ ہے سفر کا

دل تھا مینا کہ چشم پہ کرتا تری نگاہ — ساغر کو دیکھتا کہ مین شیشہ سنبھالتا

صاف دل کو کیا اور داغ جگر کو دھویا — کام کیا کیا نہ مرے دیدۂ تر سے نکلا

یہ غم ہے ساغر و مینا مجھے کہ میرے بعد — ذرا بھی تمکو کوئی منہ نہین لگانے کا

میان تلک ہون سبک رو رہ عدم مین فراق — قدم جو رکھون تو نقش قدم نہین ہوتا

ترسین ہم اور رہا سے آئینہ تری لوٹی بہار — حیف بخت افسوس قسمت برے طالع یا نصیب

نوبت آئی ہین پاؤن کی تری ٹھوکرین ظالم — سر کو کبھو قدمون سے اوٹھانے کی نہین ہم

آنا یہ ہچکیون کا مجھے بے سبب نہین — بھولے سے اوسنے یاد کیا ہو عجب نہین

تیرے گل تکیونکے خاطر تو اب کی رحمت جان — یہ مناسب ہے کہ ہو شمس و قمر کا تکیہ

رہتا ہے عاشقون کا ازبس ہجوم در پر — ہو جائیگا گھر اوسکا بازار رفتہ رفتہ

سن مرا حال یہ کہتا ہے نہ بک سونے دے — نیند تو اوڑ گئی کمبخت سرک سونے دے

دامن تلک گیا تھا کہین اوسکو دست ہم — اللہ ری نازکی وہین چولی مسک گئی

تم گالیان جو دو تو مین جھڑکی بھی کیا نہ لون — پیارے کسیکا ہاتھ کسیکی زبان چلے

آنکھون مین پھر رہا ہے اوی سر و پا تلک — دامن اوٹھا کے چلنا تیرا اترا کے یون سے

فراق تخلص میر حیات اللہ باشندۂ کولا وتھی دہلی مین تحصیل علم مین مصروف تھے

جان بھی باقی نہین کیا سمجھئے اب وعدۂ یار — مرنے دم آکے کیا اور پشیمان مجھکو

فراق تخلص خواجہ سجاد حسین خلف مرزا جان اٹکی باشندۂ لکھنو شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزرے

جس روز سے کہ تو مرے آغوش مین نہین — رکھتا ہون اے صنم تری تصویر دوش پر

محشر کو اسطرح سے اوٹھینگے فراق ہم — تصویر یار ہاتھ مین زنجیر دوش پر

فراقی تخلص پریم کشور نبیرۂ راجہ جوگل کشور بادفروش ترک علاق کر کے سیاحت کرتے تھے

ہوئین آنکھین گلابی روتے روتے — گلابی کی نہ دیکھی شکل افسوس

فرحت تخلص خواجہ فیض اللہ عظیم آبادی شاگرد غلام علی راسخ

جب کوئی منظور نظر ہو گیا ۔ دیدہ و دل اپنا ادھر ہو گیا

فرحت تخلص امید علی دہلوی شاگرد میر عزت اللہ خان عشق مقیم لکھنؤ

نہ تنہا کان کا بالا بلا ہے ۔ قیامت ہے ترے قامت سی پیاری
رلا جسکو لہوؤن سے نرگس سمجھکر ۔ سنا تم نے وہ چشم ترچھی کسو کی

فرحت تخلص لالہ سانند وکیل عدالت منصفی الہ آباد

ہوا ہے الہ گلشن سینہ مین داغ سے ۔ افسوس اس بہار مین وہ مہ جبین نہین

فرحت تخلص شیخ فرحت اللہ رفیق بہادر علی خان داروغہ نواب ناظم بنگالہ شاگرد سراج الدین علی خان آرزو وطن انکا ماورا النہر مولد فرخ آباد سلالہ گیارہ سو اکانوے ہجری مین مرشد آباد مین فوت کی صاحب دیوان گزرے

تری مژگان کو کب ہوتا ہے غم عشاق کا ۔ نہین ہے خنجر قصاب کو کچہ درد بسمل کا
جو سبب ہے گلشن مین وہ خدا جانے ۔ دہان یار سے غنچے سے کیا سوال کیا
زندگی مین تو رہے صدمے دل غمناک پر ۔ بعد میرے دیکھیے کیا ہو قیامت خاک پر
خط کے آتے ہی ہوئی گم خال کی خوبی تمام ۔ آگے طوطی کے کہان سرسبز ہو سکتا ہے زاغ
سینے پہ ترے ہر دم کس طرح سے ہوتی ہے ۔ ہو وصل ترا اب کی یہ ہار سے اور مین ہو
رفتہ رفتہ مین ہوا عشق مین جان کا دشمن ۔ دل ہے پہلو مین مرے ہائے کہان کا دشمن
مرنے کے بعد مجھ پر کیا کیا ستم نہ ہونگے ۔ دیکھینگے غیر مجکو اور ہائے ہم نہ ہونگے

فرحت تخلص پنڈت کدار ناتھ عرف ناتھن پرشاد ولد بستی رام دکھنی باشندہ لکھنؤ شاگرد امانت۔

لوٹے مزے وصال مین پستان یار کے ۔ پہونچا دلا کہان سے کہان مین دبا کر ہاتھ

فرحت تخلص محمود علی خان دہلوی خلف حکیم نصر اللہ خان وصال تخلص

او سنے تو نامہ بر کو کیا قتل ور مجھے ۔ ہر لحظہ انتظار ہے خط کے جواب کا
لے جلد تو خبر کہ وہ اب شام ہی سے آج ۔ ہے حال بیطرح ترے خانہ خراب کا

عاشق تو سبھی ہوتے ہین دنیا مین عزیزو | پر میری طرح سے کوئی رسوا نہین ہوتا

فرحت تخلص بشن پرشاد کایتھ خلف گوبند پرشاد نبیرہ راجہ کنول نین باشندہ دہلی شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

یار و جب تک جواب خط آوے | اور دو چار خط لکھو بیٹھے

فرحت تخلص شیخ حسین علی شاگرد مرزا نیاز علی بیگ نکہت تخلص

جب سے دیکھا ہے قد بالاے یار | سرو کو خاطر مین کب لاتے ہین ہم

فرخ تخلص جو سب بے بدری داس خلف جو بے کنج لال شاگرد اندرمن فقیر

گوشہ گیری نے زمانہ مین مرا نام کیا | باعث شہرت عالم ہوا عنقا ہو کر

فرخ تخلص کرامت اللہ خان ولد حفیظ اللہ خان باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ

تا زدا د اور زلف و رخ و چشم ہین ستم | اتنی بلاؤن سے کوئی کیونکر بچائے دل
قتل عالم کرتے ہین بیرحم کیونکر بہر زر | ہم تو یارا بھی نہ مارین کیمیا کے واسطے

فرخ تخلص میر فرخ علی دہلوی

اس قدر تجھ سے ہو کیون اے مہوشان تنہا | مین بھی تو آخر کسی دن تھا تمہارا آشنا
چشم سے نور گیا تن سے توان دل سے صبر | ہجر مین تیرے جدا مجھسے ہوا کیا کیا کچھ

فرد تخلص شاہ ابو الحسن نعمتی سجادہ نشین پھلواری صاحب باطن تھے بیشتر فارسی کہتے تھے دیوان فارسی انکا نظر سے گزرا

نگاہ مست تیری کسقدر خونریز عالم ہے | عبث آنکھون کو تیری نرگس بیمار کہتے ہین
عشق نے رسوا کیا یہان تک مجھے | نام سے میرے حیا کو ننگ ہے

فرد تخلص مولوی وحید الدین خان عرف خدا بخش خان ولد محسن خان قوم یوسف زئی باشندۂ ... ضلع مظفر پور مقیم کانپور شاگرد مصحفی صاحب دیوان ہین شعر اچھا کہتے ہین

بند انگیا کے نہ بندھوائے کبھی | عمر بھر بندہ تو نامحرم رہا
سطح سینہ پہ ترے اسے مت نوخیز کیا | ادبھرا ادبھرا نظر آتا ہے کچھ اوٹھا اوٹھا
کبھی کعبہ کبھی بتخانہ ہے مسکن اپنا | دین و مذہب کہون کیا شیخ و برہمن اپنا

دل ٹکڑے ٹکڑے یار کے رخسار نے کیا
اوس گل نے جو کیا نہ کبھی خار نے کیا

دہان چھاتی سے ہے گدرائی نہ ہو کیونکر بیان کھٹکا
درخت بارور مین باندھتا ہی باغبان کھٹکا

کیون عشق مین ہو نام نہ موسی مرے دل کا
ہر داغ نیا ہے ید بیضا مرے دل کا

اے نوک مژہ تجھسے اخجل نشتر و سوزن
لیکن نہ نکالا کبھی کانٹا مرے دل کا

ان گلرخون کا مجھکو تو باور نہین نہین
ہان ہان بھرے ہین دلمین اور لب پر نہین نہین

بیتاب ہون مین تشنگی نزع سے قاتل
ٹپکا دے تو آب دم شمشیر گلے مین

آسیب پری ہوتا ہے جب سیمبرون کو
تعویذ جہین کرتے تری تصویر گلے مین

ہر عاشق و معشوق اسیر آئے نظر فرد
یہان پاؤن مین بیڑی وہان زنجیر گلے مین

فیض کیا وصف لب سرخ بتان کا مین لکھون
لعل ہو جاتے ہین جو لیتا ہون پتھر ہاتھ مین

فرصت تخلص مرزا الف بیگ لکھنؤ مین وفات پائی

اک عمر خاک کوے بتان سجدہ گاہ کی
تب رفتہ رفتہ اوس بت کافر سے راہ کی

کمان سے بھی پری یہ آہ پر تاثیر پہنچی ہے
پرندہ پر نہ مارے اوس جگہ یہ تیر پہنچی ہے

اوسکو طرز جفا خوش آتی ہے
مفت مین اپنی جان جاتی ہے

فرقت تخلص عطاء اللہ خان دہلوی

شعلۂ آہ کا کسکے ہے اثر پتھر مین
کہ ہے اسطرح سے پوشیدہ شرر پتھر مین

اک دل اوسکا ہے یارو کہ نہین اوسکو اثر
ورنہ آہ اپنی کا ہوتا ہے اثر پتھر مین

فرقت تخلص دیبی پرشاد ولد ٹھاکر پرشاد عرف خشادہ پرشاد پنڈت کشمیری باشندۂ لکھنؤ شاگرد امانت

مہندی سے چھلے نقرئی سونے کے ہوگئے
اے سیمتن عجب ہین ترے کیمیا کے ہاتھ

فرقتی تخلص وزیر علی عظیم آبادی شاگرد امیر جان عبرتی راقم نے انکو کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے فارسی ہی کہتے ہین

کیا پوچھتے ہو ہمنفسو ماجرائے دل
کانٹا سا کچھ کھٹکتا ہے پہلو مین جائے دل

سنکی ہے جب سے یار نے اٹھکیلیون کی چال
آتی ہے ہر قدم پہ صدا ہائے ہائے دل

فروغ تخلص میر روشن علیخان خلف اکبر علیخان شاگرد ممنون باشندۂ دہلی

تاریک کلبہ ایسا کیا ہو فروغ روشن
گھر مین کبھی ہمارے وہ شمع رو نہ آیا

فروغ تخلص میر اکبر علی شاگرد شمس الدین فقیر طب اور نجوم مین اچھا دخل رکھتے تھے بیشتر فارسی کہتے تھے

ایسا نالان ہوا شب کو دل بیمار کہ بس
شکے ہمسائے پکارے پس دیوار کہ بس

گرچہ مخمور سیہ مست ہین تیری آنکھین
لیکن ایسی ہین وہ دل لینے مین ہشیار کہ بس

فروغ تخلص خواجہ غلام مصطفے ولد خواجہ محمد یحیے باشندۂ لکھنؤ شاگرد میر وزیر صبا صاحب دیوان ہین

خیال ہے ترے آب روان کی محرم کا
نہین ہے تن مین ہمارے یہ جو حباب ہین دو

اوس پری کا میرے پہلو سے جو سرکا پہلو
تیغ غم سے ہوا مجروح جگر کا پہلو

تجھ پہ پڑتی ہے یار سب کی آنکھ
چشم بد دور ہے غضب کی آنکھ

لاغر ہوا ہون ہاے مین اوس درجہ ہجر مین
ملنے کی بھی دلا مجھے طاقت نہین رہی

کیسا ملال وصل ہوا شب کو یار سے
دل صاف ہوگیا وہ کدورت نہین رہی

الفت کا حرف صفحۂ ہستی سے مٹ گیا
بھائی کو بھائی سے بھی محبت نہین رہی

فروغ تخلص محمد عمر سلطان دہلوی خلف مرزا قادر بخش صابر تخلص

دیا ہو جھوٹ ہی گو نامہ بر نے مژدہ وصل
پر اوسکے کہنے سے دل کو تو یک قرار آیا

کیا ہو آپ نے گو سچ ہی وعدہ آنیکا
یہ سوچیئے تو کہ مجھ کو کب اعتبار آیا

لیکے آتے ہو ساتھ غیرون کو
باز آیا مین اس عنایت سے

فروغ تخلص خواجہ نور الدین خان بہادر معروف بہ سانولے صاحب برادر خورد نواب انور الدولہ شفق تخلص باشندۂ کالپی

قید ہستی مین پھنسے یاد وطن بھول گئے
دام ہمکو یہ خوش آیا کہ چمن بھول گئے

خیال غیر ہے ہمراہ جلوتان
تصور مین بھی تنہائی کہان ہے

فروغ تخلص عنایت علی خان ولد قادر علی خان عظیم آبادی مقیم کانپور شاگرد

احمد علی کامل تخلص

مجھ سے شب وصال بھی انکار ہے اوسے — کہتا ہے میرے پاؤن سے تو کچھ کنارہ کر

فروغ تخلص حافظ خدا بخش ساکن میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور تخلص

جز ذکر حسن وعشق دل حسن دوست کو — طفلی سے دلپسند کوئی داستان نہین

فرہاد تخلص میر علی فیض آبادی شاگرد میر حسن دہلوی

مرے جا ہے سے وہ بت رام کیا ہو — خدا کا گر نہو فرہاد جب !

فریاد تخلص شاہ الفت حسین موسوی باشندۂ عظیم آباد شاگرد راجہ پیارے لال الفتی مدتون سے کلکتہ مین رہتے ہین بیشتر فارسی کہتے ہین اپنی شاعری کا بہت غرور رکھتے ہین یہ شعر راقم کے سامنے پڑھے تھے انکی بعض بعض تصنیفات نظر سے گذری

اے واے جذب عشق مرے دل مین رہ گیا — نالہ او لجھ کے پردۂ محمل مین رہ گیا
قفس کو نالۂ بلبل سے اسیر درد کرتے ہین — صبا کے پاؤن مین زنجیر بوئے گل سے ہم کرتے ہین

فریاد تخلص مرزا مغل بیگ مرحوم ولد مرزا تقی بیگ لکھنوی مرثیہ مین شاگرد افسردہ اور غزل مین شاگرد مصحفی و ناسخ کے آلہ آباد مین رجسٹری کے سررشتہ دار تھے صاحب دیوان گزرے

خال اوس روے کتابی پہ نمایان دیکھا — بچۂ زاغ سے یہ حافظ قرآن دیکھا
میکشو مین رند ایسا ہون کہ میرے واسطے — خم اوٹھا کر لاے خود پیر مغان بالاے سر

فریاد تخلص لالہ صاحب راے ولد لالہ سندر راے کایتھ لکھنوی شاگرد میر سوز

جبین پایا وہ بس مردن دل بیتاب نے — گوشۂ مرقد ہمین آغوش مادر ہو گیا
غم جب سے ہوا ہے یار دل کا — کوئی نہین غمگسار دل کا

فریاد تخلص قاضی محمد احتشام الدین ولد قاضی علیم الدین باشندۂ مراد آباد

ہے کم سنی مین مراد ون یہ یار کا جوبن — قدم قدم پہ قیامت بپا ابھی سے ہے

فسون تخلص مرزا منجھلے خلف مرزا کریم بخش نواسۂ ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی

رولاتے نہ تم گھر عدو کا نہ بہتا — اوٹھایا ہوا ہے یہ طوفان تمہارا

کیون دوست اوٹھالاے تجھے کوچہ او سکی	گو جان پہ ستم تھا مگر آرام وہین تھا
اچھا ہوا کہ حشر کے ہنگامے سے بچے	ہونا جو تھا ہمین وہ م رفتار ہو گیا

فصاد تخلص ہو حجام باشندۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر دہلوی

بادہ کے ہین پینے سے کیا کام ہے ساقی	سے خون جگر آبلہ ہے جام ہمارا

فصیح تخلص پنڈت سکھن لال خلف بیچے لال فرخ آبادی شاگرد امراؤ حسین ظفر تخلص

سمجھے نہ یار عاشق زلف دوتا مجھے	دنیا مین اس بلا سے بچائے خدا مجھے

فصیح تخلص مرزا جعفر علی مرثیہ گو ولد مرزا ہادی لکھنوی شاگرد ناسخ بیت اللہ کو ہجرت کر گئے ہین

یہ تو قسمت مین کہان تھا کہ کرون کسب کمال	بے کمالی مین بھی افسوس کہ کامل ہوا
دیکھے گا جنس کے زلف مین جب بیچ وتاب دل	پچھتائیگا بہت ہی یہ خانہ خراب دل
مجھ مین اک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہون مین	تم مین دو وصف ہین بد خو بھی ہو مغرور بھی ہو

فصیح تخلص حکیم فصیح العالم خلف و شاگرد مولوی صبیح العالم خان دہلوی مرشد آباد مین نشو و نما پائی تھی وہین انتقال کیا

تحفۂ نسخہ تپ ہجران کے لیے رو دہن	قرص گل یہ ہے تو وہ شربت عناب بنا
رکھ جنتری مین چشم کی کھینچا نگہ کا تار	اوس شوخ کا نظارہ عجب سادہ کار ہے

فضا تخلص گوبند پرشاد ولد دیبی پرشاد لکھنوی شاگرد منشی مینڈ ولال زار

گر یون فضا کو آپ لگائے نہ دینگے ہاتھ	چھو لیگا ایک روز وہ دیوانہ بن کے پاؤن

فضا تخلص میرزا محمد جعفر عرف تھے مرزا ولد مرزا بندہ حسین لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید

اللہ اللہ یہ دیدار کا تھا شوق مجھے	تکتے تکتے رہ بت بن گئین پتھر آنکھین

فضل تخلص فضل مولی خان لکھنوی نواب مرشد آباد کی مصاحبت مین تھے جوانی مین فوت کی انمین ایک بڑا عیب تھا کہ دوسرون کے شعرون کو اپنے نام سے پڑھتے تھے دلی کو بھی گئے تھے کلکتے مین بھی آئے تھے

دل خیال زلف سے ازبس پراحمور ہے	صبح محشر ہی مجھے شام شب دیجور ہے

اودی ستی وہ اوسکے کہ سینے پہ حرف ہی	لب وہ کہ لعل کے بھی نگینے پہ حرف ہے

فضل تخلص فضل الرحمن خلف شیخ حامد علی ابن قاضی احمد متوطن مین باشندہ قصبہ مہم ضلع رہتک شاگرد محمد رفیع الدین ومحمد حیات خان حیات

حاجت دام نہین عاشق بیدل زلو!	گیسوئے یار ہے کافی ہے سلاسل کیلیے

فضلی تخلص ونام شاہ فضل علی دہلوی معاصر شاہ نجم الدین آبرو

زلف کے سلسلے کے طالب کو	پیچ دیکر مرید کرتے ہین

فطرت تخلص ایک شخص کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

کیونکر نہ آسمان پہ ہو اوسکا داغ دل	روشن ہو جسکے سینے کے اندر چراغ دل

فغان تخلص اشرف علیخان دہلوی کوکہ احمد شاہ بادشاہ غازی ابن مرزا علیخان مقیم عظیم آباد شاگرد علی قلی خان ندیم ۱۱۸۶ھ گیارہ سو چھیاسی ہجری مین انتقال کیا بڑے ظریف تھے بعضے صاحب تذکرہ نے جو انکو قزلباش خان امید کا شاگرد لکھا ہے غلطی کی ہے دیوان انکا نظر سے گزرا

دل بستگی قفس کی یہان تک ہوئی مجھے	گویا مرا چمن مین کبھی آشیان نہ تھا
سرکو فدائے خنجر بیداد کر چکا	پہونچا مین اپنی داد کو فریاد کر چکا
ابھی مٹا نہین دعوے ستم رسیدون کا	کفن ہوا نہین میلا ترے شہیدون کا
گیا تو شب فراق مین جیتا رہا فغان	یہان تک گمان نہ تھا ترے صبر و قرار کا
بے سبب شمع کب جلے ہے فغان	لطف سوز و گداز مین پایا
ممکن نہین کہ غیر نہ ہووے رکاب مین	مجھکو خدا نہ لائے ہمارے مزار پر
پانون چلتے ہوئے دیکھے تو بیابان کیطرف	ہاتھ اوٹھتے نظر آئے تو گریبان کیطرف
کستا ہے یہ بہشت مین مستون کی جا نہین	زاہد کا کیا خدا ہے ہمارا خدا نہین
خط دیجیو چھپا کے ملے وہ اگر کہین	لینا نہ میرے نام کو اے نامہ بر کہین
مجھ مبتلا کی چشم کہان تک پر آب ہو	اے دل خدا کرے ترا خانہ خراب ہو
بک گیا اب تو یہ دل کا فر خونخوار کے ہاتھ	بند ہوگئے رشتۂ الفت سے گنہگار کے ہاتھ

قاصد جو نا امید پھرا کوے یار سے / خفت مجھے ہوئی دلِ امیدوار سے
ضعیف ہے دلِ بیمار اس قرینے سے / اٹک کے آہ نکلتی ہے میرے سینے سے
ذکر کیون غیر کا کرتے ہو فغان کے آگے / انھین باتون سے یہ کم بخت خفا ہوتا ہے
دیکھکر دل کو مڑ گئے مژگان / تیر خالی پڑا نشانے سے
دل مین اوس شوخ کے ہو پاس وفا سو معلوم / کہنے سننے کے لیے بات بنا رکھا ہے

فغان تخلص میر شمس الدین دہلوی

پردۂ غفلت مین میری پاس آ گرتا ہے خواب / دیکھ میری چشم تر کو رو کے پھر جاتا ہے خواب

فغان تخلص ظریف خان رامپوری شاگرد حافظ غنیم

ہے شکن مین جبین سے ابروے خمدار مین / آگیا بل اندنون قاتل تری تلوار مین

فغان تخلص سید عباس علی خان

اگر وہان کہے نہ سوالِ وصال پر / مہلت ملی زبان کو تیری نہین سے کب
نقش قدم کی شکل ہین پامال مین / یہ ناز تیری چال کی اوٹھی زمین سے کب

فغفور تخلص منشی قادر بخش ولد منشی رحمن بخش تاجر باشندۂ کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ

ہون مین دیوانہ کسی رشکِ قمر کا [illegible] / طوق گردن چاہیے بن جاے ہالہ ماہ کا
یار ساقی ہے باغ ہے گل ہے / خم ہے شیشہ ہے جام ہے مل ہے

فقیر تخلص علاء الدولہ یمین الملک سید محی الدین خان دہلوی خلف نواب اعظم الدولہ
دیوان انکا نظر سے گزرا

ہو آج کے دن آن کے مہمان ہمارا / اتنا کہا مان لے اے جان ہمارا
ایک بوسہ فقیر کو دیجیے / رد نہ کیجیے سوال سائل کا
گنج جو جانتے ہین گنج قناعت کو فقیر / سامنے اونکے ہین کیا مال یہ دولت والے

فقیر تخلص میر فقیر اللہ دہلوی شعراے پایۂ تخت شاہ عالم بادشاہ مین تھے کبت دوہرہ سے بھی واقف تھے احیاناً شعر اردو کہتے تھے

میرے سحاب چشم کو نیسان پہ ہے شرف / ہے کونسی گھڑی کہ یہ گوہر فشان نہین

صافی دلون کی دید کو مانع نہین حجاب	عینک سے ہے دو چند ضیاء بصر مجھے

فقیر تخلص میر شمس الدین دہلوی فارسی کو عروض و قوافی و زبان دری مین خوب دخل رکھتے تھے چنانچہ چند رسالے اسی باب مین لکھے ہین سنہ گیارہ سو ستر ہجری مین بعد حصول زیارت حرم شریف وقت مراجعت انتقال کیا بہت سی تصنیفات انکی نظر سے گزرین

خال تیرے بیاض گردن پر	نقطہ انتخاب ہے گویا
گم ہے آواز ترے کوچے کی باشندونکی	ناد کرنے سے گرا ونکے گلے بیٹھ گئے
بے غرض دید سے یہان کام تکلف ہی نہین	خواہ ادھر بیٹھ گئے خواہ ادھر بیٹھ گئے

فقیر تخلص عنایت اللہ ولد نور اللہ ساکن کرتار پور ضلع جلندر

مہندی کے باندھنے کی کشاکش یہ کون اٹھائے	فرمایا میرے خون سے آلودہ کرکے ہاتھ

فقیر تخلص مولوی فتح علی خان خلف خیرات علی خان فرخ آبادی اولاد مین نواب بادی داد خان بہادر کی

اے عشق کس جگہ نہین وہ جان جہان نہ تھا	چشم و دل و دماغ جگر مین کہان نہ تھا
مسجد مین میکدہ مین حرم مین کنشت مین	وہ خود نما جہان مین کہیئے کہان نہ تھا

فقیر تخلص حکیم علی محمد عظیم آبادی خلف حکیم احمد حسین حکیم تخلص مقیم کلکتہ راقم سے کے ملاقاتیون مین ہین

دیر و مسجد کو کرین گبر و مسلمان آباد	مین نہ کرنے کا بجز کوچہ جانان آباد
ایسی آنکھین نہ دیدہ ہین نہ شنید	منتخب ہین ہزار آنکھون مین

فکری تخلص مرزا محمد نبیرہ شاہ عالم بادشاہ

جون نکہت گل گردش تقدیر سے فکری	ہم خانہ بدوش اور رہے اپنے وطن مین
ہم گنہگارون کی قسمت مین کہان ہے ہرچند	کوچہ یار مین جنت کی ہوا آتی ہے

فگار تخلص مرزا قطب علی بیگ دہلوی

مت پوچھو فگار اب تو مرا مسکن و ماوا	مانند بگولے کے سدا بیوطنی ہے

فگار تخلص میر حسین دہلوی نبیرۂ میر فقیر اللہ فقیر شاگرد میر نظام الدین ممنون بعض صاحب تذکرہ نے انکو مرزا غالب کا شاگرد لکھا ہے

دیکھ آئینہ کو اوسنے کیا اسلیے ٹکڑے ۔ یعنی مجھے کس واسطے مجھسا نظر آیا
کرتا ہے غنچہ تیرے دہن کی برابری ۔ شاید بیچارے نے بھول گیا ہے دہن کی بو

فلک تخلص میر بہادر علی عرف میر نصاحب خلف میر اکبر علی لکھنوی شاگرد برق

صورتِ برگِ خزان خشک ہوا جاتا ہون ۔ دیکھنا جا کے نہ مین کاش بہارِ عارض

فنا تخلص شیخ باقر باشندۂ کالپی حافظ ضیغم و مولوی عبد الکریم خان آشنا و مولوی محمد مظہر وصل وغیرہ بہت سے شاعرون سے اصلاح لی تھی کلکتہ مین تجارت کرتے ہین ریختی بھی کہتے ہین راقم کے ملاقاتیون مین ہین ٭

ریختی

بارِ گوہر سے لچکتی ہے کلائی بار بار ۔ وہ درِ نایاب پہنے ہے جو سمرن آج کل
کل روپئے سونا کو منگوا کر دیے ٹکسال سے ۔ اشرفی خانم کو منگی جا کے کندن لال سے

فنا تخلص شیخ بیر مرحوم بیکیت خلف شیخ طاہر لکھنوی

ہو خجل شامِ اودھ اور بنارس کی سحر ۔ کبھی دیکھیے جو وہ گیسو وہ بہارِ عارض

فوق تخلص میر ولد حسن خلف میر مولود علی فرخ آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد میر وزیر صبا صاحب دیوان ہین

سنتا نہین ہزار کی فصلِ بہار مین ۔ پہونچا ہے عرش پر ترا اے باغبان دماغ
وہ صفا اب مجھے حاصل ہے کہ یہ صورتِ مے ۔ دیکھ لیتا ہون رخِ یار کا جلوا دل مین
در و دیوار سے زندان کی سر اپنا پٹکتے ہین ۔ خیال اے فوق آتا ہے جو صحرا کا کبھی ہمکو
بے یار میکدے مین نہ بستر لگائیے ۔ ٹھوکر سبو کو جام کو پتھر لگائیے

فوق تخلص شیخ عبد الصمد باشندۂ میرٹھ شاگرد مظفر خان گرم تخلص

دلِ مضطر نہین ہے قابو مین ۔ ڈھنگ سیکھا ہے اوس ستمگر کا
شورِ محشر سے بھی نہ اوٹھتے ہم ۔ کام تھا یہ تمہارے ٹھوکر کا

دہوکے مین آنکے کرتا ہون ناحق تیگ ناز	میری ہی آہ کا ہے دہوان آسمان نہین
نالے اگر یہی ہین جا رہے تو دیکھنا	یا ایک روز ہم نہین یا آسمان نہین

فوق تخلص نظیر احمد مرشد آبادی شاگرد حیرت

ضبط کا ڈہنگ کچہ ایسا دل ناشاد رہے	آنکھ مین اشک نہ لب پر کبہی فریاد رہے

فوق تخلص میر بادشاہ باشندۂ دہلی شاگرد و قرابت دار مولوی سید احمد خان صدر الصدور علیگڈہ تخلص یہ آہے

مین تو رہتا ہون گریزان ہی سدا اوس سے مگر	چہوڑتا کب ہے ترا طرۂ طرار مجھے

فہم تخلص وارث علیخان

دوری ہی مین اوس یسح کی اولٹی ہوی ہر سانس	مہلت ملی ہے ہمکو دم واپسین سے کب
اوس حور کے جو وصل سے ٹہنڈا ہوا نہ دل	خسخانہ ہو گیا ہے جہنم تمام شب

فہم تخلص پنڈت سندر لال ولد پنڈت بدری ناتھ لکھنوی مقیم کانپور شاگرد محمد اسمعیل حسین منیر تخلص

زنجیر توڑ ہی نیچۂ قتل نے غضب کیا	شانے سے اوس پری کے ہوی تار تار زلف

فہمی تخلص شیخ دیانت حسین مدرس زبان فارسی و اردو ماڈل اسکول موضع بڑہیا ضلع مونگیر خلف شیخ ہدایت علی باشندۂ بہار مونگیر مین رہنے کے ہنگام مین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے تھے ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر اچھا کہتے ہین

ستم سے کم نہین الطاف یار اے فہمی	ہے برق جان حزین طور مسکرانے کا
آئینہ کو نہ مقابل رکھین	پہر دن حیران رہا کیجیے گا
تابکے نالۂ و افغان فہمی	کیا کہین حشر بپا کیجیے گا
شد وہ مین ہون نہ وہ زمانہ رہا	دل لگانے کا اب مزا نہ رہا
مدعی سے بگڑ گئی ورنہ	دل مین کیون کچہ بہی مدعا نہ رہا
کی یہ اشک نے حیا نے پردہ دری	راز میرا ترا چہپا نہ رہا

بتون کے جور وجفا نے کیا ہمین گمراہ | چلے ہین دیر سے گھبرا کے خانقاہ کو ہم

اودہر ہو جل کے جگر خاک اودہر نہ ہو تاثیر | ملائین خاک مین فہمی بس ایسی آہ کو ہم

کہتے ہین مجکو دیکھ کے اللہ رے فریب | گر تم نہین مسیح تو بیمار بہی نہین

چشمان نیم وا تری اے مست خواب ناز | گر خواب مین نہین ہین تو ہشیار بہی نہین

تمام عمر تو کسب کمال مین کاٹی | کیا کمال جو حاصل تو دل لگانے مین

آپ کے غم مین مر گیا ہون مین | اور کسطرح سے بنا ہون مین

عشق مین عقل و فہم کو کھو کر | فہمی اب نام کو رہا ہون مین

بے فائدہ گر عرش پہ پہنچے بہی تو حاصل | اے نالو ذرا کان تک اوس یار کی پہنچو

ہرگز نہ دم یار جفا کوش مین آؤ | اے حضرت دل خیر ہے کچھ ہوش مین آؤ

جو اوسنے پوچھے غیرون سے کیون ہے لطف کم | تو ہنسکے کہتے ہین بس تیرے ہی جلانے کو

ہوش کی اپنے دوا کیجیے کچھ خیر ہی ہے | آتے ہین حضرت ناصح مجھے سمجھانے کو

اورون ہی سے لگائینگے دل کو کسیطرح | کوچہ تمہارا گر نہین خلد برین تو ہے

مجکو سوال بوسہ سے مطلب جواب ہے | گر ہان نہین زبان پر اونکے نہین تو ہے

وہ بگڑی ہے ہوا اے شہر الفت | جسے دیکھہ وہ غم مین مبتلا ہے

وہ شکوہ اپنا میرے منہ سے سنکر | لگے کہنے کہ ہان کہئے بجا ہے

جنازہ دیکھکر میرا کہا حیف | رہی دل ہی مین سب حسرت جفا کی

اللہ رے اپنی بیکسی ہے | رونے کو وہ سمجھے ہین ہنسی ہے

چہرے کی بلائین لے رہی ہے | کاکل تری میری مدعی ہے

سر پر ہے کھڑی قضا بہی وہ بہی | جان ایک عذاب مین پڑی ہے

مرتا ہے دراز کاکلون پر | فہمی کی حیات بڑھ گئی ہے

فیاض تخلص حکیم سعید الدین علیخان سررشتہ دار کچہری راجہ راج [illegible]
بن حکیم ابو سعید خان مقیم اٹاوہ

فتنۂ خوابیدہ جونک اوٹھے یار | ساتھ غیرون کو سلانا چھوڑ دے

فیاض تخلص شیخ فیض الحسن خلف شیخ نظام الدین باشندۂ قصبۂ دبیائی ضلع بلند شہر

افسون کا ہو عمل نہ عمل کا ہو کچھ اثر — میرا رقیب یار کا ہمراہ ہو گیا

فیض تخلص حکیم منور حسین صاحب مثنوی نیرنگین و مثنوی عمدۃ الاعجاز و جواہر الحکمت و صحیفۃ الاسرار وکیل عدالت دیوانی ضلع مونگیر خلف سید فضل حسین شاگرد مہدی علی زکی باشندۂ امروہہ کبھی حکیم بھی تخلص کرتے ہین اشعار عربی و فارسی و اردو انکے اچھے ہوتے ہین راقم کے احباب مین ہین انکی مثنوی سلسبیل و مثنوی صاعقہ وکنایات منوری نظر سے گزری

فرقت قاتل مین گو تڑپا کرون بسمل نمط — تا قیامت بھی نہ نکلے دم بآسانی مرا
بجد تک مجنون نے ڈہونڈا کوہ تک فرہاد نے — اے جنون لیکن نہ ہاتھ آیا کوئی ثانی مرا
کیونکہ چھوڑون واعظا اوسکو کہ ہے وہ گلبدن — دل مرا دلبر مرا جانان مرا جانی مرا
دولت کی طلب زر کی تمنا نہین کرتے — دیندار کبھی خواہش دنیا نہین کرتے
سنتا ہون کہ غیر ونسے اونھین رہتی ہی صحبت — کہدو کوئی جا کر کہ یہ اچھا نہین کرتے
کیون کہتے ہین سب لوگ تمھین رشک مسیحا — ہم مرتے ہین مدت سے تم اچھا نہین کرتے
چہرے سے ذرا برقع زرین کو اوٹھا دو — ایجان شب وصل مین یہ دو نہین کرتے
جب کہتے ہین آجاتی ہین گھر فیض حزین کے — سچے ہین وہ جھوٹا کبھی وعدہ نہین کرتے

فیض تخلص مولوی فیض الحسن باشندۂ سہارنپور مقیم دہلی صاحب شواہد تفسیر و شواہد خمسہ و تذکرہ صحابہ و مثنوی روضۂ فیض و مثنوی چشمۂ فیض وغیرہ کتب کثیرہ عربی و فارسی

عجب کچھ طور تھا شب فیض کا کیا جانئے کیا تھا — کوئی وحشت سی وحشت تھی کوئی سودا سا سودا تھا
غنیمت ہے کہ بعد از مرگ عاشق اتنا کہتی ہین — برا تھا یا بھلا تھا خیر جیسا تھا وہ اپنا تھا

فیض تخلص علی بخش شاگرد وحید الدین فرد

پاس اوس گلرو کے جب جاتے ہین ہم — داغ دل پر تازہ سے لے آتے ہین ہم

فیض تخلص پنڈت کرپا کشن کشمیری مقیم لکھنو

لوٹتے خون مین تہ خاک سے بسمل آکر ۔ دیکھتا میرے تڑپنے کو جو قاتل آکر

فیض تخلص میر فیض علی خلف میر تقی میر مقیم لکھنؤ

کہہ دیا سب سے جو کہ تھا معلوم ۔ دل ترا حوصلہ ہوا معلوم

شوق مین تیرے کنار و بوس کے ای بحر حسن ۔ موج کے مانند ہو جاتے ہین سب آغوش ہم

یہ ترک چشم تری مست ہین جوان دونون ۔ کہ سو رہے ہین تلے سر کے رکھ کمان دونون

فیض تخلص نواب جعفر حسن خان خلف نواب محمد علی خان رئیس عظیم آباد شاگرد مصحفی

آسمان پہ اشک کو لیجائیگی تحریک آہ ۔ یہ ہوا اوٹھتی ہے دریا موج خون ہو جائیگا

فیض اب اوسکو ندامت ہی نکیاشی سے ۔ تیرے زخمون نے عبث اوس پہ تبسم کیا

رشتۂ تسبیح اپنا ہو گیا تار نفس ۔ ذکر ہو موقوف تیرا گر یہ دم بھر ٹوٹ جائے

کیسی پابندی ہمین زندان کی اور زنجیر کی ۔ وہ جنون کا زور ہے سد سکندر ٹوٹ جائے

مے پینے کی تہمت تو دے سکتا نہین لیکن ۔ آنکھون مین گلابی سا ڈورا نظر آتا ہے

فیض تخلص ظفر یاب الدولہ میر احسان علی خان بہادر باشندۂ لکھنؤ ولد سید محمد تقی خان بن میر زین العابدین خان رفیق میان الماس خواجہ سرا شاگرد آتش صاحب دیوان ہین

کب اوٹھانے سے ترے خاک نشین اوٹھتے ہین ۔ درد بھی ضعف کے باعث نہ اوٹھا دل مین

حرف قاف

قابل تخلص مرزا علی بخش شاگرد محمد ابراہیم ذوق امیر تیمور کے دودمان سے ہین

سامنے میرے غیر سے تو ملے ۔ ستم اس سے زیادہ کیا ہو گا

کیا جو قتل مجھے تو نے آپ خوب کیا ۔ کہ مین عذاب سے چھوٹا تجھے ثواب ہوا

تم جو کہتے ہو جاؤ تم یہان سے ۔ ایسے جائینگے پھر نہ آئین گے

مر ہی جانا ہے عشق مین بہتر ۔ نہ جئین گے نہ رنج اوٹھائین گے

لکھا تھا وہی کہ جو تھا نصیب کا لکھا ۔ بلا سے خط کا جواب اوسنے کچھ دیا تو سہی

قادر تخلص مولوی عبد القادر خلف مفتی سید کرامت علی باشندۂ الہ آباد

چشم کے چشمہ سے طوفان نوح کا ہوگا روان	ہوویگا آخر کو یہ دریا روان بالاسے سر

قادر تخلص مرزا قادربخش حکیمیت متوطن دہلی باشندۂ عظیم آباد مقیم کلکتہ شاگرد مولوی عبد الکریم خان شمار اقمر کرملاقاتی ہین

مانگ بالون مین نہین اُسکی عیان بالائی سر	نہر ہے یہ ان کی ہے ظلمت مین روان بالائی سر

قادر تخلص مرزا اسعر مرزا علی ولد مرزا اچھیگا باشندۂ لکھنؤ شاگرد طالب علی خان عیشی صاحب دیوان ہین

دل چھین لو چرا لو جو عشاق یون نہ دین	وہ انتظام رخ کا ہے یہ بند وبست زلف

قادر تخلص مرزا قادر شکوہ خلف مرزا عباس شکوہ نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ مقیم لکھنؤ شاگرد ضمیر مرثیہ گو

ایسا مین سمجھتا تو نہ ملتا کبھی ناصح	دل مفت مین لیجائیگا یہ کسکو یقین تھا
پی گیا مقتل مین وہ خون شہید ناز کو	تو تو تھا ہی پر ترا خنجر غضب خونخوار تھا

قادر تخلص سید قادربخش خلف سید عبد الحقانی متوطن سنبھل مقیم فرخ آباد

ہے وقت نزع وصل کی خاک آرزو کرین	ہم آپ گم ہین یار کی کیا جستجو کرین

قادر تخلص شیخ قادربخش لکھنوی

اوس ماہرو کے وصل کی اللہ ری خوشی	ہم نے لٹائے داغ کے درہم تمام شب

قاری تخلص قاری علی احمد باشندۂ دہلی علم قرأت سے بخوبی آگاہی حاصل کی تھی

چین ابرو نے خوب روک دیا	تھا مین کہنے کو مدعا اپنا
سچ بھی کہیئے تو جھوٹ سمجھے ہے	کہیئے کیا خاک ماجرا اپنا

قاسم تخلص آغا محمد

سیکڑون غم ایک جان زار ہے	ابر ہے شب ہے دل بیمار ہے

قاسم تخلص قاسم علی خان ولد امیر علی خان باشندۂ فرخ آباد

ہے عیان معنی والشمس رخ انور سے	جلوہ گر عالم واللیل ہے موی سر سے

قاسم تخلص میر قاسم علی خلف میر طالب علی باشندۂ بارہہ مذہب تشیع سے

دلگرفتہ ہوکر مولوی محمد اسمعیل کی خدمت مین توبہ کی اور راہ تسنن کو اختیار کرکے مولوی صاحب موصوف کے ساتھ پنجاب کے معرکہ مین شہید ہوئے

تھی بات ہنسی کی یہ نئی جان پہ قاسم ۔ لب اوسکے نمکریز ہوئے زخم نہان پر

قاسم تخلص سید قاسم علی خان خلف سید حیدر علی خان لاہوری متخلص بہ حیدر باشندۂ لکھنؤ موسیقی مین اچھی مہارت رکھتے ہین بہت روز تک عہدۂ تحصیلداری پر مامور رہے

بسر کین خوبون سے زیست کرکے اوٹھ گیا قاسم ۔ ہزار افسوس وہ بھی کیا بشر تھا کتنا بشر تھا
ایک ہی حسن کا جلوہ ہے کہ ہر پردے مین ۔ دل کو لیتا ہے کہین رنگ کہین بو ہوکر
ایک بوسے کے عوض دین ودنیا کھونگا لیکن ۔ بیشتر لذت ملی تقصیر سے تعزیر مین
رخ دکھا دیجیے کوئی بات سنا دیجیے کہ ہین ۔ کان مشتاق سخن طالب دیدار آنکھین
سیکڑون دریا بھرے ہین چشم گریان مین مگر ۔ پھر بھی یہ کم بخت ہر دم تشنۂ دیدار ہین
نہین آواز بھی منہ سے نکلتی ناتوانی سے ۔ اسیر دل کا تمہارے نالہ بھی محبوس زندان ہے
مری صداع کو صندل سے فائدہ معلوم ۔ علاج اسکا کسی سنگ آستان مین ہے
جو ہان ہوئی تو جیئنگے نہین تو جان گئی ۔ ہماری زیست و مرگ آپ کی زبان مین ہے
شمع و پروانہ سے سمجھے اتحاد حسن و عشق ۔ ایک آتش تھی کہ جسمین دونون جلکر رہ گئی

قاسم تخلص قاسم علی لکھنوی ۱۲۲۸ھ [illegible] اٹھارہ سو تیرہ عیسوی مین کلکتہ مین تھے انکی مثنوی حیرت افزا نظر سے گزری

نہین انکار دینے مین فدا ہو جان یہ تم پر ۔ اگر اس قول پر جا ہو تو قاسم سے قسم لیلو
مدت سے انتظار ہے تشریف لائیے ۔ آنے مین اپنے وعدہ مطلق لگائیے

قاسم تخلص شاہزادہ ابو القاسم اولاد مین امیر تیمور کی تھے کلکتہ مین بھی آئے تھے

بکھری ہوئی ہین زلفین تری اس چاند سے منہ پر ۔ قاسم کو دکھاتی ہین سمان چاند گہن کا

قاسم تخلص شیخ قاسم علی لکھنوی شاگرد آتش شروع جوانی مین انتقال کیا

گردش قسمت سے ہون سخت حیران اے فلک ۔ رزق بے منت کے قابل ساقی ہے بخشا

بازپرس حشر کا بھی خوف ہے اے دل ضرور	کون مانے گا کہ تقدیر خدا اُس میں نہ تھا
سُننے وستک کی صدا نکلے نہ تم اچھا کیا	خیر گزری رات کچھ اسمین دغا تی مین نہ تھا

قاسم تخلص میر قاسم علی باشندۂ بریلی

یقین ہے العطش گویان دم آخر مرونگا میں	پیاسا ہون ترے آب دم شمشیر بران کا

قاسم تخلص حکیم میر قدرت اللہ خان دہلوی شاگرد ہدایت اللہ خان ہدایت حضرت مولانا فخرالدین قدس سرہ کے مریدون مین تھے ۱۲۴۲ بارہ سو چھیالیس ہجری مین انتقال کیا۔ صاحب دیوان گزرے انکا تذکرۂ شعراے ریختہ نظر سے گزرا

ہم نہ کہتے تھے نہ دیکھ آئینہ حیران ہوئیگا	زلف کو شانہ نکر کافر پریشان ہوئے گا
قرار و صبر اور تاب و طاقت نہون میں ان تو کیا کرین پھر	پیام آیا نہ نامہ آیا نہ قاصد آیا نہ یار آیا
خط پشت لب جانان کو تو نے دیکھا اے قاسم	سواد چشمۂ حیوان مین کیا سبزہ لکھا تھا
یہ کہئے اب کہ بھول پڑے آپ کسطرف	اسطرف بارے آپ کا کیونکر گزر ہوا
دل کی نہ پوچھو کچھ کہ یہ ہمدم ازل سے ہے	آفت نصیب و قہر نصیب و بلا نصیب
کرین ہم تجھسے اب کچھ اور ڈھب کی بات کیا طاقت	ترے پاؤن تلک پہنچے ہمارا ہاتھ کیا طاقت
قسم ہے ہم کو سر زلف یار کی قاسم	کہ شب نہتی کا کل جانان نسے مو بمو گستاخ
سر بسر قول ترا اے بت خود کام غلط	دن غلط رات غلط صبح غلط شام غلط
کرشمہ عشوہ تغافل نگہ حیا چشمک	ہے دل کو کیا ہی یہ دو چار چشم یار سے حظ
ہین رو سیہ و خستہ جگر مثل نگین ہم	اے وائے کہ قسمت بھی نہین خانہ نشین ہم
اے سادہ رو یہ صفات ستم ہے کہ آئینہ	لوٹے بہار اور رہین نامراد ہم
غم درد رنج محنت آفت ستم قیامت	فرقت مین تیرے دیکھے بندہ نواز سا تون
کہا ان قاسم نہ روک آنسوؤن کو	یہ لڑکے ہین ناحق گلوگیر ہونگے
مسلمانو او ہم پروا ہو کیا اچھا یہ عاشق کے	وہ نصرانی بچہ عیسی نفس تو ہی یہ کافر ہے

قاصر تخلص مرزا اکبر علی بیگ تاجر ولد مرزا رستم علی بیگ سمرقندی باشندۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر اللہ فراق و مصحفی کلکتہ مین بھی آئے تھے صاحب دیوان گزرے

سخن شیریں

میرے آگے نہ کسی غیر کا تو دل رکھنا   سنگ اچھا نہیں شیشے کے مقابل رکھنا

تیرے ابرو سے مہ عید نے سیکھی ہے یہ طرز   نیم نظارہ یہ اک خلق کو مائل رکھنا

عالم کے مرقع میں اگر بہر ہو وہ پیدا   یوسف کے مقابل تری تصویر کرو نہیں

صبا چمن میں شہیدان یار دفن میں کیا   ہر ایک غنچے سے آتی ہے مجھکو بو دل کی

جرم خسرو کا نہ تقصیر اسمیں کچھ شیریں کی ہے   موت لکھی تھی تری فرہاد تیری ہاتھ سے

فاطر تخلص سید خوب اللہ باشندۂ یحییٰ پور متعلق الہ آباد

میں بصدق دل سے بندہ اوس صنم کا ہوں مرا   یہ ایمان ہے یہ ایمان ہے یہ ایمان ہے

قاصر تخلص شیخ مقصود علی باشندۂ غازی پور

اک ہم ہی تیری چال سے پیستے نہیں صنم   پامال کبک بھی تو ہوی کوہسار میں

قاضی تخلص شیخ قادر بخش ساکن کانپور شاگرد مولوی احمد علی کامل

عشق گیسو میں ہوں مجبور گرانجانی سے   روز کٹتی ہے شب ہجر پریشانی سے

قاضی تخلص قاضی عبد الفتاح باشندۂ قصبۂ سنبھل

دنیا میں تو کچھ نہ ہم نے حاصل دیکھا   دیکھا جو نہ دیکھنے کے قابل دیکھا

جب چشم کھلی تو چشمۂ خضر کو بھی   مانند سراب میں ساحل دیکھا

قائل تخلص سید علی خان ولد میر فضل علی خان عرف میر بدھن عظیم آبادی مقیم کانپور شاگرد رشک راہ کربلا میں گوشہ نشین گو رہوئے صاحب دیوان گزرکر

نالے سکیے ہیں دیکھ کے تل تیرے ہونٹھ کے   مکھی بنا تفنگ کی ایک ایک خال لب

دیکھتے ہی اوسے وہ شوخ مٹا دیتا ہے   گودکا مشق جو کرتے ہیں مری نام کا حرف

نام گل مشق یہاں تک کیئے ماشاء اللہ   خط گلزار ہوئے اوس نبت گلفام کا حرف

قائل تخلص مولوی فصیح اللہ باشندۂ الہ آباد برادر مولوی امیر اللہ شاغل

خاک در اکسیر کی ہے قدر برابر مجھ کو   کر دیا فقر کی دولت نے تونگر مجھ کو

قائم تخلص مرزا قائم علی باشندہ اٹاوہ

رو رو کے سب یہ ہوتے ہیں کوچہ میں تیرے دلدار ہم   ہو کہیں قسمت کہ دیکھیں اک نظر دیدار ہم

قائم تخلص محمد قیام الدین باشندۂ چاندپور متعلقہ سنبھل مراد آباد مقیم دہلی شاگرد میر درد و سودا شعر خوب کہتے تھے سنہ ۱۲۱۰ بارہ سو دس ہجری مین انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گزرا ایک تذکرہ شعرا بھی انسے یادگار ہے

جہان مین شہرہ تھین مجنون کی ذلتین قائم
کیون چھوڑتے ہو درد تہ جام میکشو
تا بفلک نالہ تو پہونچا ہمارا رات
قیر سے ملنا تمہارا اسنے گو ہم جیب رہے
ٹوٹا جو کعبہ کونسی یہ جاے غم ہے شیخ
لیگیا خاک مین ہمراہ دل اپنا قائم
نہ وعدہ اوسکے ساتہ نہ پیغام کیا کہون
کچہ طرفہ مرض ہے زندگی بھی
گر زیست ہے تجہہ تلک تو پھر کیا
دو جہان جی ملے تو بس ہے ہمین
جب کہا عہد کیا کیا تھا رات
مے کے توبہ کو تو مدت ہوئی قائم لیکن
کہتا ہے آپنہ کر سبے تجہسا ہی ایک اور
قائم یہ جی میں ہے کہ تقید سے شیخ کے
سنگ کو آب کرین پل مین ہماری باتین
وہ بھی تو آدمی ہین کہ جنسے تمھین ہے ربط
مین جاتا ہون کعبے سے اب دیر کو
کس دل پہ داغ غم نے نہ تیرے بہار کی
بتون کی دید مین جاتا ہون دیر مین قائم
سنے نالہ مین تاثیر ہے نے آہ مین ہے درد

سو بار سے عہد مین تیرے وہ نیک نام ہوا
ذرہ ہے یہ بھی آخر اوسی آفتاب کا
مین ہی کچہ اللہ کا ڈر کر گیا
پرسا ہوگا کہ تمکو اک جہان نے کیا کہا
کچہ قصر دل نہین کہ بنا یا نہ جاے گا
شاید اس جنس کا یہان کوئی خریدار نہ تھا
پوچھے کوئی سبب جو مرے انتظار کا
اُس سے جو کوئی جیا سو مر کر
صدقے ترے مر ہی جائینگے ہم
یہان کچہ اپنی تو احتیاج نہین
بیٹھکے کہنے لگے کہ یاد نہین
بے طلب اب بھی جو ملجاے تو انکار نہین
باور نہ ہو تو لا مین ترے روبرو کرون
اب کی جو مین نماز کرون بے وضو کرون
لیکن افسوس یہی ہے کہ کہان سنتے ہو
کیا شکوہ تم سے رو ہیے اپنے نصیب کو
بھلا یہ بھی دیکھون خدا کیا کرے
الہٰی رہے دھوم اب کی برس لالہ زار کی
مجھے کچہ اور ارادہ نہین خدا کرے
معلوم ہو کسطرح تجھے جاہ کسی کی

گو نظارہ تو گلہ گلنا نہین میرے تو کیا	سے تصور سے ترے ہر دم ہم آغوشی مجھے
دہن کو تیرے سے پایا بات کہتے	ہماری جز رسی مین کیا سخن ہے

قبول تخلص مرزا مہدی علیخان لکھنوی مخاطب بہ مقبول الدولہ مصاحب و داروغہ توپخانہ واجد علیشاہ بادشاہ لکھنؤ خلف مولوی محمد مرزا شاگرد ناسخ شاہ اودھ کے ہمراہ کلکتے مین آ گئے تھے شعر صاف اور عاشقانہ اچھا کہتے تھے انھون نے شمشیر خانی کو نظم اردو مین ترجمہ کیا ہے دیوان انکا نظر سے گزرا اسکا بارہ سو چھتہ ہجری مین لکھنؤ مین جا کر وفات پائی راقم نے اونکے انتقال کی یہ تاریخ کہی ہے

قطعۂ تاریخ

میرزا مہدی علیخان مر گئے افسوس حیف	دوستون کو کر گئے مغموم و محزون و ملول
مصرعۂ تاریخ ناسخ حزین نے یہ کہا	وائے ہے ہے مر گیا مہدی علیخان قبول
کرتے ہین سر سبز چوب خشک کو جانباز عشق	کسقدر منصور سے فہرہ ہوا ہے دار کا
قرب بد سے پاک طینت کو نہین ہوتی گزند	دامن گل نے کبھی صدمہ نہ دیکھا خار کا
وفاداری مین ہم ثابت قدم ہین بد مردی	سنے گا اسے بیدرد تیرے کوچے مین فراز اپنا
مانگا جو ایک بوسہ تو دین لاکھ گالیان	میرا سوال دیکھیے اور یار کا جواب
پرتو رخسار تابان ہے زبس کو سوتلک	شمع روشن ہے ہر اک سنگ نشان کوی دوست
برق کیونکر نہ ہو خاموش گلدان کی آگے	نہین زیبا ہے تہی دست کو زردار سے بحث
یہ سرخ پوشش سے قتل کی خوشی ہی ہے	نہ جانیو کہ لہو سے ہے تیغ قاتل سرخ

قبول تخلص عبد الغنی بیگ کشمیری معاصر سودا بیشتر فارسی کہتے تھے

دل یون خیال زلف مین پھرتا ہے نعرہ زن	تاریک شب مین جیسے کوئی پاسبان پھرے

قدر تخلص محمد قدر دہلوی معاصر محمد شاہ بادشاہ رندانہ وضع رکھتے تھے

آج آئے ہو تو بچاؤ صنم رات کی رات	لیلۃ القدر سے بہتر ہے ملاقات کی رات

قدر تخلص سید غلام حسنین خلف سید خلف علی بلگرامی شاگرد مرزا نوشہ غالب دہلوی بجز گرگوئی شعرا شکار ہو یون کے انداز کا نظر آیا نہین انکی مثنوی قضا و قدر نظر سے گزری

ضبطِ عشق ہے کہ نہ نکلے کی منہ سے آہ — پیتے جلین گے ہم کہ نہو گا دھوان بلند

قدرت تخلص مولوی قدرت اللہ شاگرد نثار اللہ خان فراق باشندۂ دہلی

زلفون مین اگر دل یہ گرفتار نہ ہوتا — یون روز مرا آہ شب تار نہ ہوتا

قدرت تخلص شیخ قدرت اللہ شاگرد محمد عارف رفوگر

قاصد شتاب جا کے خبر لا تو یار کی — حالت بہت بری ہے دل بیقرار کی

قدرت تخلص مولوی قدرت اللہ رامپوری شاگرد قائم چاندپوری ریختہ گویون کا ایک تذکرہ انسے یادگار ہے

لاکھون جلائے مردۂ صد سالہ آن مین — فیضِ دمِ مسیح ہے اوسکی زبان مین
انصاف بھی ضرور ہے یہ ظلم تا کجا — کتنو نکے جی تو جاتے رہے امتحان مین

قدرت تخلص شیخ محمد قدرت اللہ سوپرنٹنڈنٹ اسٹامپ ریاست بھوپال ابن شیخ محمد باب اللہ بنارسی دیوان انکا نظر سے گزرا کوئی غزل نواب سکندر بیگم کی مدح سے خالی نہین

مین کیا مرتا ہون تجھ پر وہ لگا کہنے کہ جھوٹ — جب تو ہم جانین دکھا دو ہم کو مر کے سامنے
جب وہین مین مر گیا اوسنے کہا سچا ہے یہ — انکا اب مرقد بنا دو میرے گھر کے سامنے

قدرت تخلص شاہ قدرت اللہ برادر عمزاد میر شمس الدین باشندۂ دہلی مقیم مرشدآباد شاگرد مرزا مظہر جانجانان و جعفر علی حسرت عزیزون مین شاہ عبد العزیز دہلوی تذکرہ کرتے تھے شعرگوئی مین اچھی قدرت رکھتے تھے سنہ بارہ سو پانچ ہجری مین انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گزرا

ہنگامۂ بہار و صبوح اب بسر آیا — اے بادہ کش مژدہ کہ پھر ابر تر آیا
پیمانہ کب گرسنہ ہے دم غم فقدر ت — منہ سے لگا دے اوسکے ساقی تو نہ ہوگا
جو اسپے اوسکے سکے مین گرہ دم اٹھا — ترے لبون نے مسیحا سے کیا سوال کیا
جہان نظر پڑے پاؤن تلے سلے کاغذ — سمجھ کے نامہ مرا ہاتھ مین نہ لے کاغذ
اوڑائی زبس خاک ماتم مین دل کی — کیا ہمت آخر زمین آسمان کو

حسرت اے صبح چمن ہم سے چمن چھوٹی ہے
فسردہ اے شام غریبی کہ وطن چھوٹے ہے

نوح کشتی سے خبر دار کہ بہان سینے سے
مرہم تازۂ ناسور کہن چھوٹے ہے

سینہ اوسکا ہے دل اوسکا ہے جگر اوسکا ہے
تیر بیداد جدہر رخ کرے گھر اوسکا ہے

لب جان بخش کی یاد سکے جو پڑی ہے اک دھوم
لب عیسی نے مگر چیری زبان چوبی ہے

کسکی نیرنگی یہ برق خاطر مانوس ہے
جو شرر دل سے اوٹھے سو جلوۂ طاؤس ہے

حسن کو اپنے ہوا دار دنسے کاوش ہے مدام
ہر طپش بیان شمع کی برق دل فانوس ہے

ایک ہی پردے کی گر سمجھو تو یہ ہین سب الاپ
گر صدائے جنگ ہے یا نغمۂ ناقوس ہے

صبر و طاقت تو کبھی کی کوچ یہانسے کر گئے
اب وداع تنگ ہے اور خصت ناموس ہے

کل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتی تہی مجھے
کیا ہی ملک روم ہے کیا سرزمین روس ہے

گر میسر ہو تو کس عشرت سے کیجے زندگی
اسطرف آواز طبل اودھر صدای کوس ہے

صبح سے تا شام چلیا ہوے گلگون کا دور
شب ہوئی تو ماہرویون سے کنار و بوس ہے

سنتے ہی عبرت یہ بولی اک تماشا مین تجھے
چل دکھاؤن کیا تو اپنی آز کا محبوس ہے

لیگئی اکبار گی گور غریبان کی طرف
جس جگہ جان تمنا سو طرح مایوس ہے

مرقدین دو تین دکھلا کر لگی کہنے مجھے
یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے

پوچھ تو انسے کہ مال و حشمت دنیا سے آج
کچھ بھی انکے ساتھ غیر از حسرت و افسوس ہے

کل تو قدرت یاسے خم رکھتے تھے تسبیح ریا
آج رہن جام مے یہ خرقۂ سالوس ہے

قدس تخلص سید محمد رضا ولد سید علی مرزا داماد نواب ناصر الدولہ سید اسد علیخان باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزرے

ہے حجت مسیح اگر طایر حنا
طوطی کی طرحسے کرے تقریر ہاتھ مین

قدسی تخلص سید محمد اکبر عرف محمد جان ولد شاہ علی جعفر دخترزادۂ حضرت شاہ اجمل الہ آبادی سیر الکھنؤ مین جاکر آتش کے شاگرد ہوئے تھے صاحب دیوان گزرے

یاد آتی ہین کا فر جو ملاقات کی راتین
کہتین کسی عنوان نہین برسات کی راتین

تری بلائین نہ لین یاؤن بھی نہین دابے
یہ ہم سمجھتے ہین بیکار ہے بدن مین ہاتھ

قدسی تخلص آقا علی خلف مرزا مہدی کوفر باشندۂ لکھنؤ مقیم مٹیا برج یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

کیونکر یہیں نہ شل ہنا عاشقوں کے دل ۔ زانو بدل بدل کے وہ نازک کمر اٹھا

لکھا ازل میں قلم نے جو حال زار مرا ۔ جھکا کے سر کو تاسف کیا مقدر پر

پیچ میں آ تو چکے اور بلا کیا ہوگی ۔ اور برگشتہ تری زلف رسا کیا ہوگی

سیکڑوں اس سے بنے کاسے کئی مسجد ۔ دیکھیے خاک مری بعد فنا کیا ہو گی

قدیر تخلص احمد علی شاگرد محمد زکی

شور عاشق نہ روانی میں سنا لیلی نے ۔ کتنا مجنون نے کہا ناقہ کو ٹھہرا ٹھہرا

اے قدیر اوس بت ترسا سے یہ کہدے کوئی ۔ اپنے دیدار کے طالب کو نہ ترسا اے بت

قرار تخلص شیخ جان محمد نقیب سرکار وزیر الممالک نواب آصف الدولہ بہادر شاگرد شاہ شرف الدین تخلص بہ الہام دیوان

حمد میں ہے یہ ارادہ اس دل آگاہ کا ۔ ہو سر دیوان یہ مصرع تہ بسم اللہ کا

ترا وہ ناخن پا دیکھکر ترا شیدہ ۔ چھپا ہے ابر کی جا اب ہلال پردے میں

قرار تخلص میر حسین علی شاگرد محمد نصیر سنج

کب سے آنکھیں تکتی ہیں ذوق جراحت میں اوس ادا کے ۔ اے حسرت اوٹھتے اوٹھتے دست قاتل رہ گیا

کسطرح قرار اوس سے کرون درد دل اظہار ۔ سنتا ہی نہیں وہ بت مغرور کسی کی

قرار تخلص میر محمد حسن ولد میر معصوم علی لکھنوی شاگرد مرزا علی بہار تخلص

مل لے اگر وہ دل سے کہیں گفتگوئے دل ۔ بر آئے ایک عمر کی سب آرزوئے دل

ہم پر تو کن انکھیوں سے بھی غصہ کی نظر ہے ۔ پڑتی ہیں رقیبوں کی طرف پیار کی آنکھیں

قرار تخلص بندہ علی خان ولد محمد علی خان لکھنوی برادر زادۂ تفضل حسین خان و برادر نسبتی فتح الدولہ برق شاگرد میر کلو عرش

بار کفن اوتارا سبکدوش کر دیا ۔ سر پر ہمارے قبر میں وزر کفن کے پاؤں

قربان تخلص میر مہدی دہلوی خلف میر کلو حقیر شاگرد ثناء اللہ خان فراق

شکوے کا نہین یون مجھے بوسہ نہ ملا لو — مجھسے تو کیا آپ نے اقرار ہی کچھ اور
کیونکر نہ ناک شکر سے زبان احباب صدجان دہم — دست بستہ عجز میسے جان استادہ ہو
کسکی برگشتہ نگہ کا ہون مین بیمار کہ آہ — یہان مسیحا کی ہوئی جاتی ہے تدبیر اولٹی

قربان تخلص میر جیون شاگرد سودا سپاہی پیشہ تھے فوج کمپنی سے فیض آباد مین دلاورانہ لڑکر شہید ہوئے

یون بند قبا کھل گئے جو آن مین گل کے — کیا پھونک دیا تونے صبا کان مین گل کے

قربان تخلص میر قربان علی عظیم آبادی

نکالون دل سے کیونکر ادس کی ابرو کے پیکان کو — اگرآزردہ نہین کرتا ہر کوئی اپنے مہمان کو

قرین تخلص حسرت کے ایک شاگرد کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

پیارے جو وفا یا بے وفا ہو — غرض مین تم دل کے لینے مین بلا ہو

قسمت تخلص نواب شمس الدولہ خلف نواب بارگاہ قلی خان دہلوی مقیم لکھنو شاگرد جعفر علی حسرت مرزا احمد نادر شاہ کی سرکار مین اقتدار و اعتبار رکھتے تھے

امیدوار بوسہ لب ہی کھڑا کوئی — دیتا ہے تجھکو دیر سے پیارے دعا کوئی
پھر مجھکو کیا جو غیر کے تم جاکے گھر رہے — میرے تو ساتھ وعدۂ شام و سحر رہے
الٰہی یا تو میرے دامن دلدار ہاتھ آئے — نہین تو ہاتھ کی اوسکے کوئی تلوار ہاتھ آئے

قلق تخلص خواجہ اسد اللہ مخاطب بہ آفتاب الدولہ ولد خواجہ بہادر حسین فراق باشندۂ لکھنو شاگرد وہمشیرزادہ خواجہ وزیر واجد علی شاہ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے تھے صاحب دیوان مین شعر اپنے طرز پر اچھا کہتے ہین انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی انکی مثنوی طلسم الفت انہین کی زبانی کلکتہ مین سنی تھی

اداسے دیکھو جاتا رہے گلہ دل کا — بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا
الٰہی خیر ہو کچھ آج رنگ بد ہیب ہے — تپک رہا ہے کئی دن سے آبلہ دل کا
نہ ورتہ ہون کہ مجھے ہنگلاتی نسبت ہے — ملا ہے گیسوے جاناں سے سلسلہ دل کا
بہار آتے ہی کنج قفس نصیب ہوا — ہزار حیف کہ نکلا نہ حوصلہ دل کا

خدا کے ہاتھ ہے اب اپنا ای قلق انصاف
بتوں سے حشر میں ہوگا معاملہ دل کا

ہمنے احسان اسیری کا نہ برباد کیا
مرتے دم منہ طرف خانۂ صیاد کیا

کفر و اسلام کے جھگڑے سے چھٹے خوب ہوا
قید مذہب سے جنون نے ہمیں آزاد کیا

حسرت قتل ہے نہ لے جان سلے اپنی صد شکر
موت نے ہمکو نہ شرمندۂ جلاد کیا

ابھی چمن میں ہوں آنکھیں نہ بند کر صیاد
خدا کر آہ سے میری خدا سے ڈر صیاد

قلق نصیب ہو کیا سیر باغ بے کھٹکے
عدو سے جان ہے ادھر باغبان اودھر صیاد

کبھی مجھکو کبھی غیر دنکو لگا لیتی ہیں
خوب سیکھی ہیں لگاوٹ کے اشارے آنکھیں

ہو سکتا ہی نہیں سہے تیر نگاہ
قدر انداز ہے غضب کی آنکھ

ہونٹھون میں دابکر جو گلوری دی یار نے
کیا دانت پیسے غیر نے کیا کیا چبا کے ہونٹھ

دون کی لے جب کبھی گانے کی فرمایش کرون
ایک اوسکو لن ترانی کا ترانہ یاد ہے

چھڑا کر یار سے کیا تفرقہ ڈالا ہے گردون نے
نہ وہ چرچے نہ وہ چہلین نہ وہ جلسے نہ وہ صحبت ہے

اپنے سوا رقیب کی کب دال گلنی ہے
باتیں بنانے اگر وہ یخنی بگھار کے

کہان تک ایڑیان رگڑین گلا کاٹو گلا کاٹو
اوٹھاتے لیجے نہ خنجر باز آیا اس ترحم سے

اوس پہ مرتے ہیں کہ سے تازہ جو بیداد کوئی
ہم ستم سہتے ہیں گر ہو ستم ایجاد کوئی

قلق تخلص حکیم غلام مولا عرف مولا بخش باشندۂ میرٹھ شاگرد مومن

دیرینہ رفیق تھا قلق ہا ے
وہ کیا ہے ہوا کہ مر گئے ہم

ہے جان خراش پرسش غمخوار کسقدر
وہ مہربان نہ مجھسے ہی کہ جو مہربان نہیں

قلق تخلص امجد علی ولد محمد علی متوطن دہلی باشندۂ لکھنؤ مقیم کدورا ضلع کالپی شاگرد فخر الملک نواب میر مشو بیگ صاحب دیوان ہین

ہجوم آپ کے در پہ ہے داد خواہوں کا
ستم تو دیکھیے ان شرمگیں نگاہوں کا

کاہ کی طرح سے کاہیدہ اگرچہ ہے قلق
غم سلامت ہے تو کچھ اور بھی لاغر ہوگا

بسکہ سہم ٹکڑے داماں و گریبان ہوئے
کو بکتے ہیں میری جان کو بخیہ گری او نکلیا

بیہوشی میں کیا اوسکو کہا تھا جو قلق آہ
کہتا ہے کہ بند اب تو کرو ہوش میں منہ کو

اسے ضعف اب تو اتنی بھی طاقت نہین رہی ۔ مانگون خدا سے وصل صنم کو اوٹھا کے ہاتھ

قلق تخلص سلطان خان قوم افغان باشندہ دہلی شاگرد مولوی امام بخش صہبائی

مرکے بھی اوسکے نظارے کی تمنا نہ گئی ۔ اگ کیا سبزہ کہ وہ نرگس شہلا نہ ہوا

قلندر تخلص شاہ قلندر شاگرد مرزا مظہر اپنے مذہب کو ترک کرکے مشرف باسلام ہوئے تھے

جی کو سر زندگی نہین ہے ۔ کیا جی کی کہون کہ جی نہین ہے
سمجھتے ہی سمجھے گا اشک ناصح ۔ رونا ہے یہ کچھ ہنسی نہین ہے

قمر تخلص مرزا غلام حسین عظیم آبادی شاگرد قاضی محمد صادق خان اختر

دل پس گئے ہزارون کرای غیرت چمن ۔ پاؤن کا تیرے مہندی لگانا غضب ہوا

قمر تخلص مرزا قمر الدین عرف مرزا حاجی مخاطب بہ افتخار الدولہ نائب نواب غازی الدین حیدر بہادر والی لکھنو ولد منشی مرزا جعفر لکھنوی استاد بیلی صاحب رزیڈنٹ لکھنو شاگرد مرزا قتیل دیوان انکا نظر سے گزرا

جوانی مین اوسے ہم دیکھتے مین اپنی آنکھون سے ۔ لڑکپن مین فسانہ جو سنا کرتے تھے طوفان کا
صلح کرتے ہوئے آخر وہ بجنگ آہی گیا ۔ عشق کا نام برا ہے اوسے ننگ آہی گیا
بیجا نہین ہے کچھ مرے قاتل کا اضطراب ۔ دیکھا تھا اوسنے کب کسی بسمل کا اضطراب
تجھ بن جو مجھکو نیند نہ آئی تمام شب ۔ صورت اجل نے بھی نہ دکھائی تمام شب
آئی نہ کچھ صدا قمر خستہ کی ہمین ۔ زنجیر اوسکے در کی ہلائی تمام شب
جسنے نہ رکھا سر کو ترے بار محبت ۔ کیا جانے وہ پھر درد گرفتار محبت
ممکن نہین تا حشر قمر ہوش مین آوے ۔ دیکھے کوئی گر اوس بت مخمور کی تصویر
کیا جو قصد نکلنے کا مین نے زندان سے ۔ قمر لپٹ گئی پاؤن سے غل مچا زنجیر
اپنے قدم سے کیون نہو دریا لہو کا جوش ۔ ہر آبلہ ہے دیدۂ خونبار پاؤن مین
ظاہر مین جو تو جاسے ہے سو حق مین غور کر کہہ ۔ خلوت مین لیکن اوس سے نکلنا نہین نہین
خال رخ یار نے ہوش مرے کھو دیے ۔ کر دیا بیخود قمر تھوڑے سے تریاک نے

قمر تخلص حافظ قمر الدین خلف حافظ اشرف باشندۂ دہلی

خانۂ دل مین جو روشن ہو چراغ عارض ۔ دھجیان پیر خاک رہے لعل بدخشانی کا

قمر تخلص محمد قمر الدین خان اکبرآبادی قوم افغان یوسف زئی

مجھسی کو مرید کر لیا دم مین قمر ۔ یہ خانہ خراب عشق مرشد نکلا
کیسکے عشق سے پابند صد رنج و تعب ہین ہم ۔ ہزار دن آفتین ہین ایکسہم ہین کچہ عجب ہین ہم

قمر تخلص سید محمد ولی خان خلف نواب محمد علی خان رئیس شمس آباد

بڑھگئی ہے دل کی ایسی بیقراری اندنون ۔ ہر گھڑی کرتا ہون غم مین آہ وزاری اندنون

قمر تخلص میر محمد اسمعیل متوطن لکھنؤ

حال فرقت جو پڑھا خط مین تو یون کہنے لگے ۔ چار حرفون کے لیے دفتر باطل آیا

قمر تخلص مرزا قمر طالع خلف مرزا ایزد بخش بہادر عرف مرزا نیلے ابن شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان جہان

نالان ہے قمر وار غم عشق سے وہ بھی ۔ کب ہرزہ دراؤن پہ کھلا راز جرس کا
نہ آتی تاب تو بھی دل کی بیتابی کی ہاتھون سے ۔ قمر پہلو مین وہ رشک قمر ہوتا تو کیا ہوتا
بعد مدت خط لکھا ہے یار نوخط نے مجھے ۔ تو بھی اب تو اے قمر شکوے کے دفتر کھولدے

قمر تخلص مولوی نواب جان ہوگلوی شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت

چہرۂ یار نہین زلف رسا سے پیدا ۔ آج خورشید ہوا دام بلا سے پیدا
تاب نظارہ نہین دیدۂ خورشید کو بھی ۔ پردۂ رو سے منور ہے ضیا سے پیدا

قمر تخلص مرزا باقر حسین لکھنوی

آغوش اوسکے شوق مین کب تک رہی کھلا ۔ پھیلائے کب تلک رہون اے انتظار ہاتھ

قمر تخلص شیخ جعفر علی لکھنوی شاگرد نسیم دہلوی

شب فراق کو مینے تڑپ تڑپ کاٹا ۔ نہ پھوٹا جس پہ بھی ظالم یہ آبلہ دل کا

قمر تخلص قمر الدین ولد روشن علی شاگرد خواجۂ وزیر باشندۂ لکھنؤ

اے رشک تجلی اسے دیدار دکھادے ۔ موسی کی طرح رکھتی ہے شوق ارنی آنکھ

قمر تخلص حکیم قمرالدین خان باشندہ لکھنؤ مقیم بنارس

کھٹکتے ہون غم ہجران سے جیسے خار پہلو مین	کہو کیونکر رہے اوسکا دل افگار پہلو مین

قمر تخلص رشید الدولہ محمد جعفر علی خان بہادر عرف چھوٹے آغا خلف مظفر الدولہ محمد زکی خان بہادر لکھنوی نواسہ محمد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید

مرض ہجر مرا خاک ہوا اچھا تم سے	خود مسیحا ہوا جی اور ہین بیمار آنکھین
حال کھلتا نہین کچھ چین بہ جبین ہونے کا	کیون چڑھاتے ہو مجھے دیکھ کے ہر بار بھوین

قناعت تخلص مرزا محمد بیگ لاہوری ولد مرزا حسن بیگ شاگرد حسرت [illegible] گیارہ سو چھیانوے ہجری مین لکھنؤ مین تھے

زیست اب مجھ سخت جان کی سب لگتی ہے بری	فائدہ یہ کچھ ہوا ہے دل لگانے سے بجز

قناعت تخلص مرزا غلام نصیر الدین خلف مرزا ولی الدین نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبدالرحمن خان احسان و مرزا قادر بخش صابر صاحب دیوان ہین

کھویا غم فراق نے دل سے جہان کا غم	غم ہے ہمارے واسطے غمخوار ہو گیا
ہنگام طوف دھیان تمہارا رہا مجھے	مین کعبہ جا کے اور گنہگار ہو گیا
اوسکے یہ کہتے کے مین صدقے کہ گھبرا گیا	سانس ولی کی ہائے یہ کیون نوجوان اپنے نکلا
جلا سے آئینہ ہوتی ہے خاک سے ظالم	صفا بھی چاہیے ہو دل مین جب غبار آیا
دل کھنچے جاتے ہین لاکھون دیکھکر رفتار کو	نقش پائے یار گویا نقش ہے تسخیر کا
ضعف اپنا یہان تلک پہونچا کہ ہم	آنہین سکتے تمہارے دہیان مین
اے توجہ جا ہو اب کر لو ستم	ہو رہے گی کچھ خدا کے سامنے
بزم کے پاؤن مجھکو اٹھاتے ہین رد خاشت	پھر ایسے قدردان ملین گے کہان تجھے
سنتے تھے ہم کہان آئے کہان سے	کہ ہے مسکی ہوئی چولی قبا کی

قوت تخلص مرزا احمد علی خلف قلندر بخش جرأت

وہ گیا اور مثل نقش قدم	مجھکو حیران خاک پر چھوڑا
قوت چھیڑا اون کیونکہ لگا اب تو ملا دل	اوس شوخ سے بے نظیر سے ہر فن شعر ہے

پر ہنا کر وہ نچوڑے سے بال اپنے طشت مین — آتش نے اسنے طشت تک گوہر بنوا ور گوہر سے جا

طوس تخلص مرزا محبوب علی متوطن دہلی ولد مرزا ہمایون بخت ابن مرزا زین العابدین شاگرد راقم مولد انکا کانپور مسکن کلکتہ شعر اچھا کہتے ہین پہلے شمس تخلص کرتے تھے صاحب دیوان ہین

گر میان مجھ سے جو کہیو اوس شمع رو کے بزم مین — غیر مارے رشک کے جل جل کے ٹھنڈا ہو گیا

جان کھاجاتا ہے غم آسان سمجھے تھے اسے — دل لگانا طوس کیا منہ کا نوالا ہو گیا

مرنے پہ بھی جلانا ہے منظور اوسکو طوس — بنوایا ہے چراغ جو میرے غبار کا

نہ سنورا ایک بھی کام اپنے دل کا تجھ سے ای ظالم — ترے ہاتھون سے ہر کام اپنا ای چرخ کہن بگڑا

خدا دیتا ہے بعد از رنج پھر راحت ضرور ای دل — وصال اپنا ہوا صدمہ سہا جب درد ہجران کا

نقش پاے یار کے سودے کا یہ دیکھا اثر — رات بھر ہے چاند گردش مین تو دن بھر آفتاب

جان دی ہے عشق مین اوس گل کے مین نے مضطر — پھول لا کر کیون نہ تربت پر چڑہائے عندلیب

تل نہین ہے تیغ زن پہ ابروے خمدار پر — جم گیا ہے خون کا قطرہ تیغ جوہر دار پر

قہر کا آفت کا سرمہ نگاہ یار مین — اور دونی ہو گئی ہے آب اس تلوار مین

جو کبوتر اوسنے دیکھا نامہ بر سمجھا مرا — مار ڈالے ہاے دھوکے مین کبوتر سیکڑون

معجزہ حضرت عیسے کا دکھا دیتے ہین — بات کی بات مین مردے کو جلا دیتے ہین

جب مین کہتا ہون کہ کب وعدہ وفا کیجے گا — ہنسکے شوخی سے انگوٹھا وہ دکھا دیتے ہین

کیا ادا ہے کہ مین کشتہ ہون دیکھا ای طوس — لیکے خمیازہ وہ چٹکی جو بجا دیتے ہین

ان حسرتون کو لیکے سماؤن گا کسطرح — ایجان کچھ ایسی وسعت کنج لحد نہین

ہوا پہلو مین مرے وہ ماہ پیکر رات کو — مدتون پر ہمنشین جاگا مقدر رات کو

تمہارے حسن نے سب کو تو گمراہ کر ڈالا — یہودی کو مجوسی کو نصارے کو مسلمان کو

زانوے دلدار اور تصویر پشت آئینہ — واہ واری واہ وا تقدیر پشت آئینہ

رات دن رہتا ہے ہم پہلوے دلبر آئینہ — پا گیا بخت عدو اے دل مقرر آئینہ

زانوے خوبان پہ رہتا ہے برابر آئینہ — بخت بد رکھتا ہے کیا سیدھا مقدر آئینہ

جو حسین ہے اوسکے دل مین کرتا ہی گھر آئینہ | جانتا ہے بس عمل حب کا معتے آئینہ
محبت خفتہ مدتون مین آج جاگا صبحدم | ہم سے مانگا یار نے بیدار ہو کر آئینہ
جب طلب بوسہ کیا اوسنے تو منہکر کہا | منہ تو اپنا دیکھیے صاحب اوٹھا کر آئینہ
جو بات سچ ہے کہدون مین منہ پر ہزار کے | گو رنگ فریفتہ ہین مرے گلعذار کے
کمر اوسکی شعلہ رعکی ہے ولیکن | مثال سایۂ احمد نہان ہے
جب نزع مین نہ آے تو مرقد پہ آچکی | وہ شمع گل مزار پہ میرے چڑھا چکے
ہوئے پامال لاکھون اس ادا سے | چلے جو ناز سے دامن اوٹھا کے
تیرہ چتون مین ہے گر موئے میان یار کا | شوخ چشمی کی غزالان ختن مین دھوم ہے
مے کشی کا ہے اشارہ جلد لا ساقی شراب | جانب قبلہ سے اوٹھی ہے گھٹا برسات کی
چلتا ہے رک رک کے کن انکھیلیونکی چال | خنجر قاتل مین بھی رفتار معشوقانہ ہے
میری صحبت مین نہ آیا کرین غیر | باتون باتون مین سناتے ہین مجھے
لاش پر آئے منہ چھپائے ہوئے | شرم اب تک بھی مہربان نہ گئی
مجھ سے وحشی کو جو سمجھاتے ہین ناصح واللہ | آپ تو مجھکو نظر آتے ہین دیوانے سے

قوس تخلص سید محمد رضا خلف سید علی مرزا ساکن لکھنو شاگرد ناسخ

ساقی ٹڑے جو عکس ترے چشم مست کا | جام شراب ہو قدح شیر ہاتھ مین

قیس تخلص میر عباس حسین ابن میر نثار حسین شکوہ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

اے قیس کیا بتاؤن تجھے انتہای عشق | ہو آخر شش جنون یہ ہے ابتداے عشق

قیس تخلص حافظ عبد الحی برادر خورد حافظ عبد الصمد یوسفی باشندۂ کاکوری

ہمزبانی کیون نہ ہو باہم ہمارے اوسکی قیس | ترجمان اپنی ہی وہ ہم ترجمان عندلیب

قیس تخلص محمد عنایت اللہ متوطن بھیکم پور باشندۂ کول شاگرد منشی نبی بخش حقیر تخلص

لیگیا دل کو ساتھ پیکان کے | تیر بھی اوسکا دلربا نکلا
ہو کرتے تھے تیر سے جو دل مین اثر | آہ وہ نالے مرے کیا ہو گئے

قیس تخلص سید مرزا علی دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر تخلص

ہم سے تو رنج ہجر اوٹھایا نہ جائے گا — اب کیا بنے گی دم جو خدایا نہ جائے گا

قیس تخلص مرزا احمد علی بیگ عرف مدارا بیگ خلف مرزا امراؤ علی بیگ شاگرد جعفر علی حسرت وطن انکا مشہد مقدس مولد لکھنؤ

نادان ابھی ہوشیار ہے جانے بلا ہماری — کیا خبر ہے محبت اب تم سے کیا کہو نہیں

رہی تن من کی سدھ ہمکو نہ جنکی یادگاری ہین — بھلا دین وہ ہمین پھر ٹہرین بسا ایسی ہی بیتی ہے

جب سے سمند ناز پہ وہ شہسوار ہے — آوارہ و خراب یہ مشت غبار ہے

پھرتا ہون ہر کسی سے مین القاب پوچھتا — خط کے ترے جواب نے رسوا کیا مجھے

آئینہ دیکھ دیکھ کے کہتا تھا کل وہ شوخ — اس عالم شباب نے رسوا کیا مجھے

قیس تخلص محمد صدیق مرحوم ہمشیرہ زادہ و شاگرد شیر محمد خان ایمان

دھیان کرتا ہون مین جو دانتون کو اوسکے اے قیس — فکر کھاتی ہے مری آب گہر مین غوطے

قیس تخلص نواب ہادی علیخان خلف صمصام الدولہ مرزا محمد نیشاپوری باشندہ لکھنؤ

بعد مدت جو مجھے یاد کیا اوس بت نے — آج کیا یار خدا اوسکے یہ آیا دل مین

قیس تخلص شیخ کاظم علی قدوائی ولد شیخ وحدت اللہ باشندہ قصبہ جگور نواح لکھنؤ شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

یہ ڈھنگ ہین برے بخدا چھوڑو میری جان — نخوت غرور کبر یہ ہر بار کا دماغ

ہوتا ہے درد سر اوسے صندل کے نام سے — کتنا ضعیف ہے ترے بیمار کا دماغ

قیس تخلص حکیم باقر علی ولد شیخ قاسم علی لکھنوی شاگرد وزیر علی صبا

دم محبت کا مین بھرتا رہا مرتے مرتے — جان کی طرح غم یار کو رکھا دل مین

خیر ظاہر مین نہ پوچھا تو نہ پوچھا مجھکو — اپنا بیمار تو سمجھا وہ مسیحا دل مین

مرض عشق کی تکلیف کو کیا پوچھتے ہو — ہے کبھی درد جگر مین کبھی ایذا دل مین

قیصر تخلص مرزا علی حسین اکبرآبادی

اک جام مین طلسم جہان کھل گیا تمام — حاصل تھا ہمکو مرتبۂ جم تمام شب

یارب وہ دن دکھا کہ میسر ہو روز وصل — محرم سے اونکے ہم بھی ہون محرم تمام شب

قیصر تخلص مرزا محمد خورشید قدر بہادر خلف مرزا آسمان قدر بہادر بن مرزا محمد خرم بخت بہادر ابن مرزا جہاندار شاہ بہادر شاگرد گوہر علی شبیر مرثیہ گو شعر بہت کم کہتی ہین

جو بلا عشق مین آئی اوسے رو کا سر پر
تیغ قاتل کی جو اوٹھی تو اوٹھایا سر پر

قیصر تخلص مرزا خدا بخش نواسۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مومن خان دہلوی

ہوس غیر سے عشق اپنا اوسے یاد آیا
کیا نئی طرح سے ہم دل مین گزر کرتے ہین
تو لطف کرے یا نکرے خوش ہو کہ ناخوش
اس بات پہ مرتا ہون کہ عاشق ہوا تم پر مین

قیصر تخلص شاہ امین الدین خلف شاہ ابو المظفر نبیرۂ شاہ علیم اللہ باشندۂ دائرۂ الہ آباد

خیال دل کو جو آیا سیاہکاری کا
سفید ہو گئے مثل کفن مزار مین ہم

حرف کاف عربی

کاشف تخلص کاشف علی ولد شیخ محمد علی لکھنوی مقیم کانپور شاگرد چھوٹے مرزا مذنب تخلص

کاشف زیادہ قصد نہ کر موشگافی کا
مضمون کیا بندھے کہ وہ ہے ہیچ از الف

کاشف تخلص سید محمد حسین خان عرف شاہ مرزا نبیرۂ سید مختار الدولہ عمدۃ الملک سید باقر علی خان میر بخشی متوطن مازندران باشندۂ لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید

یونہین بسر ہوئی اوقات زاہدا اپنی
لبون پہ ذکر بتان یاد کبریا دل مین

کاظم تخلص کاظم علی شاگرد نصیر و مومن باشندۂ منڈاور

شبنم رخ گل پر نہین کاظم یہ سحر کو
پھوٹا ہے کوئی آبلہ دل کا بھپولا
اے طفل اشک ہم تجھے آنکھون مین رکھین
اور تو ہمارے راز کو یون برملا کرے

کاظم تخلص سید محمد کاظم خلف سید مہدی حسین بلگرامی

طوق منت کا نہ گردن سے اوترنے پایا
بیڑی پڑے پائون مین شیری ہوا سودا مجھکو

کافر تخلص سید علی نقی ہمعصر سودا سپاہی پیشہ تھے آخر ایام مین مرشد آباد مین

سکونت کی تھی

سیرت سے ان بتوں کے دلین کدورتین ہین	مٹی کی مورتین ہین کافر یہ صورتین ہین
کس کس طرح بتون کی صورت نے رنگ بگڑی	کافران انکھڑیون نے دیکھے ہین کیا چمکڑے

کافی تخلص محمد رضا مرثیہ خوان بن محمد حسین لکھنوی

چھوڑ کر اسکو سبھی جا بیٹھے اک دن کافی	قصر عالی امرا کرتے ہین تعمیر عبث

کافی تخلص مولوی کفایت علی مرادآبادی صاحب علم و فضل و زہد و ورع ہین بیشتر اشعار انکے حمد و نعت مین ہوتے ہین

عرش برین ایوان محمد صلے اللہ علیہ وسلم	خلد سرابستان محمد صلے اللہ علیہ وسلم
آپ کفیل کار امت آپ شفیع روز قیامت	ہین بہمہ احسان محمد صلے اللہ علیہ وسلم
مظہر رحمت مصدر رحمت مخزن شفقت معدن عنایت	ذات محمد جان محمد صلے اللہ علیہ وسلم
رحمت عالم اوسکا لقب ہے خلقت عالم کا وہ سبب ہے	ہے کیا عالی شان محمد صلے اللہ علیہ وسلم
بہر شفائے درد معصیت اور برائے زنج و ضلالت	کافی ہے درمان محمد صلے اللہ علیہ وسلم

کامل تخلص مرزا ناصر الدین معروف بہ محمد مرزا خلف مرزا ابو سعید نبیرہ عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی شاگرد و برادر زادہ مرزا رحیم الدین حیا

لوح کر بر قید سے چھوڑا انکو کیا چھوڑا ہین	تو ہی کہہ اس حال ہین جائین کہان صیاد ہم

کامل تخلص شیخ جمال الدین باشندہ آنولہ شاگرد مصحفی

فصل سودے کی بہار آئی ہے خدا خیر کرے	دیکھیے پڑتا ہے کس کس پہ وبال کاکل
فوج غم و الم مین پھنسا شہر یار دل	ہو کون بیکسی کے سوا غمگسار دل

کامل تخلص مولوی غلام کبیر باشندہ ڈھاکہ شاگرد مرزا جان طپش

طفل اشکون سے ملے دلکی شہادت کی خبر	خون ناحق تھا یہ قاتل سے چھپایا نگیا

کامل تخلص شیخ احمد علی لکھنوی ولد مولوی عنایت احمد شاگرد عبد الرؤف شفق اولاد مین حضرت پیر محمد علیہ الرحمۃ کی صاحب دیوان ہین

نہین ہوتا ہے جو پردے سے نمایان عارض	اوسلیے رہتی ہے مجھکو تپ ہجران عارض

نظر مہر سے تجھنے جو ملائین آنکھین | ہمنے درگاہون مین چاندی کی چڑہائی آنکھین

کامل تخلص سید احمد جان نبیرہ حضرت شاہ محمد اجمل مرحوم باشندۂ الہ آباد

ظاہر مین پھر گیا وہ ستمگر تو غم نہین | دل سے جو انس تھا اوسے وہ ہمسے کم نہین

کامل تخلص مرزا باقر علی خان دہلوی خلف مرزا زین العابدین خان عارف شاگرد مرزا نوشہ راقم نے انکو دہلی مین دیکھا ہے

اوٹھانے پڑینگے نہ ساقی کے ناز | کہ پیر مغان آشنا ہو گیا
یاد آتا کسی کے کاکل کا | تیرہ ساز شب جدائی ہے

کامل تخلص پنڈت ٹھاکر داس کشمیری باشندۂ دہلی وکالت کرتے تھے

میٹ کر دیکھا سپر راہ او سنے | لگا تیر اک بازگشتی جگر پر

کامل تخلص مرزا کامل بیگ

مژگان سے گر نکلے دل ابرو کی ہو ٹکڑے | ق | یہ بات اوس سے کہکر جب داد مین چاہی
کہنے لگا کہ ترکش جس وقت ہو وے خالی | تلوار پھر نہ کھینچے تو کیا کرے سپاہی

کامل تخلص مولوی محمد مرشد حسن ولد شاہ طالب حسین عظیم آبادی شاگرد خواجہ وزیر اپنی شاعری کا نہایت غرور رکھتے ہین

چھلی انگشت حنائی سے بچا کر کتنے ہین | بولتا ہے لال لو دیکھو حنا کے رنگ کا
ایک دو ہر روز بے جرم و خطا ہوتے ہین قتل | چار دن سے شوق ہے سفاک کو خونرنگ کا
نفع اپنون سے نہین ہوتا ہے بے تائید غیر | دیکھ سکتی ہے کبھی بے آئینہ رخسار آنکھ
بے علم جو کھلی تری زلف دوتا کی | مشکین مری بند ہوا ہے ہان مین ختا کی

کاوش تخلص میر محمد کتاب خان شاگرد اولاد علی کاہش

ایک شب ماتم آئینگے وہ گیسوئے عنبر فشان | سورۂ واللیل پڑہتا ہون پئے تسخیر زلف

کاہش تخلص مولوی اولاد علی مرحوم جونپوری شاگرد مصحفی پیشکار عدالت صاحب گنج عرف گیا

بیان حال دل زار ہو نہین سکتا | یہ درد وہ ہے کہ اظہار ہو نہین سکتا

رشک مقتل ہے ترا کوچہ بت کا فرگر
عاشقون کو گر یہی نیرنگیان دکھلاے گا
یون حسرت دل کہتی ہے فرہاد سے رو رو
بھر گئے زخم جگر جب میں نے سنی تقریر زلف
وہ بھی زنجیر دن مین کس پیچ کو جلدی مین دل

جگر تڑپے ہین جدا اُنکا فرجدا تڑپا جدا
آخرش زرد خنا اک روز باندھا جاے گا
تیشہ کو لگا سر پہ تو بچتاے گا آخر
مثل مرہم ہو گئی اللہ رے تاثیر زلف
واہ ری تدبیر کاکل واہ ری تاثیر زلف

کاہش تخلص منشی ہدایت علی وائونگری شاگرد ذوق اسٹاپر کی پلٹن مین منشی تھے

جس گلی مین کہ تڑپتے ہین ہزارون بسمل
ترے پاس سے جب اوٹھ آتا ہے دل

پاؤن پھیلا کے وہان بیٹھ گئے حضرت دل
تو آٹھ آٹھ آنسو رولاتا ہے دل

کبیر تخلص حکیم کبیر علی باشندہ سنبھل مراد آباد دیوان اُنکا نظر سے گزرا

ایک ہی یار سے جی ناک مین آیا ہے کبیر
زیست معلوم اگر ایسے ہی دو چار ملے

کرامت تخلص کرامت اللہ شاہ آزادانہ زیست کرتے تھے

مقبول حق ہے جو کہ ہوا پنجتن کا دوست
ہے حب اہل بیت وسیلہ نجات کا

کرم تخلص غلام ضامن شاگرد مومن متوطن کوتانہ مدت تک حیدر آباد مین تھے آخر الامر دلی مین سکونت اختیار کی تھی فارسی بھی کہتے تھے

کیا ہی برہم ہوئی زلف دوتا جو پوچھا میں نے
ترا نا خوردہ ہار تنک سے کیا کیا تڑپا
اسیری نے کی پردہ پوشی جنون کی
وا ے قسمت اور اخفا سے ہوا افشا راز
اوسکو شہرت کی تمنا مجھے رسوائی کی
مرا نشو ونما ہے اوس خرام لا اوبالی سے

اے کرم کس نے کیا حال پریشان تیرا
استخوانون مین مرے دیکھ کے پیکان تیرا
کیا طوق گردن نے کار گریبان
رو کنے سے اشک کے لخت جگر اُڑ نکلے
ہر کوئی آرزوئے نشو ونما رکھتا ہے
غبار نا توان کو سرکشی سے ایمائی ہے

کرم تخلص کرم حسین خان خلف منشی سخاوت حسین خان بلگرامی سابق سررشتہ دار کلکٹری فرخ آباد

کو نسے گلرو کے آنے کی خبر ہے باغ مین
جو ہے ہر سو نظرہ زن بر بہاری انڈون

کرم تخلص کرم خان رامپوری صاحب دیوان گزرے

بے بوسۂ لعل لب دلدار نہین زیست | ہم سانپ نہین ہین کہ جیئین چاٹ کر مٹی

کریم تخلص کریم اللہ خان افغان باشندۂ دہلی

نہ تھی قدرت تجھے گر ہو بروجانے کی کریم | زیر دیوار سے جانا لہ سنایا ہوتا

کشتہ تخلص شیخ نبی بخش باشندۂ میرٹھ شاگرد مولا بخش قلق

حشر میرا من پکڑنے آئیگا | مرے پہلو سے تو اگر سرکا

کشش تخلص میر فدا علی شاگرد ارادعلی کاہش

پریشان تھی صبا آشفتہ سنبل غنچہ حیران تھا | تجھے وحشت ہے دیوانو یہ کیا رنگ گلستان تھا
نمود خط سے تیرے بلبلون کو شیون تھا | بہار ہوتی تھی رخصت اور اس گلشن تھا

کشن تخلص بابو کشن چندر گھوس نوۂ راجہ تیکشن بہادر باشندۂ کلکتہ

صدف اپنے گوہر کو بے آب سمجھے | یہ دندان تمھارے دہن مین جو دیکھے

کشور تخلص مرزا محمد جعفر شاگرد مرزا محمد تقی اختر

جان دیتا ہون ترے ابروی خمدار پہ یار | کھینچتا ہے تو مرے قتل پہ شمشیر عبث

کفایت تخلص نواب کفایت اللہ خان مرحوم رامپور کے نواب زادون

دیوانہ کیا بزم مین شب آ کے کسی نے | بیہوش کیا چہرے کو دکھلا کے کسی نے

کلیم تخلص میر محمد حسین دہلوی معاصر میر تقی صاحب دیوان گزرے فارسی بھی کہتے تھے اکثر رسالے شیخ محی الدین ابن العربی علیہ الرحمۃ کے اردو مین ترجمہ کیے ہین

چھپا ہے آ مرے چشم تر آب مین دریا | کسی نے دیکھا ہے اتنک حباب مین دریا
ہو چکا حشر گئے جنت و دوزخ کو خلق | رہ گیا مین ترے کوچے مین گرفتار ہنوز
درازی شب ہجران و زلف یار کلیم | مجھی سے پوچھ کہ کاٹی ہین راتین آنکھون مین
تجھے مین آنکھون مین کیونکر رکھون کہ ہو برسات | بھرا ایسا گھر کہ یہ خانہ خراب ٹپکے ہے

کلیم تخلص شیخ کلیم اللہ باشندۂ سرکوٹ متعلق ضلع مرادآباد

جلوۂ طور کہ رخ یار سے پیدا ہووے | خجل اعجاز تکلم سے مسیحا ہووے

کمال تخلص شاہ کمال الدین حسین باشندۂ کڑہ مانکپور شاگرد جرأت و قیام الدین قائم لباس درویشی پہنکر سیاحت کرتے تھے دیوان و تذکرہ شعرا انکا نظر سے گزرا

ہین بندہ کیون نہون اوسکی ادا کا	عیان اوس بت مین ہے جلوہ خدا کا
شعلے سے آہ کے یہ دل زار جل بجھا	کیا بس چلے ہے آتش سوزان سے کاہ کا
جز شکستِ شیشۂ دل کچھ نہ کیا اور کام	مرتفع جس روز سے یہ چرخ مینائی ہوا
قد کا ترے نہ آنکھون مین کیونکر سے خیال	اکثر ہے یہ کہ سرو لبِ جو نظر پڑا
مین کود کے دیوار گیا یار کے گھر اور	بیچارہ گیا مفت مین دربان نکالا
دیکھ رستے مین ہمین دیتے ہو گالی کیا خوب	خیال صاحب نے نئی یہ تو نکالی کیا خوب
گر آنکھ لڑانے کا نہین شوق ہر اک سے	سوراخ ہین کیون آپ کی دیوار مین صاحب
بگڑے نہ کہین عاشق و معشوق کی صحبت	یون جھکے نہ نکلا کرو بازار مین صاحب

کنور تخلص راجہ اپورب کشن بہادر ولد راجہ راجکشن بہادر رئیس کلکتہ دیوان انکا نظر سے گزرا

شیدا ہے عشق مین ترے دل تیغ و شتاب کا	قالب تہی ہے یاد مین تیرے حباب کا
نہ پوچھ گزری ہے جو مجھ پہ بغیر اسی رات	مثال شمع کٹی روتے روتے ساری رات

کنور تخلص کنور جگر دتی سنگھ باشندۂ اکبرآباد ولد راجہ بلوان سنگھ راجہ تخلص

فریاد بھی کرتے نہین ہم جور بتان سے	خاموش ہین کچھ کہہ نہین سکتے ہین بیان سے
پریون سے نہ مطلب ہے نہ کچھ حور جنان سے	شیدائی ہین دیوانے ہین از قکر دل و جان سے

کوثر تخلص کیدان پلٹن شاہی لکھنو مرزا مہدی ولد مرزا قطب الدین حیدر لکھنوی متوطن دہلی شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزری

جب کہ اوس رشک قمر کے مانگ مین لعل آگیا	ہو گیا سب کو ستارون کا گمان بالا سر
مصروف قتل عاشق جانباز ہے وہ ترک	ترکش کمر مین رکھتا ہے شمشیر دوش پر
ربط کہتے ہین اسے ضبط اسے کہتے ہین	کبھی پیکان نہ ترے تیر کا کھٹکا دل مین
دم نہ مارے جو بہے خنجر الفت سے لہو	ہے یہ ہمت بخدا عاشقِ دریا دل مین

خواب مین شب ادس پری کی شکل کملائی پھر	جاگ او مجھے بخت خوابیدہ جو نیند آئی پھر
تیرا تو آسرا تھا جدائی مین یار کی	اے موت تو بھی مجھسے گریزان ہوا ندنون
دل چھٹ گیا کدورت طبع فگار سے	حیرت کی جا ہے آینہ لوٹا غبار سے
نامہ بر کوچۂ دلبر مین گر ایسا ہو جاے	فی المثل ہووے کبوتر تو وہ عنقا ہو جاے
کیا ہی کشش ہے کوچۂ دلبر کی خاک مین	بیدست و پا بھی ہووے تو مثل صبا چلے
بوقت صبح وہ مانند آفتاب آیا	الٰہی شکر شب ہجر کی سحر دیکھی

کوثر تخلص آغا غلام علی معروف بہ آغا جان صاحب زمیندار ڈھاکہ خلف حاجی شمس الدین ولایتی شاگرد حافظ ضیغم ہر دو زبان مین شعر کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے ۱۲۸۱ ہجری مین انتقال کیا۔

سونے کی آرسی نہین انگشت یار مین	سورج مکھی کا پھول ہے شاخ سمن مین ہے
کیا کہون سوچ غم عشق مین دل کا احوال	تم نے کشتی نہین دیکھی کوئی طوفان مین بھی
کوچۂ یار جو یاد آئے گا کوثر بس مرگ	دل نہ لگے گا نہ مرا روضۂ رضوان مین بھی

کوچک تخلص شہزادہ وجیہ الدین دہلوی سفر مین عازم فردوس برین ہوے ہمراہیون نے انکی نعش کو لیکر دہلی مین حضرت سلطان المشائخ کے مزار کی متصل دفن کیا

یہان تلک پانون مین چھوسلے ہین	کہ قدم بھر چلا نہین جاتا
پر ورد کنار محبت ہے تخت دل	یون خاک پر نہ او مژہ خون چکان گرا
ادس رشک گل کو دیکھ کے آئی نہ تاب نیز	بلبل ادھر گری تو ادھر باغبان گرا

کوکب تخلص مرزا غلام حسین شاگرد محمد صادق خان اختر بیشتر لکھنؤ مین رہتے تھے بیشتر فارسی کہتے تھے

صبا آشنا پیام جان مخزون اوس سے کہدینا	ق	کر اے بے رحم کر موقوف اب تو امتحان اپنا
جدائی سے تری دم آ رہا ہے اس مری آنکھون مین		چو کانا ہو تو آ ہوتا ہے رخصت میہمان اپنا

کیفت تخلص شیخ فضل احمد خلف شیخ اکبر علی کشمیری لکھنوی شاگرد میر وزیر صبا

صاحب دیوان ہین شعر انکے اچھے ہوتے ہین

اک آہ سے تو میری بے چین ہوئے تم — کہئیے تو میرے دل کو کیا اضطراب ہو گا
یارب سبیل رکھکر پیر مغان پکارے — للہ پیتے جاؤ پیا سو ثواب ہو گا
بیہوش گل اوٹھا کر لائے تھے کیف کو ہم — پھر آج میکدہ مین خانہ خراب ہو گا
یہ دور کیف ہے ای میفروش کیا ڈر ہے — جو محتسب سے بھی ٹوٹے تو جام بھر لینا
کیا ہوا دل جو گرا آنکھ سے آنسو ہوکر — بشیشر جام چھلک جاتا ہے مملو ہوکر
وہ دیو کیا ہوئے وہ پریزاد کیا ہوئے — جو تخت بھی اب نہین ہے سلیمان کے گور پر
کسی نے باغ مین ایسا شگوفہ چھوڑا ہے — کہ آج تک گل و بلبل مین بول چال نہین
بزم مین یار کو پوچھے جو کوئی تبلا دون — شمع کے پاس وہ بیٹھے ہین جلانیوالے
ایسا نہ ہو کہ میری طرح ہو فریفتہ — آئینہ دیکھئیے گا ذرا دیکھ بھال کے

کیوان تخلص شیخ بدلی بلگرامی

گو وہ منکر ہو یہ قاتل کو مین پہچانتا ہون — میری نظرون مین چڑھا جسنے اوتاری گردن
ماہ سے صاف ہے خورشید سے نورانی ہے — خوش نصیبی کی نشانی تری پیشانی ہے

کیوان تخلص مرزا علی حسین شاگرد ناسخ آغا توکل کی اولاد مین تھے صاحب دیوان گزرے

لگا بیگا جو سرمہ وہ بت طناز آنکھون مین — سیہ زنبور کا ہو جا لیگا انداز آنکھون مین
یہ موج زن ہے یم اشک ہجر جانان مین — کہ آسمان ہے شکل حباب آنکھون مین
وہ مزے مین ہے تلخ یہ شیرین — برگ گل سے کہین ہے بہتر ہونٹھ
اک بوسے کو ترسا کیا تا زیست نپایا — حسرت کوئی برآئی نہ جانی مری دل کی

کیوان تخلص مولوی سید فتح علی عرف وحید الدین احمد الہ آبادی الاصل ساکن نسبت وجیار پرگنہ شاگرد راقم و مولوی عصمت اللہ انسخ

کہنے لگے وہ لاشۂ کیوان کو دیکھکر — ارمان ظلم ہاے مرے دلمین رہگیا

حرف گاف فارسی

گرداب تخلص رام جیون

بوسہ دیتا نہیں گرداب شب وصل میں وہ	گھات پر اُن کے کرتا ہے کنارہ عاشق

گرفتار تخلص شگنے بیگ دہلوی خلف رحیم یار خان شاگرد حاتم

درد ہووے تو کچھ دوا کیجے	دل ہی بے چین ہو تو کیا کیجے

گرم تخلص نواب مظفر علی خان ولد محمد خان رامپوری شاگرد ذوق مقیم میرٹھ نواب عبد اللہ خان برادر نواب محمد سعید خان والی رامپور کی رفاقت میں تھے

ایڑیاں رگڑیں کف افسوس بھی ملتے رہے	ہے جدائی اک بلا دکھتے ہیں سارے ہاتھ پاؤں
چارہ میں اک بخت ہم جا لئے کے	در بدر ناصیہ فرسائی کی

گرم تخلص حیدر علی بیگ دہلوی خلف مرزا انباز علی بیگ شاگرد مصحفی شعر اچھا کہتے تھے دکھن کی طرف جا کر انتقال کیا

پھرتا تھا تو جس وقت کہ گلشن میں خراماں	کیا سرو بھی آگے ترے ناچار کھڑا تھا
شب رخصت ہی رہو تم مری کھڑکی کی رات	جان بلب چھوڑ کے جاتے ہو کدھر آج کی رات
حسرت سے دیکھتا ہوں جب یار کی طرف	تکتا ہے تب وہ دیکھنے دیوار کی طرف
لوہو میں بھر رہے ہیں ترے ہاتھ سچ بتا	تربت پہ کس شہید کی تو نے چڑھائی گل
میں یہاں تک اشک پونچھا آستیں سے	کہ ہے اک موج دریا ہر شکن میں
تیغ نگاہ کس کی دیکھی ہے تجھ نے یا رب	کیوں زندگی سے اپنی بیزار اسقدر ہیں
سیل گریہ سے ہم تا کمر ڈوب گئے	اسقدر روئے کہ ہمسائے کے گھر ڈوب گئے

گریاں تخلص محمد حسین ولد سید حسین علی سوزان نبیرۂ اکبر علی برچھیت باشندہ لکھنؤ

ہم آئے تو چلمن میں لگائے گل نرگس	در پردہ دکھاتا ہے وہ رشک چمن آنکھیں

گریاں تخلص میر حسام الدین عرف میر مرتبہ گو

کیا آنے کی کسی کے گریاں خبر سنی ہے	جو بیقرار دل ہے پھڑکے ہے آنکھ بائیں

گریاں تخلص مرزا علی امجد لکھنوی ولد میر علی اکبر شاگرد قدرت و ضیا

مجھے جب دیکھتا تب ہاتھ سے منہ اپنا چھپا لیتا	کہتا لا طور اوسنے زور یہ صاحب سلامت کا

جی لگا یا تھا سمجھ ہو نگی فرحت حاصل ۔۔۔ یہ نہ جانا تھا کہ آ وےگی قیامت لازم

گستاخ تخلص مرزا لطیف باشندۂ ڈاکہ شاگرد احمد جان طفلش

مرجان کا تحمل ڈوب گیا بحر شرم مین ۔۔۔ مہندی کے رنگ سے جو ہوا دست یار سُرخ
عشق ہے دل کو لگاو دیدۂ مخمور سے ۔۔۔ سا قیا کب نشہ ہو مجھکو مئے انگور سے

گلشن تخلص راے دھراج لکھنوی نبیرۂ راجہ لالجی بخشی فوج سلطانی لکھنو

بیخودی مین یہ عجب لطف ملا ہے انکو ۔۔۔ جو ترے مست ہین ہستی ہین وہ ہشیار دنگ

گمان تخلص نظر علیخان دہلوی شاگرد اشرف علی خان فغان مقیم فیض آباد

مدت سے ہو رہا تھا مرا داغ داغ دل ۔۔۔ اوس گل کو دیکھتے ہی ہوا باغ باغ دل
واسطے جسکے سبھی مجھکو برا کہتے ہین ۔۔۔ وہ جو سنتا ہے تو کہتا ہے بھلا کہتے ہین

گوہر تخلص احمد علی خان ولد الف خان فیض آبادی مقیم فتح پور ہنسوا ملازم نواب باندا شاگرد اسمعیل حسین منیر

ادا و ناز و کرشمہ سے ناک مین دم ہے ۔۔۔ غضب مین جان مصیبت مین دل عذاب مین ہے

گویا تخلص شیخ حیات اللہ فرخ آبادی سرکار انگریزی مین تعلق رکھتے تھے

جس کلم سخن سے کیجئے تقریر بول اوٹھے ۔۔۔ ہے ہم مین وہ کمال کہ تصویر بول اوٹھے

گویا تخلص شیخ ولایت علی ولد شیخ امام بخش ساکن لکھنو شاگرد جرأت صاحب دیوان ہین

جا تی ہے خلق جسکو آسمان بالاے سر ۔۔۔ ہے یہ گویا میری آہون کا دھوان بالاے سر
ہو لگا کس درد سے جلتی صورت پروانہ شمع ۔۔۔ دوستو پروانہ کی رکھتی اگر پروانہ شمع

گویا تخلص حسام الدولہ نواب فقیر محمد خان ولد بلند خان قوم آفریدی ساکن لکھنو شاگرد خواجہ وزیر لکھنو کے امراے نامی مین تھے دیوان انکا نظر سے گذرا شعر صاف و عاشقانہ اچھا کہتے تھے

صندلی رنگ پہ مین مر ہی گیا ۔۔۔ درد سر کسکا یہان سر ہی گیا
وہ ایسا نہین چُپ رہے بات سنکر ۔۔۔ کوئی اور ہو وے گا گویا نہ ہوگا

جی ابھی نکلا نہ تھا تن سے کہ دو کا ہی ہوا
از سن جانان سند عمر سے چالاک تھا

تھا جو افتادگی شعار اپنا
نہ زمین سے اوٹھا غبار اپنا

اوسکو غفلت پیشہ کہہ آتے ہین ہم
بھول جانا یاد دلواتے ہین ہم

ضعف سے رہتا ہے اب پاؤن پہ سر
آپ اپنی ٹھوکرین کھاتے ہین ہم

دل نہین اوس بت کی الفت چھوڑتا
ناسمجھ کو لاکھ سمجھاتے ہین ہم

ہے جنازہ اسلیے بھاری مرا
حسرتین دل کی لیے جاتے ہین ہم

بار عصیان سر پہ ہے گو یا بہت
کیا اوٹھائین سر جھکے جاتے ہین ہم

شب وصال مین کیا یار سے دوچار ہون مین
رہا فراق مین جیتا تو شرمسار ہون مین

پس گیا ہے دل کسی محبوب گندم رنگ پر
گردش اپنے بخت کی کچھ آسیا سے کم نہین

درد پہلو مین رہا کرتا ہے جب سے تو نہین
ہجر مین بھی ایک دم خالی مرا پہلو نہین

وصل اگر منظور تھا پرویز کا گھر کھودتا
کوہکن دیوانہ ہے شیرین تو پتھر مین نہین

زاہد وہ جرم کیا کرتا ہون مین بھر ثواب
دل ہے کعبہ اسے کرتا ہے سیہ پوش مجھے

نال عاشق و معشوق ہے ایک
سنا ہے شمع سوز ان کی زبانی

گوہر تخلص کنز الدولہ خورشید علی خان بہادر ولد مجد الدولہ بن ظفر الدولہ کپتان فتح علی خان خزانچی بادشاہ لکھنؤ شاہ لکھنؤ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے ہین انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی

وہ غمگسار میرا ہے مین غمگسار اوسکا
ہے آشنا مرا دل اور مین آشنا دل کا

طوطی کی طرح بند نہ ہو جائے یہ از خود
گر مرغ دل ان مہیون کے جال مین پھر کا

نالون سے اپنے عرش تو جنبش مین آگیا
اوس بت کے کان تک نہ گئی سر بسر صدائے دل

دیکھا جو درد سے یار کو تسکین ہوتی گہر
آنکھین نظر پڑین مجھے حاجت رہی نہ آہ دل

جانتے ہین ہم محبت آزمائی ہو چکی
آؤ لگ جاؤ گلے بس اب لڑائی ہو چکی

حرف لام

لائق تخلص میر لائق علی لکھنوی شاگرد ناسخ

عدم سے جانب ہستی میں خستہ جان آیا
کہاں سے تیری محبت میں میں کہاں آیا

...آثر ہے قیامت کا میرے نالوں میں
زمین ہل گئی چکر میں آسمان آیا

نلشت تخلص محمد شبیر خان برادر عمزاد و شاگرد مستقیم خان وحشت

...ہاسے ہے یہ تاثیر زلف کی
پھرتی ہے اپنی آنکھوں میں تصویر ...

نعلین تخلص و نام ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

ہم سامنے تمہارے ادھر سے ادھر گئے
تم نے نہ پوچھا اسے کہاں اور کدھر گئے

نقیق تخلص منشی لالا پرشاد مقیم کانپور

... پیدا جب وہ تند خو ہو جائے گا
حشر برپا دس گھڑی پھر چار سو ہو جائے گا

حرف میم

...ہ تخلص مرزا عنایت علی بیگ مصاحب راجہ بلوان سنگھ کہیں برادر مرزا
...م علی مہر تخلص باشندہ لکھنؤ مقیم اکبر آباد و شاگرد خواجہ حیدر علی آتش صاحب دیوان ہیں

...میں سے جو اوٹھائے یہ اختیار میں روح
تیرے جسم نہ دیکھی کبھی قرار میں روح

...ہے حسرت بوس و کنار نے آخر
رہیگی تا بقیامت غم فشار میں روح

...ب میں کہتا ہوں کہ اب جا مرے جانی
...ہائے کس ناز سے کہتا ہے وہ اچھا جا

... نیا وعدہ ہے ہر سفر نیا عذر
بن بن کے بگڑتا ہے مقدر کئی دن سے

...اد تخلص نواب ...اد اللہ خان خلف نواب کفایت اللہ خان رامپوری حسن
...شہرۂ آفاق تھا اور بہت سے علوم عجیبہ و فنون غریبہ میں معقول دخل رکھتے تھے

...میں ہو بن کے جو ہے وہ بت بیباک ...
کل ہی لیتا ہے مرے ہاتھ سے تو ناک ...

...سہیل آنکھیں ہیں زہرہ و مشتری
قطب سپہر حسن ہے تل تیرے گال کا

...تخلص محمد امیر عرف یوسف حسین خلف آغا علی لکھنوی شاگرد آباد

...میں لا ملنگے مجھکو یہ سر اسیر گیسو
اسے ... دیکھ تو چہرے سے اوٹھا کر گیسو

...تخلص فخر الدین خان دہلوی ثم لکھنؤ خلف اشرف علی خان فغان شاگرد سودا

مرشد آباد مین سکونت کی تھی

کیا کہون مین تجھسے دل زار کی ہوس ‏— مشہور ہے جہان مین بیمار کی ہوس

مائل تخلص صادق علی باشندۂ لکھنؤ مقیم موچی کھولا متعلق کلکتہ شاگرد حسن یار خان افضل یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

دیکھ لینے دو اثر بھی نالۂ و فریاد کا ‏— حوصلہ یہ بھی نکل جائے دل ناشاد کا

ہے آہ شرربار مری اون کو تماشا ‏— خوش ہین جو نکلتے ہین شرارے مرے دل سے

پاس سر بھی ہے اونکو پاس رسوائی بھی ہے ‏— منہ چھپا کر آئے ہین لاشہ اوٹھانیکے لیے

مائل تخلص مرزا قادر بیگ باشندۂ بریلی

داغ دوستو جو میرے کج کلاہ کا ہے ‏— نہ حور کا نہ پری کا نہ بادشاہ کا ہے

مائل تخلص میر ہدایت علی عظیم آبادی سنہ بارہ سو آٹھ ہجری مین انتقال کیا دکھن کی سیر بھی کی تھی

جب تری بندگی مین آتے ہین ‏— سب خدائی کو بھول جاتے ہین

آتا ہے دمبدم بھی رونا بیان مجھے ‏— پھینکا فلک نے ہاے کہان سے کہان مجھے

مائل تخلص محمد یار بیگ لکھنوی شاگرد جرأت

سکے گا الحذر خورشید محشر اس سے ای یار رد ‏— اگر چمکا بروز حشر یہ داغ کہن اپنا

پیا ہون جام مے کے عوض کاسہ بنگ کا ‏— مائل ہوا ہون جب سے مین اک سبز رنگ کا

یہ وضع تری سادی ای شوخ نرالی ہے ‏— بالا ہے نہ ہیکل ہے بندا ہے نہ بالی ہے

مائل تخلص سید کاظم علی خیرآبادی شروع شباب مین انتقال کیا

شب ہجران کی آہ ایک طرف ‏— لاکھ ابر سیاہ ایک طرف

مائل تخلص لالہ ایشری پرشاد ولد ایسری پرشاد لکھنوی شاگرد عبد اللہ خان مہر تخلص

رونے سے تسکین ہوتی ہے ذرا ‏— جسم بھر مین ہے فقط غمخوار آنکھ

مبارک تخلص سید مبارک علی الہ آبادی شاگرد شاہ غلام اعظم افضل تخلص

عشق سنگین دلون کا ہے ناصح ‏— اپنا پتھر تلے دبا ہے ہاتھ

مبارک تخلص مبارک حسین خان قوم کمبوہ باشندۂ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

دل پھرا مجھ سے میرے دلبر کا	تھا یہ لکھا مرے مقدر کا

مبتلا تخلص لالہ جیندی سہاے باشندۂ پرتاب گڈہ سر رشتہ دار سر رشتۂ اکبری الہ آباد

عاشق رخ ہون سر زلف گرہگیر نہین	بارے وحشت کو مرے حاجت زنجیر نہین
اوڑگیا ہے اثر جذب محبت یا رب	یا مرے نالۂ جانکاہ مین تاثیر نہین

مبتلا تخلص مرزا علیخان خلف نواب محمد علیخان رئیس قدیم غازی پور مقیم بنارس سامعہ رسو دا نواب برہان الملک او صفدر جنگ کی سرکار مین بڑا اقتدار رکھتے تھے صاحب دیوان و تذکرۂ اردو و فارسی گزری

بیطرح جوشش یہ ہے دیدۂ گریان میرا	نوح کو آنکھین دکھاتا ہے یہ طوفان میرا
کبھی ہے جبسے کہ اوس کی تب آنکھون مین	نہین ٹھہرتا ہے کچھ آفتاب آنکھون مین
شیشۂ دل بیک دیا تو نے	سنگدل آہ کیا کیا تو نے
دل کی تو ترے داغون سے اب آگ لگی ہے	جی کیونکہ نہ بچے چارون طرف آگ لگی ہے

مبتلا تخلص ایک شخص کا ہے جسکا حال معلوم نہ ہوا

وہ ترے سایۂ دیوار مین پائے راحت	چاندنی رات کو اے رشک قمر بھول گئے

مبتہج تخلص لالہ ملوک چند

سفر سے جلنے کا جب دل نے مضطرب کیا	نکل کے آنکھون سے آنسو نے یا تر ا کیا

مبین تخلص حافظ غلام دستگیر دہلوی خلف شاگرد حافظ قطب الدین مشیر انکو دہلی کے مشاعرہ مین دیکھا تھا آدمی انکے اشعار بھی بہت سنے تھے

کیا کہتے ہو کہ کیونکر کٹیگی تمام عمر	کیا ہو گئے تم خفا تو منایا نہ جائے گا
سخت جانی کو مرے کمیں کہین سیکھے ہو	توڑنے آئے ہو کیون خنجر بران اپنا
نکلا صنم سے تو کعبہ گیا	مبین مفت مین پارسا ہو گیا
وہ ادھر آتے ہین ادہر پانون دھرتا ہے	غیر کے جذبۂ الفت کے اثر کو دیکھو
علاج زخم کیا اچھا مرے قاتل کو آتا ہے	کیے زخمون کے روزن بند ہر ناوک کو سمجھاتے ہے

مشتعل تخلص میر مشتعل خلف و شاگرد میر جواد علی خان ہادی شناوری اور تیر اندازی میں اعجاز عمل رکھتے تھے

کیون نہ اے زلف ہو حال پریشان میرا
دل ہے سودے مین ترے بے سر و سامان میرا

مشتین تخلص مولوی محمد حسین خلف مولوی محمد شائق ابن مولوی محمد مشائخ باشندہ فرنگی محل شہر لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر وزیر و الطاف حسین الطاف

نامۂ جانان تو لایا تیری عظمت ہے ضرور
اے کبوتر آ بنا لے سر پہ میرے آشیان
دل و جان دین و ایمان دست بستہ سب لیے مین
غضب کی یہ میان جان نذر کرتے ہین

متین تخلص حافظ بہادر علی خلف سید قطب علی فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

ترک دنیا سے دلی سے سلطنت کرتے ہین ہم
بوریائے فقر ہے اک مسند شاہانہ آج

متین تخلص سید ولایت علی ولد اصغر علی متوطن بریلی شاگرد مولوی غلام نجف

ناز و ادا کرشمہ تکلف ہے بات بات
شکر خدا کہ اب لطف النغات سے ہے

مثبت تخلص خواجہ قدر علی مرشد آبادی

کاکلین آپ جو آئینہ مین سلجھاتے ہین
مو بمو پیچ مین خوبان حلب آتے ہین
صدقے ہو جاؤن مین اللہ رے یہ بھولا پن
گالیان دیتے ہین اور آپ ہی شرماتے ہین

مجبور تخلص حق رسا دہلوی شاگرد شاہ نصیر

حلقۂ زلف بتان مین دل عاشق یہ نہین
ہاتھ مین اپنے لیے ہے شب دیجور چراغ
شمع شی سے پانون پھیلا کر مین تم سو گئے
ہم پس دیوار بیٹھے صبح تک رویا کیے

مجذوب تخلص مرزا غلام حیدر بیگ دہلوی شاگرد و متبنا سودا مقیم لکھنؤ صاحب دیوان گزرے

مجذوب گل خون سے لگانا نہ زینہار
خار غم فراق سے ہوگا فگار دل
عداوت سے تمھارے کچھ اگر ہو دے تو مین جانون
بھلا تم زہر دے دیکھو اثر ہو وے تو مین جانون
آوے مرے بالین پہ مسیحا بھی تو کیا ہو
بیمار یہ ایسا تو نہین جسکو شفا ہو
طوبی کے نیچے بیٹھ کے رو دینگے زار زار
جنت مین تیرے سایۂ دیوار کے لیے

بس اب تیری تاثیر اے آہ دیکھی | نہ آیا وہ کافر بہت راہ دیکھی

مجذوب تخلص لالہ گوری شنکر فرخ آبادی پیشکار تحصیل ہزارہ خلف خیراتی لال

ترستی ہوگر دیا بوسہ ذقن کا | ہوئے دانت آج کھٹے اس ثمر سے

مجرد تخلص محمد پناہ دہلوی

سجدہ کو تیری شیخ ہمارا سلام ہے | ہم نے تو آستان بتان سجدہ گاہ کی

مجرم تخلص میر فتح علی دہلوی مہوس تھے

اپنی خواہش پوچھتے ہو تو یہی چاہے ہر دل | جیکے بیٹھے سامنے صورت تمہاری دیکھی

مجرم تخلص رحمت اللہ اکبر آبادی مرید محمدی بیدار اکثر اوقات دہلی مین رہتے تھے فقیرانہ زیست کرتے تھے

نہ پوچھو شور غم سے اس دل بیتاب کی حالت | کہ ہے معلوم سب کو ماہی بے آب کی حالت
کل سے بیکل ہون کسی کل نہ کل آنے مجھکو | وہ کلائی جو نظر آئے کل آئے مجھ کو
شکوہ جو کیا مین نے تو بولے وہ خفا ہو | گر ہم ہین خفا جو تو کسی اور کو جا ہو

مجروح تخلص میر مہدی حسین خلف میر حسین نگار باشندہ دہلی شاگرد مرزا نوشہ غالب انکو دہلی کے مشاعرہ مین دیکھا ہے اشعار انکے بامزہ ہوتے ہین

چلے آؤ جلدی سے دیکھے گا کون | مرادن ہے بدتر شب تار سے
کچھ ان بن ہو چلی ہے باغبان سے | بس اب نکلا ہے بلبل گلستان سے
نہ ہونے سے ترے سب کام بگڑے | تجھے اے صبر مین لاؤن کہان سے
کوئی پیش آتا ہے روز سیاہ | شب ہجر کی جو سحر ہو گئی
تڑپتی کیون نہ بجلی کے دل مین | کھٹک سی ہے میرے خار آشیان کی

مجروح تخلص مولوی حمید النبی مرحوم باشندہ رامپور برادر خورد و شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت تخلص کلکتہ مین آئے تھے دو تین برس ہوئے وطن مین جا کر انتقال کیا راقم کے دوستون مین سے تھے ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر اچھا کہتے تھے

تلوار سے خون کا مرے دھبا نہین جاتا
یہ لال نشیمن سے اوڑایا نہین جاتا

خط آنے سے بھی دل کا سودا نہین جاتا
کالا ترا کالے سے بھی کیا نہین جاتا

ہے آتش یاقوت سے جو پیاس بجھانی
یہان بوسۂ لب کا کبھی لپکا نہین جاتا

حال بجلی کی نہ گور شہدا پہ جلیتے
کشتۂ ناز ہر اک قبر مین مضطر ہوگا

وادی شوق مین بتلا دلکا مین خضر کو راہ
دل مرا منزل مقصود کا رہبر ہوگا

چرخ چڑھنے سے نہین داغ غلامی مٹتا
ماہ کس منہ سے ترے چہرے کی ہمسر ہوگا

گردش بخت سے ہے چرخ مجھے
کیا گلا دور آسمانی کا

چشم مردم کہان کہان وہ جمال
ہے بجا شور لنترانی کا

بوسۂ لب پہ دیتے ہو دشنام
تمکو لپکا ہے بد زبانی کا

سودا اسے جعد یار کا ہے
سر پر مرے سایۂ ہما ہے

کیا فوج الم سے دغدغہ ہے
جوشن مجھے نقش بوریا ہے

دل مانگنے کے ہین یاد لٹکے
وہ کاکل مشکبو بلا ہے

باقی نہین آہ تک بھی ہمدم
بیان عالم دل مین اب خلا ہے

وابستہ ہے کا کاون کا آزادا
اس دام مین جو رہا رہا ہے

رکھا تہ تیغ ہم نے سر کو
یہ سجدۂ شکر بے ریا ہے

رہتا ہے یہ چرخ مین شب و روز
مجروح فلک کا سر پھرا ہے

منکر روز قیامت ترے کوچہ مین تو آئین
روز ہوتا ہے بپا محشر تری رفتار سے

لپکا ہو تیرے ماتھے پہ عکس مہ تابان
بے پردہ شب مہ مین اگر تو نکل آئے

ہر موج بنے مار سیہ زہر الم سے
دریا سے جو تم زلف سنوارے نکل آئے

پانی ہو نہ کیونکر کرۂ آب مین پانی
بھر آئے جو اس دیدۂ بیخواب مین پانی

دل صاف جو ہین ان مین کدورت نہین ہوتی
ممکن نہین مخلوط ہو سیماب مین پانی

مجروح تخلص منشی کشن چند کشمیری مقیم لکھنؤ شاگرد مرزا مظہر جانجانان

معشوق ہین زمانے کے سارے جفا پرست
اے داد اے عاشقون کہ ہین آشنا پرست

مجروح تخلص لالہ درگا پرشاد وکیل خلف چودھری نجا و رلال متوطن فرخ آباد

ملک الموت بھی کیا سمجھا ہے عاشق مجروح | جو نہیں بھیجا ہے ابتک کوئی پیغام مجھے

مجنون تخلص سید افضل حسین اظہار نویس عدالت دیوانی لکھنو ولد سید احسن باشندۂ کلکتہ شاگرد رشک صاحب دیوان ہیں

پہلو میں اس سبب سے نہیں بیقرار دل | کیا وصیت کہ میں کرے گا شکار دل
اندوہ و یاس و حسرت و حرمان کا ہجوم | آباد ان ہی سے ہیں ویار دل

مجنون تخلص محمد حمایت علی باشندۂ اٹاوہ مقیم مرشد آباد شاگرد قدرت

صاف انکار ہے آنے کا بہانا کیسا | رنگ لانے میں وہ مہندی کا لگانا کیسا
ڈر ناہی مناسب تھا اس کی آنکھوں سے | مارا نہ مجھے آخر کس پیار کی آنکھوں سے

مجنون تخلص شیخ محمد حسین خلف قاضی جمال علی باشندۂ شکوہ آباد مقیم اٹاوہ

آئینہ سو خات میں اوس آئینہ رو نے دیا | جو کدورت کہ لئی حاصل صفائی ہو گئی

مجنون تخلص لالہ شنکر دیال ولد دوندی لال باشندۂ فرخ آباد

اپنے مجنون سے تو اے غیرت لیلیٰ ہل جا | تیری فرقت میں کہاں تک وہ پریشان ہے

مجنون تخلص ایک شخص مشہور ہر در دلیش ہر پیشہ کا سبہ وہ اولاد میں راجہ تھیم نارائن کے نبیرۂ راسے نبین ناتھ دیوان محمد شاہ بادشاہ دہلی کے تھے آبا و اجداد انکے ایک دو واسطہ کر کے مشرف باسلام ہوئے تھے میر تقی میر سے اصلاح لیتے تھے صاحب دیوان گزرے ہیں

بیٹھا تھا مجھکو دیکھ بہانے سے اوٹھگیا | سن سلوک آہ زمانے سے اوٹھگیا
جس سے جی چاہے تو تم کسی سے پوچھو | مجھ سے کیا پوچھتے ہو اپنے ہی جی سے پوچھو

مجنون تخلص ایک شخص عظیم آبادی شاگرد میر ضیا کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

دن میں سو بار اوسے روبرو جانا ہے مجھے | اسمیں سودائی کہے یا کوئی دیوانا مجھے

محبیب تخلص مرزا رجب علی فرخ آبادی خلف بادل بیگ

گیسوئے مشکین ہی اوڑا لائے بو | آج میں ممنون صبا ہو گیا

مجیب تخلص غلام حیدر لکھنوی اپنے کو آتش کا شاگرد بتلاتا ہے جاہل محض ہے بہت دنون تک کلکتہ مین تھا

آپ آزاد کسکو کرتے ہین	بندۂ بے زر مین کچھ غلام نہین
گر بعد فنا ظلم ترے یاد کرینگے	ہم قبر مین بھی نالہ و فریاد کرینگے
مرغان چمن چھٹ کے بھی فریاد کرینگے	جب جب اسیری قفس یاد کرینگے
ہم باغ مین خوش قامتی یار کر گئے	سو راستی سرو پر ایراد کرینگے

محب تخلص شیخ ولی اللہ دہلوی شاگرد سودا وظیفہ خوار سرکار مرزا سلیمان شکوہ بہادر لکھنؤ مین فوت کی

تو اور تری جفا و یہ پوچھنا کیا	صدقے ترے واہ پوچھنا کیا
شکست دل کی ہوتی نہ بے درستی بات کی نہین	اثر اوس سنگدل کی ہے زبان مین مومیائی کا
ہر غنچہ ہے گلابی ہر گل ہے ساغر مے	مینخانہ بن رہا ہے گلزار تیرے خاطر
خندان لب اوسکے روبرو قدح اور قدح سے ہم	بوسے کی مست بوسے قدح اور قدح سے ہم
اور تو کیا کہون اک آن جو ہم تک آؤ	نذر جی کرتے ہین لو جان جو ہم تک آؤ
بزم کچھ تو ایک بوسے پہ ای یار اوبھی	ہین ورنہ جنس دل کے خریدار اوبھی
جسطرف تشنۂ دیدار ترا جا نکلے	اودہر آنکھون سے بہاتا ہوا دریا نکلے

محب تخلص شاہزادہ بہرام شاہ دہلوی نبیرۂ شاہزادہ حسن شاہ درانی شاگرد میان خان صغیر تخلص

دل مین ہر ایک کے مین کھٹکتا ہون بات دن	گویا مین دشمنون کے لیے خار ہو گیا
اے محب کوچے مین اوسکے اوڑ کر جاتا ہون سدا	پائے شوق اپنا بھی اب بال کبوتر ہو گیا

محب تخلص میر ابو القاسم دہلوی برادر زادہ میر نظام الدین ممنون دہلی مین وقائع نگار سلطانی تھے

ہم کہتے نہ تھے خوب نہین دل کا لگانا	لو دیکھ لیا اب تو کہ اچھا نہین ہوتا

محبت تخلص مرزا حسین علی دہلوی

کیا قہر ہے یہ تیرا مجھکو رولا کے ہنسنا — پھر تس پہ اے ستمگر یون کھلکھلا کے ہنسنا

محبت تخلص میر بہادر علی شاگرد نثار اللہ خان فراق باشندۂ دہلی

نہین کیا ترے کاجل نے سرمہ سا دل کو — سیاہ چشم پیا ہم نے طوطیا باندھا
اگر حنا ترے ہاتھو نسے خون بہادل کا — تو لونگا دست نگارین سے خون بہادل کا
یون نمایان ہے مژہ دیدار تر اس کے گرد — جیسے سبزہ کہین روئیدہ ہوتا لاب کے گرد
صبح جب باغ مین وہ رشک قمر پھرتا ہے — آفتابہ لیے خورشید سحر پھرتا ہے
متصل رہنے نہین دیتا جو ہمسایہ مجھے — کس پری پیکر کا یارب ہوگیا سایہ مجھے

محبت تخلص نواب محبت خان شہامت جنگ خلف حافظ الملک نواب رحمت خان والی کٹھیر شاگرد حسرت و میر درد قدس سرہ اپنے والد ماجد کی شہادت کے بعد لکھنؤ مین سکونت اختیار کی تھی ۱۲۲۲ بارہ سو بائیس ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

جسکو تری آنکھون سے سروکار رہیگا — بالفرض جیا بھی تو وہ بیمار رہےگا
قید ہوتے ہی ہوا دونون جہان سے آزاد — مین تو بندہ ہون محبت کی گرفتاری کا
آپ کچھ غیر کو جب جب کے رقم کرتے ہین — یہ جو ہو جھوٹ تو ہم ہاتھ قلم کرتے ہین
کالی کا انتظار تو حد سے گزر چکا — منہ کو کہان تلک ترے دیکھا کرے کوئی

محبت تخلص عنایت اللہ رنگرز دہلوی چودہ پندرہ برس ہوئے انتقال کیا

کپڑے تو ہزار طرح رنگے لیکن — افسوس کہ جامہ دل کا رنگین نہ کیا

محبت تخلص آغا سید لکھنوی شاگرد ضیا

کھینچی خود صانع قدرت نے تمھاری تصویر — ایسی ہوتی نہین دنیا مین بشر کی صورت

مجذوب تخلص محبوب خان قوال دہلوی اپنے فن مین کمال رکھتا تھا

بیان کیونکر کرون درد نہان کو — نہین پاتا ہون قابو مین زبان کو
خنجر بھی نہ سنبھلے جو دم قتل تو کیسے — تقصیر ہماری ہے کہ تقصیر تمھاری

محترم تخلص خواجہ محترم ملیحان باشندۂ عظیم آباد برادر زادۂ خواجہ محمدی خان

دہلوی شاگرد شاہ گھسیٹا عشق قدس سرہٗ نواب قاسم خان کی سرکار مین تعلق رکھتے تھے

جو دل سے گرے اہل نظر کے وہ کدھر کا
دنیا کا نہ دین کا نہ ادھر کا نہ ادھر کا

اے محترم اتنی اشکباری
کھل جاوے ہے ابر بھی برس کر

گل اوس گل تر پہ نکھار رہا ہے
ہے ایک یہ دل ہزار دل مین

پیغام پھر جنون کے آنے لگے ہین مجھ تک
شاید بہار کے دن نزدیک آن پہونچے

محتشم تخلص سید محتشم علی خلف سید ہاشم علی نواسۂ خواجہ حسن باشندۂ لکھنؤ شاگرد باقر علی حشم

اوس شوخ نے پیدا کی یہ تاثیر گلے مین
شمشیر ہی پان کی تحریر گلے مین

چار تلوارین حمائل ہو گئے جو رنگ رقیب
سیر ہے اوسکے جو دم بوسہ ہے چار ابرو

سر کو کٹوا کے وہ ہر بزم مین باقی ہے فروغ
رشتۂ زندگی شمع ہے گلگیر کے ہاتھ

کسطرح دیکھیے اوسے چاہت کی آنکھ سے
دل کانپتا ہے اپنا شرارت کی آنکھ سے

محرور تخلص خواجہ نبی بخش کشمیری کلکتہ مین بہ شغل تجارت رہتے تھے شعر اچھا کہتے تھے کلام راقم الحروف کو دکھلاتے تھے سنہ ۱۸۶۱ء اٹھارہ سو اکسٹھ عیسوی مین جوانی مین انتقال کیا راقم نے اونکی وفات کی یہ تاریخ کہی ہے

قطعہ تاریخ

نبی بخش کے مرنے کا سخت غم ہے
نہایت ہی اس قلب محزون کو صدما

جو سال مسیحی کو ہاتف سے پوچھا
تو مرگ جوان ماتم سخت بولا

سنہ ۱۸۶۱ عیسوی

اشعار

وصلت مین اضطراب جگر سے بڑھا ہوا
درمان سے اور درد چارا سوا ہوا

جا نکاہی فراق مین بس ہو گیا وصال
آخر کو درد ہی مرے دل کا دوا ہوا

حیران ہون کہ آ گئے حیرت مین کیلیے
آئینہ دیکھ دیکھ کے یہ تمکو کیا ہوا

باغ فرقت مین تری ہمکو سیہ خانہ تھا
گل نظر آیا جو اوسکو گل سوسن سمجھا

پھول جاوے جسم زار عندلیب
گل جو ہو شمع مزار عندلیب

اے مہر برج لطف و کرم تیری فیض سے	دیدہ و مکان حسن ہے اور دل سرای عشق
محرور کو پہونچتے نہین قیس و کوہکن	پیغمبران عشق تھے وہ یہ خدای عشق
شب وصلت مین جیسی تھی زبان ہونٹ تنگ شیرین	بھرا ہے شربت قند مکرر سے دہان تنگ
سخت آہن سے ہے تمہارا دل	موم سے نرم ہے ہمارا دل
اب تڑپتا ہے پارہ پارہ دل	مثل سیماب ہے ہمارا دل
کب تک آئے گا میرا مصحف رد	حافظو فال دیکھو قرآن مین

محرور تخلص ہادی حسن ولد منشی علی حسن تحصیلدار ضلع کانپور باشندہ کاکوری شاگرد رشک

غیرت بدر ہین یہ آپ کے سارے ناخن	برمہ تو ہین یہ ترشے ہوئے پیارے ناخن
بند انگشت کی صورت نہ کھلا عقدۂ وصل	گھس گئے کوشش بیجا سے ہمارے ناخن

محروم تخلص لالہ انگد رای فرخ آبادی

سمجھ محروم اگر یہ دل مین ہو اعہد شباب اپنا	کبھی یاد آئے گا پیری مین یہ عالم جوانی کا

مخزون تخلص میر ناصر جان محمدی دہلوی خلف سید محمد نصیر سخن ریاضی مین کمال رکھتے تھے عظیم آباد عرف پٹنہ مین انتقال کیا اور دہلی مین مدفون ہوئے

شاید اسوقت گیا آپ کا دھیان اور طرف	بات کرتے مین جو تم ربط سخن بھول گئے
نہ تو نامہ ہے نہ پیغام زبانی قاصد	حیف مخزون مجھے یاران وطن بھول گئے

مخزون تخلص مولوی ظہور النبی سرہندی پیرزادے تھے چیت پور توابع کلکتہ مین رہتے تھے شعر صاف اچھا کہتے تھے آٹھ دس برس ہوئے کہ انتقال کیا راقم نے انکو مشاعرہ مین دیکھا ہے

دیکھکر آئینہ مین سمجھا کوئی بیگانہ تھا	کیا دل دیوانہ محو صنعت جانانہ تھا
صبر و شکیب و عجز و تحمل سے کام رکھو	مخزون جہان مین خوب ہے غم کھانا یار کا
ہمیشہ غش پہ غش آیا اسے تمنا مین	کہ اب جو حشر کئے تو ہم پر کوئی گلاب آیا
اب وصل کے مذکور پہ رہتے ہین وہ خفا ہوکر	اقرار تو کیسو سب لکھا رہی چھوڑا

شکل حباب دیکھی تو محزون ہوا خیال ہا — آب روان یہ کشتی عمر روان ہے اب

مقابل اوسکے ہو خورشید اتنی تاب کہان — رخ نگار کہان روے آفتاب کہان

ملاقی کو کرتی ہے جنت او رجفت کو کرتی ہے ملاپ — کمسنی ہے کیا تمہاری موٹ کی کنگری

محزون تخلص مرزا انگو خلف مرزا نیلے ابن شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبد الغفار خان اوج

اوسکے منہ کو ن چڑھ سکے محزون — ہان مگر منہ یہ اوسکے آیا خط

محزون تخلص آغا علی دہلوی

اب ہے دزدیدہ نظر کیون مری جانب ظالم — پہلے ہی دل تری زلفون مین گرفتار ہوا

محزون تخلص خدا بخش خلف شیخ باسو شاگرد صفدر باشندۂ فرخ آباد

جو کچھ کہ حال دل ہے کہین کس سے جا کے ہم — بیتاب ہین فراق مین اوس بیوفا کے ہم

محزون تخلص مولوی سید محمد حسین مقیم الہ آباد شاگرد مولوی محمد برکت معاصر سودا

ضم اگر یہ مین لخت سیاہ رکھتا ہون — ہر طرح تری زلفون سے راہ رکھتا ہون

محزون تخلص حکیم ابو الحسن عظیم آبادی شاگرد غلام علی راسخ تھوڑے روز ہوئے کہ فوت کی

آشیان اپنا اوٹھا لے بیان سے ورنہ عندلیب — خندۂ گل ایک دن برق چمن ہو جائے گا

ہم جو چاہین بھی کچھ اولیسے تو او نہین کچھ چاہئے — ماسوا اسے نہین کچھ کام طلبگارون کو

گرتے اشکون کی جگہ لخت جگر دیکھ چکے — ہم تماشا ترا اے دیدۂ تر دیکھ چکے

محزون تخلص عالم شاہ تیغ زادہ گڑھ مکتیسر

بے محابا چاک کرتا ہے گریبان کو جواب — کسکے آنے سے چمن مین گل کو سودا ہو گیا

تم نہ فریاد کسی کی نہ فغان سنتے ہو — اپنے مطلب ہی کی سنتے ہو جہان سنتے ہو

محسن تخلص محسن علی صاحب دیوان وتذکرہ سراپا سخن ولد سید شاہ حسین حقیقت شاگرد خواجہ وزیر ورشک متوطن جوست باشندۂ لکھنؤ تذکرہ انتخاب نظر سے گزرا

بنت العنب کے عشق مین مست الست ہم — ڈوبی ہوئی ہے کیف شراب کہن مین ہم

نہ کھلا نافۂ مشکین ہے و یا چشم غزال — بنگیا عقدۂ لاحل ترا جوڑا سر پہ

ناز سے کہتی ہیں وہ اکثر دکھا کر چھاتیاں
سنگدل جیسے ہیں ہم ویسی ہیں تیری چھاتیاں

تم نے رکھے پھول انگیا میں ہوئی طرفہ بہار
گل کھلاتے عاشقوں کے بھی جلا کر چھاتیاں

یاد انکی رہتی ہے ہر وقت چھاتی پر سوار
یہ تمھیں ہو جو مجھے بھولے دکھا کر چھاتیاں

وہی سپہ داغ وہی جوش جنون کا عالم ہے
شبیہ سے ہے گل لالہ میں ہو بہو دل کی

محسن تخلص محسن علی ولد ڈاکٹر احسان علی کانپوری شاگرد مولوی عصمت اللہ انیغ باشندۂ مونگیر

ہوئی جو محبت نہ کسی پردہ نشین سے
چرچا مرا ہرگز سر بازار نہ ہوتا

دکھی دیتا ہے خبر آٹھ پہر فرقت میں
کام ہرکارہ کا کرتا ہے مرا ہر آنسو

محسن تخلص میر محمد محسن اکبرآبادی مقیم دہلی برادرزادۂ میر تقی میر شاگرد خان آرزو و میر تقی میر ملازم نواب سالار جنگ صاحب دیوان گزری

حرف تیرے عقیق لب کا شوخ
زندہ کرتا ہے نام عیسے کا

بتخانہ کی شکست و درستی کعبہ سے
یہ سب کیا پہ شیخ نے دل میں نہ گھر کیا

ٹک آکے دیکھ نہیں کچھ سبھی حال آنکھوں میں
بھرے ہے اس پہ بھی تیرا خیال آنکھوں میں

محسن تخلص حافظ محسن باشندۂ دہلی

شروع عشق میں ہم سے وہ بت نہیں چڑا
ابھی تو دیکھیے آگے خدا کیا کیا دکھاتا ہے

محسن تخلص مولوی محمد محسن بن مولوی حسن بخش علوی باشندۂ کاکوری مقیم مین پوری

زلف پر ٹھہری نظر مائل ابرو ہو کر
ہم پھرے کعبہ سے اک قبلہ نما ہندو ہو کر

محسن تخلص خواجہ محمد محسن خلف خواجۂ آفتاب احراری نقشبندی رئیس عظیم آباد شاگرد غلام علی راسخ

ناوک مژگاں سے تیری منہ نہ موڑونگا کبھی
صورت غربال گر چھن کر یہ تن ہو جائیگا

بس وہ اب دور سے بھی ایک نظر دیکھ چکے
پاس اغیار ہی ہے تو ادھر دیکھ چکے

محشر تخلص عبداللہ خان باشندۂ رامپور ریختی پڑھنے میں کمال رکھتے ہیں۔ جی ریختی پڑھنے میں اس طرح پر بتلاتے ہیں کہ دیکھنے سے علاقہ رکھتا ہے بیان سے

باہر رہے دہلی سے ڈھاکہ تک بیشتر شہرون مین رہے ہین اور ہر جگہ کے لوگ انکو پہچانتے ہین ان مین ایک بڑا عیب ہے کہ اورون کے شعر اپنے نام سے پڑھتے ہین راقم کے ملاقاتی ہین ریختی مین خانمجان تخلص کرتے ہین

پھر مین تسکین دیتا مین کہ سر کو پیٹتا	ایک دل پر ہاتھ تھا میرا جگر پر دوسرا

محشر تخلص اکرام اللہ خان باشندۂ بداؤن

اچھا شور قیامت ترے دامان کے تلے	فتنہ سوتا ہے ترے سایۂ مژگان کے تلے
تھمی ہے نالے سے گر کچھ نفس زبان میری	بہی ہے پھوٹ کے چشم خونفشان میری

محشر تخلص مرزا علی نقی کشمیری لکھنوی شاگرد و مرید حضرت میر درد مرزا علی حکمت کو قتل کرکے دہلی مین گئے تھے جب پھر لکھنو کو گئے قصاص کو پہنچے

دریا مین لے کے نعش کو میری بہا دیا	قاتل نے میرے قتل کا یہ خون بہا دیا
دور مین اوس چشم کے گردون کو آسایش نہین	کس گھڑی کس دن نئی فتنہ کی فرمایش نہین
جان منتظر ہے آنکھون مین وقت رحیل ہے	جلدی پہنچ کہ تیرے ہی آنے کی ڈھیل ہے

محمود تخلص مرزا محمود شاہ داماد ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد محمد ابراہیم ذوق

غیر کو ساغر شراب ملا	اور ہمین دیدۂ پر آب ملا

محمود تخلص مرزا جان شاگرد میر وزیر علی صبا

مانگتا ہون یہ دعا مین شب وصل اے محمود	نہ دکھائے مجھے اللہ سحر کی صورت

محمود تخلص حافظ محمود علی خان دہلوی برادرزادۂ اعظم الدولہ میر محمد خان سرور صاحب دیوان گزرے

افسوس ہوا حشر مین کیا بیکسی کا	قاتل جو ہمین سر بگریبان نظر آیا
مجھکو خبر مرگ عدو سے بھی ہوا رنج	وہ شوخ جو انگشت بدندان نظر آیا
گھر سے بے پردہ وہ رشک مہ روشن نکلا	نالۂ دل بھی مری جان کا دشمن نکلا
دشمن کو مرے گور پہ لانا نہین اچھا	مردے کو مسلمان کے جلانا نہین اچھا
بیداد گذشتہ کی کرین کیونکہ شکایت	اوسکو وہ مزا یاد دلانا نہین اچھا

نخوت جان صحبت سے تیرے اے ستمگر ہو گیا
بت پرستی کرتے کرتے مین بھی پتھر ہو گیا

قید ہستی سے رہائی غیر ممکن تھی ہمین
آج دم دیکر اجل کو ہو گئے آزاد ہم

گھبرائے ہوئے پھرتے ہین اب بام پہ وہ بھی
اتنا تو ہوا ہے مرے نالون کی اثر سے

انداز جنون کونسا ہم مین نہین مجنون
پر تیری طرح عشق کو رسوا نہین کرتے

گل کھانے کو دیتے ہین تجھے غیر کا چھلا
ڈھب میرے جلانے کو وہ کیا کیا نہین کرتے

محوی تخلص میر باسط علی عطار الہ آبادی مقیم کلکتہ شاگرد مظلوم شاہ کئی برس ہوئے قضا کی

وصل تیرا چاہتا ہون ہر طرح
پاس تو بھی ہو تری تصویر بھی

محوی تخلص محمد بیگ باشندہ ریواڑی شاگرد مولوی امام بخش صہبائی دہلی مین تحصیل علم کی تھی

اٹھ سکے ضعف سے کے دامان یار تک نہ ہم
ہزار جا سے ٹھہر کر مرا غبار آیا

عالم تھا خدائی کا ترے کوچے مین کل شب
زاہد بھی وہین تھے بلکہ گوشہ نشین تھا

مختار تخلص غلام نبی خان دہلوی استاد نواب وزیر غازی الدین خان بہادر

مین اپنے دل کے صدقے اور اپنی چاہ کے صدقے
ملایا جسنے تجھسا یار اوس اللہ کے صدقے

مخدوم تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

دہی دغا جاتا رہا دل ہائے دل افسوس دل
مجھکو تڑپاتا رہا دل ہائے دل افسوس دل

مخلص تخلص میر مہدی حسن وکیل عدالت دیوانی کانپور خلف سید دلیر علی متوطن دار الخلافہ جہان آباد مقیم کانپور شاگرد مرزا خانی نوازش صاحب دیوان ہین

منہ پہ چڑھ چڑھ کے یہ صیاد کو کہتی ہو وہ لعنت
اسکے لے مرتے کوئی طرز گرفتاری دل

مخلص تخلص نند رام دہلوی وکیل عماد الدولہ شاگرد خان آرزو جستہ جستہ فارسی کہتے تھے

آتا ہے ہر سحر اودھر تیری برابری کو
کیا دن لگے ہین دیکھو خورشید خاوری کو

مخلص تخلص مخلص علی خان مرشد آبادی خواہر زادہ نواب نوازش خان شہامت جنگ معاصر شاہ قدرت اللہ قدرت

مخلص نہین زمانے مین اب خوبرو کوئی	عاشق کی جان جسکو ہو مد نظر کہین
کوئی اپنے اسیرون سے تغافل یہی کرتا ہے	قفس مین مرگئے ہم یہ خبر صیاد کو پہونچی

مخلص تخلص میر باقر اکبرآبادی شاگرد مصطفی خان یکرنگ محمد شاہ کے عہد مین تھے

مین تو بندہ ہون ترے جور وجفا کا لیکن	سخت دھڑکا ہے مجھے اس دل شیدائی کا

مخلص تخلص بدیع الزمان خان دہلوی شاگرد شاہ واقف نواب شجاع الدولہ کی سرکار مین متعلق تھے

لیجا تو دل کو یونہین ترا اعتبار ہے	پر شرط اس زمانے مین قول وقرار ہے

مخلص تخلص مرزا کلب حسن خان ہین برادر کلب حسین خان نادر تخلص خلف کلب علی خان متوطن بنارس

جب تک کہ پاس اپنے وہ شوخ حسین نہو	کتنے ہی وعدے وہ کرے دلکو یقین نہو

مخلص تخلص منشی محمد حسین خان ولد امانت خان بن قطب خان باشندہ بجا گلپور شاگرد راقم الحروف صاحب دیوان ہین

شرح جوش شوق پایان کو نہ پہونچا مرپہ	لکھتے لکھتے یار کو خط ایک دفتر ہوگیا
صبر کا حکم ہے مصیبت مین	ہے یہ نسخہ حکیم کامل کا
قیامت کیون نہ ہو یہ یا جو مخلص	پکڑلے حشر مین دامن تمھارا
درد و غم فراق مین ہوتی ہے ہیان بسر	کٹتی ہے اونکی نغمہ و چنگ و رباب مین
قتل ہر عاشق سنئے انداز سے کرتا ہو وہ	ایک خنجر اوسکا دکھلاتا ہے جوہر سیکڑون
ہے کہان سکیش کی ساقی آمد آج محفل مین	کہ شیشہ دم بخود ہے اور ہے گردش مین پیمانہ
نالے کی اجازت جو نہین ہے تو نہین ہے	مرجا ئینگے پر خاطر صیاد کرینگے
آتش دہقت سے مین جل جل کے ٹھنڈا ہوگیا	سرد مہری ہے غضب اوس لعبت کشمیر کی
جو ست ہے اس دنیا مین وہ مسرور پیراہن مین ہے	جسکو دیکھو قیصر و فغفور پیراہن مین ہے
بادہ ساغر مین ہے یا اوتری ہی شیشے مین پری	جسم مین ہے جان یا وہ نور پیراہن مین ہے
سن کے پیغام بوسہ اسے مخلص	دیکھیے اوسکے منہ سے کیا نکلے

مخمور تخلص محمد جعفر ولد خواجہ محمدی باشندۂ لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

پوچھتے کیا ہو عدم مین مرے کیا ہاتھ لگا — کمر یار کا مضمون نیا ہاتھ لگا
وہ لگا دہونے جو دریا کے کنارے ہاتھ پانو — موج ساں کیا ہم نے بیتابی سے مارے ہاتھ پانو
بندگئی ہاتھون کی ٹوٹی پاؤن کی زنجیر بھی — اسقدر جوش جنون مین ہمنے مارے ہاتھ پانو

مخمور تخلص شیخ غلام حسنین باشندۂ فریدآباد دفترابدار مولوی ابوالحسن شیدائی

گلزار کھلاتی ہے یہ داغ جگر ہی کا — رکھتی ہے اثر آہ بھی باد سحری کا
کچھ اپنے پرائے کا خیال اب نہین اصلا — عالم ترے نظارہ سے ہے بیخبری کا

مخمور تخلص سید مظہر علی ابن سید قایم علی خان بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ متوطن مرادآباد

جو درازی ہے ترے ہجر کی شب مین یارب — روز محشر کی بھی ایسی نہ طوالت ہوگی

مخمور تخلص مولوی واحد علی مرحوم خلف مولوی عبد العلی نامی رئیس شہر ڈہاکہ اشعار اردو و فارسی اچھی کہتے تھے کلام اپنا راقم کو دکھلاتے تھے آغاز شباب مین ۱۲۷۹ بارہ سو اوناسی ہجری مین انتقال کیا راقم نے یہ تاریخ اونکی وفات کی کہی ہے

قطعۂ تاریخ

آج [illegible] مولوی مخمور — گلشن عدن کے مقیم ہوئے
مصرع سال نقل یہ لکھا — داخل جنت نعیم ہوئے

۱۲۷۹ ہجری

اشعار

وہ ناتوان وزار مین اکبار ہوگیا — دامن ہمارا دامن کہسار ہوگیا
تشریف لائے گھر مین مرے صاف ہوگئی — حق مین مرے خضر خط رخسار ہوگیا
مومی بغیر اذن جو زلف سیاہ یار — واللہ بال بال گنہگار ہوگیا
ناوک نالہ جو گزرا تیر سے — جا کے میزان مین ترازو ہوگیا
خواب مین پہونچا جو وان دست خیال — نیلا پیلا اوسکا زانو ہوگیا
جب کہ دلبر سے ہوا خالی کنار — کاہش جان درد پہلو ہوگیا
ہاتھ مین اوسکے کمان و تیر ہے — چرخ پر لرزان کمان و تیر ہے

سنگ مرقد لعل سے رنگین ہوا / کیا حنائی پاؤن کی تاثیر ہے
یاد چشم مست سے زندان مین آج / چشم ساغر حلقۂ زنجیر ہے
شکل خنجر نہ جسکی اپنی آنکھ / آج اوس مہ کی انتظاری ہے
دن بہر آہ و زاری ہے / راتون کو بیداری ہے
عشاق کو جو خون مین ہوا غرق کہی ہے / خنجر یہ ترے دشنۂ قصاب کی پہبتی

مخمور تخلص میان قبول احمد وکیل سرکار بالن پور

زبان جب چل جائے گر شعلہ کہون رخسار تابان کو / قلم ہو ہاتھ گر خنجر لکھون ابروے جانان کو

مخیر تخلص منشی محمد احسان اللہ باشندۂ دہلی مقیم کیمپ میرٹھ شاگرد محمد ابراہیم ذوق

بنا کر آئنہ خود بین کیا آئینہ رویون کو / ہمین حیرت ہے ہمنے کیا بگاڑا تھا سکندر کا
ہو اعطا جسد جس کی ہے توبہ پی جاتا ہون مین / میرے لب تک گر کبھی آتی ہے پیمانہ کی بات
ہم نہ کہتے تھے کہ کعبہ کو مخیر جا چکا / رہگیا رستے مین آخر اک کلیسا دیکھ کر
یہ نہوگا کہ مرے قتل سے درگزرینگے / جو رقیبون نے سکھایا ہے وہ کر گزرینگے
کسلیے پہلو مین مچائی ہے دہوم / حضرت دل خیر تو ہے جان کی
ہان دل یہ ضرب ہو کوئی تیغ نگاہ کی / دیکھین تو مردمی ترے چشم سیاہ کی

مداح تخلص شیخ محمد صادق علی مقیم سکندرہ ضلع علیگڈہ مرزا نوشہ غالب کو اپنا اوستاد بتلاتے ہین اکثر سوزان بھی تخلص کرتے ہین

اسکو بلوایا تو ہے لطف تب ہی دل آئے / ساتھ تلوار بھی لائے جو وہ قاتل آئے
ایسا نہو کہ ظلم سے بھی ہاتھ اوٹھائے یار / کیون کیجئے ناز اوٹھانے کی طاقت نہین رہی

مدبر تخلص سید امیر الدین دہلوی شاگرد قطب الدین مشیر

چاند سا مکھڑا وہ جب دیکھا مجھے غش آگیا / جون کتان ٹکڑے گریبان [illegible] ہوا

مدحت تخلص ایک شخص لکھنوی شاگرد جعفر علی حسرت کا ہے اور کچھ حال نہوا

لیگیا ہجر ترا گور مین یار آخر کار / روز فرقت نے دکھائی شب تار آخر کار

مدہوش تخلص نبی خان نبیرۂ خواجہ محمد باسط شاگرد میر سوز

صنم جس ناز سے تو نے لیا دل | خدا جانے ہے اوسکو یا ترا دل

مذہب تخلص مرزا محمد حسن عرف چھوٹے مرزا مرثیہ گو لکھنوی شاگرد سودا صاحب دیوان گزرے

کم ہوئی نہین ہے کسی عنوان طپش دل | ہے دامن مژگان فروزان طپش دل

مراد تخلص مراد شاہ

ہے عشق و عقل سے ہر دم مجادلہ دل کا | کشاکشی مین پڑا ہے معاملہ دل کا
نرگسی چشم نے جب مجسے چھپائین آنکھین | روتے روتے مرے پھر لال ہوئین اپنی آنکھین

مراد تخلص مراد شاہ لاہوری شاگرد اجل

اپنے مشتاق سے جب تو نے چھپائین آنکھین | تو اجل نے دہن آ اوسکو دکھائین آنکھین

مرحبا تخلص حافظ عبد الشکور خلف حافظ عباد اللہ واعظ باشندۂ ٹانڈہ اقیم لکھنؤ شاگرد مولوی عصمت اللہ انسخ تخلص

جب نہ تب دیکھو بغل مین اوسکے بیٹھے ہین رقیب | غیر کی صحبت سے وہ اکدم جدا ہوتا نہین
کوچۂ گیسوے جانان مین عبث جاتا ہے دل | خود بخود کوئی گرفتار بلا ہوتا نہین

مرحوم تخلص مرزا محمد یار بیگ شاگرد حافظ قطب الدین مشیر باشندۂ دہلی

کیا ہی دل جو ر رو کے گیے ہو مرحوم | ملک الموت سے اب آخر ہے درمان میرا

مرزا تخلص حکیم میر فضل اللہ باشندۂ پانی پت شعر اچھا کہتے تھے طب مین اچھا دخل رکھتے تھے

خالی اوس سے نہین ہے کعبہ و دیر | کون سے سنگ مین شرار نہین
سخت مشکل ہے ہجر مین جینا | زندگی اپنے اختیار نہین

مرزا تخلص آغا مرزا خلف محمد اسمعیل تاجر شاگرد میر تقی وطن انکا مازندران مولد لکھنؤ

بالین سے جب وہ پھر گیا حسرت سے کھلی آنکھ | بخت نارسا کے طالع خوابیدہ دیکھنا

مرزا تخلص مرزا ہدایت اللہ دہلوی موسیقی مین کمال رکھتے تھے

دل ہاتھ سے اشک آنکھ سے جی تن سے چلا ہے | اے واے مصیبت کوئی کس کسکو سنبھالے

مرزا تخلص مرزا علی رضا دہلوی مقیم بنارس معاصر سودا عزیزون مین نواب حسین الدین خان نائب کہانگر کے تھے

ہماری دیکھ حالت اوٹھگئے سب بیش و کم | نہ بیٹھا کوئی جز پیکان دل افگار کے پہلو

کوئی حسرت مرے جی کی نہین بر آتی ہے | سنت باتون مین مری عمر چلی جاتی ہے

مرزا تخلص مرزا جہانگیر بیگ اکبر آبادی شاگرد مرزا اعظم علی بیگ اعظم

جگر کی آگ جو بھڑکی تو پھر نہ سرد ہوئے | ہزار طرح سے کی ہم نے اشکباری رات

بجھائے تیر بھی آب حیات مین تم نے | نکل نکل کے پھر آئی تن نسکار مین روح

مرزا تخلص نواب محمد حسنخان ولد نواب اشرف خان دہلوی مقیم بنارس معاصر سودا

سوؤن مین کسطرح ان آنکھون مین کب آتی ہے نیند | دور سے صورت کو میری دیکھ اوڑ جاتی ہے نیند

مرزا تخلص مرزا حسین بخش خلف مرزا کوچک سلطان ابن شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

گہ داغ کو سہون ہون گہ زخم چھیلتا ہون | مرزا ستارہا ہے ذوق جفا یہ مجھکو

مرزا تخلص مرزا جان مرثیہ خوان خلف میر وزیر علی مرثیہ خوان باشندۂ دہلی کہ شعر گوئی مین اچھا دخل رکھتے تھے

ایک بوسہ پہ اسقدر رنجش | آپ کا ہم نے حوصلہ دیکھا

اونکی ہم پر بھی آنکھ پڑتی ہے | ہم نے چھپ چھپ کے بارہا دیکھا

مرزا تخلص مرزا علی برادر خرد میر حسین علی شوکت باشندۂ دہلی

نہ یہ لب اور نہ یہ بات نہ غمزہ نہ نگاہ | چاند کس منہ سے ترے منہ کے برابر ہوگا

صد شکر کہ ہے ساتھ جنازے کے وہ ہمراہ | آغاز سے بہتر ہے یہ انجام ہمارا

مرزا تخلص خواہر زادۂ حکیم مرزا محمد خان تلمیذ رستم بیگ شاگرد نام انکا معلوم نہ ہوا

اگر زلف دراز یار مین ہے صد گرہ مرزا | دل صد چاک یہ ہم بھی بسان شانہ رکھتے مین

مرزائی تخلص محمد علی خان ولد نعیم اللہ خان ملازم شجاع الدولہ

جو کوئی کسی کو بار گل پائے گا | یہ یاد رہے وہ بھی نہ گل پائیگا

اس دور مکافات مین نادان غافل | بیداد کرے گا آج کل پائے گا

مروت تخلص میر باز خان

کی بہت تدبیر لیکن کیا کرون — دل کو ہمدم چین آتا ہے نہین

مروت تخلص باس کرن عرف ناتھوجی پنڈت کشمیری ولد پنڈت بستی رام وفا باشندۂ لکھنؤ شاگرد امانت

مشکل کشا نہ کیونکہ ہون مشکل کشا کے ہاتھ — مشہور ہین جہان مین حیدر خدا کے ہاتھ
اوس بت شکن کا ہون مین زمانے مین معتقد — توڑے ہین جسنے لات کے گھر مین خدا کے ہاتھ
بچنا نہ ان بتون سے مروت لگا کے دل — عزت مری ہے خالق ارض و سما کے ہاتھ

مروت تخلص منیر علی خلف حکیم کبیر علی کبیر تخلص شاگرد جرأت مقیم رامپور نواب فیض اللہ خان کی سرکار مین تعلق رکھتے تھے ایک مثنوی میر حسن کی مثنوی کے جواب مین کہی ہے

غیرون پہ دیکھ دیکھ کرم اوس نگار کا — ہین بر جبین ہے نقش ہمارے مزار کا
گو مثل گردباد ہون گردش نصیب مین — پر ہے دماغ عرش پہ اس خاکسار کا

مروت تخلص قاسم علی لکھنوی داماد میان جرأت

ہاتھ اونکی کلائی تک جو غیر کا آ پہونچا — ہیہات کا غل اپنے افلاک پہ جا پہونچا

مرہون تخلص مرزا علی رضا شاگرد میر نظام الدین ممنون وطن انکا مشہد مقدس مولد دہلی مدت تک حیدرآباد مین تھے

ہر آرزو سے دل کو حرمان نے خون کیا ہے — گردن پہ یاس کی ہے خون اپنی آرزو کا
برپا ہے شور جب سے دل مین وس کان ملاحت کا — یہان ہر زخم سمان ہے نمکدان قیامت کا
شہید لطف قاتل ہون کہ بعد از قتل گل اوسنے — کیا مجرم لب افسوس انگشت ندامت کا
جز اک نگاہ چشم کبھی اوسکی خو نہین — قسمت تو دیکھیو یہ بھی کبھو ہے کبھو نہین

مریخ تخلص جانکی پرشاد ولد جوگل کشور فرخ آبادی شاگرد نواب عاشور علیخان

جسکو دیکھا اوسے دیوانہ بنایا تو نے — اوپریزاد نرالی ہین فسون کاریان

مرید تخلص مرید حسین خان دہلوی خلف انعام اللہ خان یقین تخلص

درد اور غم مین مبتلا ہین ہم — دردمندون کے پیشوا ہین ہم

مثل سیماب کیون نہ دل تڑپے	آینہ روسے اب جدا ہین ہم
تھا وعدہ وسر شام کا پھر اب سے سحر کا	وڑتا ہون کہین صبح کی پھر شام نہو وے

مزمل تخلص و نام شاہ محمد مزمل معاصر ابرو دہلی مین رحلت کی

مین نہ کہتا تھا مزمل دل نہ دے	نقد اپنا رائگان کھونا نہ تھا

مست تخلص حکیم اشرف علی صاحب رسالۂ ترکیب الصلوٰۃ ورسالۂ تصویر غم ورسالۂ ہیضہ و طاعون ورسالۂ چیچک ورسالۂ دافع السموم ورسالۂ کشتی خلف الصدق احمد علی مجموعہ دار تلمیذ حافظ اکرام احمد ضیغم رئیس نامی سلہٹ اشعار انکے خوب ہوتے ہین راقم کے دوستون مین ہین فن کشتی اور طب مین اچھا دخل رکھتے ہین رسالے انکے نظر سے گزرے

ہے قلم تیغ غضب سے سر جوان وپیر کا	فاقتلوا جوہر ہے القاتل تری شمشیر کا
عجز نے پیرے اوڑایا آپ سے کے دکھا غبار	خاکساری مین اثر ہے سرمۂ تسخیر کا
جادر مہتاب پھر گر پڑی گیا آنہ کا قدم	پھر داغ ماہ نابان عرش پیر ہوجاے گا
رات دن یون ہے تڑپتا ہے مثال بسمل	کہنے مارا تجھے اے مست کمان ابرو کا
الٰہی بار عصیان سے گرانبار اسقدر ہو نہین	یقین ہے ٹوٹ جائے حشر مین پلہ ترازو کا
کیا نجت واژگون سے ہوا قلب ماہیت	دشمن ہماری جان کے ہین دوستان دست
رکھتے ہین کھولکر دہ کرا سے ہاتھ پاؤن کے	رہتے ہین وصل مین سر بستر ہلال چار
کیا سچ مثل ہے داشتہ آید بکار رہی	آخر نہ کام آگئے شبہاے تار داغ
اک طوق ہے اور دوسری زنجیر گلے مین	پہناتی ہے کیا آگے کو تقدیر گلے مین
وہان پاؤن جنا نڑپتی ہے آتا تر اعلام	ہم جا نہین سکتے ہین کہہ زنجیر گلے مین
پھرتا ہے مجھے کھینچے ہوئے رشتۂ الفت	ہے طوق گرانبار نہ زنجیر گلے مین
سمائے ہین اسی سادگی پر گردنین لاکھون	ہیکل ہے نہ جگنو ہے نہ زنجیر گلے مین
نامرگ نہ ہو رفلک پیر سے ہوتے	ہم تیغ ہو زنجیر سے چھوٹے
شاید کہ اضطراب نے میرے اثر کیا	ہین اندنون تو آپ بھی کچھ بیقرار سے

اے مست یہ کیا تونے کیا تیرا برا ہو — دل اوس محبت بدین کو دیا جان کو ہرلے
بگڑا تو اگر ہم سے تو پھر دیکھیو اے یار — ٹھہرا ہے ہین جو دلمین سو کر جاتے ہین کیسے
دھڑکا نہ رقیبون کا نہ دربان کا کھٹکا — اوس کوچے مین بخوف و خطر جاتے تہین جیسے
یا مست کو بے وصل تہی یک آن قیامت — یا برسون جدائی مین گذر جاتے ہین ویسے

مست تخلص میر فضل علی شاگرد میر امانی فقیری اختیار کی تہی

خود فنا ہو کے ذات مین ملنا — یہ تماشا حباب مین دیکھا

مست تخلص عالم علیخان باشندہ کلکتہ شاگرد مولوی وحید الدین فرزانہ اٹھہ برس ہوئے لکہنؤ مین جاکر انتقال کیا راقم کے ملاقاتیون مین تہے

بوسہ لیا ہے یار کی انگیا کے پان کا — کہایا ہے پان آج نئے خاصدان کا

مست تخلص مست خان افغان

نہ وہ بانکو نہین گنا جاے نہ ٹیڑہے ہو نہین یہ کیونکر — خانہ جنگی تمہین رہتی ہے سدا مست کی ساتہ

مستمند تخلص یار علی خان عظیم آبادی شاگرد مرزا محمد فدوی تخلص

نزع تک وصل کی ہے یار امید — ہے مثل ایک دم ہزار امید

مسرت تخلص شیخ رحمت علی بناری شاگرد ذاکر بہت روز ون تک کلکتہ مین تہے

آئینہ آئینۂ عارض سے ششدر ہوگیا — جسنے یہ آئینہ دیکہا وہ سکندر ہوگیا
تمہارے ہجر نے ایسی مری اوڑائی نیند — ہزار ون کروٹین بدلین مگر نہ آئی نیند

مسرت تخلص شنکر ناتہہ کایتہ شاگرد نصیر دہلوی

قرار و صبر ہین دل سے روان و رتاب جیسے ہی — کدہر یہ قافلہ جاتا ہے یار و لو خبر دیکھو

مسرت تخلص وزیر علی دہلوی مقیم حیدر آباد و ملازم راجہ چندو لال شاگرد حضرت ابن خان عشق

ہاتہ آجاے نصیبون سے تو پھر آٹہ پہر — رکھون چھاتی سے مین دلدار کی تصویر لگا
اگرچہ روتے روتے کھوئین آنکھین — نہ رکھا دیدۂ خونبار پر ہاتہ

مسرور تخلص نواب غلام حسین خان مرحوم خلف شرف الدولہ نواب فیض اللہ بیگ خان رئیس دہلی ستار نوازی مین کمال رکھتے تہے

اوپر سپہری سیہ بختی کا گر سایہ پڑے	چادر مہتاب ہو دامن شب دیجور کا
کلکِ زمین پہ نام ہمارا مٹا دیا	اونکا تو کھیل خاک مین ہمکو ملا دیا
نادان نہین جو اپنے کو رسوا کرے کوئی	دل ہی نہ بس مین ہووے تو پھر کیا کرے کوئی

مسرور تخلص سید خورشید عالم خلف مولوی بدر عالم رضوی باشندۂ پھانی

چالین ہر وقت جو ایجاد کیا کرتے ہین	کبک و طاؤس سیسے جاتے ہین نثار دن مین

مسرور تخلص شیخ پیر بخش ولد حکیم حیات اللہ قلاش باشندۂ کاکوری شاگرد مصحفی دہلی کی سیر بھی کی تھی صاحب دیوان گزرے

کیا جانے کون شخص مرے دل کو لیگیا	مسرور کس طرف مین کرون جستجوے دل
ہو نہ یہ جرم کہین اونکے وبال گردن	گردن شیشہ سے جو دین ہین شال گردن
دیکھو تو آتا ہے کس انداز سے کافر مرا	شیشۂ مے ہے بغل مین اور ساغر ہاتھ مین
نگاہین دیکھنا سنگین محل کے رہنے والونکی	ہمارا شیشۂ دل کرچکے ہین چور آنکھو کنیسے
گر بہر سیر لیلی محمل سوار جاوے	مجنون بھی ساتھ مجون نشتر بنے مہار جاوے

مسرور تخلص مرزا اسنگی بیگ دہلوی شاگرد میر عزت اللہ خان عشق

سدا اوس چشم میگون سے یہ دل ستانہ رکھتے ہین	صراحی کی ہوس نہ خواہش پیمانہ رکھتے ہین

مسرور تخلص اشرف الدین احمد مولف تذکرۂ شعراے ریختہ خلف غلام محی الدین عشق باشندۂ میرٹھ

ہے غیر کے گھر وہ شمع محفل	دن رات مجھے یہی جلن ہے

مسرور تخلص سید محمد علی ولد سید علی طبا طبائی نواسۂ میر شبیر علی افسوس باشندۂ کلکتہ شعر عاشقانہ اچھا کہتے تھے کلام اپنا راقم کو دکھلاتے تھے اطراف ایران و پنجاب و ہندوستان و رنگون وغیرہ کو نہبت سکے ملک و شہر کی سیر کی تھی عین شباب مین تیسوین شہر ذی الحجہ ۱۲۸۰ھ بارہ سو اسّی ہجری کو انتقال کیا

دل اور پھر گیا ہے اوس یار بدگمان کا	تاثیر آہ دیکھی دیکھا اثر فغان کا
مشکل ہماری کیسی آسان ہجر مین کی	احسان مانتے ہین ہم مرگ ناگہان کا

شکوہ اگر مجھے ہے تو بخت اور اجل سے ۔۔۔ فنا کی نہیں ہون ورنہ مین یار و آسمان کا

جب کہ کھولا اوس پری پیکر نے اپنی زلف کو ۔۔۔ اوسکی خوشبو سے مکان سارا عنبر ہو گیا

اندنون شکل عروسی صنم کے ہجر مین ۔۔۔ صورت عکس مثلث جسم لاغر ہو گیا

بزم مین یاد ساقی نے یہ کیفیت دکھائی ۔۔۔ دیدۂ جام سے گلگون بھی گریان ہو گیا

سیو ٹہلتی ہے گوش گل مین وزکہ کچہ آ کر وہ ۔۔۔ کیون نہو صیاد پر ثابت خطائے عندلیب

عاشق اپنی جان معشوقون پہ کرتے ہین نثار ۔۔۔ کیون نہ عشق گل مین جان اپنی گنوائے عندلیب

لب رنگین کا تیرے وہ اثر پھیلا ہے عالم مین ۔۔۔ جگر خون ہو گیا ہے لعل کا کوہ بدخشان مین

کان تک اوسکے پہونچی مری فریاد نہین ۔۔۔ بھول جانے کے سوا کچہ بھی اوسے یاد نہین

ظلم کرتا ہے جفا کرتا ہے رلواتا ہے ۔۔۔ کونسی طرز ستم ہے جو اوسے یاد نہین

کسلیے اوڑنے کو طیار ہے تو عاشق سے ۔۔۔ تو تو انسان ہے اے یار پریزاد نہین

دل کو ہے میرے یار کی تحریر کا خیال ۔۔۔ شنجرف کا ہے خط ورق آفتاب مین

مضمون میرے شعر کا کیا سمجھین کور دل ۔۔۔ ہوتا ہے نور بھی کہین چشم رکاب مین

سرور کو بچائیو دوزخ کی آگ سے ۔۔۔ یہ عرض ہے جناب رسالتمآب مین

نہ وفا گل مین ہے نہ نالۂ بلبل مین اثر ۔۔۔ باغ عالم کی ہوا ای گل رعنا بدلی

مسکین تخلص سید عبد الواحد خان خیر آبادی مصنف مثنوی چشمۂ شیرین شاگرد مومن مقیم تال بھوپال صاحب دیوان گزرے مثنوی انکی دیکھی ہے

کیون نہ اوٹھنا بیٹھنا مشکل ہو اوس مہجور کا ۔۔۔ جسکو از خود رفتگی بھی اک سفر ہو دور کا

لے گئی چھین کے دل ساقی سرشار کی آنکھ ۔۔۔ آگئی دیکھ جسے نرگس بیمار کی آنکھ

سر بسر آئی ہے میری جان پر لاکھون وبال ۔۔۔ جواب مین بھی اوسکی گر زلف پریشان دیکھے

مسلسل تخلص شیخ وزیر علی خلف شیخ زائر علی عرف رمضان علی ابن شیخ فاروق علی مرحوم وکیل عدالت دیوانی ضلع مونگیر باشندۂ مونگیر مین رہنے کے ہنگام مین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے تھے طبیعت اچھی پائی ہے شعر اچھا کہتے ہین

سی پارہ دل نہین تری زلف سیاہ مین ۔۔۔ ہے رحل آبنوس پہ قرآن دھرا ہوا

لکھا ہے حضرتِ دلِ مرحوم کا جو حال
ہر لفظ میری بیت کا ماتم سرا ہوا

خوشی ہی کو سمجھو وعدۂ وصل
کہینگے وہ زبان سے ابھی ہان کب

آنکھون مین سرمہ لگائین اور گلوری کھائین آپ
عاشقون کے قتل کی تدبیر یون فرمائین آپ

بوسہ لے مانگے عدو کو دین رہی نیرنگ شوق
ایک بوسہ کی طلب پر مجھ پہ یون جھنجھلائین آپ

خیر تو ہے مجھتے سودائی کو سمجھانے لگے
حضرتِ ناصح سمجھکر بات تو فرمائین آپ

اللہ رے کوچہ گردی جانان کا حوصلہ
جب پاؤن تھک گئے تو پھرا سر تمام رات

لیلی کو اپنے سمجھے ہے کالی بلا کوئی
دیکھے جو قیس آپ کو میری نظر سے آج

دل اوبھا ہے اگر رخِ اغیار کی طرح
ملتی ہے میرے دل سے رخِ یار کی طرح

دشوار ہے نظارہ اشارہ محال ہے
دشمن کھڑے ہین بیچ مین دیوار کی طرح

دیکھ لینا تو قفس کو مرے شاخِ گل پہ
فصلِ گل رہ گئے صبا دو جو پر ہونے تک

آمد و شد کی مسلسل جو کوئی راہ نہین
سر کو ٹکرائیے دیوار سے در ہونے تک

کہان حور اور کہان زاہد رہے عقل
عبث بیدار رہتا ہے سحر تک

ترے ہنگام رخصت کا کسے خوف
وہ دیکھے گا جیئے گا جو سحر تک

شاید ہے یہ گمان کہ نکلے نہ کوئی عیب
آئینہ دیکھتے ہین تو میری نظر سے وہ

جب مین نے کہا وصل کا وعدہ نہین کرتے
جھنجھلا کے خفا ہو کے وہ بولا نہین کرتے

کیا جانیے کیا دل مین ہے اب فکر سمایا
وہ ناز وہ غمزہ وہ اشارہ نہین کرتے

اونسے بھی کبھی ذکر نہین آتا ہے اسکا
ہم راز شبِ وصل کو رسوا نہین کرتے

مسلم تخلص میر فرزند علی خلف میر حسین علی محررِ عدالتِ دیوانی صدر کلکتہ باشندہ کلکتہ شاگرد حافظ ضیغم شعر انکے اچھے ہوتے ہین اپنی شاعری کا بڑا غرور رکھتے تھے راقم کے ملاقاتیون مین تھے عین شباب مین ۱۲۷۶ بارہ سو چھتر ہجری مین فوت کی راقم نے اونکے انتقال کی یہ تاریخ کہی ہے

قطعہ تاریخ

مر گیا مسلم حیف یہ غم ہے
ہوا اوس پر اللہ کی رحمت

مین نے یہ تاریخ لکھی ہے — مسلم سے ہے بہ اصل جنت

اشعار ۱۲ ۶۰ ہجری

عشق بتان مین عمر گئی آہ کیا کیا — کیا منہ دکھائینگے تجھے اللہ کیا کیا
کہتی تھی ایک خلق مری نعش دیکھکر — مسلم کو مارا او بت گمراہ کیا کیا
جو سنگدل ہے اوسے آبرو نہین ملتی — محال ہے کہ بنے رشتہ گہر رگ سنگ
کسی نے سخت دلون سے کبھی نہ پہل پایا — خلاف عقل ہے ہو شاخ بار ور رگ سنگ
رکھکے سر سوئین کبھی زانو پہ اوس دل یار کی — اپنی بھی تقدیر ہو تقدیر پشت آئینہ
رات جو غیر کو لیٹا کے دیا بوسۂ خال — اے صنم مجھکو پہونچتی ہے خبر تل تل کی
عہد طفلی سے مرا طفل سرشک آوارہ ہے — جسکو سب گرداب دریا کہتے ہین گہوارہ ہے

مسیح تخلص میان براتی ہمشیرہ زادۂ نواب وجیہ الدین خان وجیہ وطن انکا کشمیر مولد دہلی تجارت کرتے تھے

شاید کہ موے زلف کا شانہ تھا دست غیر — بیٹھا سب رہا تھا دل کو مرے پیچ و تاب تھا

مسیح تخلص میر ہاشم علی قاضی زادۂ قصبہ جائس مقیم لکھنؤ شاگرد نواب عاشور علیخان

پیری مین آہ لگتی ہے مرکر کے زندگی — بجھ بجھ کے پیر عمر کٹی ہے شمع سحر کی لو
سیماب بن کے مرہم کافور اوڑ گیا — اوٹھی جو اپنی آتش زخم جگر کی لو

مسیح تخلص حکیم محمد علی ولد حکیم علی اللہ خان باشندۂ لکھنؤ

نہین اے شوخ مہندی ہی یہ کفِ پا ناخن پہ — ہمارے اشک کے قطرے کا ہی خوناب ناخن پہ

مسیح تخلص مسیح اللہ خان فارسی بھی کہتے تھے

لگتے ہی ہو گیا جگر کے پار — تیر مژگان نے زور کام کیا
ترک آرام و صبر و خواب و قرار — عشق مین تیرے ہم نے کیا نہ کیا

مسیح تخلص مرزا مسیح اللہ خان عرف مرزا حاجی

ہمارے سامنے غیرون سے ملنا — ستم ہے ظلم ہے قہر و غضب ہے
بتون کے ظلم اور جور و جفا سے — مسیحا کو بھی دیکھا جان بلب ہے

مسیحا تخلص محمد علی خان اخبار نویس شاہی ولد مصطفے خان باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزرے

تیرے کاکل کا بیان کرتے سرانصاف سے	ہر بن مو مین اگر ہوتی زبان بالائے سر
آتا ہے یاد تو کف افسوس ملتے ہین	ظالم وہ کو سنا ترا ناحق اوٹھاکے ہاتھ
لے لیتے ہین بلائین یہ زلف سیاہ کی	ان روز ون ہو گئے ہین ہماری بلا کے ہاتھ
راحت ہی اسس جہان مین ایذا کے بعد ہے	موسیٰ کو ملگیا ید بیضا جلا ہے ہاتھ

مسیر تخلص شاہزادۂ مرزا ہمایون قدر خلف مرزا محمد خورشید قدر رفیعہ تخلص شاگرد محسن علی محسن وطن الخادہلی مولد ومسکن لکھنؤ

ثابت قدم وہ ہون کہ اگر لاکھ ہون ستم	شکوہ کبھی زبان پہ اپنی نہ لائے دل

مشتاق تخلص مشتاق حسین خلف قمر الدین حسین اکبر آبادی مریہ ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی صاحب دیوان گزرے

رہی تھی یاد جو زلف سیہ تمہاری رات	تو دل پہ سانپ سا لوٹا کیا ہے ساری رات
سچ مثل ہے اوٹ ہو تی ہے پرا پس لہن کھوٹ	پیار دل مین آ گیا جب چار آنکھین ہو گئین
سیکھ لیا جسکو حسینون سے لگانا تاک جھانک	سچ تو یہ ہے سخت بد اطوار آنکھین ہو گئین

مشتاق تخلص میر حسن دہلوی مقیم فیض آباد معاصر میر و مرزا

اپنی ہم بندگی پہ بھولے تھے	پھر جو دیکھا تو وہان خدائی ہے

بعضے تذکرہ والون نے اس شعر کو عبد اللہ خان مشتاق کے نام سے لکھا ہے

مشتاق تخلص حافظ مختار احمد معروف بہ قاضی محمد مشتاق خلف قاضی احمد علی باشندۂ سرادہ ضلع میرٹھ شاگرد امداد حسین طور۔

میری صورت ہے یہ کیون گردش مین	نیل بگڑا ہے چرخ اخضر کا

مشتاق تخلص غلام علی مقیم دہلی شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

خدا تو سمجھا ہے وہان بیہوش ہی	ہو دیگی تسکین سلامت جب کبو تر آئیگا
ہر جائی پن سے اوسکے ٹھکانا نہین ہے دل	پھر تا خراب ہو گا مرا نامہ بر کہین

مشتاق تخلص میر ابو القاسم مرشد آبادی

ہم بھی کرینگے جنون کا سروساماں پیدا — تجھ کو وسعت کرے اسے خضر بیابان پیدا
دل آخود بین جو کرے دیدۂ پنہان پیدا — آئینہ دیکھین تو ہو صورت جانان پیدا
کج روی سے نہین ساقی کے عجب ہو گردون — گردش جام سے ہو گردش دوران پیدا

مشتاق تخلص لالہ بہاری لال ابن لالہ دلسکھ رائے شاگرد مجذوب مقیم مخدوم

منہ تحیر سے اپنا تکتا ہے — آئینہ کو بھی ایک سکتا ہے
جھٹکے دیکر نہ بال سلجھاؤ — زلف پیچان مین دل لٹکتا ہے
جلد آؤ کہ کلبۂ مشتاق — چشم روزن سے راہ تکتا ہے

مشتاق تخلص لالہ بہاری لال راقم اکمل الاخبار دہلی ولد لالہ امن بھاون لال باشندۂ دہلی شاگرد مرزا نوشہ غالب اُسسے دہلی مین ملاقات ہوئی تھی

یون تیرے ساتھ بزم مین دشمن کا بیٹھنا — وہ اعتراض ہے کہ اوٹھایا نہ جائے گا
ہوگا آخر جو دل مین تو خود جان لینگے وہ — مشتاق ہم سے عشق جتایا نہ جائے گا
جہان جاگے وہین انگڑائیان لو — یہان پھیلائے ہے سستی کہان کی

مشتاق تخلص کریم خان باشندۂ دہلی رفیق نواب حسن علی خان برادر نواب فیض محمد خان بہادر مرحوم والی جھجر شہر لندن کی بھی سیر کی تھی

اللہ رے سوز دل کہ مسیحا سا چارہ گر — رکھتے ہی ہاتھ نبض پہ بیمار ہو گیا
رخسار پر یہ خال سیہ بے سبب نہین — خط پر نہو جو مہر تو خط معتبر نہین

مشتاق تخلص محمد دائم اصل باشندۂ بداؤن

ہمارے کام پہ ہر چند آسمان پھرے — تجھے قسم ہے جو تو اسطرف کو ان پھرے

مشتاق تخلص حافظ تاج الدین ساکن سیرٹھ بصیر تھے

کوہکن پرویز کو قصہ اپنا سنا سکے نہ — یہ ہی وہ افسانۂ شیرین ایک پری دیوانہ

مشتاق تخلص عبد اللہ خان مخاطب بہ مشتاق علی خان ولد نواب سیف اللہ ولد متوطن ایران باشندۂ دہلی شاگرد میر تقی علم جفر اور رمل مین اچھا دخل رکھتے تھے

اکثر خطوط نہایت پاکیزہ لکھتے تھے لیکن اپنی اوقات عزیز کو موسیقی مین برباد کرتے تھے
شہر اسرے پایہ تخت شاہ عالم بادشاہ مین تھے

کی اک نگاہ مین نے جو مژگان یار پر	سو برچھیان لگین دل امیدوار پر
جی بند ہو نکل ہی گیا تو کھلی رہے	اے چشم آفرین ہی ترے انتظار پر
کبھی اشک بھر آئے تو پی گئے ہم	کرنہ نظر آبروتھی کسی کی
رنگ کیون سبز ہو چہرہ کا ترے ای مشتاق	کسنے دیکھا ہے تجھے زہر بھری آنکھون سے

مشتاق تخلص میر سالار بخش ولد میر مبارک علی باشندہ لاہور متعلق کانپور

صراحی نے کیا تھا اوسکی گردن سے کہین دعویٰ	سو کل یارون نے بزم می مین اوسکی ہو رہی گردن

مشتاق تخلص محمد قلی خان خلف ہاشم علی خان موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے
سنہ ۱۲۱۲ بارہ سو سترہ ہجری مین انتقال کیا

واسطے غیرون کے وہ لڑنے کو موجود ہو	ہم نے دل دکھو دیا اوس سے یہی سودا ہوا
نہ کہا یہ کبھی تو نے یہی افسوس رہا	اپنے بیمار کو اک بار بھلا دیکھین تو

مشتہر تخلص مولوی احمد حسین فرخ آبادی شاگرد قطب الدین مشیر

جا ہو گے حشر مین تم کس سے ستم کا انصاف	ان بتون کی تو طرف ساری خدائی ہو گی

مشفق تخلص شیخ محمد خان عرف ممن ولد محمد پناہ آتشباز لکھنوی شاگرد اشرف خان خان تخلص

کھو بیٹھے کوے یار مین ہم جاکے دوستو	ناموس و ننگ و غیرت و صبر و قرار دل

مشفق تخلص مرزا احمد بیگ ولد بدھو بیگ اکبر آبادی شاگرد اعظم بیگ اعظم تخلص

اسیر کنج قفس کی نہ پوچھیے حالت	تڑپ تڑپ کے گئی موسم بہار مین روح
سپیرے آنے کا اوسکے دھیان جو آجاتا ہے	اوٹھ کے دروازے مین زنجیر لگا جاتا ہے

مشفق تخلص راجہ جادب کشن بہادر رئیس کلکتہ شاگرد مولوی ظہور النبی مخزون
تخلص دیوان انکا نظر سے گزرا

خفتگان خاک ہین قربان اوس رفتار پر	ہے قیامت کا گمان سب کو قد دلدار پر
نیند تو آتی نہین جو خواب مین دیکھون اوسے	حیف آتا ہے مجھے اس دیدۂ بیدار پر

مشتاق تخلص نواب محمد حسن خان لکھنوی ولد نواب محمد مرزا شاگرد مرزا اباقر اور اک مرثیہ گو

یہی ہر جان جہان اب تو وصلہ دل کا	لگے لگانو تو جا تا رہے گلہ دل کا
اسقدر روئے کہ آخر کو تری فرقت مین	اوسیجا ہوئین بیمار ہماری آنکھین

مشکل تخلص شیخ امین الدین اکبرآبادی شاگرد غافل اکبرآبادی

بجا ہے آپ کا فرمانا لیکن اے ناصح	نہ دل ہے کہتے مین اپنے نہ اختیار مین روح
پلا شراب وہ ساقی کہ جسکے پینے سے	سرور دل ہو رہے حشر تک خمار مین روح

مشہدی تخلص مرزا احمد علی خلف مرزا محمد خراسانی باشندہ لکھنو

ہمارا دلربا اک نوجوان ہے	جہان جان ہے اور جان جہان ہے
برنگ بو نہان ہون اس چمن مین	دہن غنچہ کا میرا آشیان ہے

مشہور تخلص میان محمد حسین باشندہ کلکتہ کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہین

ہوئی ہے پرتو افگن کاکل خمدار پانی مین	تعجب کیا جو ہو ہر موج شکل مار پانی مین
اگر یونہین ہے زوروان یہ موج چشم طوفانزا	حباب آسا بہے گا گنبد دوار پانی مین

مشہور تخلص پنڈت رادھاکشن شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

گزر اپنا ہوا باغ جہان مین گرچہ ہر جانب	پنہایا تجھسا گل و سروقد نسرین بدن بانکا
کسی سے ہے عیادت کی تمنا تمہین مشہور	جو جان کا ہو دشمن اوسے کیا کام مجبور ہے

مشہور تخلص ایک شخص باشندہ بریلی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

خوشی سے کیون نہ اے مشہور اب تعلیم بجا لائین ہم	ملے گا یار ہمسے آج پھر بازو پھڑکتا ہے

مشیر تخلص حافظ قطب الدین دہلوی داروغہ سرکار مرزا دارا بخت بہادر شاگرد شاہ نصیر دہلوی

کچھ نہ ہوگا تم رقیبون کی طرف ہوگی تو کیا	اسے جنو میری طرف میرا خدا ہو جائیگا
مین کیونکہ شب غم مین جیا مرنے مین کیا تھا	کس دست تمنا مین گریبان قضا تھا
وہ چلے گھر سے یہان دل نزاقا ہو مین	ہوگئی یار کے آنے کی خبر آپ سے آپ
اوس پریجا کو حشر کا دھڑکا ہے کیون مشیر	بندون سے کیا کہا جو کہینگے خدا سے ہم

الہی کونسی جنت ہے جب رے حور	کہان لیجاؤنگا اوس بدگمان کو
یہ غل ہے کہ وحشی نے ترے بانون کمائی	کہ پر دست جنون سلسلہ جنبان نہ ہوا ہو

مصاحب تخلص پنڈت مصاحب رام ابن پنڈت روپچند متوطن دہلی

رازدل صاف ہوگیا ظالم	آہ سوزان وچشم پرنم سے

مصحفی تخلص غلام ہمدانی باشندۂ قصبۂ امروہہ ضلع مرادآباد ولد ولی محمد شاگرد حاتی شروع جوانی مین دہلی مین گئے تھے آخر الامر لکھنؤ مین جاکر اپنی زندگی بسر کی کچھ روز دن مرزا اسلیمان شکوہ بہادر کی رفاقت مین تھے جمیع اصناف سخن پہ قادر تھے اور بڑے پرگو تھے آٹھ دیوان اور دو تذکرے اردو مین اور ایک دیوان بجواب نظیری نیشاپوری اور ایک تذکرہ فارسی مین انسے یادگار رہین اشعار انکے آبدار و عاشقانہ ہین کئی دیوان اور تذکرے انکے نظر سے گزرے

شب گھرکی جوشی کی وہ اواز سے نکلا	نکلا تو ولیکن عجب انداز سے نکلا
انگڑائی لیکے اپنا مجھ پہ خمار ڈالا	کافر کی اس ادا نے بس مجھکو مار ڈالا
عید کی شب کی رچی مہندی تھی ورنہ دکھا	پنجۂ خورشید محشر سے بھی جیت مانگتا
افتادگان وادی غربت کی سرگذشت	کرتا ہے خود بیان لب خاموش نقش پا
خیال یار جو شب میرا ہمکنار رہا	تمام شب مین اوسی کے گلے کا ہار رہا
وقت خلوت وہ یہ کہتا ہے کہ مین کہدونگا	تونے ہاتھون سے مرے منہ کو اگر ڈھنپ لیا
مصحفی ہم تو یہ سمجھے تھے کہ ہوگا کوئی زخم	تیرے دل مین تو بہت کام رفو کا نکلا
زمین جو منہ مین لین تو کھا مار کھایگا	جو مین یہوین تو بولا کہ تلوار کھائے گا
دامن ترا بنے گا گریبان عاشقان	گر یون ہین ٹھوکرین دم رفتار کھائیگا
شانہ نے زبس اونکو اجاڑ مین لیا ہے	زلفون کو ترے ہاتھ لگانے نہین دیتا
مین حسرتین لیے از بس جہان سے جاتا ہون	جا نازو دوش پہ یار ونکے ہر گران میرا
مین اسی رشک سے مرتا ہون کہ کل غیر کا	ہاتھ ہنگام قسم کیون ترے سر پر رکھا
چاک ہوجائینگے لاکھون کے گریبان ظالم	چاک پر دہ سکے نہ یون ہاتھ دکھانا اپنا

مجھکو قاصد کی تغافل نے تو مارا ہی ہے
بھیجدیتا ہے خیال اپنا عوض اپنے مدام
درد و غم کو بھی ہے نصیبہ شرط
اے مصحفی بتون مین ہوتی ہے یہ کرامت
چین سے کیونکہ مین سوؤن کہ شب ہجر مجھے
ترے کومین اس بہانے مجھے دن کو رات کرنا
ہمارے ہاتھ مین آئی کبھو نہ یا قسمت
اتنی ہی حیا تجھکو کہ افراط حیا سے
مجھسے مطلب ہے تجھے اے شب تنہائی کیا
ملنے مین کتنے گرم ہین یہ ہائے دیکھیو
تلوار کو کھینچ ہنس پڑا وہ
بیٹھے بیٹھے جو ہوگیا وہ کھڑا
حصہ مین ہمارے بھی کبھی آؤگے صاحب
لباس پہنے ہی ہر دم وہ شوخ پرفن شخ
گلے مین جا ہے کیا تجھکو سیمبر تعویذ
دل لیگئے آنکھون مین یہ تدبیر لگاکر
کچھ بجا ہوگیا دل کو تو بس ہوگیا بیخود
ہم کو ترساتے ہو تم کیون یہ ادا دکھلاکر
پھر قیامت ہے جو وہ شوخ چھپالے منہ کو
جس آنکھ کو ہو رخنۂ دیوار کی تلاش
کل اوسنے عکس کا اپنے جو لیلیا بوسہ
لخت لخت دل مین ہے عکس فروغ داغ عشق
عکس کو اپنے وہ بت دیکھ کے آئینے مین

روز ظالم یہی کہتا ہے کہ کل جاؤنگا
کسقدر یار کو غم ہے مری تنہائی کا
یہ بھی قسمت سوا نہین ملتا
دل پھر گیا نہ تیرا آخر خدا سے دیکھا
یاد آتا ہے وہ راتون کا جگانا تیرا
کبھی اس سے بات کرنا کبھی اوس سے بات کرنا
کہ پاؤن پر ترے مہندی کا اعتبار رہا
آنکھون نے ترے روے حیا کو نہین دیکھا
جا کہین تو ہی مرے در پے رسوائی کیا
کشتہ ہون مین تو شعلۂ خون کی تپاک کا
ہے مصحفی کشتہ اس ادا کا
اک ستارہ سا شب زمین سے اوٹھا
یا یونہین الگ ہم سے چلے جاؤگے صاحب
کہ ہو نہ خون شہیدان سے اوسکا دامن سرخ
لٹکتی ہین ترے ہیکل کے تا کمر تعویذ
آئے تھے جو کل سرمۂ تسخیر لگاکر
منہ اپنا مین رکھکر ترے تصویر کے منہ پر
منہ چھپایا نہ کرو بہر خدا دکھلاکر
اپنا دیدار ہمین روز جزا دکھلاکر
پھر کیون کرے وہ شاہد بازار کی تلاش
تو جی ہی جی مین ہوئی کیا ہے آرسی محظوظ
کیون نہ مین اسکو کہون آئینہ خانے کا چراغ
ہنسکے کہتا ہے کہ کیا تو بھی ہے مجھپر عاشق

دیکھا تھا ایک دن تری طرزِ خرام کو
ماتم مین کبکے آج ہوئی ہے سیاہ پوشش
مزا ہے ہووے گر چکیے ہی چکیے مدعا حاصل
سننے پائے نہ دہن سے ترے دشنام تمام
کیا جانیے آجائے دہن کیا مرے دل مین
صرف مشتاق ہین اک تیری ملاقات کے ہم
چھیڑ مت ہر دم نہ آئینہ دکھا
پاس خاطر ہے منظور کبھی ای دست جنون
لینا بزور بوسہ مرا دیکھنا تھا کل
جھوٹ کیون بولتے ہو سمجھے کہ فرصت کسکو ہے
رہے گنتی جو ہم تا صبح اوسکے مانگ کی موتی
دلا فرصت ہو وصل سے اوسکو کہ عاشق کو
قابو مین تم آئے ہو مرے وصل کی شب ہے
پھٹ نکلا جیب سے گریبان تب سے
مین مر گیا نکلے مرے جیا جی کا سل کہین
کھانے نہین دیتے ہین مجھے خون جگر بھی
پھر پھر کے پیچھے دیکھ مجھے اوسنے یون کہا
بیچ بیچ ہے اور بل ہے بل مین پیچ مین
بن گئے جبکے پل مین انکھین پھیر لیان جان
کس پر ہے یہ تلوار کبھی پھر کے تو دیکھو
ہے ہے تک اسطرف کو ابھی پھر کے دیکھلو
تم سمجھی کو چھوڑ کے سنبل چلے گئے
سو مجھ سے شب وصل مین تم بات چلاؤ

موج نسیم صبح سنبھلتی ہے اب تلک
ہے نیلگون جو اوس نگہ سرمہ سا کا رنگ
کسی نے کر لیا معلوم راز دل تو کیا حاصل
جنبش لب ہی نے اپنا تو کیا کام تمام
بن ٹھن کے مرے سامنے آیا نہ کرو تم
آرزومند نہین اور کسی بات کے ہم
اپنی صورت سے خفا بیٹھے ہین ہم
رشتہ رکھتا ہے گریبان سے تار دامن
اور اوسکا منہ پھرا کے یہ کہنا نہین نہین
آؤ تو کیا تمھین اک رات کا مقدور نہین
ہمین تو وصل کی شب بھی کٹی اختر شماری مین
مزے ہین سو طرح کے عالم امیدواری مین
اب بیش نہ جائینگی یہ انکار کی باتین
ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہین
پیوند ہو زمین کا الٰہی یہ دل کہین
نالے تو مرے حلق کے دربان ہوئے ہین
اتنا بھی لگ نہ چل تو مرے ساتھ رہا ہین
کچھ نئی طرح کے اوس زلف کی خم نکلے ہین
کیا قہر ہے جو اوس سے برسون جدائیان ہون
کس پر ہے یہ ابرو کی کجی پھر کے تو دیکھو
اک ناتوان کا جاے ہے جی پھر کے دیکھلو
رخصت جانے اتنی نذی پھر کے دیکھ لو
پر تم کو قسم ہے جو کہین بات چلاؤ

چشم بد دور تیری چشم سیاہ
آفت روزگار رہیں دونوں

جائے غلطاں یا ہونے تجھے جو رات
میرے شانے لگا رہیں دونوں

مرتا ہے کوئی پھر کے نظر دیکھتے جاؤ
جاتے ہو کدھر ٹک تو ادھر دیکھتے جاؤ

لیا جو بوسہ ترا پیر یہ ہم نے کام کیا
کہ سوتے میں ترے منہ سے لگا گئے منہ کو

خدا نے ہاتھ سے اپنے ترے سنوارے پاؤں
خوش آویں کیونکہ نہ مجھکو یہ پیارے پیارے پاؤں

خاک میں ملگئے ہم ناز کا چلنا دیکھو
اوسکی ٹھوکر سے وہ دامن کا اوچھلنا دیکھو

روٹھکر بیٹھ رہوں اور وہ منانے آوے
کاش اتنا مجھے مقدور شکیبائی ہو

بات کو میری الگ ہو کے نہ شرماؤ سنو
کچھ کہا چاہتا ہوں میں تم سے ادھر آؤ سنو

وہ پیچھے پھر گئے جو دیکھے ہی اپنی چوٹی کو
سکتے ہے اے یہ کیسی بلا ہے میرے ساتھ

کیا خوب بری پڑی ہے یہ طفلان اشک کی
دیکھا جب اپنی خبر کو اوسپر مچل گئے

دل کے دھڑکوں کا یہ عالم ہے کہ بے نسبت
ٹکڑے ہو ہو کے گریبان اوڑا جاتا ہے

لاف گرمی تری عارض پہ جو گلشن مارے
آتش گل پہ صبا طیش سے دامن مارے

جاتا نہیں اس ڈر سے میں شمشیر تلے بھی
احسان کیسا مری گردن پہ نہ ہووے

میں وہ نہیں ہوں کہ اوس بت سے دل مرا پھر جائے
پھروں میں اوس سے تو مجھسے مرا خدا پھر جائے

ہر لحظہ اوسکی چوٹی دل مانگتی ہے مجھ سے
کافر نے کس بلا کو پیچھے لگا دیا ہے

قدم آگے اوٹھا سکتے نہیں ہم اوسکو جو ہے
کہ پاؤں پر ہمارے سر جھکا ہے ناتوانی سے

ہے سیر کو اک میں تجھے دخل تو کہدے
مجھ پہ یہ دن اے رشک قمر آتے ہیں کیسے

یا شانہ تک اون گیسوؤں کو تھی نہ رسائی
بال بڑھے ہوئے تا کمر جاتے ہیں کیسے

ہو دامن اوٹھا کے جانے والے
ٹک ہم کو بھی خاک سے اوٹھا لے

غم کھاتا ہوں جتنا مری نیت نہیں بھرتی
کیا غم ہے مزے کا کہ طبیعت نہیں بھرتی

رکھکے ہم زانو پہ جس وقت کہ سر بیٹھ گئے
یہ سمجھے کہ ہمسایوں کے گھر بیٹھ گئے

کل اوٹھ گیا وہ ہاتھ چھڑا میرے ہاتھ سے
آیا ہوا شکار گیا میرے ہاتھ سے

حیران ہے کیسا جو سمندر
مدت سے رکھا ہوا کھڑا ہے

تری زلفون کی لیتا ہے بلا ئین ۔ کٹے ہاتھون سے بھی شانہ غضب ہے

بت بنایا تھا خدا نے اوسکو پر اس نے بھی ہا ۔ کبریائی پر جو وہ آیا خدائی اوسنے کی

نالے مرے ہر چند اثر کچھ نہین رکھتے ۔ لیکن جو سنو تم تو ضرور کچھ نہین رکھتے

وہ جی مین یہ نازان کہ مرا رعب تو دیکھو ۔ مین خوش کہ خیال نگہ دور کسی پر ہے

دل نہ دیجے اوسکو اپنا جس سے یاری کیجیے ۔ آپ اتنی تو بھلا خاطر ہماری کیجیے

مصحفی دل پہ شکست آئی مرے بر لب جو ۔ دو ببولے کبھی باہم جو لڑے پانی سے

ہوا وہ بدگمان سنتے ہی اوسکے بل بڑھانے کی ۔ کبھی انگڑائی لینے مین جو ہم اللہ بول اٹھے

بوسہ تو ہے کیا چیز بتان چاہین تو اون ملتا ۔ ہین اسکے سوا اور بھی مقدور بہت سے

تم وہان گئے رقیب کی ملاقات کے لیئے ۔ ہم یہان تڑپ کے مر گئے اک بات کے لیئے

ہر روز کا ملنا جو ہو دشوار تو پیارے ۔ اتنا تو کرو عقد کہ اک رات کی ٹھہرے

کمر ہوئی تری یہان تک تو شہرۂ آفاق ۔ کہ سر کے بال ترے دیکھنے کمر کو چلے

تو دیکھے تو اک نظر بہت ہے ۔ الفت تری اسقدر بہت ہے

اک زخم سے ہوویگی نہ بسمل کی تسلّی ۔ اتنی کوئی کر دیجیو قاتل کی تسلّی

غیر سے گرم ملو ہم پہ یہ بیداد رہے ۔ اور تو کیا کہین ہم تم سے بھلا یاد رہے

جب زہرہ کی آئی کف ہاروت مین انگلی ۔ تب رشک نے کی دیدۂ ماروت مین انگلی

مہندی کے نہ چھلے ہین یون پورون مین اوسکے ۔ ہے اوسکے ہر اک حلقۂ یاقوت مین انگلی

جانے کا نہ لے نام کہ مر جائے گا کوئی ۔ بیدرد ابھی جی سے گزر جائے گا کوئی

حسرت پہ اوس مسافر بیکس کے روئیے ۔ جو تھک گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے

مصدر تخلص حکیم میر ماشاء اللہ خان دہلوی

کافر ہو سوا تیرے کرے چاہ کسو کی ۔ صورت نہ دکھائے مجھے اللہ کسو کی

خدا کرے کہ مرا مجھسے مہربان نہ پھرے ۔ پھرے جہان تو پھرے پر وہ جانجہان نہ پھرے

معروف تخلص نواب بہادر خان ولد نواب ذو الفقار خان بن حافظ رحمت خان
عمو دار المظفر باشندۂ بریلی صاحب دیوان گزرا

تاحشر اب خیال نہ میرا کریگا دل | تو اور سکو مل گیا تو مجھے کیا کرے گا دل

مصیبت تخلص حاجی شیخ غلام قطب الدین ولد حاجی شیخ محمد فاخر بن شاہ خوب اللہ الہ آبادی مکہ معظمہ مین بعد ادائے حج ۱۱۸۷ گیارہ سو ستاسی ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان اردو و فارسی گزرے

شب فرقت مین تیرے او ظالم | ہوگیا خواب خواب آنکھون مین

مضطر تخلص سردار مرزا دہلوی خلف مرزا ایوب بیگ

میرا ہی دل جلائیگی اے آہ پر اثر | تجھسے کبھی عدو کو جلایا نہ جائیگا

مضطر تخلص پنڈت کنھیا لال ابن بشن نراین دہلوی

خنجر جلاد ہے فولاد کا | سخت جانی وقت ہے امداد کا

مضطر تخلص مرزا خسرو شکوہ عرف مرزا آغا جان خلف مرزا سلیمان شکوہ ابن شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

حال اپنا کس سے کہون اے دل نالان اپنا | تو ہی جب اپنا نہین کون مری جان اپنا
ناصحا کیونکہ اوٹھاؤن کہ مری چشم کے ساتھ | ربط رکھتا ہے سدا گوشۂ دامان اپنا

مضطر تخلص کنور سین لکھنوی تحصیلدار ڈوبائی شاگرد مصحفی

سوز جگر کو دیدۂ پرنم کو دیکھیے | ان آفتون کو دیکھیے اور ہم کو دیکھیے

مضطر تخلص محمد اسد اللہ ولد شیخ محمد فیض اللہ نبیرۂ شیخ محمد جمال قدس سرہ کول مین وکالت کرتے تھے

ملے فرصت نہ جبین سائی سے | دیر چھوٹا تو حرم یاد آیا
لے اوڑی طرز فغان بلبل نالان ہم سے | گل نے سیکھی روش چاک گریبان ہمسے

مضطر تخلص ذو الفقار علی حیدر آبادی

دیر و حرم کی سیر کی ہم نے بہی خوب ہے | یہان ہی خدا خدا تو وہان رام رام ہے
ہے کاروان اشک کے آگے نشان آہ | یارو یہ فوج غم کا عجب انتظام ہے

مضطر تخلص نواب مرزا مظفر خان ولد نواب محمد رضا خان بن مہدی علیخان صوبہ دار

کنہیا باشندہ لکھنؤ شاگرد میر وزیر صبا

کیسا نڈھال ہے شب فرقت میں آہ دل	اب کچھ نہ کچھ ضرور ہے صاحب بُرا دل

مضطر منشی عبدالکریم خلف شیخ عید و متوطن کانپور

نکالا تو نے کیسی ذلتوں سے ہائے مضطر کو	کوئی بھی گھر بلا کر خوار یوں کرتا ہے مہماں کو

مضطر تخلص لالہ ابتی پرشاد ابن منشی لال فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صغیر

ابھی آئے ہو ابھی کہتے ہو رخصت رخصت	اور اے جان جہان منھ لہ دم بھر جانا

مضطر تخلص پنڈت رام نراین ابن پنڈت شیو پرشاد تحصیلدار علی گڑھ متوطن دہلی

پہلو میں نہیں یار تو کب جان ہے تن میں	کیا فائدہ ہوتی ہے جو مضطر بسر ایسی

مضطر تخلص حکیم اسد علی خان دہلوی خلف حکیم میر علی خان شاگرد مرزا قربان علی بیگ سالک راقم نے انکو دہلی کے مشاعرہ میں دیکھا ہے

فریاد میں وہ زور نہیں ضعف سے ہنوز	کیا آسمان بھی سر پہ اوٹھایا نہ جائے گا
یہ بھی مرا نوشتۂ تقدیر ہے کہیں	کہتے ہو داغ ہجر مٹایا نہ جائے گا
اندیشہ ہے کہ وہ نہ ترے جلوہ گاہ ہو	دل کو رقیب کے بھی جلایا نہ جائے گا

مضطر تخلص شیخ علی بخش باشندۂ الہ آباد

قتل بے جرم عبث کرتا ہے کیوں اے قاتل	مضطر خستہ کی ثابت کوئی تقصیر نہیں

مضطر تخلص مرزا سنگین دہلوی شاگرد مومن خان خاندان تیموریہ سے تھے

تھا خود وہ تڑپنے سے خجالت زدہ ہم تو	مضطر کے کبھی خون کا دعوا نہ کرینگے

مضطرب تخلص مولوی خلیل احمد خلف مولوی نظیر احمد مغفور باشندۂ رامپور بڑے فاضل اور خوشنویس تھے اشعار عربی و فارسی بھی خوب کہتے تھے

شب وصل سب ہے حجاب نہ کر مجھے او صنم اپنے خدا کی قسم
یہ ہوگا کہ بند قبا نہ کھلے مجھے تیرے ہی بند قبا کی قسم
تیرے کوچے سے اوٹھکے بھلا مری جان دل مضطرب مرا جائے کہاں
یہی خلد ہے اور یہی باغ جناں اسی کوچے کی آب و ہوا کی قسم

مضطرب تخلص میرزا علی اکبر بیگ ولد نصیر اللہ بیگ لکھنوی شاگرد جرأت

ڈر یہ تھا حسرت آگین دیکھ کر میری نگاہ | روو دیا جلاد نے جب چار آنکھین ہوگئین

مضطرب تخلص محمد ماجی ولد قاضی رحمت اللہ خان قاضی القضات دہلی شاگرد نظام الدین ممنون

کٹتی کسیطرح سے نہین شب فراق | شاید کہ گردش آج تجھے آسمان نہین

مضطرب تخلص درگاپرشاد کایتھ لکھنوی شاگرد محمد عیسے تنہا

ترے وعدون پہ ہے اب دم شماری | بہت اختر شماری کر چکے ہم

مضمون تخلص شیخ شرف الدین باشندہ جاجمؤ تعلق اکبر آباد مقیم دہلی شاگرد حضرت مرزا مظہر وخان آرزو حضرت فرید گنج شکر قدس سرہ کی اولاد مین تھے

ہم نے کیا کیا نہ ترے عشق مین محبوب کیا | صبر ایوب کیا گریۂ یعقوب کیا
گر مے ہے دار بھی حق گو کو سر تاج | ہو انمنصور سے عقدہ یہ حل آج
ہمارا اشک قاصد کی طرح ہرگز نہین تھمتا | دل بیتاب کا شاید لیے مکتوب جاتا ہے

مضمون تخلص ایک شخص معاصر میر و میرزا سودا کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

نے سے اوس بن کون ہے خوش واہ یہ بیہودہ نہو | کسکو ہے خواہش معاذ اللہ یہ بیہودہ نہو

مظفر تخلص سید مظفر علی خان دہلوی فرزند قلندر علیخان بہادر شاگرد میر نظام الدین ممنون

تجھکو ہے یوچھتا تھا کل تیغ مین مظفر | آیا بہت ہی روہم کو جو تو نہ آیا

مظفر تخلص مظفر علیخان خلف غلام علی خان بن بھکاری خان دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد میر تقی صاحب دیوان گزرے

مانع نہین چلنے کا مرے سلسلۂ پا | پر رکھنے نہین دیتا قدم آبلۂ پا

مظفر تخلص مرزا مظفر خلف مرزا شاہرخ ابن ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد ذوق و مرزا قادر بخش صابر

نالا با تون ہی مین مہین تم نے | جب کبھی وصل کا سوال کیا
کیا گزرتی ہے رفتگان پہ ہائے | کوئی کہتا نہین عدم کی بات

مظفر تخلص شیخ مظفر علی خلف دیوان حاکم علی بلگرامی شاگرد حیدر علی آتش

آرزوے دشت پیمائی نہین | عاشق کامل ہون سودائی نہین

مظلوم تخلص غلام حسین معروف بہ مظلوم شاہ باشندۂ پنجاب شاگرد مصحفی مدت دنون لکھنؤ مین رہے آخر ایام مین الہ آباد مین سکونت کی تھی

جلاتا ہون ازبس مین تپ ہجر مین مظلوم
نظر انگن ہے کسکے عارض پر نور پر بجلی
سامنے آتا ہے جب موے میان کا مضمون

دم بند کیا ہے مرے نالون نے عسس کا
کرے ہے قصد گرنے کا چراغ طور پر بجلی
اکبر شاہ نظارہ لچک جاتی ہے

مظہر تخلص حضرت مرزا جان جانان خلف الصدق مرزا جان جانی اکبرآبادی باشندۂ دہلی درویش کامل تھے اشعار فارسی بغایت دلچسپ فرماتے تھے شعر ریختہ بھی احیانًا کہتے تھے ماہ محرم الحرام ۱۱۹۵ھ گیارہ سو پچانوے ہجری مین روافض متعصب کے ہاتھون سے شہید ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون راقم نے دہلی مین حضرت کے مزار مبارک کی زیارت کی ہے دیوان فارسی اور خریطۂ جواہر انکا نظر سے گزرا
عاشق حمید آمات شہید حضرت کی شہادت کی تاریخ ہے

نہین تجھ غم کہ کیون ملتا نہین میان کسل میرا
گرچہ الطاف کے قابل یہ دل زار نہ تھا
لوگ کہتے ہین موا مظہر بیکس افسوس
جینے کی ہے توبہ اور دھوم مچاتی ہے بہار
توفیق دے کہ شور سے اک دم وہ چپ رہے
مظہر چھپا کے رکھ دل نازک کو اپنے تو
اگر ملئے تو خفت ہے نہ ملئے گر قیامت ہے
خدا اسکے واسطے اسکو نہ ڈھونڈو کو

کہ مین روتا ہون دل کی بیکسی پر کہ دل میرا
لیکن اس جور و جفا کا بھی سزاوار نہ تھا
کیا ہوا وہ سکو وہ اتنا بھی تو بیمار نہ تھا
اسے بس چلتا نہین اور مفت جاتی ہے بہار
آخر مرا یہ دل ہے الٰہی جرس نہین
یہ شیشہ بچتا ہے کسی مے پرزا کے ہاتھ
غرض نازک مزاجون کو محبت سخت آفت ہے
یہی اک شہر مین قاتل رہا ہے

مظہر تخلص مظہر حسین ملازم سرکار راجہ نہال سنگھ

دل سے دل آج سے لب اور چشم سے چشم | یون لپٹ سینے سے جانان کہ ہوا ایک جان

جلوہ فرما ہو خدا کے لیے آ بر سر بام — تیرے نظارہ کے خاطر ہی کھڑا عید کا چاند

معجز تخلص مرزا محمد رضا ولد مرزا اکبر علی مقیم کاشی شاگرد محمد علی خان مسیحا و خواجہ وزیر صاحب دیوان ہین

بد نامی محبت گیسو ہے سر کے ساتھ — اُٹھتا ہے یہ کلنک کا ٹیکا جبین سی کب
کیون نہ شیرین کلام کہلاتے ہین — ہو رہتے تھے کبھی تمھارے ہونٹھ
دم تقریر پھول جھڑتے ہین — شاخ گلبن ہین کیا تمھارے ہونٹھ

معروف تخلص نواب الٰہی بخش خان مرحوم دہلوی برادر خرد فخر الدولہ نواب احمد بخش خان بہادر رئیس فیروز پور جھرکہ خلف مرزا عارف جان مرحوم برادر شرف الدولہ قاسم جان مرحوم شاگرد نصیر دہلوی آخر ایام مین تعلقات دنیا کو ترک کیا تھا سنہ ۱۲۴۲ بارہ سو بیالیس ہجری مین انتقال کیا اشعار انکے بامزہ ہوتے ہین دیوان انکا نظر سے گذرا

کہان تک راز عشق افشا نہ کرتا — مثل یہ ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا
آئینہ سان کیا غرض ہم کو بد و نیک سے — سامنے جو آگیا ایک نظر دیکھنا
غیر روتے ہین مری حالت یہ وہ تو یار تھا — دیکھکر کڑھتا نہ آیا میرے گھر اچھا ہوا
کی وصیت یہ کچھ ارمان بھری آہ کہ رات — سارے گھر کو ترے بیمار نے سونے نہ دیا
تھا شب وصل یہ احوال کہ ہر کھٹکے پر — چونک پڑتا تھا کہ ابھی تو مقدر آیا
بڑا سنتے تھے ہم روز قیامت اور روز فرقت سے — قیامت سے بڑا نکلا جو دیکھا روز ہجران کا
جو بھیجا مرے خط لکھا دہ دلفریب جواب — تو کاہکو مجھے دیتا بھلا طبیب جواب
باغ ہستی مین کھلا گل یہ نیا میرے بعد — قبر سے وہ مرے پھولون مین ملا میرے بعد
ٹھوکر نہ مارین گر کوئی سجدہ مرا نہین کرے — اللہ ان بتون کو بھی ہے کسقدر دماغ
وضو کو مانگ کے پانی خجل نہ کر معروف — یہ مفلسی ہے تیمم کو گھر مین خاک نہین
آپ جسوقت رقیبون کی قسم کھاتے ہین — ہم رقیبون کے نصیبون کی قسم کھاتے ہین
یہ اوج خاک نشینی مین عشق نے بخشا — کہ سر سے ہے آہ مری آسمان سے باتین
نہ تو سوجھی ہے نہ انکار کیا جاتا ہے — رگ جان ہے کہ کمر کچھ نہین معلوم ہمین

مے کے پینے سے تو ہر چند تباہی توبہ
پر خجل وہ ہون مِنّان سے کہ الٰہی توبہ

ساقیا دیکھا ہے کیا تار رگ ابر سیاہ
پہر شرہ کرتی ہے جو کار رگ ابر سیاہ

توبہ توبہ

دیکھی جو شب کے شدت وہان بھی مری بکا کی
کیا کیا ہنسی ہوئی ہے دیوار قہقہا کی

روٹھنے کو تو چلے روٹھ کے ہم وہانسے ولے
مڑ کے تکتے تھے کہ اب کوئی منا کر لیجاے

کسکی چشم سرمگین نے بے اجل مارا مجھے
سر پہ میرے جو قضا آئی تو شرمائی ہوئی

بعد مرنے کے ملے میری سیہ بختی کی داد
نعش کے ہمراہ تھا دود موی سر کھولے ہوئے

اِس بڑھاپے مین بھی کم بہنگے لمری سے
سبزہ رنگون سے جھینا کرتی ہے گہری مجھسے

شب جو پہونچا تھا تصور مین نزاکت دیکھنا
صبح اوٹھتے ہی وہ کہتے ہین کمر مین درد ہے

کیا چھٹی اوسکی تمامی کی وہ انگیا ہاتھ سے
ہاتھ ملتا ہون گئی سونے کی چڑیا ہاتھ سے

میرے مرنے پہ موئے اوسپہ خلق
مین نہ مرتا تو نہ مرتا کوئی

کیسی بیرحمی خدا نے اوسکے جی مین ڈالدی
بات رونے کی مری سنکر ہنسی مین ڈالدی

خرق عادت اپنے دیوانے کی دیکھ
جسطرف کو وہ چلے پتھر چلے

مغفور تخلص سید محمد علی ملازم راجۂ پٹیالہ باشندۂ مکن پور شاگرد انیس مرثیہ گو

لکھتے لکھتے اوڑ کے پہونچا ہاتھ پر اوس شوخ کے
شوق نامہ کیا مرا بال کبوتر ہو گیا

ہمنے دیکھی نہ آنکھ بھر شب وصل
کدھر آئی گئی کدھر شب وصل

معزز تخلص میر عزیز الدین باشندۂ دہلی شاگرد قطب الدین مشیر

غم یہ غم صدمہ یہ اک صدمہ نیا ہوتا ہے
سچ یہ ہے دل کا لگانا ہی برا ہوتا ہے

مت ستا حسرت دیدار کہ آیا ہون ابھی
وہ تو ہر وقت کے جانے سے خفا ہوتا ہے

معظم تخلص معظم خان خلف وزیر عالم خان باشندۂ الہ آباد

پہنچی اودہی زلف عنبر کا ہے سارا
ڈوبا تھا کبھی عطر مین بادِ سحر ایسی

معقول تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

رقیبون پر غضب ڈرہم سے گئے ہین
ہوا زخمی کوئی مرہم سے گئے ہین

معین تخلص معین الدین دہلوی شعر انکے مزیدار ہوتے ہین

مرگیا آج خدا بخشے معین خستہ — ایک موزون سا جوان تھا کبھی دیکھا ہوگا

لخت دل آنکھون مین کھنچ آتے ہین کس کس شوق سے — میری مژگان پر گمان کرکے تمہارے تیر کا

نہ جانا حسن نے آزردہ اوس نازک کلائی کو — کیا مگر تبسم نے ادا تیغ آزمائی کو

کھنچنے سے تیرے وصل کی شب بھی نہ وا ہوئی — یہ عقدہ اے دل ترے بند قبا ہوئی

تمہاری بات ہے کیا بے اعتبار کیا سنیے — اور اپنی کہیے تو وہ بے اثر ہے کیا کہیے

دیکھیے کر بخیہ یہ کیجیے ناصح — بند و پرور مرا گریبان ہے

معین تخلص معین الدین خان بداونی شاگرد سودا مقیم لکھنؤ

قمری ہے فدا باغ مین شمشاد کی دھج پر — ہم صدقے ہین اے سرو روان تیرے اکڑ کے

اے ابر بہاری شب ہجران مین خبر دار — دامن ترا اس آگ کے شعلہ سے نہ بچکے

مغل تخلص مغل علی دہلوی نبیرۂ خواجہ عسکری کشمیری

خورشید جو نکلا ہے اسوقت یہ لرزان ہے — کوٹھے پہ کھڑا شاید وہ ماہ لقا ہوگا

مغموم تخلص الہ رام حس لکھنوی

کب ہمین زندگی گوارا ہو — جب ترا غیر سے اشارا ہو

زیست ہو تب جب اوسکا ہیان ہو گزر — یا وہان اپنا ہی گزارا ہو

جھوم کر بادل ڈراتا ہے مجھے جون فیل مست — دل کا بچنا ساقیا اسوقت تیری یاد ہے

مغموم تخلص میر مشیت علی شاگرد میر عزت اللہ خان عشق باشندہ دہلی

خیال حلقۂ گیسو مین قدم مستانہ رکھتے ہین — دوانے ہین ہمارا نام جو دیوانہ رکھتے ہین

مفتون تخلص مرزا کرم بخش داماد بہادر شاہ تخلص بہ ظفر

مفتون خمار بادۂ شب ہو تو پھر پیو — اک جام جا کے ساقی پیمان شکن کے پاس

کل وہ دن ہے کہ ہم بسمل ہین وہ خنجر بکف — دیکھتے ہین ہم ہوا اللہ کی قدرت کو ہم

مفتون تخلص عبد الرحیم شاگرد نظام الدین ممنون وطن اجداد عرب مولد لکھنؤ

ایسی درد سے آگاہ ہون بے رحمت بلبل — لیکر نہ کوئی پھول مرے خاک پہ آوے

مفتون تخلص سید محمد رضا بلگرامی شاگرد مصحفی اوسکے دیوان اردو و مثنوی گنجینۂ محبت

یادگار ہین تھوڑا عرصہ ہوا کہ قصبۂ آرہ مین انتقال کیا فارسی مین رضا تخلص کرتے تھے اور قتیل کے شاگرد تھے

گر کرے زیب گلو وہ نوجوان سبز رنگ	فیض رنگ سبز سے تسبیح مرجان سبز ہو
ماہرو مین نے کہا تم کو تو عالم نے کہا	میرے ہی کہنے سے صاحب عشق کے تار ہو
ناصح نہ سنینگے تب نوشین کی قسم ہے	شیرین سخنی تیری ہمارے لیے سم ہے

مفتون تخلص پنڈت لچھمی نراین ابن پنڈت گوبردھن داس متوطن فرخ آباد شاگرد مرزا غالب

سامری آخر اسیر دام الفت ہو گیا	چشم فتان مین ترے جادو کا شرما دیکھکر

مفتون تخلص لالہ رگھوبر دیال ابن لالہ پربھو دیال متوطن فرخ آباد

کرنیسے مرگ آکے جنازہ اوٹھا ئینگے	جب زندگی مین آہ نہ پوچھی خبر کبھی

مفتون تخلص کاظم علی الہ آبادی ہمعصر سودا

شکایت کیا رقیبون کی کرون اوس لاوبالی سے	سمجھتا ہے نہین کچھ نیک و بد وہ خردسالی سے

مفتون تخلص بدر الدین بزاز دہلوی شاگرد فرزند علی موزون

سرخ جوڑا جو پہنکر تو گلستان مین گیا	شاخ گل کو بھی لگی رشک سے اکبار آتش

مفتون تخلص منشی قادر بخش باشندۂ ہوگلی بیشتر فارسی کہتے تھے راقم کے ملاقاتیون مین تھے آخر عمر مین انکی بصارت جاتی رہی تھی آٹھہ دس برس ہوئے انتقال کیا

جب تلک طالع مسعود کی تائید نہو	سیمنت ہو نہ کبھی ظل ہما سے پیدا

قطعہ

یاد مین اوس گل کے رو یا صبح جو گلشن مین مین	بلبلان باغ مین اک سخت ماتم ہو گیا
غنچہ نے پھاڑا گریبان گل کا دامن چاک تھا	چشم نرگس سے بھی جاری اشک شبنم ہو گیا

مفتون تخلص سید ادی علی خلف سید فضل علی باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان مین

ہاتھ مین سبحہ ہے اور خواہش صہبا دل مین	یا مذاالبت یہ ہے یاد بت ترسا دل مین

آرزو خلد کی ہمکو نہین اے غیرت حور
تیرے کوچے مین رہین ہم یہ تمنا دل مین ہے

مفتون تخلص مسٹر اکشین ڈیلوا صاحب قوم پرتگیز باشندۂ اکبرآباد شاگرد فرحت علی

نکالون کسطرح پہلو سے کہ آ اوسکے پیکان کا
کہ مدت مین گزر دل مین ہوا ہے کج مہمان
لگے دماغ مین ہے گاہ دل مین گہ لب پر
سنبکتی پھرتی ہے گھبرا کے جسم زار مین روح
عجب تیرے کشتے کا دیوانہ پن ہے
نہ تابت لحد ہے نہ تار کفن اب ہے

مفلس محب علی عطر فروش رامپوری

آؤن تو لاالہ بار یہ دربان ترے کہین
مفلس سمجھ کے مجھکو نہ بے آبرو کرین

مقبول تخلص سید مقبول عالم خلف سید بدر عالم باشندۂ بہار شاگرد مقصود عالم مقصود

باغ سے ایک تازہ شگوفہ وکھلا جاتے ہین
غنچۂ گل ہو گئے ہین گل شرم سے کھلاتے ہین

مقبول تخلص مقبول نبی دہلوی خلف انعام اللہ خان یقین تخلص شاگرد ثنار اللہ خان فراق

دسترس رکھتا ہے جو بائے حنائی تک نصیب
یا الٰہی ہاتھ اوسکا ہووے شانہ سے جدا
خوش خرامی کا جب خیال کیا
ایک عالم کو پائمال کیا
نکلا تو گلے سے یار افسوس
آہ افسوس صد ہزار افسوس
ہر بات مین رکاوٹ طرز ادا تو دیکھو
ہر آن مین بگڑنا مہر و وفا تو دیکھو

مقبول تخلص لالہ جیسکرائے ولد جی لال مراد آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد منشی منڈو لال زار کچہری سلطانی لکھنؤ کے فرمان نویس تھے

عزیز و یوسف کنعان کی چاہ مین اب تو
کنوئے جھکائے گا مجھکو ہزار دل میرا
لوگ روتے ہین قضا سر پہ کھڑی ہنستی ہے
زعفرانی ہوا جب سے ترے بیمار کا رخ

مقتول تخلص مرزا ابراہیم بیگ خلف مرزا محمد علی بیگ شاگرد مصحفی وطن اکبرآباد مسکن دہلی

مین بیان خون روتا ہون ہاتھون اونکے
جھیا ؤن مین اوسکے حنا باندھتے ہین
گل گھر سے جو وہ سادی پوشاک پہن نکلے
سو طرح کے اوسمین بھی بیساختہ پن نکلے

مقتول تخلص سید جان باشندۂ ڈھاکہ مقیم مرشد آباد شاگرد ابو علی برق جاہل تخلص کلکتہ مین بھی آیا تھا اس شخص کو ڈھاکہ اور مرشدآباد مین دیکھا تھا

اس سے چلے دل کا ہارے وہ طلبگار نہیں — جنس آتش زدہ کا کوئی خریدار نہیں

معذور تخلص میر محمد ابراہیم شاگرد و مرید حضرت شاہ نعیم اللہ قادری معروف بہ برہنہ شمشیر باشندۂ مظفر نگر شاعر نامی چینا پٹن مدراس ہین وہان کے باشندے انکو ملک الشعرا جانتے ہین یہ پہلے رسالۂ انگریزی مین نوکر تھے پھر نوکری ترک کرکے خانہ نشین ہوئے ایک مثنوی بھوپال تال کی تعریف مین خوب کہی ہے

وقت حمام اوس پری کا دیکھ لے گر نمک — پانی کے آوے قرص خورشید قیامت تک

معصوم تخلص مرزا محمد علی ولد مرزا امام بخش خوشنویس باشندۂ الہ آباد

ہون قید وہ لے لب پہ مرے آہ نہین ہے — دیوانہ ہون کوئی مری پرواہ نہین ہے
ہے وصل کی خواہش مجھے مشتاق ہون تمہارا — مین مرتا ہون اور اوسکو مری چاہ نہین ہے

مقصود تخلص مقصود بیگ لکھنوی

بوسہ لینے مین خفا ہوتے ہو کیون مشفق من — بوسہ وہ شے ہے کہ دونون کو مزا ملتا ہے

مقصود تخلص سید مقصود عالم رضوی باشندۂ بہانی شاگرد مرزا غالب و نواب عاشور علی خان صاحب مثنوی ددیوان اردو و فارسی ہین

سرو و شمشاد سے ہے وہ قد آزاد الگ — جیسے مضمون کسی شاعر کا خداداد الگ
دست وہ ہے کہ رہے دوست کا مشکل مین شریک — مجھسے فرقت مین نہ ہوا یہ دل ناشاد الگ

مقیم تخلص منشی محمد مقیم منشی پلٹن انگریزی باشندۂ ہوگلی شاگرد مولوی وحید الدین فرد

فکر کرنے کیلیے تو سوچ مین بیٹھا ہے مقیم — ملک ہستی سے تجھے بھی ہے مقرر جانا

ملال تخلص محمد رضا خان لکھنوی شاگرد ناسخ

اوڑھنی تھی کی اوڑھی اوسنے سمان کا سر — سیکڑون گرنے لگین بجلیان بالا کا سر

ملک تخلص بابو جگنا تھہ پرشاد ملک رئیس کلکتہ شاگرد میر باسط علی محوی [illegible]

دل پہ اک سانپ سا لہراتا ہے اوسوقت ملک — زلف جانان کی صبا لے کے جو بو آتی ہے

ملول تخلص محمد یار باشندۂ بھیڑاؤن مقیم دہلی

[illegible]

ممتاز تخلص سید میان باشندهٔ دہلی شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

بھول کر ممتاز کس کو دل دیا
جان کے دشمن سے تجھے کیا ہوگیا

ممتاز تخلص ممتاز الدولہ مرزا محمد حسین علی خان بہادر باشندهٔ لکھنؤ

شکوہ عبث ہے اونکی توجہ ادھر نہین
وہ دل نہین وہ آنکھہ نہین وہ نظر نہین

ممتاز تخلص مرزا قاسم علی خلف مرزا کاظم علی جوان مقیم کلکتہ

تمکو دیتا ہون قسم اے حاضران بزم یار
بھولے ہو کے یاد میری بھی دلایا چاہیے

ممتاز تخلص حافظ فضل دہلوی شاگرد سودا مقیم فیض آباد

ترے ہی واسطے آئے عدم سے ہم ہیاتک
وگرنہ ہستی ناپائدار مین کیا تھا

ہمارے رونے سے دل کا بخار اوٹھتا ہے
کہ جیسے پانی کے چھڑکے غبار اوٹھتا ہے

ممتاز تخلص مولوی نور احمد دہلوی

زلف مہ رو مین یہ دل جب سے گرفتار ہوا
سو بو نام خدا محرم اسرار ہوا

صاف آئینہ سے ہوا روشن
منہ ہی دیکھے کی جگ مین الفت ہے

مملو تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

سرو سا قد گل سا چہرہ جب دکھایا آپ نے
قمری و بلبل کو آپس مین لڑایا آپ نے

ممنون تخلص میر نظام الدین ملقب بہ فخر الشعرا استاد محمد اکبر شاہ پادشاہ دہلی ولد میر قمر الدین منت کہ ملقب بہ ملک الشعرا وطن انکا سونی پت مولد و جائے تربیت دہلی مدتون لکھنؤ مین رہے اجمیر مین عہدهٔ صدر الصدوری پر مامور تھے شعر انکے بہت خوب ہوتے ہین سنہ ۱۲۶۰ بارہ سو ساٹھہ ہجری مین دہلی مین انتقال کیا شاعر شیرین زبان ہند انکی وفات کی تاریخ ہے دیوان انکا نظر سے گزرا

گمان نہ تجھ پہ کرون کیونکہ دل چرانے کا
جھکا کے آنکھہ سبب کیا ہے مسکرانے کا

کسیکے منہ تمہ کے ملتے ہی بس تمام ہوئے
مزا ملا نہ ہمین گالیان بھی کھانے کا

یہ سینہ ہے یہ جگر ہے یہ دل ہے بسم اللہ
اگر خیال ہے تلوار آزمانے کا

کیا فریفتہ کہہ کے حال دل اوسکو
اثر ممنون سے نہین کچھ کم اس فسانے کا

چاند نی مار گئی اوس دل زخمی کو رات
کس قدر شرح گرانباری غم لکھتے تھے
کس نے تیرے سینے سے ملے دیدۂ تر رات
بخدا بندہ کو تو ہی خط آزادی بھیجے
الٰہی جو وعدے ہین وفا کسطرح ہووینگے
بندہ ہون تشنہ صورت عشق مجاز کا
شغل شب فراق یہی تھا کہ دھیان مین
تجھے کچھ یاد ہے بھلا وہ عالم عشق نہان کا
بیتابی دل تیرے شہیدون کی کہان جائے
کہے ہے دیکھ مجھے صورت آشنا سے ہو
لے لیا بوسہ تو اوسنے دین نہ کیا کیا گالیان
گلشن اقبال تاک مردون کے کب پہونچی خزان
شعلہ زن رہتا ہے سوز دل سے پہلو مین مرے
ہر پری رخسار کا رہتا ہے منہ اوسکی طرف
خاک پر آکر مرے کہنے لگا وہ پر غرور
ہجوم غمزہ و خیل کرشمہ لشکر ناز
دلین جو جو ہے نکالین وہ ذرا بولکے خوب
کس بے ادب کو عرض ہوس ہر نگہ مین ہے
یون کرے چارۂ بیماری اغیار وہ کب
مین نثار اوس شوخ کے اپنی بلائین آپ لین
مدت سے آب ہو کے بہا چشم تر کی راہ
ہے چین شب وعدہ رکھے ہے گلشن دل
پر چھینٹے گر آبرو ... ذ نج

پرتو انداز یہ کسکا رخ پر نور رہا
کہ مرے نامہ نے بازو سے کبوتر توڑا
نیز مردہ جو پھولون کا سحر ہار نہ پایا
نامہ اغیار کو گرا بکی رقم ہووے گا
نہ وہان خو یاد آنے کی نہ یان شیوہ تقاضا کا
ہر آئینہ مین جلوہ ہے اوس جلوہ ساز کا
تک یک شکن گنا تری زلف دراز کا
شگاف پردہ سے کیا تھا اشارہ چشم فتان کا
کچھ کم رگ بسمل سے نہین تار کفن کا
ہزار جی سے ہون قربان اس تجاہل کا
بیان گنہ سے بھی زیادہ ہے مزا تعذیر کا
سبزہ پژمردہ کبھی دیکھا نہین شمشیر کا
جون زبان شمع ہے پیکان اوسکے تیر کا
سیکھیے آئینہ سے کوئی عمل تسخیر کا
معتقد ہون جذبۂ الفت کی مین تاثیر کا
عجب سیاہ سے ٹھہرا مقابلہ دل کا
آج اوس شوخ سے لڑ لیجیے دل کھول کے خوب
آنکھ اوسنے بزم مین نہ اٹھائی تمام شب
یہ مرے درد کی ہوتی ہے دوا یا شمت
آئینہ مین زلف چھوڑی اپنے منہ پر دیکھکر
ممنون کیا بیان کرون ماجراے دل
لیجاتی ہے سو مرتبہ ورنک طپش دل
جلا وہی کو تا نکلیگے ہم

اوس مرگ پہ سو جان مری صدقے کہ دم نزع	گھبرا کے کہے تو کہ بس اب دیکھیے کیا ہے
آہ خلوت مین جو تنہا کبھی پاؤن تجھ کو	جسلیے تجھکو بنایا ہے دکھاؤن تجھ کو
جگر کے درد سے رنگین نشان آہ کبھی	دل شہید کے غم مین علم سیاہ کیے
قتل کر بیتاب کو اپنے کہ یہ ہے کیمیا	یعنے گر بیتاب ہو کشتہ تو ہو اکسیر ہے
طالع خفتہ نہ بیدار ہوئے اپنے کبھی	گو یہ نالے تو ہین سوتون کے جگانیوالے
مہربانی کے صندوق لگ کے سینے سے مرے	یون لگے کہنے کہ ممنون آرزو کچھ اور ہے

ممنون تخلص میر امانت علی عظیم آبادی شاگرد فرزند علی موزون دہلی مین واسطے تحصیل علم کے گئے تھے

اے وائے کہ تیرے لیے اس خاک نشین کو	جون باد لیے پھرتی ہے گھر گھر تپش دل

منت تخلص میر قمر الدین مخاطب بہ ملک الشعرا مرید مولانا فخر الدین قدس سرہٗ شاگرد میر نور الدین نویدہ میر شمس الدین فقیر وطن انکا مشہد مقدس مولد سونی پت دہلی مین تربیت پائی تھی لکھنؤ مین جا کر مذہب امامیہ اختیار کیا تھا وہان سے کلکتہ مین آکر سنہ بارہ سو آٹھ ہجری مین فوت کی ریختہ بہت کم کہتے تھے اشعار فارسی انکے قریب ڈیڑھ لاکھ کے ہونگے

اس آنے کا کچھ ہے لطف پیارے	ہردم جو کہو کہ جا نینگے ہم
گر اوس لب جان بخش کی کچھ بات سناؤن	عیسے بھی جو کچھ پوچھے تو صلوات سناؤن
آہ اب کثرت داغ غم خوبان سے مدام	صفحۂ سینہ براز جلوۂ طاؤسی ہے
ہے مری طرح جگر خون ترا مدت سے	اے حنا کسکی تجھے حسرت پابوسی ہے

منتظر تخلص نور الاسلام لکھنوی خلف شاہ فیض علی عزیز بدر علی شاہ شاگرد مصحفی شعر خوب کہتے تھے صاحب دیوان گزرے

ہردم خیال یار جو پیش نظر رہا	ہجران مین بھی وصال ہمین بیشتر رہا
ہر وقت میان آنکھ دکھانا نہین اچھا	ہر بات مین تیور کا چڑھانا نہین اچھا
کسکی تو جستجو مین تھا خورشید	شام کا جو گیا سحر آیا

وہ دل لیکر مکر جانا کسی کا ۔ یہ جی ہی جی مین غم کھانا کسی کا

مگر پردہ فاش نالہ نے کہ آہ نے کیا ۔ رسوا اسے خلق ہم کو تری چاہ نے کیا

کل شب وصل جو تھی کیسی مچائی تھی دہوم ۔ بولا آج نہین منہ سحر آخر شب

چاہت مری دل کی آزما دیکھ ۔ ظالم کہین تو بھی دل لگا دیکھ

نہ عشق سے مجھے عشق ہے نہ تو چاہ کی مجھے چاہ ہے ۔ وہ جو بات منہ سے نکالی تھی اوسیکا مجھکو نباہ ہے

تم ہو اور حسن ہے اور ناز خود آرائی ہے ۔ ہم ہین اور عشق ہے اور کوچۂ رسوائی ہے

ایکدم مجھکو در یار سے اوٹھنے نہ دیا ۔ ناتوانی بھی مری زور توانائی ہے

تم نے کہا زبان سے اپنی جو چل ہوے ۔ گزرا ہمین یقین ہے ہم آج کل ہوئے

جاؤن کہان مین یہ بھی ہے کوئی غضب کا وقت ۔ کہتے ہو آدہی رات کو گھر سے نکل ہوئے

رہے منتظر منتظر یار کے ۔ یہ دیدے ندیدے ہین دیدار کے

منتظر تخلص خواجہ بخش اللہ معاصر سودا باشندۂ عظیم آباد

یہی ڈھب جو تیرا مرے یار ہوگا ۔ قسم تیغ کی ایک خونخوار ہوگا

منتظر تخلص میان جان خان باشندۂ کوڑلہ ڈہولک بجانے مین کمال تھا

منتظر مرنہ گیا اسے شب ہجر مین تو ۔ سامنے اوسکے پڑا مجھکو پشیمان ہونا

منتظر تخلص شیخ امام الدین اکبرآبادی

جس گھڑی یار گلستان کی طرف جاتا ہے ۔ ہاتھ ہر گل کا گریبان کی طرف جاتا ہے

منتظم تخلص امتیاز الدولہ محمد باقر علی خان بہادر لکھنوی شاگرد مہدی علی خان کوثر اندنون مٹیابرج متعلق کلکتہ مین رہتے ہین

یہی حسرت رہی اے یار پریزاد مجھے ۔ تو نے بھولے سے بھی اک دن نہ کیا یاد مجھے

خاک ہو کر ترے دامن تلک آیا ہون مین ۔ اب تو برباد نہ کر اے ستم ایجاد مجھے

منتہی تخلص مرزا محمد سیتا بیگ خلف مرزا عبدالقادر باشندۂ لکھنو شاگرد آتش صاحب دیوان ہین

بسمل ہو کون کونسا عاشق ہو نیم جان ۔ زخمی ہوئی ہین یار کی ابتو کمر کمر

مشہور تخلص منشی اسد اللہ معروف بہ علی جان ولد منشی حیدر علی مرحوم حیدر تخلص باشندہ چھپرہ متصل ہوگلی انکا مولد چھپرہ جاے تربیت دارالامارت کلکتہ فکر بلند و طبع آئینہ رکھتے ہین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہین صاحب دیوان ہین

ہین اپنی ہی زلف ورخ پہ مائل خیال وفکر ہو گیا کسی کا
بس اندنون سر چڑھا ہے شانہ نصیب جاگا ہے آرسی کا
زبان پہ تیری ہی گفتگو ہے نظر مین ہر وقت تو ہی تو ہے
نہ حور کی دل مین آرزو ہے نہ شوق رکھتے ہین ہم پری کا
مین بدگمان چنچل کینہ پرور وہ بیوفا تندخو ستمگر
نبھے گی مشہور اونسے کیونکر وصال مین بھی ہے ڈر اسی کا

غیر ممکن ہے مداوا عشق کے آزار کا
منہ تکے حیرت سے عیسے بھی ترے بیمار کا

ذکر اغیار کا سن کے مرا دم الجھا
مین سے وصل مین بھی یار سے سونے نہ دیا

قتل ہو کر آج مین چھوٹا عذاب ہجر سے
خون ناحق کا مری گردن پہ احسان ہو گیا

دیکھا کہان سے کوئی ہنر کا غلیچہ
صدمہ نہ اوٹھے گا شب ہجر آسمان کا

شرما کے منہ چھپاتے ہین کس ادا سے آنکھ
کرتے ہین ہم جو صبح کو ذکر اونسے رات کا

کیا ہوا حضرت مشہور کہو خیر ہے کچھ
نام سنتے ہی جو روتے ہو شکیبائی کا

بزم اغیار مین جاگے ہو مقرر شب کو
شمع رو آج نظر آتا ہے چہرہ اوترا

فسانہ اپنے رونے کا جہان مین مشتہر ہوگا
بنے گا گوہر گوش صنم ہر قطرہ آنسو کا

آلائش جہان سے رہین پاک سر بلند
آلودہ ہو نہ گرد سے دامن سحاب کا

کب رہتی ہے ہووے نہ جسکی وضع آشنا
سیدھا نہ ہو سکے کبھی ساغر حباب کا

بتونسے کر نہین سکتا کبھی گلہ دل کا
عجب طرح کا ہے نازک معاملہ دل کا

آٹھون حاصل ہین ہوائے برشکالی مین مجھے
بانگ مطرب شیشہ ساقی خم سبو ساغر شراب

جام مے پیتے ہی زاہد کیون نہ بہکے میکشو
مست کر دیتی ہے کم ظرفون کو جلوہ ہر شراب

چشم نرگس خط ہے سبزہ قد شجر گل روے دوست
لب ہے برگ گل دہن غنچہ ہے سنبل موے دوست

وہ کھلے بالون مری نعش کے ہمراہ ہوے
بعد مرنے کے کھلا نالۂ شبگیر کا پیچ

ہزار شوق رہائی نثار پابندی
ہزار حسرت پرواز ہے فدای قفس

دیا سعی مین بوسہ تو کہا
ہوش مین آؤ یہ کیسا اختلاط

کون کہتا ہے کہ ہم عاشق نہین معشوق کو
مرگ پروانہ پہ سر دھنتی ہے بیتابانہ شمع

نالۂ بلبل کو شاید بے اثر سمجھے ہین آپ
دیکھیے چلکر ذرا گل کے گریبان کی طرف

حلق منحور پہ رگ رگ کی نہ چل غمزے سے
اتنی اٹھکیلیان اے خنجر تبران کب تک

خالی نہین ہے عشق سے دنیا مین کوئی شے
لازم ہے آدمی کو کسی سے لگائے دل

ضعف سے جوش جنون مین بھی ہین بیکار قدم
بیٹھ جاتا ہون جو چلتا ہون کبھی چار قدم

تا بکے جامہ دری دشت نوردی کب تک
تھک گئے ہاتھ بس اب ہو گئے بیکار قدم

زاہد و نہین زاہد اور میخوار و نہین ہون
غافلون مین غافل اور ہشیار و نہین ہون

اگر یونہین رہا جوش سرشک دیدۂ پرنم
حباب آسا بہے گا گنبد افلاک پانی مین

توبہ سے توبہ کر گئے ہین انسان اس جگہ
دیر مغان ہے شیخ یہ بیت الحرم نہین

چڑھا خنجر بکف مخمور جب وہ ترک سینے پر
سراسر کھنچ گئی تصویر اوسکی چشم حیران مین

رندون کی خوش گزرتی ہے بزم شراب مین
مرتا ہے شیخ خدشۂ روز حساب مین

طرب کے سامان بہم ہین یکسر ہے بزم بزم فلک سے بڑھکر
دماغ اپنا ہے آسمان پر وہ ماہ پیکر جو ہے بغل مین
ہوئی ہے مہر و فا سے خلقت سرشت مین اپنی ہے محبت
بھری ہے سر مین ہوائے الفت ہے آتش عشق آب و گل مین

ہے دل صافی کو اپنی اوسکے عارض کا خیال
آئینہ کا ہو گیا ہے عاشق زار آئینہ

یہ صفائی رخ سے حیران ہے تو وہ زانو سے ہے
آئینہ بھی بنگیا تصویر پشت آئینہ

ساقیا رعد کی آواز کہان آتی ہے
میکشی کے لیے کرتی ہے تقاضا بدلی

پیش حق ہو نہ کسی طور سے باطل کو فروغ
لاکھ پوجے کوئی پر بت بھی خدا ہوتا ہے

کرم ہے ساقی رحمت کا ستونکی بن آئی ہے
چمن مین کیا ہے متوالی گھٹا ہر سمت چھائی ہے

یاد رخ پرنور نے پہونکا مرے دل کو
کیا لال لال نشہ کے ڈورے مین ہا ہا
کعبہ مین بہی تو آگ لگی شمع حرم سے
آنکھون مین صاف ڈہنگ ہین صبح بہار کے

باندہو عبث نہ قتل پہ منخور کے کمر
خلخال یار کہتی ہے عاشق جو ہو کوئی
کیا ہاتھ آئیگا کہو عاشق کو مار کے
پامال کیجیے خاک مین اوسکو ملائیے

ابھی باندہے گا ہاتھون ہاتھ وہ شوخ
ہوا وہ بت نہ ہرگز رام اپنا
نہین یہ شوخیان اچھی حنا کی
خدا سے مین نے کیا کیا التجا کی

جنون شور افزا ہوا جاہتا ہے
منتظر باران رحمت کے ہر اک میخوار ہین
پہر اک حشر برپا ہوا جاہتا ہے
مانگ اے زاہد دعا پہر خدا برسات کی

فراقِ یار جانی مین یہ ضعف و ناتوانی ہے
ہمارے ساتھ جب اوس شعر دکی گر میان دیکھیں
لبون تک جان زار آئی تو وہ بہی لاکہ خصلت ہے
رقیب روسیہ جل جل کے نکلے شمع محفل سے

ضبط سے کچھ نہ بن پڑا صبر ذرا نہ ہو سکا
مجھ سے پڑہوائے وہ خط غیر کا ای وای نصیب
پہر مجھے جان مضطرب اوسکی گلی مین لیچلی
یہ بہی تہا اپنے مقدر کا نوشتا کوئی

ذکر کرتا ہے اگر میری وفا کا کوئی
بیٹھو بیٹھو ابھی بس نام نہ لو جانے کا
شرم سے سر کو جھکا لیتا ہے کیسا کوئی
آج سنتا ہے کہان وعدۂ فردا کوئی

بزم رندان مین عجب عیش و طرب کا جوش ہے
فصل گل مین بادہ گلرنگ سے انکار کیا
عرش اعلی تک زمین سے شور نوشانوش ہے
زاہدا توبہ سے توبہ کر تجھے کچھ ہوش ہے

فشی تخلص میر محمد حسین خوشنویس خلف سید ابو الحسن عرف میر کلن خوشنویس وطن انکا ایران مولد دہلی مدت تک لکھنؤ مین مرزا سلیمان شکوہ کی سرکار مین متعلق تھے

نہ پوچھو اوس پری کے حسن کا عالم وہ آفت ہے
ہم کہیں دیر سے مطلب نہ اب طوفِ حرم کیجے
بلا شوخی غضب رفتار قامت اک قیامت ہے
تنگ آیا ہے جی ہستی سے تک سیر عدم کیجے

فلسفی تخلص غلام احمد شاگرد مرزا مظہر باشندہ دادری متعلقہ نارنول ہنبتیر واقف تخلص کرتے تھے شعر فارسی اچھا کہتے تھے

چرا لیتا ہے نقد حسن کو آئینہ آنکھون مین
خدا کے واسطے تک کر حیا کو پاسبان اپنا

منشی تخلص سولچند کایتھہ دہلوی شاگرد نصیر دہلوی ۱۸۳۰ء اٹھارہ سو تیس عیسوی میں انتقال کیا انکا شاہنامہ اردو نظم نظر سے گزرا

دو چار آئینہ ہر دم وہ رشک ماہ ہوا — پر اک نگاہ سے شرمندہ میں نگاہ ہوا

کبھی زبان سے ہوں آزاد ابھی قفس میں — تمہارے پاس تو ہیں گرچہ ہم قفس میں ہیں

چشم ہے قہر بلا زلف قیامت قامت — اسلیے لوگ تمھیں آفت جان کہتے ہیں

خواہش نہیں کہ ہاتھ مرے سیم و زر لگے — یہ آرزو ہے سینے سے وہ سیمبر لگے

زخم ہنستا ہے تیرے بسمل کا — کہ تری تیغ کارگر نہ ہوئی

منشی تخلص عجائب راے مقیم مرشدآباد شاگرد شاہ قدرت اللہ خان قدرت

تیرے دل سے گرہ کینہ کو وہ جب کھولے — غوطہ جب مار سکے آب گہر میں ناخن

منصف تخلص مرزا احمد بخش بہادر دہلوی خلف مرزا خجستہ بخت بہادر شاگرد حافظ عبدالرحمن خان احسان

ذکر یاد زلف سیہ فام اے دل — یہ لا دینگی سر پر بلا یاد رکھنا

ہمیشہ تو باتیں بناتا ہے مجھسے — یہ باتیں تو اے بیوفا یاد رکھنا

منصف تخلص منصف علیخان عظیم آبادی مقیم دہلی قوم افغان شاگرد نظام خان معجز فارسی میں مہارت تام رکھتے تھے

گر عشق ترا یہ ہے تو بیدرد جنون سے — داماں رہیگا نہ گریباں رہیگا

خیال جائے ترا کیونکہ میرے سینے سے — جدا ہوا ہے کہیں نقش بھی نگینے سے

مکھڑا ترا خورشید ہے اور ابر سیہ زلف — ہیں اختر تابندہ ترے کان کے موتی

منظور تخلص منشی آفرین الدین خان خلف منشی تحسین الدین خان مرحوم تحسین تخلص داروغہ ضلع راجشاہی باشندہ موضع جوت پرتاب متعلق ضلع مالدہ شاگرد راقم الحروف طبیعت انکی فن شعر سے نہایت مناسبت رکھتی ہے

اوڑا اسکے خط کے پرزے کھولکر دیکھا جو نام — ہزاروں گالیاں قاصد کو دیں سنکر جو نام اپنا

خدا جانے کیا ہے قتل کسکو آج قاتل نے — کہ گھبرایا ہوا مقتل سے آیا غرق خون ہوکر

سکہ داغ جنون سے دل تو مالا مال ہے — اور ہم شمس و قمر آگے مرے کیا مال ہے
ہر بن مو سانپ کی بانبی ہے یاد زلف مین — ہے تو بان مار جو تن پر ہمارے بال ہے
آہوے چشم بتان کو جو پھنسا لیتا ہے صفا — جوہر آئینہ اے منظور طرفہ جال ہے
غم ہجر بتان کا اب جو صدمہ اوٹھ نہین سکتا — الٰہی باز آیا اسطرح کی زندگانی سے

منظور تخلص بابو خان دستاربند ولد شاکر خان صوبہ دار پلٹن انگریزی باشندہ کانپور شاگرد مولوی فرد

مصنوع خلق اور خدا ساز اور ہے — کب آسے بوے غنچۂ تصویر ناک مین

منظور تخلص سید وزیر علی خلف مولوی امیر علی باشندہ پھاتی ہمشیر زادہ و شاگرد مقصود عالم مقصود

کف پا کو رہین یہ الفتین صحرا نوردی سے — نہ با مژگان چشم آبلہ کانٹا بیابان کا

منعم تخلص مکند لال قوم کایتھ شاگرد پنڈت نراین داس ضمیر باشندہ دہلی

ہوا جب دم خرامان وہ پری پیکر گلستان مین — ہر اک گل آنکھ سے کر رہا تھا چمن مین

منعم تخلص منشی موہن لال شاگرد نصیر دہلوی بیشتر فارسی کہتے تھے

نہین آیا ہے دلا آج قد یار نظر — کچھ قیامت سے کے سے آتے ہین جو آثار نظر

منعم تخلص مولوی شبیر علی شاگرد حضرت مرزا مظہر جان جانان چونکہ سبحانی طوایف پر عاشق تھے بیشتر اوسکے نام کو غزل مین منسوخ کرتے تھے

کیون نہ ہو عالم مین اوسکی آبرو — جا لگا موتی تمھارے کان سے

منعم تخلص قاضی نور الحق قاضی بریلی اشعار فارسی نہایت مرغوب کہتے تھے

وہ نوک مژہ عجب سے مرے دل مین کری — ایسی تو کھٹکتی ہے کہ جینے کی پڑی ہے

منور تخلص منشی منور حسین ساکن ترجھاپلی

وہ کاکل اس دل پر داغ سے ہین یون بل — کہ جیسے مور کو دیکھ آئین اضطراب مین سانپ
جو بال اوسنے نہانے کو کھولے دریا مین — ہزارون لگ گئے لہرانے موج آب مین سانپ

منور تخلص میر منور علی

اب یہ عالم ہے ناتوانی کا	عیش جاتا رہا جوانی کا
منیر تخلص میر نظام الدین خلف شاہ نصیر علی	
یون تو خط اوسکو مین اے پیک صبا لکھونگا	لیکن احوال جدائی کا جدا لکھونگا
منیر تخلص میر آفتاب صیقل گر شاگرد حاتم	
آبلے پڑتے ہین جس جا گرے ہے قطرہ	ہے مرے اشک کے پانی مین اثر آتش کا
منیر تخلص خواجہ آفتاب خان شاگرد رنگین	
یار کا گو وصف خط کر نہ سکے گا رقم	کیسا ہی گو آپ کو آپ تراشے قلم
جی چاہتا ہے زلف کا تیری بیان کرین	کنگھی کا دانت توڑ کے اپنی زبان کرین
منیر تخلص وجیہ الدین دہلوی خلف شاہ نصیر دہلوی مین جوانی مین انتقال کیا	
جی جلا بوسے بیان ہمسے طلبگارون کا	اوڑ گیا رنگ وہان یار کے رخسارونکا
فرہاد سے کہتی تھی تیشہ کی زبان ہردم	مفہوم نہ ہونا دان سنگ آمد وسخت آمد
اسس باغ جہان مین کبھی پھولے نہ پھلے ہم	جون نخل چنار اپنی ہی آتش مین جلے ہم
اے عزیزو ذقن یار سے کیا چاہتے ہو	چاہ مین دیدۂ دانستہ گرا چاہتے ہو
پہنا سرمہ کا دنبالہ قریب چشم گلرو ہے	زبان باہر نکالے حسن کی گرمی سے آہو ہے
منیر تخلص سید اسمعیل حسین ولد منشی احمد حسین شکر شکوہ آبادی شاگرد رشک باشندۂ لکھنؤ صاحب دو دیوان در سالہ سراج منیر ہین انسے الہ آباد مین ملاقات ہوئی تھی	
ہم جسپو نگہ ہو کون پر رکھتے ہین پاؤن نگاہ	روندتے ہین سبزۂ شمشیر ابرو یار سے
ساون مین بھی وعدہ کبھی پورا نہین کرتے	باتون مین جھلاتے ہین وہ اچھا نہین کرتے
کب دل مرا تقریر سے کہتا نہین کرتے	تم اپنی ترشروئی سے جو کا نہین کرتے
گرمی مین چلانے کے لیئے دیتے ہین پنکھے	خس خانہ مین بھی دل مرا ٹھنڈا نہین کرتے
بھاری ہے بنت اوسکی نزاکت کو نہایت	کب بوجھ سے کرتی کے وہ الٹکا نہین کرتے
مین چاہتا ہون اور کسی کو خدا کی شان	چپ رہیئے بس برآپ کی کہنے کی بات

مواج تخلص منشی عبد الرحمن نائب محافظ دفتر رکورڈ و ریگاڑ وار ہائی کورٹ کلکتہ خلف منشی غلام حسین مرحوم باشندۂ کلکتہ شاگرد راقم شعر اچھا کہتے ہین

رہتا ہے تصور جو تری جلوہ گری کا
ہے موج ہوا پر بھی گمان بال پری کا

ہشیار رہو غفلت مین نہ یون عمر کو کاٹو
چارہ کرو مواج کچھ اس بیخبری کا

خاک ہو عیسی مریم سے مرے دل کا علاج
یہ مرض وہ ہے کہ جسکا نہین درمان پیدا

سونگھ لے اگر دل ہے تو سینہ مرا مثل چاک
احوال نہ کچھ پوچھیے مجھ خستہ جگر کا

بھیجون خبر مین یار کو ٹیلیگراف مین
معلوم تاکہ ہو اوسے حال اضطراب کا

جو کہ روشن دل ہین اونکو خوف سوائی کہان
سر کھلے رہتی ہے ہر دم بر سر بازار شمع

کب بلب ہے نے سے رند ونکے ہی کیون میں یہ پیر
دختر رز سے یہ واعظ کی تو ہمشیر نہین

اپنے داغ دل سوزان سے جو دیتا تشبیہ
ماہ مین گرمی خورشید قیامت ہوتی

کیا ہوئی اوس سے خطا اور کونسی تقصیر
تم گران خاطر ہوئے ہو عاشق دلگیر سے

موج تخلص خدا بخش قوال اکبر آبادی اپنے فن مین اچھا دخل رکھتا تھا بیشتر دلی مین رہتا تھا لکھنؤ مین جاکر فوت کی

آنکھون کھولا دیلے سر آن مین ہنستے ہنستے
اے مری جان کوئی تو تو تماشا نکلا

موج تخلص میر کاظم حسین ولد میر حسین علی لکھنوی شاگرد رشک

شب فراق مین جب دیکھتا ہون چاند کو مین
تڑپنے لگتا ہون یاد آتے ہین تمہاری گال

کسلیے ہے کہون آسمان حسن تجھے
چکور خط ہین تو ہین چاند تیرے پیاری گال

وہ نہا کے تو جو آیا لب دریا اے موج
بنگیا بحر حبابون سے سراسر آنکھین

موجد تخلص شیخ قادر علی ولد شیخ چراغ علی لکھنوی شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان گزرے

آگیا جو یاد کوچہ اک بت خود کام کا
نکلے ہم کعبہ سے جامہ پھاڑکر احرام کا

نوجوانی مین بہی جھک کر چلتے ہین پیر فلک
ہمکو رہتا ہے خیال آغاز مین انجام کا

بام گردون پہ چاند تھا فکر عالی تو سہی
ڈھونڈ لاؤن عرش سے مضمون تمہاری بام کا

پرتو جو روے یار کا پڑجاے اب مین / بجلی ہو عکس خال کا چشم حباب

مسی وہ ملتے ہین بوسہ سے بے محل ہاتھا / سیاہ کار ہوے لب گنہگا

رنگیے آستین کیطرح اپنے ہاتھ بہی / سہتے اگر چھڑینگے وہ بیاری کا

گھل گھل گیا ہون کیا فراق یار مین ناتوان / تھا گلے مین آگیا ہے اب گریبان کا

کسطرح کہیے ترا برگ گل تر لب ہے / سخت باتون سے یقین ہوتا ہے خار

قطرے چھلک کے گرتے ہین جام شراب سے / ساقی ستارے ٹوٹتے ہین آفتا

موجی تخلص موجی رام لکھنوی خلف دیوان چھتر پت ملازم بہار الدولہ نواب جیسر
شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

جاؤنگا تیشہ لیکے سوے بیستون اگر / ٹھہرینگے سامنے مرے کب کوہ

موزون تخلص میر نواب لکھنوی خلف میر بندہ علی شاگرد مظفر علی اسیر
دیوان ہین

کسکی سنتا ہے وہ بت اور ہی نقشا ٹھہرا / ایک پتھر کی اوسی غیر کا کہنا ٹھہرا

پاے صنم ہے اور ہمارا سر نیاز / لکہا ہے جو ملیگا وہ لوح جبین

نے مدد چلتے نہین بے چوب چل سکتے نہین / ڈھونڈھتے پیری مین ہین کیا کیا سہار

جام ہے ہر گل صراحی غنچہ ساقی ہے بہار / نکہت گل ہے شراب روح پرور باغ

مجھ تیرہ روزگار سے اٹھی زلف مست انجمن / دیکھین ہین ظلمتین شب فرقت کی آنکھ

موزون تخلص میر فرزند علی باشندۂ ساسا سانہ شاگرد شمس الدین فقیر ہر دو
مین شعر کہتے تھے دہلی و لکھنؤ کی سیر کی تھی ۱۲۲۹ بارہ سو انتیس ہجری مین انتقا
صاحب دیوان گزرے

شمع ہر بزم نہ ہونا ہرگز / دل جلونکا بھی کہا کیجیے

چپ بہر جے رہتے آن پڑی اپنی جان کو / تو بہی نہ لاے ہم ترا شکوہ زبا

اپنے کوچہ کو خار بست کیا / یہ نہ جانا برہنہ پا ہین

نرگس کا پھول بہیجا ہے نامہ مین یار کو / معلوم تا کرے وہ مرے انتظا

پھول حضرت نے ہین ترے تشنہ سی مری انگوٹھی — حسن اور عشق مین کیا خوب گل افشانی ہے
وابستہ محبت تھے پیمان کی درستی پر — دل ٹوٹ گیا میرا تم عہد شکن نکلے

موزون تخلص مہاراجہ رام نراین عظیم آبادی نائب صوبۂ عظیم آباد شاگرد شیخ علی حزین نواب قاسم خان کے عہد مین بسبب صادر ہونے کسی تقصیر کے اپنے عہدے سے معزول ہو کر گنگا مین ڈوبائے گئے بیشتر فارسی کہتے تھے

ابر ہوگا تو خجالت سیتی پانی پانی — مت مقابل ہو مرے دیدۂ خونبار کے سامنے

موزون تخلص شاہزادہ محمد قادر بخش دہلوی شاگرد عبد الرحمن خان احسان و مرزا قادر بخش صابر

ہے لاغری سے صورت مو مبتلا زلف — یارب کوئی نہووے اسیر بلا زلف
خوش ہو گئے ہی گویا کہ ہم نہین خاموش — یہ دل بغل مین ہے موجود گفتگو کے لیے

موزون تخلص چھتر سنگہ کایتھ دہلوے نبیرۂ مادھو رام صاحب انشاے مادھو رام

بیت ابرو کو تری دیکھ کے ای مطلع حسن — جو ترے کوچہ سے نکلا سو غزل خوان نکلا

مومن تخلص حکیم محمد مومن خان مرحوم ولد حکیم غلام نبی خان مغفور دہلوی ایک یا دو غزل مین نصیر دہلوی سے اصلاح لی تھی الصلاح ملیند ۂ آئی سنہ ۱۲۶۸ بارہ سو اٹھسٹھ ہجری مین قضا کی ماتم مومن خان انکی وفات کی تاریخ ہے علم نجوم و طب مین خوب دخل رکھتے تھے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے اشعار انکے پر مضمون و شیرین و عاشقانہ و رنگین ہوتے ہین راقم کے زعم مین اس مزے کی طبیعت کا کوئی شاعر ریختہ گویون مین نگزرا انھین کلیات انکا نظر سے گزرا

غضب ہے تیرے ڈرتا ہون رضا کی تیری خواہش ہے — نہ مین بیزار دوزخ سے نہ مین مشتاق جنت کا
اوس نقش پا کے سجدے نے کیا کیا ذلیل — مین کوچۂ رقیب مین بھی سر کے بل گیا
نہ جاؤنگا کبھی جنت مین مین نہ جاؤنگا — اگر نہ ہووے گا نقشہ تمہارے گھر کا سا
یہ ناتوان ہون کہ ہے بات اور نظر نہین آتا — مرا بھی حال ہوا تیری ہی کمر کا سا
اوسے بدخو کا کرم بھی ستم جان ہوگا — مین تو مین غیر بھی دلدادے کے پشیمان ہوگا

کیا سنا تے ہو کہ ہے ہجر مین جینا مشکل
درد ہے جان کے عوض ہر رگ و پے مین ساری
بات کرنے مین رقیبون سے ابھی لوٹ گیا
دیدۂ حیران نے تماشا کیا
مرگئے اوسکے لب جانبخش پر
خدا کی یاد دلاتے تھے نزع مین احباب
دیت مین روز جزا لے رہینگے قاتل کو
ذکر تھا ان سے پہلے سے نفرت نہین ہی
وصل کی شب شام سے مین سو گیا
اے صنم ہاے صنم لب پہ کیون
کچھ سکے جو کہین چپ ہون تو تم کتنے ہو بولو
تیرے پردہ نے کی یہ پردہ دری
نہ مانونگا نصیحت پر نہ سنتا مین تو کیا کرتا
مرے کوچے مین عدو مضطر و ناشاد رہا
عرض ایمان سے صدا وسمع رنگ رو بین کو بڑی
کیا تم نے قتل جہان اک نظر مین
طواف کعبہ کا خوگر ہے دیکھو صدقے ہونے دو
کیا جی لگا ہے تذکرۂ یار مین عبث
کیا مرتے دم کے لطف مین پنہان ستم تھا
موت کے صدقے کہ وہ بے پردہ آ گیا لاش پر
واعظ بتون کو خلد مین لیجائینگے کہین
کسدن تھی اوسکے دل مین محبت جواب نہین
مرغم تو بھی مرہم زخم کہن ہے چارہ گر

تم سے بیرحم پہ مرنے سے تو آ
چارہ گر ہم نہین ہونے کے جو د
دل بھی شاید اوسی بد عہد کا ہے
دیر تلک وہ سب مجھے دیکھا
ہم نے علاج آپ ہی اپنا
ہزار شکر کہ اسدم وہ بد گما
ہمارا جان کے جانے مین بھی ز
کچھ اب تو کفر مومن دیند
جاگنا ہجران کا بلا ہو گیا
خیر ہے مومن تمھین کیا ہو
سمجھ تو یہ تھوڑا ہے کہ مین کچھ نہیں
تیرے چھپتے ہی کچھ چھپا نہ
کہ ہر ہر بات مین ناصح تمھارا نا
شب خدا جانے کہان وہ ستم
تجھ سے اے مومن ابھی یہ تو نہ
کسی نے نہ دیکھا تماشا کسی
بتو سمجھو ذرا مومن ہی مومن یون نہ
ناصح سے مجھکو آج تلک اجتناب
وہ دیکھتے تھے سانس کو اور مجھ مین جو
جو نہ دیکھا تھا تماشا عمر بھر دکھلا
ہے وعدہ کا فزون سے عذاب لیے
سچ ہے کہ تو عدو سے خفا بے سبب
بند تیر یار سے سینہ کا روزن

راز نہان زبان اغیار تک نہ پہونچا
اقدری ناتوانی جب شدت قلق مین
مرگ سے تھی زندگی کی آس سو جاتی رہی
شوخ کہتا ہے بے حیا جا نا
میرا گلا ہنسی سے یونہین گھونٹتے تھے وہ
وہ ہی خالی تو یہ خالی وہ بھرے تو یہ بھرے
فرماتے ہین دھمال ہے انجام کار عشق
بیوفا کہنے کی شکایت ہے ✤
روز کا جھگڑا آخر جان پر بنا دیگا
دیر و کعبہ یکسان ہے عاشقون کو ای مومن
ہم جان فدا کرتے گر وعدہ وفا ہوتا
گنگنے وہ خواب سے اوٹھ غیر کے گھر آخر شب
وہ دن گئے کہ لاف و گزاف جہاد تھا
تھا وصل مین بھی فکر جدائی تمام شب
مومن ہین اپنے نالون کو صدقے کر کہتے ہین
غضب دل نے غیر کے بھی کیا کہین تاثیر کی
اوڑ گیا چرخ پر غبار اپنا
خورنج رشک غیر کی بھی ہم کو ہو گئی
ہم یہان سورہ اخلاص کا پڑھتے ہین عمل
کہنا پڑا درست کہ اشنا رسے ہے لحاظ
کرتے ہین مجھسے دعوی الفت وہ کیا کرین
وہم فغان غیر نے سینہ جلا دیا
وصل مین احتمال شادی مرگ

کیا ایک بھی ہمارا خط یار تک نہ پہونچا
بالین سے سر اوٹھایا دیوار تک نہ پہونچا
کیون بری حالت نہ ہووے غیر اچھا ہو گیا
دیکھو دشمن نے تمکو کیا جلسا نا
کیا سوچکر رقیب خوش آیا خفا گیا
کاسۂ عمر عدو حلقۂ آغوش ہوا
کیا ناصح شفیق نے مژدہ سنا دیا
تو بھی وعدہ وفا نہین ہوتا
اونکو شوق آرایش دل ہے بدگمان اپنا
ہو رہے وہین کے ہم جی لگا جہان اپنا
مرنا ہی مقدر تھا وہ آتے تو کیا ہوتا
اپنے نالہ نے جگایا یہ اثر آخر شب
مومن ہلاک خنجر نار بتان ہے اب
وہ آئے تو بھی نیند نہ آئی تمام شب
اونکو بھی آج نیند نہ آئی تمام شب
آج کیون آتے ہوئے ہر کام پر رکتی ہین آپ
ہو گئی خاک خاکساری آج
اب اور کچھ نکالیے آزار کی طرح
اور بڑھتا ہے وہان غیر سے اونکا اخلاص
ہر چند وصل غیر کا انکار ہے غلط
کیونکر کہین مقولۂ اغیار ہے غلط
آتش لگی تھی کوچۂ دلدار کی طرف
چارہ گر درد ہے دوا ہے عشق

کچھ شعر

کچھ یہ عاشق ہین ہے کچھ فی الحجر
غم و غصہ سے ہے خلقت مری جون طفل نکہ
لگائی آہ نے غیرون کے گھر آگ
گر ترے کوچہ کو دی کعبہ سے نسبت کیا گنا
وصل تبان سے کے تن تو نہین یہ کہ ہو وبال
ٹھانی تھی دل مین اب نہ ملینگے کسی سے ہم
مجھسے نہ بولو تم اسے کیا کہتے ہین بھلا
ادس کو مین جام سمجھے مدد ائی ہجوم شوق
گر ہے دل غیر نقش تسخیر
کمان کھنچی ہے وہ اور ہم خجالت سخت جانی
اب کوئی کیا کرے علاج افسوس
آب وہوا سے ملک محبت راس نہین ہمکو
کیا کسی بت کو دل مین جگہ کی کوئی ٹھکانا اور رہا
کیا پڑی رہتی ہے اسے پردہ نشین جو بیمار
دعوی حسن جانسوز اس قدر
مومن انکا تو نہ تھا ملنے مین آخر اختیار
کچھ نہین نظر آتا آنکھ لگتے ہی تا صبح
ہے دوستی تو جانب دشمن نہ دیکھنا
مومن کو سچ ہے دولت دنیا و دین نصیب
تا نہ پڑے خلل کہین آپ کے خواب ناز مین
خسرو و عیش وصل یار جانکنی اور کوہکن
منظور ہو تو وصل سے بہتر ستم نہین
بے التفاتیان جو عدو سے سنی نہ تمکین

صبر آخر کرے وفا کب تک
نہین کرنے کی وفا عمر جوان ہونے تک
ہوئی کیا کیا وہ اتنی بات پر آگ
مومن آخر تھے کبھی دشمن اسلام ہم
مومن نماز قصر کرین کیون سفر مین ہم
پر کیا کرین کہ ہو گئے ناچار جی سے ہم
انصاف کیجے پوچھتے ہین آپ ہی سے ہم
آج اور زور کرتے ہین بیتابی سے ہم
تو تیرے لیے جلا ئینگے ہم
وہ دل توڑے ہے اپنا اور اوس کو تیر اک ہم
موت نے بھی دیا جواب ہمین
ہوتی ہین لاغر اور زیادہ جتنا ہم غم کھاتی ہین
حضرت مومن اب تمھین کچھ ہم مسجد مین کم پاتی ہین
بہ دعا مین تری چلون کو جو ہم دیتے ہین
پھر کہو گے تم مین ہر جائی نہین
یہ شکایت بھی خدا سے ہے تو بس کیا ہین
گر نہین یقین حضرت آپ بھی لگا دیکھین
جادو بھرا ہوا ہے تمھاری نگاہ مین
شب بیکدی مین گزرے ہے دن خانقاہ مین
ہم نہین جانتے کمی اپنی شب [illegible] مین
اپنا جگر تو خون ہوا عشق کے امتیاز مین
اثنا رہا ہون دور کہ ہجران کا غم نہین
ہم جانتے تھے وصل مین رنج و الم نہین

عاشق کشی ہے شیوہ اگر بوالہوس سہی
دامن قاتل کو وقت قتل کیونکر چھوڑتا
گر یقینی وہان دعا ہوتی ہے ای مومن قبول
آبرو رہگئی مرنے کی کہ روتے تو ہین وہ
وہ ہے بغل مین تو بھی تو یہان نیند اوڑگئی
ان نالہائے شب کا اثر صبح دیکھیو
کشتۂ غیرت تری پانی چوانے سے ہے غیر
دکھاتے آئینہ ہو اور مجھ مین جان نہین
ہین غیر مرے نکلنے سے خوش
اس نامہ کے صدقے جسکی دولت
جز تیغ نہ ہین مرے دشمن تو اور بھی
کیسے سکئے رقیب کے کیا طعن اقربا
لگ جا شاید آنکھ کوئی دم شب فراق
چرخ و زمین مین توبہ کا ملتا نہین سراغ
دونون کا ایک حال ہے یہ مدعا ہو کاش
خار بستر تہ شب ہجر بچھاؤن کیونکر
ے دیا ہیجے بوسہ طلب اول یہ
سرمہ گین آنکھ سے تم نامہ لگاتے کیون ہو
یارو لوا دو نا تپش نے تیری شوخی وصل کی
مجلس مین مرے ذکر کے آتے ہی اوٹھو دم
ہون خانمان خراب ستم سے زیادہ تر
وہ جو ہم مین تم مین قرار تھا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
ہوئے اتفاق سے گر بہم تو وفا جتانے کو دم بدم

آخر تجھے اپنی جان سے کے دشمن تو ہم نہین
بیکسی نے جان تھی اپنی کفن کے فکر مین
جانیئے کعبہ بھی غسل برہمن کی فکر مین
اشک شادی ہی سے گو چشم کو نم کرتے ہین
یہ سوچ ہے گیا نہ ہوا عدا کی خواب مین
آیا خلل گر اوس ستم آرا کے خواب مین
مرتے دم پاتا ہون ذوق خون دشمن آسمان
کہوگے پھر بھی کہ مین سمجھا بدگمان نہین
گویا کہ مین انکا مدعا ہون
مومن رہون اور بتون کو چاہون
لیکن بڑے غضب یہی دو تین چار ہین
تیرا ہی جی بچا ہے تو باتین ہزار ہین
ناصح ہے کہ نے آو گر افسانہ خوان نہین
ہنگامۂ بہار و ہجوم سحاب مین
وہ ہی خط اوس نے بھیجدیا کیون جواب مین
دل مین تو ہے وہ گل اندام اگر بر مین نہین
سچ کہا تم نے مزا حرف مکرر مین نہین
خاک مین نام کو دشمن کو ملاتے کیون ہو
مرگئے ہم دیکھکر مین ہائے بستر رات کو
بدنامی عشاق کا اعزاز تو دیکھو
ایسا نہو کہ اب بھی ترے دل مین گھر نہ ہو
وہ ہی یعنی وہ وعدہ نباہ کا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
گلہ ملامت اقربا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی ہم میں تم میں بھی چاہ تھی کبھی ہم سے تم سے بھی راہ تھی
وہ بگڑنا وصل کی رات کا وہ نہ ماننا کسی بات کا
جسے آپ گنتے تھے آشنا جسے آپ کہتے تھے باوفا
ایسی ادا سے بوسہ دو لب کا کہ شادی مرگ ہون
دنرات فکر جور میں یون رنج اوٹھاتا کب تلک
مومن تم اور عشقِ بتان اے پیر و مرشد خیر ہے
گو آپ نے جواب بُرا ہی دیا ولے
ہم سمجھتے ہیں آزمانے کو
یہ جامہ پارہ پارہ تڑپنے سے ہوگیا
شبِ غم کا بیان کیا کیجئے
مانگا کرینگے اب سے دعا ہجر یار کی
میں کینے سے بھی خوش ہون کہ سب یہ تو کہتے ہیں
اللہ ری گمرہی بت و بتخانہ چھوڑ کر
چاہا کرے دل لاکھ نہ بولونگا جو ہمدم
مومن نہ سہی بوسہ یا سجدہ کرینگے
سمجھے کے اور ہے کچھ مرحلا میں ابھی ناصح
باندھو اب چارہ گرو چلکے کہ وہ بھی شاید
کر علاجِ جوشش وحشت چارہ گر
گر دعا کرتا ہون مومن وصل کی
پونچھے آنسو وار فون کے کیا کرون اب بیکسی
خاک میں ملجائے یارب بیکسی کی آبرو
اب تو جلنا بھی مشکل ہے تیرے بیمار کو
تابِ نظارہ نہیں آئینہ کیا دیکھنے دون

کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ نہیں نہیں کی ہر آن ادا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
میں وہی ہون مومن مبتلا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
جور و ستم کا سیری جان لطف و کرم سے کام لو
میں بھی ذرا آرام لون تم بھی ذرا آرام لو
یہ ذکر اور منہ آپ کا صاحب خدا کا نام لو
مجھسے بیان نہ کیجے عدو کے پیام کو
عذر کچھ چاہیے ستانے کو
صبحِ شبِ فراق سے ہے تو بدگمان نہ ہو
ہے بڑی بات اور چھوٹا منہ
آخر تو دشمنی ہے اثر کو دعا کے ساتھ
اوس فتنہ گر کو لاگ ہے اس مبتلا کے ساتھ
مومن چلا ہے کعبے کو اک پارسا کے ساتھ
وہ میرے ستانے کو رقیبوں سے خفا ہے
وہ بت جو ہے اور دکھا تو اپنا بھی خدا ہے
کہا جو تو نے نہیں جان جا کے آنے کی
وصل دشمن کے لیے ہووے مزا آجائے
لادے اک جنگل مجھے بازار سے
ہاتھ باندھے ہے وہ بت زنار سے
داغ میرے خون کا دامن سے چھوٹا جا سے ہی
غیر میری نعش کے ہمراہ روتا جائے ہی
ضعف کے باعث کہان دنیا اوٹھایا جائے ہی
اور بنجائینگے تصویر جو حیران ہونگے

ایک ہم ہین کہ ہوئے ایسے پشیمان کہ بس
عمر ساری تو کٹی عشق بتان مین مومن
گو کہ ہم صفحۂ ہستی پہ تھے اک حرف غلط
کہتا ہے مرے آگے وہ مجھ پہ عدو غش ہے
پامال اک نظر مین قرار و ثبات ہے
عیش مین بھی تو نہ جاگے کبھی تم کیا جانو
ذکر کر بیٹھے برا ہی ہے شاید مرا
نکرنے تجھے نصیحت او سکے بیٹھے پریشان کی
خیال خواب راحت ہے علاج اس بدگمانی کا
مومن ایمان قبول دل سے مجھے
کرتا ہے قتل عام وہ اغیار کے لیئے
عدو کے وہم سے نکلتا ہون بزم غیر مین سحر
تسلی دم دا ... ہوچکی
جان بلب ہون خبر وصل سنا دے قاصد
مر گئے پر ھی بے خبر صبا و
کوچۂ غیر مین ملا دہ ہین
مومن آؤ تمہین بھی دکھلا دون
وہ کہان ساتھ سلاتے ہین مجھے
شعلہ رو کہتے ہین اغیار کو وہ
وہ جو کہتے ہین تجھے آگ سے لگے
غدب دل زور آزمانا چھوڑ دے
ناتوانی سے نزاکت ہے زیاد
شب ہجر مین کیا ہجوم بلا ہے

ایک وہ ہین کہ جنہین چاہ کے ارما
آخری وقت مین کیا خاک مسلمان
لیکے او ٹھے بھی تو اک نقش شا کے
ہے سبب مری الفت سے ہی بخبر
اوسکا نہ دیکھنا نگہ التفات سے
کہ شب غم کوئی کس طور سحر کرتا
اب وہ اغیار کی صحبت سے غدر
عجب فتنہ ہے ناصح بھی کہ یہ فتنے اوٹھا
وہ کافر گور مین مومن مرا شانہ ہلاتا
وہ بت آزردہ گر نہ ہو جا
وس بس روز مرتے ہین دو چار
نہین ہے اور کچھ یون آپ جو چاہین گا
ہین ہو چکی جب نہین ہو
لب ہلانے مین ترے کام مرا ہو
اب توقع نہین رہا ئی
ہرزہ بازی مے رہنمائی
سیر بتخانہ مین خدا ئی
خواب کیا کیا نظر آتے ہین
اپنے تئین دیکھ جلاتے ہین
مژدۂ وصل سناتے ہین
پاسے نازک کا ستانا چھوڑ دے
مجھ سے تو دامن چھوڑانا چھو
زبان تھک گئی مرحبا کہتے

ون بتاکر حال دل کہنا نہ تہا
بات بگڑی میری ہے تقریر سے

دلکو جلدی جانیکی مجہکو عذاب جانکنی
دونون کا دم ناک مین ہے موت کی تاخیر سے

ے پہر مرنے لگا مین لطف کی تقریر سے
اسکا دم بہی کم نہ تہا ہرگز دم شمشیر سے

ن بہی کچہ جوشش نہین دفا کر گئے
تم نے اچہا کیا نباہ نہ کی

ریۂ وآہ بے اثر دونون
سکنے کشتی مری تباہ نہ کی

ذہ بوئی ضرور تہی اے چرخ
کیون شب بوالہوس سیاہ نہ کی

ل کہول کے ہل لیجیے مومن مضمون سے
اس سال مین گر سوی حرم عزم سفر ہے

مدد ہر جوشش تڑپنے کو تہا دل بسمل قتل
وہ بیقرار ہوئے آگیا قرار اب مجہے

ر غفلت سے باز آیا جفا کی
تلافی کی بہی ظالم نے تو کیا کی

ب وصل مدد کیا کیا جلا ہون
حقیقت کہل گئی روز جزا کی

یجے اے دل تری جلدی نے مارا
نہین تقصیر اوس دیر آشنا کی

اوس بت سے مرتا ہون تو مین
کہا مین کیا کرون مرضی خدا کی

ین نہ آپ تو ہم بوالہوس سے حال مین
کہ سخت چاہیے دل اپنے رازدان کیلیے

بط اوس سے نہ یاری آسمان سے
جفا بہ مدد لاؤن کہان سے

آئے ہین پشیمان لاش پر اب
تجہے اے زندگی لاؤن کہان سے

اکی بے نیازی اے مومن
ہم ایمان لاتے تہے ناز بتان سے

نفیس تخلص میر سعادت علی بنارسی

ن جوشش گریہ ہچکیان لینے لگا نفیس
اہلا یہ مذاز ہے اب نالہ شبگیر مین اثر تو

نفیس تخلص میر نواب مرثیہ گو برادر خورد میر انیس مرثیہ گو خلف و شاگرد مستحسن خلیق تخلص باشندہ لکہنو بیشتر مرثیہ کہتے ہین انسے عظیم آباد مین ملاقات ہوئی تہی

دن کے لوٹنے کی جو سیر اوسکو بہائی
افشان لگا لگا کے ہہرائی تمام رات

کے جبین کے ہونٹہونکے بوسے دیے ہین
اوسنے زکوٰۃ حسن لٹائی تمام رات

سو نفس پھر آج ہجر کا دن کاٹنا پڑا	موت ایسی ہو گئی کہ نہ آئی تمام رات
حلقے پہ حلقے پیچ پہ ہین پیچ یا نصیب	کا ہیکو اب چھٹینگے اسیران دام زلف
مین جان بلب ہون جلد کوئی ڈھونڈلا دل	یہ کون لے گیا مرے پہلو سے اے دل
شکوۂ جور وجفائے آسمان کرتا نہین	مین زمین پر نقش حیرت ہون فغان کرتا
کیون نالے کر رہا ہے جرس ٹھہر و ہمرہان	کوئی تھکا ہوا تو پس کاروان نہین

مہاراج تخلص راجہ سلاس رائے نواب رحمت خان کے دیوان تھے

مکھڑے کو جو دیکھا ہے کبھی رات کو تیرے	رہتا ہے کھلا دیدۂ مہتاب فلک

مجبور تخلص مجبور خان خلف حکیم عسکری

اوس لب لعل سے اب لاگ لگی ہے دل کو	چشمۂ خضر سے اب آگ لگی ہے دل

مجبور تخلص محمد صدر الدین شاگرد نظام الدین ممنون وطن انکا کشمیر مولد دہلی

تو اگر اے شانہ پہنچے تو ذرا اسکو سراغ	دلربا کے کاکل پرپیچ مین دل رہ گیا

مجبور تخلص پنڈت شیو پرشاد میر منشی رزیڈنسی راجپوتانہ

ٹھوکر لگی جو پائے نگارین یار کی	مثل عقیق ہو گئی لوح مزار شیر
کب چین خاک مین ہے دل بیقرار سے	ہے برق جلوہ گر مری مشت غبار

مجبور تخلص حکیم شیخ محمد بخش شاگرد جرأت ولد حکیم خیر اللہ وطن انکا فتحپور ہنسوا
ومسکن لکھنؤ ایک دیوان اور ایک مثنوی موسی باغ کی تعریف مین اور نور
اور چار چین علم حکمت مین انسے یادگار ہین سنہ ۱۲۴۰ بارہ سو چالیس ہجری مین بعہ
کو گئے وہان سے مدینہ مین جا کر قضا کی نسخۂ نور تن نظر سے گزرا

مین ہون غم اسلیئے بلبل صفت و زار نالان ہون	کہ باغ دہر مین گل کی روش کچھ دل کو
مجبور سنی تو نے بھی ہے کچھ خبر دل	یہ بیخبری کیسی ہے چل ہے سفر د

مجبور تخلص مرزا ہدایت علی مرحوم ابن مرزا احسن الدین ابن عالمگیر ثانی بادشاہ
دہلی شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

یقین میرے مرنے کا آیا نہ اون کو	کہا ہو گیا ہے کچھ آزار د

میور تخلص اقبال الدولہ نواب عنایت حسین خان خلف نواب نصیر الدین نصیر ابن نواب امین الدولہ علی ابراہیم خان بنارسی صاحب دیوان گزری

دل کا پہر کمالکے دل صدا مین زلفون کے رے گرے — وہ بام پر کھڑے جو کبوتر اوڑاتے ہین

وصل جو پہلو مین رہا تو نہ دکہائی مجہ کو — آج تک گل سے کسی گل نکل آئی مجہکو

ان سکہ سود ہنسنے کی تہی اوس سے لپٹ کر عادث — صبح تک ہجر کی شب نیند نہ آئی مجہکو

مہدوی تخلص نواب مہدی علی خان رئیس عظیم آباد خلف نواب جعفر حسن خان فیض شاگرد غلام علی راسخ انسے پٹنہ مین ملاقات ہوئی تہی

لہے محیط اس مرتبہ تک فیض اوسکے نور کا — ہر شرر ہے سنگ مین ہمسر چراغ طور کا

مدہب شگفتہ لالہ خونین کفن ہوجائے گا — بے ستون پر تازہ خون کوہکن ہوجائیگا

فرقہ بیتابی عاشق نہ سمجہا تہا یہ بہید — پردہ در غفلت کا چاک پیرہن ہوجائیگا

مہدی تخلص نواب مہدی علی خان مرشدآبادی کلکتہ مین ہی آئی تہے

بیجا وہ سرو حسن باغ مین جلوہ کنان ہے اب — استادہ جسکے شوق مین سرو روان ہے اب

ان گل خزان سے غنچہ دل خشک ہوگیا — کسکو ہوا سے سیر گل و گلستان ہے اب

مہدی تخلص مرزا مہدی باشندہ الہ آباد

بہرے مژگان کے مقابل ہین کوئی تیر نہین — تیز تر ابرو سے خدار سے شمشیر نہین

مہدی تخلص نواب جلال الدولہ مہدی علی خان خلف نواب سعادت علی خان مسندآرا سے لکہنو صاحب دیوان گزرے

لب ستم ہونے لگے ایجاد تیرے ہاتہ سے — کرتے ہین خورد و کلان فریاد تیرے ہاتہ سے

دی ترس آیا تجہے اے عشق ہے یہ کیا غضب — گہر بسے لاکہون ہوئے برباد تیری ہاتہ سے

مہر تخلص رجب علی بیگ

ما جان بلب ہون رکہو دہرائی نکتہ مین مجہے — آیا ہے یاد خال لب نازنین مجہے

مہر تخلص محمد عمر باشندہ میرٹہ

نہرے اوٹہاتے ہین دشمن کو کب نصیب — اوپر ترا عتاب تو ای جان جان نہین

مہر تخلص میر مہر علی خلف میر شہاب الدین باشندۂ دہلی

خاک ہو لے پہ بھی محرومی قسمت نہ گئی — نہ تو سرمہ ہی ہوا اور نہ غبار دامن

مہر تخلص منشی مہر چند فرخ آبادی بیشتر لکھنؤ اور اکبر آباد مین رہتے تھے

اے کمان ابرو جہان جاتا ہون ان تیر نظر — پہونچتا ہے اکدم مین پاس میری رگنا
سرمگین چشم کو بیمار کسی سے جلد خبر — بولتا ہے نہین کہتے ہین بڑی دیر ہوگی
یہ تو اپنی خواب مین بھی بر نہ آئی آرزو — ہم خیال وصل جانان بیشتر باندھا کیے

مہر تخلص عبد اللہ خان ولد مصطفے خان صاحب جس کا لقب مصطفائی باشندۂ لکھنؤ شاگرد تسلیم دہلوی کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم کے احباب مین ہین شعر انکے اچھے ہوتے ہین صاحب دیوان ہین انکا دیوان چھپا ہے نظر سے گزرا

برائی ہمین سے برائی ہمین سے — بھلا بے مروت بھلا بے مروت
معنی یہی ہین حسن و لطافت کے اے پری — پوشاک مین بدن نظر آئے بدن مین روح
مرنے نہ دیگی یاد تری بال بال کی — جکڑی ہوئی ہر زلف شکن در شکن مین روح
محروم ہم رہین ترے محرم سے ای پری — یون مدعی نکالا کرین مدعا ہر دل
اونکی نظرون سے گر گیا ہون مین — کیسی افتاد مین پڑا ہون مین
نہ گیا اے فلک غبار ترا — خاک مین گو کہ مل گیا ہون مین
جو سوز دل سے دوزخ ہون تو داغ دل سے جنت ہون — قیامت سر سے ٹل ہوگی مالک اور رضوان بین
ترحم مین ستم مین التجا میری رہی تم سے — چھوا ہو گر کوئی دامن تو منہ ڈالون گریبان مین
مارنا کیسا کہ دھمکاتے نہین تلوار سے — تیز فقرے قاتلون کے کب مین ڈھال آ گئے ہین
بہا گئے تو مست بنت عنب کو لگا کے ہاتھ — ساقی نے کاٹنے کو ہمارے ہی تاکی ہاتھ
سینہ و پشت صنم کے نور سے زائل ہوئے — قدر روئے آئینہ تو قیر پشت آئینہ
آپ آئے نہ اجل آتی ہے — آرزو دل مین رہی جاتی ہے
قتل کرنے کو وہ آئین کیونکر — مہندی پاؤن کی گھسی جاتی ہے
ستم جا ہو کر و ہمیر نوازو یا ترحم سے — قصور اب تو ہوا ہم سے محبت ہو گئی تم سے
شباب کہنہ ساقی ہی کہہ کہکے جیتے ہین — نہین کم تلقی مینا ہمین میسے کے قم قم سے

مہر تخلص نواب امین الدولہ سید آغا علی خان شاگرد ناسخ و رشک خلف معتمد الدولہ مولد انکا لکھنؤ مسکن کانپور مدفن نجف اشرف انھون نے کربلا کی بھی زیارت کی تھی دیوان انکا نظر سے گزرا

بڑے مضمون سے یہ ہاتھ آیا ہے ۔ رکھتا ہے ایک کمانی چھلا

فانوس ہین اوس شمع صباحت کے سب فلک ۔ جو کوکب سیارہ ہے پروانہ ہوا اوسکا

ہجر مین ہون جفا طلب رنج طلب بلا طلب ۔ نوحہ طلب فغان طلب داغ طلب بکا طلب

بجھتے ہین تحت و فوق مین پھر آ مین تیری ذوق مین ۔ رہتے ہین تیرے شوق مین درد طلب دوا طلب

اوسکو لذت عشق کی اصلا نہین ۔ جو ترے خنجر تلے تڑپا نہین

دیکھ لطف عتاب یار اے دل ۔ دل مین غصہ ہے پیار آنکھون مین

ہم وہ باہم ہین محو صحبت عشق ۔ ایک جلوہ ہے چار آنکھون مین

تلخ باتین ہین میٹھی نظرین ہین ۔ زہر منہ مین نبات آنکھون مین

حسن وہ شے ہے کہ بے جان مین بھی تاثیر ہے ۔ دیکھتا رہتا ہے تجھکو انجمن مین آئینہ

بت کہا تجھکو یا خدا سمجھے ۔ سمجھے جو کچھ تجھے بجا سمجھے

ہے نام خدا مجسم صنم اپنا ۔ افسون کی جو باتین ہین تو جادو کی اشارے

رکھتے ہین خار دشت نوک زبان ۔ شرح میری برہنہ پائی کی

مہر تخلص نواب منصور خان خلف نواب محبت خان محبت تخلص باشندۂ لکھنؤ شاگرد جرأت صاحب دیوان گزرے

نہ خمار مئے اندوہ سے جھوکے وہ آنکھ ۔ نشۂ عشق نہ ہووے جسے بیہودہ آنکھ

مشکل ہے بہت آگ بجھانی مری دل کی ۔ خورشید قیامت ہے نشانی مری دل کی

فسانۂ الفت کے سوا شغل نہین اور ۔ دشمن ہے یہ شبہاے جوانی مری دل کی

مہر تخلص مرزا حاتم علی لکھنوی وکیل عدالت دیوانی اکبرآباد شاگرد ناسخ خلف مرزا فیض علی بن مرزا مراد علی خان صاحب دیوان و رسالۂ نسخۂ مہر ہین *

چلے بھی آؤ قیامت بھی ہو چکی حساب ۔ بڑا عذاب ہے رہتی ہے انتظار مین دم

نذر دل مانگتی ہین آپ کی سرشار آنکھین ۔ مین مستی مین رہا کرتی ہین ہشیار آنکھین

کرتا غضب ابتک تو ہمارا دل بیتاب | رذ کے ہوئے ڈانٹو ہوئی دھمکائی ہوئی ہین
کیا بات تری ای لب جان بخش ہے کیا بات | عیسیٰ بھی ترے وقت مین دم کھائی ہوئی ہین

مہلت تخلص مرزا علی لکھنوی شاگرد جرأت مرزا علی نقی محشر کی ہاتھ سے مارے گئے

مرنے کے بعد بھی نہ گئی دل کی یہ طپش | آرام زیر خاک بھی اب خاک لیجیے

میر تخلص میر محمد تقی اکبرآبادی ولد میر عبد اللہ ہمشیرہ زادہ و شاگرد سراج الدین علیخان آرزو عنفوان شباب مین دہلی مین گئے تھے وہان سے لکھنؤ مین جاکر سکونت اختیار کی نواب آصف الدولہ بہادر کی سرکار سے انکا وظیفہ مقرر ہوا تھا ۱۲۲۵ بارہ سو پچیس ہجری مین فوت کی سواے قصیدہ کے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے اشعار انکے بنہایت مرتبہ رتبۂ بلند رکھتے ہین فرط اشتہار سے حاجت بیان نہین مثنوی و غزل گوئی مین ایستادہ مسلم الثبوت گذرے انکی استادی سے کسی کو انکار نہین جو درد کہ انکے کلام مین ہے کسی شاعر ریختہ گو کے کلام مین نہین انکے چھ دیوان ریختہ مع قصاید و مثنوی نظر سے گزرے ایک دیوان فارسی اور ایک تذکرۂ شعرا اور ایک رسالہ میر فیض بھی انسے یادگار ہین

ہنگامہ گرم کن جو دل ناصبور تھا | پیدا ہر ایک نالہ سے شور نشور تھا
نکلا تھا آج صبح بہت گرم ہو وے | خورشید اوسکو دیکھتے ہی سرد ہو گیا
کشتی ہر ایک فقیر کی بھر دی شراب سے | اس دور مین کلال عجب مرد ہو گیا
دل سے شوق رخ نکو نہ گیا | جھانکنا تاکنا کبھو نہ گیا
سب گئے ہوش و صبر و تاب و توان | لیکن اے داغ دل سے تو نہ گیا
سجدہ گردان ہے میر ہم تو رہے | دست کوتاہ تا سبو نہ گیا
ہمنے جانا تھا لکھیگا تو کوئی حرف اے میر | پر ترا نامہ تو اک شوق کا دفتر نکلا
حساب کاہے کا روز شمار مین مجھسے | شمار ہی نہین ہے کچھ مرے گناہونکا
جتنے تو مراد نے مجھے داغ ہی رکھا | پھر گور پر چراغ جلایا تو کیا ہوا
اتنی گزرے جو مرے ہجر مین سوا دہلی سبب | صبر مرحوم عجب مونس تنہائی تھا

اے دوست کوئی مجھسا رسوا نہ ہوا ہوگا — دشمن کے بھی دشمن پر ایسا نہ ہوا ہوگا

خدا کو کام تو سونپے ہین مین نے سب لیکن — رہے ہے خوف مجھ کو وانکی بے نیازی کا

ہم خستہ دل ہین تجھسے بھی نازک مزاج تر — تیوری چڑہائی تو نے کہ یہان جی نکل گیا

دور بہت بھاگو ہو ہمسے سیکھے طریق غزالو — وحشت کرنا شیوہ ہے کچھ اچھی آنکھون والونکا

سخت کافر تھا جن نے پہلے میر — مذہب عشق اختیار کیا

دل و دماغ ہے اب کسکو زندگانی کا — جو کوئی دم ہے سو افسوس ہے جوانی کا

میر بھی دیر کے لوگون ہی کی سی کہنے لگا — کچھ خدا لگتی بھی کہتا جو مسلمان ہوتا

میر گئے ہوش کے ہین ہم عاشق — فصل گل جب تلک تھی مست رہا

بس اب نہ منہ کھلاؤ ہمارا اڑ کے رہو — محشر کو ہم سوال کرین تو جواب کیا

ہر چند میر بستی کے لوگونسے ہے نفور — پر ہائے آدمی ہے وہ خانہ خراب کیا

ہمسر تھا ایک مونس ہجران — سو وہ مدت سے اب نہین آتا

میر کے نبض پر رکھ ہاتھ لگا کہنے طبیب — آج کی رات یہ بیما نہین جینے کا

اب تو جاتے ہین بتکدہ سے میر — پھر ملینگے اگر خدا لایا

دلی مین آج بھیک بھی ملتی نہین انھین — تھا کل تلک دماغ جنھین تاج و تخت کا

شاید نشہ مین اوسکی یہ سفاکیان ہو نین — زخمی جو اوسکے ہاتھ کا نکلا سو رنجور تھا

ایسے بت بے مہر سے ملتا ہے کوئی بھی — دل میر کو بھاری تھا جو پتھر سے لگایا

تیرا رخ مخطط قرآن ہے ہمارا — بوسہ بھی لین تو کیا ہے ایمان ہے ہمارا

کھلا نشہ مین جو پگڑی کا پیچ اوسکے میر — سمند ناز کو اک اور تازیانہ ہوا

دل بیرحم گیا شیخ لیئے زیر زمین — مر گیا پر یہ کہن گبر مسلمان نہ ہوا

ہونا نہ چار چشم دل اوس ظلم پیشہ سے — ہشیار زینہار خبردار دیکھنا

دل عشق کا ہمیشہ حریف نبرد تھا — اب جس جگہ کہ داغ ہے یہان آگے درد تھا

گزرے مدام اوسکی جوانان مست مین — پیر مغان بھی طرفہ کوئی پیر مرد تھا

عاشق ہین ہم تو میر کے بھی ضبط عشق کے — دل جلگیا تھا اور نفس لب پہ سرد تھا

ہمارے آگے جو تیرا کسی نے نام لیا
لیتے ہی نام اوسکا سوتے سے چونک اوٹھے
بخت سیہ نے دیر مین کل یاوری سی کی
نے جاوہ وہ اوسے ہے نہ مجھکو ہے وہ دماغ
کاش اوسکے روبرو نہ کرین مجھکو حشر مین
کہتے ہین آگے تہا بتون مین رحم
میر سے پوچھا جو مین عاشق ہو تم
کیا پوچھتے ہو آہ مرے جنگجو کی بات
آئے ہین میر منہ کو بنائے جفا سے آج
جی لیا بوسۂ رخسار مخطط دے کر
نظر میر نے کیسی حسرت سے کی
کس پر تھے بید داغ کہ ابرو بہت ہے خم
دامن پہ آج میر کے داغ شراب تہی
اس طور سے تمہارے تو مرتے نہین ہین ہم
مرنے پہ جان دیتے ہین وارفتگان عشق
مرتے ہین سب پہ میر نہ اس بیکسی کے ساتھ
کرتا ہے کون منع کہ سج اپنی تو نہ دیکھ
ہر گام سدرہ تہی تجا نہ کی بجنت
مین منع میر تجھکو کرتا نہ تہا ہمیشہ
کر رحم ٹک کب تک ستم مجھپر جفا کار اس قدر
اپنی ضلع مین بہی ہے میر ضد نہایت
رنگ شکستہ اپنا بے لطف بہی نہین ہے
شکوۂ آبلہ ابہی سے میر

دل ستم زدہ کو ہم نے تہام تہام لیا
ہے خیر میر صاحب کچھ تم نے خواب دیکہا
تہی دشمنون سے اوسکو لڑائی تمام شب
جاتا مرا اودہر کو بشرط طلب ہو اب
کتنے مرے سوال ہین جنکا نہین جواب
ہے خدا جانیے یہ کب کی بات
ہو کے کچھ چپکے سے شرمائے بہت
گویا وفا ہے عہد مین اوسکے کبہو کی بات
شاید بگڑ گئی ہے کچھ اوس بیوفا سے آج
عاقبت اوس نے ہمین زہر دیا پان کر بیچ
بہت روئے ہم اوسکی رخصت کے بعد
کچھ زور سا پڑا ہے کہین اس کمان پہ
تہا اعتماد ہم کو بہت اس جوان پہ
اب واسطے ہمارے لگا او جفا کچھ اور
ہے میر راہ و رسم دیار وفا کچھ اور
ماتم مین تیرے کوئی کر دیا پکار کر
لیکن کبہی تو میر کے بہی حال پر نظر
کعبہ تک تو پہونچا لیکن خدا خدا کر
کہوئی نہ جان تو نے دل کو لگا لگا کر
اک سینہ خنجر سیکڑون اک جان و آزار اس قدر
پہر مری گور او ٹہینگے بیٹہینگے ہم جو اٹھ کر
مہمان کی کبہی صبح دیکہو اک آدہ رات رہ کر
ہے بیمار رہے ہنوز دلی دور

اسوقت ہے دعا و اجابت کا وصل میر
ضعف یہانتک کھنچا کہ صورت گر
وہ لوگ تم نے ایک ہی شوخی مین کہو دیے
آزار دیکھے کیا کیا اون پلکون سے انکے
منتظر قتل کے وعدے کا ہون اپنی یعنی
کیا کیجیے کیا رکھے ہین ہم تجھسے یار خواہش
مل خموش لب نے دیکھو ہو آرسی مین
پان لیتا تو جا فقیر دن کے
سب آئینہ نمط رکھتے ہین خوبان اختلاط
غلط غلط کر رہون تم سے مین ذرا غافل
کسیکے کہنے سے مت بدگمان میرے سے
عشق سے ہے عشق ہے جہان دیکھو
ہم گڑے اوسکے در ہی پر مر کر
اللہ رے عندلیب کی آواز دلخراش
جانین ہین فرش سہ ترو ست ہلال مل
رہتا نہین ہے کوئی گھڑی اب تو یار دل
اسیر ہین شاید اوسکی زلف سے کام
ہے تر دل بتون کا کیا معلوم
طرز کینہ کی کوئی چھپتی ہے
جب میسر ہو بوسہ اوس لب کا
ترش رو بہت ہے وہ زر گر پسر
نہ ملے اب کی اسیرون سے تو
مستی مین ہمکو ہوش نہین نشاتین کا

اک نعرہ تو بھی پیشکش صبحگاہ کر
رہ گئے ہاتھ مین قلم لے کر
پیدا کیے تھے چرخ نے جو خاک چھانکر
جی لیگئے یہ کانٹے دلمین کھٹک کھٹک کر
جیتا مرنے کو رہا ہے یہ گنہگار ہنوز
اک جان و صد تمنا اک دل ہزار خواہش
پھر پوچھتے ہو ہنسکر مجھہ بینوا کی خواہش
برگ سبز ست تحفۂ درویش
ہوتے ہین یہ لوگ بھی کتنے پریشان اختلاط
تم اور لو کبھی میری خبر دروغ دروغ
واہ اور اوسکو کسو پر نظر دروغ دروغ
سارے عالم مین بھر رہا ہے عشق
اور کوئی کرے وفا کیا خاک
جی ہی نکل گیا جو کہا اون نے ہای گل
اسے رشک حور آدمیونکی سی چال چل
آزردہ دل ستم زدہ دل بیقرار دل
برسون سے تو لٹک رہے ہین ہم
نکلے پردے سے کیا خدا معلوم
مدعی کا ہے مدعا معلوم
چپکے ہی ہو رہو نہ بولو تم
پڑے ہین کھٹائی مین مدت سی ہم
ہوئے ہین فقیر انکی دولت سے ہم
گلشن مین اینڈتے ہین پڑے زیر تاک ہم

اے بتو اس قدر جفا ہم پر
کوئی خواہان نہین ہمارا میر
کرتے ہین گفتگو سحر اُٹھکر صبا سے ہم
کہی ہے ہر کوئی افسانہ میرا
مستی سے درہمی ہے مری گفتگو کے بیچ
کرتا نہین قصور ہمارے ہلاک مین
میر سچ کہتا تھا جنت ہو نصیب اوسکی تئین
پیری سے جھکتے جھکتے پہونچا ہون خاک تک میر
باغ گو سبز ہوا اب سر گلزار کہان
نہین دیر اگر میر کعبہ تو ہے
ہر آن کیا عوض ہے دعا کا بدی و لے
میر صاحب کو دیکھیے جو بنے
اوسکے کوچہ مین نہ کر شور قیامت کا ذکر
تو پری شیشے سے نازک ہے نہ کر دعوی مہر
آتے ہین مجھے خوب یہ دو نو ہنر عشق
نامہ کو چاک کر کے کرے نامہ بر کو قتل
پایا ہی جی نجات کے غم مین
آگئے تو لعل نو خط خوبان کے دم نہ مار
خال و خط ایسے فتنہ لگا ہین یہ آفتین
جب لے نقاب منہ پر تب دید کر کے کیا
بوے گل ور رنگ گل فقد ہوا اللہ اے نسیم
شکوہ کرون ہون بخت کا اتنے غضب نہ بتان
نالہ کیا نہ کر سنا نوحہ یہ میرے عندلیب

عاقبت بندہ خدا ہین ہم
گویا جنس نارو ا ہین ہم
لڑنے لگے ہین ہجر مین تیرے ہوا سے ہم
عجب نسبت ہے بندے مین خدا مین
جو چاہو تم بھی مجھکو کہو مین نشہ مین ہون
یا رب یہ آسمان بھی ملجاے خاک مین
حور کا چہرہ کہان اوسکا رخ نیکو کہان
وہ سرکشی کہان ہے اب تو بہت دبا ہون
دل کہان وقت کہان عمر کہان یار کہان
ہماری کوئی کیا خدا ہی نہین
تم کیا کرو بھلے کا زمانا رہا نہین
اب بہت گھر سے کم نکلتے ہین
شیخ یہان ایسے ہنگامے ہوا کرتے ہین
دل ہین پتھر کے انھون سے وفا کرتے ہین
رونے کے تئین آندہی ہون کڑہنے کو بلا ہو
کیا یہ لکھا تھا میر مری سرنوشت مین
ایسی جنت گئی جہنم مین
گوا سے مسیح اگلی وہ باتین نہین رہین
کچھ اک بلا و زلف پریشان ہی نہین
در پردہ شوخیان ہین اور بے حجابیان ہین
لیک بقدر اک نگاہ دیکھیے تو وفا نہین
مجھکو خدا نخواستہ تم سے تو کچھ گلا نہین
باتین ہین بات عجب ہر مین نے تجھے کہا نہین

محمل نشین ہین کتنے خدام یار مین یہان
تیغ و تبر رکھا نہ کرو پاس میر کے
تفاوت کچھ نہین شیرین و شکر اور یوسف مین
عام ہے یار کی تجلی میر
تری انکھون کو آذن دیکھنے مین تو عجب مست کر
عاشق ہے یا مریض ہے پوچھو تو میر سے
خوش نہ آئی یہ تیری چال ہمین
دن نہین رات نہین صبح نہین شام نہین
نہ نگہ نے پیام نے وعدہ
ایک سب آگ ایک سب پانی
ہوگا کسو دیوار کے سایہ مین پڑا میر
مت تربت میر کو مٹاؤ
اب سے کہو گے کچھ تو ہم چپکے ہو رہینگے
یون رفتہ اور بیخود کب تک رہا کرو گے
کب شرح شوق ہو سکے پر تو بھی میر جی
ہر چند ساتھ جان کے ہے عشق میر لیک
ظالم ہو میری جان یہ نا آشنا نہ ہو
کھینچا ہے آدمی نے بہت دور آپ کو
ملتفت ہوتا نہین ہے گاہ تو
خطرہ بہت ہین میر رہ صعب عشق مین
زمانہ یار نہین اپنے بخت سے اتنا
چمکتے دانتون سے اوسکو ہوئی روش میر
یہان جرم گنتے اوبھینگے خط ہی مٹ گئے

لیلی کا ایک ناقہ ہو کس قطار مین یہان
ایسا نہ ہو کہ آپ کو ضائع وہ کر رہین
سب معشوق اگر پوچھے کوئی مصری کی ہین لیلیٰ
خاص موسی وہ کوہ طور نہین
کہ سنت ہے عیادت اور انہین بیمار کہتی ہین
پاتا ہون زرد رو ز بر ذرہ اس جوان کو مین
یون نکرنا تھا پایمال ہمین
وقت ملنے گا مگر داخل ایام نہین
نام کو ہم ہی یار رکھتے ہین
دیدہ و دل عذاب ہین دونون
کیا کام محبت سے اوس آرام طلب کو
رہنے دو غریب کا نشان تو
ہر بات پر کہان تک آپس مین گفتگو ہو
تم اب بھی میر صاحب اپنے تئین سنبھالو
خط تم نے جو لکھا اوسے کیا کیا لکھا کہو
اس درد لا علاج کی کچھ تو دوا کرو
بیرحمی اتنا عیب نہین بے وفا نہ ہو
اس پردہ مین خیال تو تک کر خدا انہو
کسقدر مغرور ہے اللہ تو
ایسا نہ ہو کہین کہ دل و دین کو کھو رہو
کہ مدعی سے اوسے ایک دن لڑائی ہو
عجب نہین ہے کہ بجلی کی چمک ہنسائی ہو
وہان کسطرح سے دیکھین ہمارا حساب ہو

قد کھینچے ہے جس وقت تو ہے طرفہ بلا تو

ناامیدانہ زیست کرتا تھا

ہنوز طفل ہے وہ ظلم پیشہ کیا جانے

گفت و شنید اکثر میرے تیری رہی ہے

ہاے اوس زخمی شمشیر محبت کا جگر

صبح سے اور بھی پایا مین اوسی شام کو تند

یہ طشت و تیغ ہے اب یہ مین ہون اور یہ تو

میر کو کیون نہ مغتنم جانے

کس گنہ کا ہے پس مرگ یہ عذر جانسوز

ہو جاے یاس جس مین سو عاشقی ہے وہ

دیدنی ہے وجد کرنا میر کا بازار مین

لطف پر اوسکے ہمنشین مت جا

پیدا کہان ہین ایسے پراگندہ طبع لوگ

ادہر توبہ کرے ہے میر ادہر لگتا ہے مے پینے

جاتا نہین اگر وہ مسجد سے میکدہ تو

جو خواہش نہ ہوتی تو کاہش نہ ہوتی

دل کو تسکین نہین اشک دمادم سے بھی

رحم بھی دیتا تھا تھوڑا ہاے اس خرابی کے ساتھ

آج پھرتا ہے حشمت میر دہان

گئے جی سے چھوٹے بتون کے جفا سے

نہ شکوہ شکایت نہ حرف و حکایت

دل کسقدر شکستہ ہوا تھا کہ رات میر

مین جو بولا کہا کہ یہ آواز

کہتا ہے ترا سایہ پری سے کہ پری کیا تو

میر کی وضع یاد ہے ہم کو

لگاوے تیغ سلیقہ سے جو لگائی ہو

ظالم معاف کریو میرا کہا سنا تو

درد کو اپنے جو ناچار چھپایا کہتا ہو

کام کرتی ہے جو کچھ میری دعا مت جو

ہے ساتھ میرے ظالم دعوی تجہے اگر کچھ

اگلے لوگون مین اک رہا ہی یہ

پاے ہر شمع ہے مجلس مین پر پروانہ

ہر رنج کو شفا ہے ہر درد کی دوا ہے

یہ تماشا بھی کسو دن تو مقرر دیکھیے

کبھو ہم پر بھی مہربانی تھی

افسوس تمکو میر سے صحبت نہین رہی

کہان تک اب تو اپنا اوٹھ گیا ہی اعتقاد اوس سے

پھر میر جمعہ کی شب دوڑ دوہر کہان ہے

ہمین جی سے مارا تری آرزو نے

اس زمانے مین گئی ہے برکت غم سے بھی

تجھسے کیا کل گفتگو یہ داور محشر سے ہے

کل لڑائی سے لڑائی ہو چکی

یہی بات ہم چاہتے تھے خدا سے

کبھو میر بھی آج کیون ہو خفا سے

آئی جو بات لب پہ سو فریاد ہو گئی

اوسی خانہ خراب کی سی ہے

میراون نیم باز آنکھون مین ساری مستی شراب کی سی ہے
اب جو اک حسرت جوانی ہے عمر رفتہ کی یہ نشانی ہے
وہ کالا چور ہے خال رخ یار کر سو آنکھون مین دل ہو تو جیرا لی
اوسکے ایفاسے عہد تک نہ بچے عمر نے ہم سے بیوفائی کی
زور و زر کچھ نہ تھا تو بارے میر کس بھروسے پہ آشنائی کی
جہین آمد میر نکل بھاگئے طرح اون مین مجنون کی سب آگئی
شرمندہ ہووین طالع خورشید وماہ دونون خوبی نے تیرے منہ کی ظالم قرآن کیا ہے
سمجھے ہے نہ پروانہ نہ تھا بنی ہے زبان شمع وہ سوختنی ہے تو یہ گردن زدنی ہے
غیر نے ہمکو ذبح کیا ہے طاقت ہی یارا ہے اس کتنے نے کرکے دلیری صید حرم کو مارا
ہم ہوے تم ہوے کہ میر ہوے اوسکی زلفون سکے سب اسیر ہوے
تا چند ترے غم مین یون زار رہا کیجے اسے عیادت پر بیمار رہا کیجے
مارا ہے کسکو ظالم اس بے سلیقگی سے دامن تمام تیرا لوہو مین بھر رہا ہے
قرار دل کا یہ کاہیکو ڈہنگ تھا آگے ہمارے جہرے کے اوپر ہی رنگ تھا آگے
باہم سلوک تھا تو اوٹھاتے تھے نرم گرم کاہیکو میر کوئی دبے جب بگڑ گئے
لیتے ہی کروٹ مل گئے جو کان کے موتی ترے شرم سے سر در گریبان صبح کی تاری ہوے
تمناے دل کے لیے جان دے سلیقہ ہمارا تو مشہور ہے
بہت سعی کریے تو مر رہیے میر بس اپنا تو اتنا ہی مقدور ہے
نکلے ہی آنکھون سے تو گرد و کدورت جاتی رہی تا کجا تیری گلی مین خاک چھانا کیجیے
یا قوت کوئی اونکو کہے ہے کوئی گلبرگ ٹک ہونٹھ ہلا تو ہی کہ اک بات ٹھہر جائے
اب خدا مغفرت کرے اوسکو صبر مرحوم تھا عجب کوئی
وہ اور ہوگی وقت سحر جو ہوئی قبول شرمندہ اثر تو ہماری دعا نہ تھی
بیمار رہے ہین اوسکی آنکھین دیکھو کسو کی نظر نہ ہووے
او وہ اسباب تھین مری خانقہ مین قابل میر صنمکدہ مین تو ٹک آکے دل لگا ہی ہے

رکھو آرزوئے خام کی کرو گفتگو خط جام کی
لبریز جسکے حسن سے مسجد ہے اور دیر
جی مین ہماری بھی تھا پیوین خمر اب
ناصح کو خبر کیا ہے لذت سے غم دل کی
عزت کی کوئی صورت دکھلائی نہین دیتی
از خویش رفتہ اوس بن رہتا ہی میر اکثر
حال بد گفتنی نہین میرا
پھر نہ شیطان سجود آدم سے
روز آنے پہ نہین نسبت عشقی موقوف
سیکڑے سے تو ابھی آیا ہے مسجد مین میر
دم آخر ہے کیا نہ آنا تھا
طبیبون نے تجویز کی مرگ عاشق
اب چھیڑ یہ رکھی ہے کہ عاشق ہی تو کہین
اخیر الفت یہی نہین ہے کہ جلکر آخر ہوئے تنکے
عدم مین ہمکو یہ غم رہیگا کہ اور دن پر اب ستم ہوگا
سرہانے میر کے آہستہ بولو

کہ سیاہ کار و سے حشر مین حساب ہے نہ کتاب ہے
ایسا بتون کے بیچ مین اللہ کون ہے
پیر مغان تو نے کرامات کی
ہے حق بطرف اوسکے چلنے کی مزا جانے
چپ رہیے تو چشمک ہی کچھ کہیئے تو گالی
کرتے ہو بات کس سے وہ آپ مین کہان ہے
تم نے پوچھا تو مہربانی کی
شاید اوس پردے مین خدا ہو وے
عمر بھر ایک ملاقات چلی جاتی ہے
ہو نہ لغزش کہین صحبت ہے یہ بیگانون کے
اور بھی وقت تھے بہانے کے
مناسب مرض کے دوا کیا نکالی
القصہ خوش گزرتی ہے اوس بدگمان سے
ہوا جو یہانکی یہ ہے تو یار و غبار ہوکر اوڑ جاوینگے
تمھین کچھ لت ہے ستانے ہی کی کسو پر آخر خدا بھی ہے
ابھی تو روتے روتے سو گیا ہے

میرن تخلص میر عسکری عرف میرن مقیم دہلی شاگرد ثناء اللہ خان فراق

جالی کی انگیا تری دیکھ کے رشک کیا	ہاتھ سب ملنے لگے طرح محرم اسرار نے

مینو س تخلص منشی شیو سہائے خلف منشی دیبی پرشاد عزیز باشندہ شاہجہان پور مقیم محمد آباد

ہر گل گلشن کو سمجھے عارض رنگین ترا	نرگس بیمار کیا آنکھون سے اندھی ہو گئی

حرف نون

ناجی تخلص محمد شاکر دہلوی معاصر نجم الدین آبرو سنہ ۱۱۰۰ گیارہ سو اٹھتر ہجری مین

انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

ماہرو جب سفید پوش ہوا	ہر طرف چاندنی کا جوش ہوا
تیرے رخسار کے پرتو سے اے شوخ	پری خانہ ہوا گھر آرسی کا
غم نہین گر دلبری سے دل کو لیجا ماہرو	پاس میرے تب تو آتا ہے جو دل پایا دو
غرض غصہ مین کبھی اہل وفا کی نہ سنی	ہٹ یہ آجاے وہ کافر تو خدا کی نہ سنی
تصور مین تری رخ کے گئی ہی نیند آنکھون سے	مقابل جسکے ہو خورشید اوسکو خواب کیا آوے

نادان تخلص مولوی محمد بخش ساکن بریلی شاگرد کرامت علی شہیدی عروض و قوافی مین دخل معقول رکھتے تھے

پھر رہائی زندان مین ہوا ابد رہائی	زنجیر مین انداز ہے زلفون کی رسن کا

نادر تخلص گنگا سنگھ لکھنوی شاگرد میر حسن

قاصد تو اس بہانے سے اوس پاس جائیو	یہ کسکا خط ہے مجھکو ذرا پڑھ سنائیو

نادر تخلص ایک شخص دہلوی معاصر محمد شاہ بادشاہ کا ہے

زلف کو کہنا پریشان عقل سے دوری ہے	ہر گرہ مین دل ہے اوسکی کا نظم کی پوری ہے

نادر تخلص میر محمد عارف کشمیری مقیم دہلی

سو طرح کی بات اگر کہیے تو کہتا ہی نہین	تجھ مین اور مجھ مین بجا تون پڑ گئی یہ کیا کرو

نادر تخلص ڈاکٹر سید آغا بنارسی شاگرد آتش مقیم کلکتہ کئی سال کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا ان مین بہت بڑا عیب تھا کہ دوسرون کے شعر کو اپنے نام سے پڑھتے تھے

نگاہ جب کہ ادھر کی تو دل کے پار ہوئے	خطا کبھی نہ ترے تیر کا نشانہ ہوا
سیکشی کا جو ہوا اوس بت تو خطا کو خیال	خضر دریا سے لیے ہاتھ مین سلفر نکلا
تقدیر سے اولجھا نہ مین تدبیر سے اولجھا	اولجھا تو تری زلف گرہگیر سے اولجھا
دل یار کے گیسوے گرہگیر سے اولجھا	دیوانہ جو اولجھا بھی تو زنجیر سے اولجھا

نادر تخلص نواب احمد حسین خان عرف نادر آغا

نادر

دوہری کلائی ہو گئی گجری کی جھونک سے — کنگن کا بوجھ اوٹھیگا مری نازنین سے کب

نادر تخلص مولوی سید نجم الدین حسین خلف سید قمر الدین مرحوم باشندۂ مینسنگ ایک مدت دراز تک ہندوستان مین رہے اندنون ٹالیگنج مین رہتے ہین شعر فارسی بہت خوب کہتے ہین رمل اور طب مین اچھا دخل رکھتے ہین راقم کے دیوان اول کی تقریظ انھین کی لکھی ہوئی ہے

ضبط کر رکھتا ہون آہون کو دل غمناک مین — ورنہ اس چرخ ستمگر کو ملادون خاک مین
محی کی بدلے خون پی لون اوسکی گردن توڑ کر — محتسب بنتا ہوا پھرتا ہے میری تاک مین
چاک ہی ہوگا گریبان ہو چلی بے چین ہم — مین بکوائے ہودا مان قبا کے چاک مین
تمھارے نیفہ سے نکلا ہے سانپ کا جوڑا — لٹک کے جھوم رہا ہے ازار بند نہین
عدو ہے وصل کی شب دست رعشہ دار اپنا — کہ طاقت کشش بند سینہ بند نہین
ہنسی کسی لب شیرین کی جب سے دیکھی ہے — پسند غنچۂ گلشن کا زہر خند نہین
جو نیند آگئی تمکو تو ہان سمجھ لون گا — نہین نہین یہ تمھاری مجھے پسند نہین
اوڑاتے پھرتے ہین ٹھوکر سے ہم پہاڑ دلکو — تلاش تیشہ نہین خواہش کلند نہین
مرے کمال کی شہرت سے ہند مین نادر — کہان نہین ہے صفاہان کہان خجند نہین
آہ رکتی ہے ضعف سے دل کی — سانس چلتی ہے سینہ چل چل کے
جوڑ کھا ہے جنون جو زورون پر — پرزے اوڑتے ہین اب سلاسل کے

نادر تخلص مرزا کلب حسین خان بہادر ڈپٹی کلکٹر اٹاوہ خلف کلب علی خان بنارسی شاگرد ناسخ و آتش تذکرۂ شوکت نادری و دیوان انکا نظر سے گزرا

عشق نہ قرن سے ہمکو جھکائے بہت کو مرے — جیتے رہے تو نام ہی لینگے نہ چاہ کا
چوٹی کی تیغ پیچ سے دلکو ہوئی شکست — آخر اسیر طرۂ طرار ہو گیا
ڈرتا نہین ہون گیسوؤن کے عشق سے ذرا — دونگا حساب حشر مین بال بال کا
وہان نزاکت سے چلی تک گران بالا — کوہ غم رکھتے ہین یہان ہم ناتوان بالا
کا زبردست آب و دانہ ہے گہر کا دیکھنا — نکلا دریا سے تو کیا جلد پہونچا کان مین

شیخ وُہ دور سے مین گنبد اسولی نظر آنے لگا ۔ اوسنے انگشت حنائی کو جو دابا دانت مین

دل مین ہوس زلف چلیپا نہین رکھتے ۔ ہم سر نہین رکھتے کوئی سودا نہین رکھتے

ہم خاک نشینون سے کدورت نہین لازم ۔ کیون آئینہ دل کو صفا نہین رکھتے

کہتا ہے کف دست صفا کو دکھا کر ۔ موسیٰ کی طرح ہم ید بیضا نہین رکھتے

نہین ہے خال لب تر کے پاس جلوہ نما ۔ یہ شیر ہے کہ جو بیٹھا ہوا کچھار مین ہے

نادم تخلص رجب حسین خان ابن نواب مظفر حسین خان لکھنوی شاگرد مقصود عالم مقصود

اک اک گھڑی زیادہ ہے ایک ایک سال سے ۔ نادم ہے روز حشر شب ہجر یار کیا

نادم تخلص ایک شخص دہلوی شاگرد میر حسین تسکین کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

آج پھر دیکھین کہ ہوتی ہے سحر کس طور سے ۔ شام ہی سے جوش پہ کچھ نالۂ شبگیر تھا

نازش تخلص مولوی الہی بخش ولد مولوی محمد صالح خیرآبادی شاگرد مظفر علی اسیر عزیزون مین مولانا فضل حق مغفور کے ہین

افسانہ دراز ہے قصہ طویل ہے ۔ نازش کہان تلک مین کہون ماجرائے دل

نازنین تخلص مرزا علی بیگ دہلوی ریختی گو برخلاف جانصاحب کے انکی ریختی مین کچھ کچھ شاعری کا مزہ بھی ہوتا ہے

ہوئے عشاق مین مشہور یوسف سا ۔ بڑا ہم عورتون مین تھا بڑا دیدہ زلیخا کا

مین اپنے سر کو دھوتی ہون بڑا اور یہ تماشا ۔ موا بیٹھا ہے کیا خوش خوش کہ دن آیا تقاضا کا

کوئی بیٹھا ہو تجھے ہے کام اپنے کام سے ۔ اے نگوڑے آدمی سے تو تو حیوان ہو گیا

سونا کبھی شوہر کو میسر نہین ہوتا ۔ عورت انھین باتون سے تو گھر نہین ہوتا

کچھ ہو نہین سکتا ہے اور اسپر اکڑتا ۔ نیچا تو نگوڑے کا کبھی سر نہین ہوتا

دنیا کسی کجبہ نے لپٹا یا تھا کہ شب بھر ۔ لپٹا تو رہا پاس یہ کو سون ہی نہین تھا

میری نماز کھوئی اس مردوئے نے اگر ۔ ادھر تھی اسے دوا مین کمبخت ابھی نہا کر

اے زناخی مردوا ہے بدگمان ۔ تو نہ کر باتین ہلدے کان مین

رات بھر ہی وہی بات اور وہی جو با جائی ۔ اسے دوا اسپہ ندیدے سے بڑا کام مجھے

فوارہ کی طرح سے در ابھی نہ تھم سکے	تم ایک بوند پانی یہ کتنا اوچھل پڑے
دس گھر تو چھیٹ چکے ہین کہان تک کرون خشم	کس جا بٹھاسے دیکھئے آب آسمان سے مجھے

ناسخ تخلص شیخ امام بخش لکھنوی صاحب تذکرہ سراپا سخن سید محسن علی محسن نے انکو ولد شیخ خدا بخش تاجر لاہوری کر کے لکھا ہے لیکن یہ تاجر مذکور کے غلام مشہور تھے چنانچہ خود شیخ ناسخ اس امر کے منع کرنیکے لیے رباعی مرقومہ ذیل کہی ہے واللہ اعلم بالصدق والصواب

رباعی ناسخ

کہتے ہے اعمام عداوت سے غلام	میراث پدر بیٹے مگر پائی تمام
اس دعوی باطل سے ستمگارون کو	حاصل یہ ہوا کہ گئے مجھکو بدنام

رباعی دیگر از ناسخ

مشہور ہے گرچہ افترا سے اعمام	پر کرتے نہین غور خواص اور عوام
وارث ہونا دلیل فرزندی ہے	میراث نہ پاسکا کبھی کوئی غلام

غرض اشعار انکے بیشتر مثالیہ و پر مضمون ہوتے ہین اکثر اشعار شعراے متقدمین و متاخرین فارسی گو کو بہت اچھی طرح سے ترجمہ کیا ہے مشہور ہے کہ کچھ روز دن محمد عیسے تنہا شاگرد مصحفی سے اصلاح لیکر منحرف ہو گئے تھے سواے غزل اور رباعی کے اور کسی صنف سخن مین دخل نہین رکھتے تھے ۱۲۵۴ بارہ سو چون ہجری مین فوت کی کلیات انکا نظر سے گزرا

مرا سینہ ہے مشرق آفتاب داغ ہجران کا	طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریبان کا
کفن کی جب سفیدی دیکھتا ہون کنج مرقد مین	تو عالم یاد آتا ہے شب مہتاب ہجران کا
مانگی باران کی جو ہم بادہ پرستون نے دعا	رعد نے سنتے ہی اک نعرہ کیا آمین کا
رشک مہتاب پر ہے کیا اوسکو	رنگ بدلا جو تیرے چنبر کا
آتا نہین ہے دن کو بجز شب وہ اندلون	بدلا ہے شبپرہ سے مزاج آفتاب کا
جلا کرتا ہون مین دن رات لیکن مر نہین جاتا	اثر سوز غم فرقت مین ہے نار جہنم کا
کافر ہون سیر ہم رہین محروم و اعطا	کر سکیدہ یہ حکم نہ جاری فرات کا

سر سبز سبزۂ ہو جو ترا پائمال ہو
دمِ اخیر تو کر لون نظارہ جی بھر کر
جو ہوتا وصل قسمت مین تو پھرتا یون خدا مجھسے
سیاہی بن گئی شنگرف کیا تاثیر ہے قاتل
کرتے ستم ہین وہ شوخ ہین سر مست عجب
کرتے ہین مشہور اوس محبوب کا مجھکو عدو
تشنہ سر سرو مین یہ شورش آواز یان کہان
معشوقون سے امید وفا رکھتے ہو ناسخ
ترا نیچی دکھانا اے معلم طفل بد خو کو
جب نہ تب نالہ سوزان سے جلا خانۂ دل
تنگ آکر جب کہا مین نے کہ مر جاؤن کہین
تکلم ہے فقط سے اوس صنم کا
آتے آتے کیون نہ اوسکے پاؤن ہوگا گرد مجھے
ہون وہ غمگین کہ لب نہ ہنسی سے ہو آشنا
رکھ کسیطرح تو سرو کار مہربان
فراق یار مین نفرت ہے مجھکو بادہ خواری سے
ہم بوسہ مانگتے ہین وہ کچھ بولتے نہین
جینا فراق کا نہین ہرگز حساب مین
رتبہ میری خانہ ویرانی کا ایسا ہے بلند
ہوگئی صبح شب وصل اوسکے جاتے ہی یہان
راز کا چاہیئے عاشق کو چھپانا ایسا
مارتے ہین صاف قسمت کو ہوتا جب
عاشقون کیطرح تو اوسکو مٹاوے سوکھنے

ٹھہرے تو حسن خنجر کے ستانے وہ نشان ہو
الٰہی خنجر سفاک آبدار نہ ہو
کر طالع سب کے ہین علوم اوس طفل برہمن کو
کہا مین نے جو تیرے عارضِ گلگون کے مضمون
اسواسطے حرام کیا ہے شراب کو
میری دشمن بھی نہان رکھتے ہین اسرار کو
طوبیٰ کہون مین قامتِ موزون یار کو
نادان کوئی دنیا مین نہین تم سے زیادہ
ہمارے توسن عمر روان کو تازیانا ہے
نہ ہوا یہ کہ کسی غیر کا بھی گھر جلجاے
بدگمان سمجھا کہ اسکو اشتیاق حور ہے
خدا کی طرح گویا بے دہان ہے
صبح ڈرتی ہے بہت میری شب دیجور سے
دیوار قہقہہ بھی جو آئی نظر مجھے
کرتے رہو جفا سے وفا گر نہ ہو سکے
کہین زاہد نہ کردے متہم پرہیزگاری سے
محروم ہے سوال ہمارا جواب سے
مدت ہوئی کہ مر چکے ہین ہم حساب سے
آسمان کہتے ہین جسکو میرے گھر کا بام ہے
آفتاب اپنی نظر مین اک چراغ شام ہے
دلمین ہو ذکر صنم ہاتھ مین قرآن ہو وے
یعنی اوسکے ہو شکل مین آنے کی یہ تقریر ہے
یہ خطِ رخسار ظالم نامۂ تقدیر ہے

نام خدا ایسا جو پیر ہیں کے حضور
دو چار حزین ہوئے ہیں اگر اور بھی ہم سے
ڈھیتا اثر کا اوسکو تو وہ بھی نکل گیا
اوس پری سنے دی نشانی [illegible] انگشتری
تاب شنے کی نہیں ہر خدا خاموش ہو
مرے محمل نشین کے آگے لیلی کا جو مضمون ہے
سے عیاں جلوہ خدا کا ان بتان ہند مین
وصل کو لکھا ہے ناسخ درد عاشق کی دوا
پانی بھر آیا ہے قاتل پان دہان زخم مین
وصل کی شب چاندنی دیوار سے جاتی ہے پائے
فلک پہ چاند کو مجنون نے جب دیکھا تو یہ سمجھا
دو نو ٹکڑے کر چکا ہون مین اے ناسخ امتحان
مرتبہ کم حرص رفعت سے ہمارا ہو گیا
سرو عاشق ہو گیا اوس غیرت شمشاد کا
عشق مین رشک ہمیشہ سے چلا آتا ہے
جو پری پیکر نظر آیا وہ ہے زر کا طمع
جی لیتی ہے وہ زلف سیہ فام ہمارا
وہ رو سے کتابی تو ہے قرآن ہمارا
ہو گیا قرآن کا پڑھنا غضب
کیا گذرا اوسکے دہان تنگ سے ہو بات کا
انڈا کھٹک کے نکلے ہے باہر تو کیا ہوا
کسقدر آشفتہ خاطر ہون خیال زلف مین
رات بھی دن ہے ہمیشہ پرتو رخسار سے

مر کر بھی اے صنم بچے اخفائے راز سے
ہستی کیطرف منہ نکرے کوئی عدم سے
نادم ہوا ہون منہ سے مین نالہ نکال کے
ایسی آئی یاد مین گویا سلیمان ہو گئی
ٹکڑے ہوتے ہین جگر ناسخ تری فریاد سے
وہ مجنون ہے وہ مجنون ہے وہ مجنون دو مجنون
سوجھے کیا زاہد تجھے آنکھون کے آگے ناک ہے
دل ہمارا قابل تشخیص جالینوس ہے
سیان لے لیتا ہے جب منہ مین زبان
نشین کرتا ہون ہر خار سر دیوار کی
کہ لیلی جھانکتی ہے منہ نکالے اپنے محمل سے
سینہ مین مہر ہے نہ وفا برہمن مین ہے
آفتاب اونچا ہوا ایسا کہ تارا ہو گیا
غل مچایا قمریون نے بھی مبارکباد کا
دیکھو قابیل نے کیا حال کیا بھائی کا
ہر درم گویا سلیمان کا نگینا ہو گیا
بجھتا ہے چراغ آج سر شام ہمارا
کہتے ہین جسے عشق ہے ایمان ہمارا
اوسکو ورد لنترانی ہو گیا
کھل گیا مسی سے رستہ بند ہے ظلمات کا
بلبل کو جسم بیضۂ فولاد ہو گیا
جاگنا بھی اندنون خواب پریشان ہو گیا
آسکی تیری گلی مین کب ہے یارا شام کا

ماہر گیسو کا سبب ہے اور تھوڑا سا ناب کا
مری آنکھوں سے کیا نسبت کہ قطرہ ابر نیسان کا
ساقیا دے مجھے شتاب شراب
ناسخ یہی تجھ سے پوچھتا ہے
حسن کو چاہیے انداز و ادا و ناز و نمک
باب توبہ تو کھلا ہے تو سہی جاؤن وہین
کہتے ہین ہوتی ہے بات اولٹی پر نزادونکی
ہو گئی یہان آمد و رفت نفس بند
کان مین محبوب کی آواز بھی آتی نہین
کرتی ہے مجھے قتل مرے یار کی رفتار
کیا ہین تکیہ سے سائین کونڈی سونٹا چھوڑ کر
مردونکو جلاتی ہے ترے ناز کی آواز
ہوتی گرچہ شب وصل نے کی ہے لیکن
کب شب ہجر تھی درازی مین
کچھ تری بات کو ثبات نہین
ہاے کیا وہ بھی زمانہ تھا جو کرتے تھے بسر
اک نگہ کرتی ہے قتل ایک نگہ دیتی ہے جان
دہوم عالم مین مچی ہے تری بدنامی کی
آواز ہے مانند مزامیر گلے مین
جو روز ہے وہ طول مین گویا ہے روز حشر
مر چلا ہون امید واری مین
آنکھ کیا دل کیا حرم کیا دیر کیا بتخانہ کیا
تھا چاک جیب صبح تو مشہور اے جنون

تیری کنگھی نے صنم ہر دانت توڑا شانہ کا
ورنہ یاب ہو سکتا ہے آنسو ہو نہین سکتا
کب سے کرتا ہون مین شراب شراب
کیسا ہے مزاج یار تا صبح
لطف کیا گر ہوئی گورون کیطرح کہان عنبر
کر لیا ہے تو نے دروازہ جو اے غمخوار بند
اے پری ہے ترے اقرار سے انکار پسند
قبا کے اسقدر ظالم نہ کس بند
کیا شب فرقت مین مجھکو رشک ہے خلجان
تلوار کی تلوار ہے رفتار کی رفتار
پاس ہے اکسیر کی بوٹی نہین پر وہ کا زر
اعجاز کا اعجاز ہے آواز کی آواز
ہو تری عمر شب ہجر سے اے یار دراز
کوتھی مین ہے جسقدر شب وصل
ایک ہان ہے تو پانچ سات نہین
وصل کی شب جاگتے ہین روز فرقت بھی جاگن
آپ رکھتے ہین قضا اور قدر آنکھون مین
ہاے ناسخ مجھے کچھ عار نہین ننگ نہین
تحریر ہے گویا تری تقریر گلے مین
برسون سے وہ پھر نہین ڈھلتی ہے ہجر مین
ایسے ہان سے وہ کرتے کاش نہین
کوفی جا ہے وہ ہر جائی جہان ملتا نہین
مین تیرہ بخت شام گریبان دریدہ ہون

وہ لون اوس غارتگر دیر و حرم کے یار ہین
کر پرواز ابھی اے طائر جان الکدم رہ جا
آگے ترے انکھون کے چپکا سا ہے پریرو
کوئی جانا ن گر نہین تو کنج زندان ہی سہی
اسقدر کہایا تری فرقت مین غم
آگئے ہین کسقدر ہم بہی فریب عشق مین
ہجر کی شب کا جو ہے ایسا ہی طول
اسقدر بے یار ہون بزم تماشا مین بیقرار
کسی نسبت سے مین واقف نہین جسطرح بادہ تلخ
جنون پسند مجھے چھاؤن ہے ببولون کی
امید وصل مین ہم جہولتے ہین برسون سے
تو وہ شیرین ہے کہ تجھہ پر ہوئی شیرین فرہاد
گزرا اوس پری کا ہے اگر چمن مین
ہوا یقین نہ روزی ہوئی مری مقبول
غم دیا رنج دیا درد دیا داغ دیا
تم ہو مری طرف سے مقرر بھرے ہوئے
ہون گاہ ادہر گاہ اودہر آٹھ پہر مین
وصل کسکا وہ تو مجھسے رات بہر
تری آرزو ہو اگر آرزو ہو
ہے الف سا قد تصور مین یہان آٹھون پہر
رنج غربت دشت وحشت کین دشمن ہجر دوست
اپنے اپنے بخت یوسف کو زلیخا مول لے
جبکہ تا کا پہنچ گیا چوکی جسے مارا اوسے
یہ سبب ہے ربط جو شیخ و برہمن مین نہ تھا
وہ باہر آنے پہ ہین اب کہو تر بند کرو ہین
ہر چند کہ ہوئی ہے بیچارے کی ٹہری آنکھہ
کوئی ای جوش جنون پیدا ٹھکانا کیجیے
دل ہمارا زندگی سے سیر ہے
بت کو اک مدت تلک سمجھا کیئے اللہ ہے
صبح ہوتے ہوتے اپنی ہو رہے
ہے مشابہ حال میرا صوفیون کے حال سے
زاہدا جو سمجھہ تارک لذات مجھے
محبت ہمارے ان زرد زرد پہولون کی
وہان رقیب نہین تیار یان ہین جہولون کی
تو وہ لیلی ہے کہ تجھپر ہوئی مجنون لیلی
درختون کو سایا ہوا چاہتا ہے
کہ عید کو نہ کیا اوسنے ہمکنار مجھے
ہو سکین نہ مجھسے عوض کیا ترے احسانون کے
خالی مجھے رقیب کو ساغر بھرے ہوئے
سایہ کی طرح یار کی دیوار نہ چہوٹے
شل گیسو بے سبب برہم رہے
یہی آرزو ہے اگر آرزو ہے
دل ہمارا ہے کہ بیٹھا لی کسی آزاد کی
کسطرح ہو شادمانی خاطر ناشاد کی
جان شیرین عشق مین جاتی رہی فرہاد کی
حکمہ تیر اندازی آ ۶ ہے نئے انداز کی

رنگ تو کیا کٹ گئے ہین دیکھنے والونکے سر
تیغ سے ہے چال اوس محبوب کج طرار کی

یہ نزاہت یہ رنگت ہو کہان سونے مین آ ناسخ
تن محبوب مین خالت ہو دست افشار سونے کی

پوچھا جو رو کے یار نے ناسخ کے حال کو
ہنسکر کہا رقیب شقی نے گذر گئے

دیکھنا جسے ہوگیا وہ عاشق
تیری آنکھون مین موہنی سے ہے

دینا ہے کہان ساتھ برے وقت مین کوئی
پتھر کو لگی چوٹ شرارے نکل آئے

ہین حسین اور بہی پر تجھ مین ہے ہر بات نئی
وضع نئی وضع نئی گات نئی بات نئی

کی جو خیاط ازل نے تری پوشاک درست
نیچ رہی قطع مین یہ شمس و قمر دو ٹکڑے

ناصر تخلص سید ناصر نواب دہلوی خلف خواجہ محمد ناصر امیر نواسۂ خواجہ میر درد دہلوی
شاگرد مرزا قربان علی بیگ سالک

ہے دلین اونکے غیر کی صورت بسی ہوئی
دلمین بہی اب تو اونکو بٹھایا نہ جائیگا

قسمت مین غم ازل ہی سے روز سے قائم
تقدیر کے لکھے کو مٹایا نہ جاے گا

کیون اوسکے بزم ناز مین ناصر گئے تو تم
دیکھا وہ کچہ کہ جی سے بھلایا نہ جاے گا

ناصر تخلص مرزا محمد علی بیگ خلف مرزا احمد بیگ دہلوی شاگرد مرزا آغا و نجش صلی

ناصر بے اس مزہ سے اوٹھائی جفا کہ اب
اونکو بغیر اوسکے جفا ہے نہین پسند

ناصر تخلص سعادت خان خلف رسالت خان متوطن نگینہ مقیم لکھنؤ شاگرد مرزا
محمد حسن مذہب مرثیہ گو ایک تذکرہ اور پانچ دیوان اسکے یادگار ہین

مین نے کیا ہے اپنی پریشانیون کا ذکر
ایسا نہو کہ منہہ پہ کوئی بات لاے زلف

کہتے ہین قامت جانان کو زبانی یہ ہم
چھوٹے قد پر ہین بڑی فتنۂ محشر پلکین

تیر جیسے ہین نہین ہین یہ کمانین ویسی
نوک کی ابروؤن سے لیتی ہین خود سر پلکین

غصہ کی شکل یار کو کیونکر دکھائیے
آئینہ دیجئے دم دشنام ہاتھ مین

زینت عارض سادہ ہین ترے بال ابرو
چار چاند اوسکو لگے تو جو ہوا چار ابرو

اوتر گیا مہ نو کی طرح ہمارا منہہ
نہ دیکھا دیکھ کے اوسکو اگر تمہارا منہہ

اسے بت ترے خیال کا احسان ہے
بتلی کیطرح اوسنے رفاقت کی آنکھ سے

ناصر تخلص نواب ناصر جنگ خلف نواب مظفر جنگ سنہ ۱۲۲۸ بارہ سو اٹھائیس ہجری مین انتقال کیا

آگے تو تھی ہی بر سر پرخاش کمند زلف | پیچھے پڑی ہے کس لیئے چوٹی بلا ہوئی

ناصر تخلص میر ناصر علی خلف مرزا احمد علی باشندۂ فتحپور ہسوا شاگرد اکرام علی توانا

خفتہ بیمار کو رکھتے ہین سرہانے تلوار | کیا مناسب ہین مرے دیدۂ بیمار ابرو

ناصر تخلص ابو محمد ولد سید اکرام علی برادر ابو تراب نسخ باشندۂ لکھنؤ شاگرد
عرش صاحب دیوان ہین

بوٹا سا قد وہ گلشن عالم کی ہے بہار | گلبرگ تیرے ہاتھ ہین برگ سمن کے پاون
دل محو پائبوسی آہوے چشم ہے | کیا سحر ہے کہ شیر نے چومے ہرن کے پاون

ناطق تخلص شیخ احمد شاہ ولد شیخ محمد شاہ باشندۂ سکندر پور شاگرد مرزا عباس علی
ماہ اکبر آباد کی عدالت دیوانی مین وکالت کرتے تھے

زلف کا مضمون کیا تحریر اپنے ہاتھ سے | پہنے ڈالے پاؤن مین زنجیر اپنے ہاتھ سے

ناطق تخلص مرزا احمد فرخ آبادی خلف مرزا محمد معلوم نہین کہ یہ اور شیخ احمد شاہ
ناطق ایک ہین یا نہین اسلیئے انکا شعر جداگانہ لکھا گیا

وہ نقاب اوٹھے تو خورشید قیامت ہو عیان | ہم اگر نعرہ کرین دم بند ہو وے صور کا

ناطق تخلص لالہ جگناتھ فرخ آبادی خلف لالہ لالجی

جب تلک خانۂ دل درد سے آباد نہو | عمر بھر خاطر عشاق کبھی شاد نہ ہو

ناظر تخلص میر غلام شبیر ابن میر کاظم علی مرثیہ خوان متوطن اٹاوہ

اوس کافر بدخو سے اگر راہ نہ ہوتی | گمراہ طبیعت کبھی واللہ نہ ہوتی

ناظم تخلص نواب یوسف علی خان بہادر والی رامپور بریلی خلف نواب محمد سعید خان بہادر
شاگرد اسد اللہ خان غالب علم عربی و فارسی مین اچھی دستگاہ رکھتے ہین شعر صاف
عاشقانہ خوب کہتے ہین لیجسلیٹو کونسل ہند کی ممبر ہو کر سنہ ۱۸۶۴ اٹھارہ سو چونسٹھ عیسوی
یعنی سنہ ۱۲۸۰ بارہ سو اسی ہجری مین اشرف البلاد کلکتہ مین رونق فرما ہوئے تھے
دیوان انکا نظر سے گزرا

دل سے ایمان کی شمن نہ اوتارا ہوتا
جز کہے تھے ہم اگر زد یہ تو مارا ہوتا

بیچے نہ سیم و زر اسسے نہ دین و دل جوئی
کچہ اور خاک نہین جانتے مگر لینا

چلیے ہو وحشت کو ناظم اگر ملے مجنون
ذرا ہماری طرف سے بہی پیار کر لینا

کیون آکے کہو دیہ کہ وہ گہر مین نہین ہین
کیا ہم نہین پہچانتے سرکار کی آواز

کہتے ہین کہ وہ بہی یہی کہتے ہین گردن کیا
کہتے ہو کہ دلجوئی اعدا نکرو تم

مین جاتا ہون میری خفا سے اوڑہی ہے نیند
وہان جاگتے ہین غیر کے وہ انتظار مین

آدمیت نہین تمہین یہ عدو کی ہے غرض
یون بری کہنے مین مانا تری تحقیر نہین

اور کیا نالۂ و فریاد سے حاصل مجہکو
پہیر دیجیے کہین گہبرا کے مرا دل مجہکو

جنت مین شہد و شیر گل و میوہ ہو تو ہو
ناظم خوشی تو یہ ہے کہ وہان مے حلال ہے

ہے وہ تقریب فراق اور یہ تمہید وصال
وصل سے لطف سوا نامۂ و پیغام مین ہے

کہیے اگر کہ طرز ستم ناپسند ہے
کہتے ہین واہ آپ کی بہی کیا پسند ہے

حشر کو کہینچون ترا دامن بہلا دیکہون تو
وہان بہی جہنجلا کے کہے یوسف علیخان چہوڑ دو

ناظم تخلص ایک شخص لکہنوی کا ہے اور کچہ حال معلوم نہ ہوا

وصل ایسا ہو گیا اوسکے بدن سے میرا تن
رات کو مین یار سے اک جان و قالب ہو گیا

ناظم تخلص میر یحیےٰ باشندۂ دہلی والد انکے شجاع الملک کے ساتہہ ولایت سے ہند مین آئے تہے کیمیاگر مشہور تہے

دیکہہ ہمراہون کو جون نقش قدم
ہم نے اب عزم سفر چہوڑ دیا

ہزار حیف کہ راہ چمن بہی بہول گیا
قفس سے چہوٹ کے آیا جو عندلیب [illegible]

کب اتنی معطر تہی صبا آج تو شاید
لگ آئی ہے گیسوے سمن بوی کسی کی

نقش قدم کی طرح اوٹہاتے نہین صبا
اس راہ مین پڑی ہین ہم آرام دیکہکر

ناظم تخلص درگا پرشاد ولد چہوٹی لال باشندۂ شمس آباد

جو اوسکے کاکل و رخ کے ہین شیدا
اونہین کیا کام ہے شام و سحر سے

ناظم تخلص شیخ غلام یسین خلف شیخ غلام قادر باشندۂ اتاگرام ضلع فرخ آباد

نگاہ ناز نے اکدم مین کردیا بسمل ‖ اثر کہان یہ دم تیغ آبدار مین ہے

ناظم تخلص پنڈت کامتا پرشاد متوطن راج بھرت پورا بن پنڈت بدری ناتھ لکھنوی

دکھلا سکے ہر اک اشک نہ سو طرح کی طوفان ‖ باقی تجھے حسرت ہے کہ اے دیدۂ تر اور

ناظم تخلص میر ناظم علی ولد قاضی گلزار علی باشندۂ سلون توابع لکھنؤ شاگرد آباد

ہاتھون سے اپنی توڑتی ہو پھول بار بار ‖ تھکین کہین نہ جان تمہاری کلائیان

ناظم تخلص پنڈت شیو پرشاد ولد پنڈت مانک چند باشندۂ لکھنؤ شاگرد امانت

پانی مین آگ لگ گئی او بجھنے لگا وہان ‖ دھوئی جو اوسنے نہر مین مہندی لگا کے ہاتھ

ناقد تخلص مرزا علی خلف مرزا مہر علی لکھنوی شاگرد مولوی شہید

ضبط گریہ کیا کرین دل ہے نہ قابو مین رہا ‖ بحر ہستی مین بپا اشکون کا طوفان نوح ہو

ناکام تخلص مکرم علی فتح آبادی کبھی دہلی اور کبھی آگرہ مین رہتے تھے

دراز ہووے مت ہاتھ دامن گل تک ‖ سنیگا کیا کہین بلبل سے کچھ برا گلچین

نالان تخلص منولال کہتری باشندۂ دہلی

کہتے ہین تیری گلی مین اک جوان مارا گیا ‖ دیکھہ تو اسے بیخبر جا کر کہین نالان نہ ہو

نالان تخلص میر احمد علی دہلوی مقیم مرشد آباد شاگرد سودا

کہان مجال کہ تم سے کہین کہ یہان رہیے ‖ مزاج خوش ہو جہان آپکا وہان رہیے

نالان تخلص میر وارث علی ولد میر برزانی باشندۂ بہار شاگرد اشرف خان فغان صاحب دیوان گزرے

یک بیک شام کو وہ یار جو گھر سے نکلا ‖ لوگ حیران ہوے یہ چاند کدہر سے نکلا

مین سے بیٹھنے کہین نہ دیا ‖ مجھکو میری ہی بدگمانی نے

نالان تخلص نور علی بیگ

ہون شہید اے دوستو اوس ابروی خمدار کا ‖ پہل چڑہانا میرے مرقد پر تو پہل تلوار کا

نالان تخلص محمد عسکری کشمیری دہلوی شاگرد مصحفی تیس برس سے زیادہ عرصہ گزرا کہ نوے برس کی عمر مین وفات پائی

کانون پہ جب رکہتا ہے گل ایک اسطرف ایک اوسطرف	شمس و قمر رہتی ہین تل ایک اسطرف ایک اوسطرف
سحر کے ہونے کا از بس خیال رہتا ہے	شب وصال بہی دل کو ملال رہتا ہے
وہ بدگمان ہون کہ اوس بت کی سایہ پر بہی مجھے	رقیب ہی کا سدا احتمال رہتا ہے

نالان تخلص محمد جان ولد مرزا مہدی علی خان صوبہ دار بانس بریلی باشندہ لکہنؤ شاگرد موجی رام موجی و مصحفی

عاشق مزاج کہتے ہین غلطی سے مجہکو لوگ	آتا نہ تہا کبہی مجھے آرام دوش پر

نامی تخلص سعید الدولہ علی محمد خان بہادر خلف میر بندہ علی بن سیف الدین احمد خان دہلوی باشندہ لکہنؤ شاگرد ناسخ کربلا کی زیارت کرکے کلکتہ مین بہی آئے تہے راقم کے دوستون مین ہین

گر جانئے ہشیاری غفلت کو اطبا	رکہتے نہ رگ عاشق بیہوش پہ انگشت
یہ عکس نہین سرد کا اے بلبل نالان	ہے جوئے چمن کی لب خاموش پہ انگشت

نامی تخلص آغا حسن عرف میرن صاحب ولد میر بندہ حیدر متوطن خراسان باشندہ لکہنؤ شاگرد نواب عاشور علیخان

لذت نشہ سے واقف نہین زنہار آنکہین	چشم ساقی کو ہوئین دیکہکے سرشار آنکہین

نامی تخلص لالہ نتہن لال کایتہہ باشندہ دہلی شاگرد نصیر دہلوی

دامن سے اوسکے ہماری جو بیکر تراب گرد	آئی یہ بو کہ ہوگئی بوسے گلاب گرد

نامی تخلص مرزا رجب علی بیگ لکہنوی برادرزادہ امیر الدولہ حیدر بیگ خان

بسکہ مدت سے تہی راہ انتظار یار پر	چہاگئی آخر سفیدی دیدۂ خونبار پر

نامی تخلص باز الدولہ نواب مرزا حسام الدین حیدر خان دہلوی قرابت دار والی لکہنؤ خلف مرزا محمد غیاث شاگرد میر مستحسن خلیق

دم شماری مین مجھے چہوڑکے جانا کیا تہا	جان جانیکو بہی عاشق کی نہ جانا کیا تہا
ہین اوس شاخ حسن کے ہمدم دل پہ پا بہ رکاب	نخل امید عشق مین آیا نہ بار حیف
جنبش باد سے شاخ گل تر جہکتے ہے	یاد دم باد بہاری سے کمر لچکی ہے

خوش نوشته

امید دل وہی اوس سنگدل سے سخت بیجا ہے — مگران جانے والون کا پتھر کا کلیجا ہے
تسخیر دل اونکا ہے نظر آئے ہین جب سے — تعویذ وہ ڈھلکے ہوئے بازو سے کسی کے

نامی تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

آتش عشق سے نامی کا جگر جلتا ہے — ق — آپ ہنس ہنس کے یہ کہتے ہین کوئی آ دیکھے
واہ کیا خوب مثل ٹھیک بندی ہوا سدھم — گھر کسی کا جلے اور کوئی تماشا دیکھے

نایاب تخلص عباس علی باشندۂ کلکتہ مقیم دہلی شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

دو ہیرہ نشین ہمکو اشارے سے بلاے — اے شوق بیان کچھ تری تاثیر ہوا ایسی

نبی تخلص میر غلام نبی بلگرامی ہمشیرزادۂ میر عبد الجلیل موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے
دوہرہ خوب کہتے تھے

رباعی

ازبسکہ حیا دوست ہے وہ مایۂ ناز — اس طرز سے ہے اوسکے سخن کا انداز
خامہ کی زبان سے جون نکلتے ہین حرف — پر کان تلک نہین پہونچتی آواز

نثار تخلص شیخ محبوب بخش خلف شیخ محمد افضل باشندۂ بجنور اسسٹنٹ انجنیر فرخ آباد

آتی نہ طبیعت کبھی اوفتنہ گر ایسی — مین جانتا پڑ جائیگی آفت اگر ایسی

نثار تخلص منشی سدا سکھ خلف منشی سیتل پرشاد باشندۂ دہلی مقیم الہ آباد شاگرد
سودا صاحب دو دیوان اردو و فارسی و بہاکہا و مثنوی گزرے

ہمارا ہے دل جب ہمارا نہین ہے — تو شکوہ ہمین کچھ تمہارا نہین ہے

نثار تخلص نثار علی بلگرامی

اوترے ملک فلک سے یوسف زمین پر نکلے — ممکن نہین کہ تجھسا کوئی کہین سے نکلے
بوسے کی بدلی گالی شیرین لبون سے پائی — یہ بھی نصیب اپنے زہر انگبین سے نکلے

نثار تخلص میر عبد الرسول اکبر آبادی معاصر میر تقی میر منصبدار شاہی تھے

ہاتھ سے ان جامہ زیبون کو نکل جاینگے ہم — یہ گریبان دامن صحرا کو دکھلا دینگے ہم
اور وہ کی جو مہربانی سے ہے — یہ مدد ہم پہ آسمانی سے ہے

اوسکے رخسار دیکھہ جیتا ہون	عارضی میری زندگانی ہے
ہم انجمن مین رات عجب آن سے گئی	بسمل کئی پڑی ہین گئی جان سے گئی

نثار تخلص میر افضل علی عظیم آبادی

یہی خوف رہتا ہے بسمل کے دل مین	ترحم نہ آجاے قاتل کے دل مین
اے صبا جاکے تواتنی تو خبر کر کہ نثار	آستانے پہ کھڑا ہے ترے سر ہاتھہ مین ہے

نثار تخلص محمد امان دہلوی خلف سعادت اللہ معمار شاگرد شاہ حاتم دیوان انکا نظر سے گزرا

اوسکے پاؤن سے لگی رہتی ہو دنرات حنا	خوب دنیا مین بسر کرتی ہے اوقات حنا
مثال برق شیوہ ہے ہماری آفت جانکا	کہین دیکھا کہین چمکا کہین تاکا کہین جھانکا
ہزارون جیب گل کیونکر نہ پرزے اس ادا پر ہون	قیامت جو مچ جاتا ہے ہر ایک ٹھوکر مین دامن کا
پوچھا جو اوسنے خوش ہو کہا مینے شکر ہے	بولا کہ ہے یہ شکر شکایت بھرا ہوا
اے شمع نقل تونے بیان اصل کر دکھائی	کیا خوب سانگ لائی اس بزم مین ہستی کا
گزرا مرے مزار سے دامن سنبھالتا	کیا خاک پھر غبار مین دل سے نکالتا
شب کو وہ کوٹھری کوٹھے گھر ہمارے آرہا	غیر دروازے پہ بیٹھا راہ ہی تکتا رہا
ہمسے لڑنے وہ او نہین کوئی بہو لو درمیان	ایسے ایسے آگے جھگڑے ہو چکی مین جل رہا
سو بات پوچھیئے تو نہ دے ایک کا جواب	کروے تمھا تمھا کے ہین یونہین لاجواب
جہان ذکر اوسکا آتا ہے مراجی لوٹ جاتا ہے	کرون کیا اختیار اپنا نہین بے اختیاری ہے
ہم سے ہو زر وسیم کی تدبیر سو کیا خاک	دنیا مین بڑی چیز ہے اکسیر سو کیا خاک
بر رنگ لب ہے طرفہ آشنائی آہ ہم تم مین	کہ ہو جاتی ہے باتون مین جدائی آہ ہم تم مین
مین جو کہا لیگئی زلف تری دل مرا	ہنسکے کہا سب غلط اوسکی بلا لیگئی
خوبی مین ترے حسن کی کچھ حرف تو کب ہے	لیکن یہ ذرا خط ہے سو اصلاح طلب ہے
اوس آینہ طلعت کی اب مجھسے یہ صورت ہے	ظاہر مین صفائی ہے باطن مین کدورت ہے
گردش کا اوس نگاہ کی اب طور اور ہے	اے ساکنان میکدہ یہ دور اور ہے

نجابت تخلص سید کلب علی ولد سید حسن علی باشندۂ لکھنؤ شاگرد امانت

آمین رقیب کہتے ہین بے ساختہ وہین — دیتے ہین بد دعا جو وہ ہم کو اوٹھا کے ہاتھ
بیداد سے بتون کے ہراسان نہ ہو دلا — انصاف تیرا حشر کے دن ہے خدا کے ہاتھ
بوسہ کے مانگنے پہ نجابت وہ ہین خفا — رکھونگا سر کو پاؤن پہ جوڑونگا جا کے ہاتھ

نجات تخلص سید زین العابدین قصائد فارسی انکے نہایت عمدہ ہین

یہان تلک سر کو پٹک ہجر مین توڑے پتھر — کہ نہین دامن کہسار مین چھوڑے پتھر
آنکھین پتھرا گئین قسمیں ہین ٹپکتے آنسو — دل ہے ہجران تری قدرت کہ نچوڑے پتھر

نجات تخلص شیخ حسن رضا دہلوی مرثیہ گو مقیم ضلع سارن ۱۲۷۰ بارہ سو سات ہجری مین فوت کی

کوئی عنوان نہ دیکھا کفر و ایمان مین جدائی کا — ہر اک بت مین نظر آیا ہمین جلوہ خدائی کا

نجات تخلص شنکر سروپ ابن رام سروپ سررشتہ دار کلکٹری فرخ آباد

کیا چل سکے گا جادہ الفت مین زاہدا — یہ راہ وہ ہے جسمین ہر اک کا گذر نہین

نجد تخلص مرزا محمد عباس ولد مرزا حیدر لکھنوی شاگرد میر وزیر صبا صاحب دیوان ہین

دیکھا کبھی نہ چشم ترحم سے سوی دل — نکلے نہ اسے نگار کبھی آرزوے دل
دیکھا نہ کبھی آنکھ اوٹھا کر بھی ادہر کو — ہمسے نہ کبھی چار ہوئین یار کی آنکھین
جوہر ترے جانباز کی کہل جائینگے جسدم — کہل جائینگی قاتل تری تلوار کی آنکھین

نجف تخلص میر نجف علی شعراے قدیم مین ہین

کسطرح ربط نہ ہو زلف سے دیوانون کو — ربط ہوتا ہے پریشان سے پریشانون کو

نجم تخلص سید اشرف علی بنارسی

سمٹی چادر مہتاب کہہ دو ماہ کامل سے — نکلتا ہے وہ خورشید قیامت اپنی منزل سے

نجم تخلص میر نجم الدین ولد میر قمر الدین دہلوی صاحب دیوان ہین

نظروں نظروں مین ہو گیا غائب — ہو گیا طرفہ ماجرا دل کا
نجم کیون اتنی بیقراری ہے — تو ذرا کہہ تو ماجرا دل کا

تری چشم خمار آلودہ کے مانند اے ساقی ۔ اگرچہ مست ہون لیکن بہت ہشیار پھرتا ہون
یہان جو آیا ہون تو شاید مری موت آئی ہے ۔ تیرے کوچہ مین مگر مجھکو قضا لائی ہے

تجسم تخلص محمد رضا خان داروغہ خزانہ و نائب خانساماں پادشاہ لکھنؤ ولد محمد قاسم طباطبائی برادر زادہ مختار الدولہ باشندہ لکھنؤ شاگرد نظام الدین ممنون صاحب دیوان اردو فارسی ہین

انگرا وڑا رہا ہے جو مثل انار دل ۔ دکھلا رہا ہے ہمکو خزان و بہار دل
ہے یار سے امید عبث تجسم دم نزع ۔ لیتا نہین اسوقت مین کوئی خبر دل

تجمل تخلص مولوی انعام اللہ شاگرد میر وزیر صبا خلف مولوی ولی اللہ ابن مولوی حبیب اللہ باشندہ لکھنؤ محلہ فرنگی محل

غضب کی ہے بے نیازی ہم نہین کچہ بولتے سنتے ۔ یہ بت اللہ اکبر کسقدر مغرور ہوتے ہین

تجمل تخلص میر نجم الدین علی خان داروغہ ضلع جہانسی خلف حکیم ابو سعید خان

نہیں ہے دوا عشق کی ہرگز نہین ہوتی ۔ یہ وہ ہے مرض جب کوئی مرجائے تو جائے

تجمل تخلص میر نجم الدین احمد خلف میر عنایت علی متوطن بریلی تحصیلدار فرخ آباد

سنا کہ ہے ادہر گیا دنیا سے وہ آج ۔ گرا یا گل جیسے گرتے نظر سے

تجمل تخلص مولوی نجم الدین احمد خلف مولوی احمد علی باشندہ چریاکوٹ ضلع اعظم گڈہ

خجلت ہے جرم کے آتش دوزخ ہوئی پانی پانی ۔ منفعل جرم سے جب تجمل گنہگار آیا

تجیب تخلص میر بہادر علی شاگرد فراق

اگر حنا ترے ہاتھون سے خونبہا دل کا ۔ تو لونگا دست نگارین سے خونبہا دل کا

تحیف تخلص حق وردی خان

فرشتہ پوچھنے مجھسے جو کچہ مزار مین آئے ۔ تو بولون مین کبھی جب تک نہ کوئی یار مین آئے

تحیف تخلص سید برکت علی مرادآبادی

ابھی مین شہر خموشان مین ڈالدون اک شور ۔ خدا جو دے مجھے اک دم کو بھی قرار مین جگہ
یہان تلک تو رکھا تیرے عشق نے مجبور ۔ کہ اپنے قابو مین دل ہے نہ اختیار مین جگہ

نحیف تخلص نواب مہدی علی خان بہادر خلف نواب حفیظ اللہ خان مرحوم نوادہ نواب احمد علی خان بہادر والی رامپور لندن کی سیر بھی کی ہے انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی

اونکو غفلت مری جانب سے اگر ہے تو ہے	بے خبر کیون ہوئے ایسے کہ خبر کو بھی نہین

نحیف تخلص محمد عوض علی خلف میر احمد شاہ باشندۂ فرخ آباد

خفا ہو کے محفل مین آئے ہوئے ہین	غضب کے وہ تیوری چڑھائے ہوئے ہین

ندا تخلص مرزا معین الدین دہلوی خلف مرزا احمد بخش ابن شہزادۂ خجستہ بخت شاگرد مرزا کریم الدین رسا

کیا خاک ہو ہمدوستی کی اوس سے توقع	جسمین نہ مروت ہو نہ ہو پاس وفا کا

ندرت تخلص شیخ عابد علی خلف شیخ امانت علی خان باشندۂ سکندرہ ضلع اٹاوہ

جو گیسوے پرپیچ کی بند سنگھاؤ	مدت سے پریشان ہین پریشان ہمارے

ندرت تخلص مرزا معل مرثیہ اور سلام مین امامی تخلص کرتے تھے

غضب ہے عشق کسو سے کسو کو پیار نہ ہو	کسی کے لطف کا کوئی امیدوار نہ ہو

ندیم تخلص مرزا علی مرثیہ گو باشندۂ دہلی معاصر میر تقی

جدائی مین تری ہم کیا کہین کسطرح جلتے ہین	بجاے مو بدن سے آگ کے شعلے نکلتے ہین

ندیم تخلص سید محمد عسکری متوطن کڑا ضلع الہ آباد شاگرد شاہ غلام اعظم افضل تخلص

زمین قبر سے مجکو بڑی ندامت ہے	کہ مشت خاک نہین ہے فشار کے قابل

ندیم تخلص شیخ علی قلی مرثیہ گوے دہلوی معاصر سودا نواب محمد جعفر خان کے عہد مین مرشد آباد مین وفات پائی

بیقرار عشق کو ہے زندگی نقص کمال	مر چکے سیماب تب کہتے ہین یہ اکسیر ہے

ندیم تخلص سید پیارے صاحب لکھنوی

جلد و انکھین کہین اوس رشک قمر کو دیکھو	کہ دگرگون نظر آتی ہے جگر کی صورت

ندیم تخلص مرزا محمد علی بیگ خلف مرزا علی نقی بیگ صوبہ دار باشندۂ فرخ آباد

شیرین سخنی قمبر دن سے وہان کرتے ہو تم تو ۔۔۔ بکرتا ہے بیان شور نمکزار تمہارا

ندیم تخلص محمد شفیع ولد میر محمد رفیع لکھنوی شاگرد مہدی علیخان قبول

گرداب بلا مین پہنسے دیکھے جو بشر تاف ۔۔۔ دریا شکم نمان سے دریا کا بھنور ناف
یوسف تمہارے سامنے بازار مین جو آگے ۔۔۔ دیکھے کبھی نہ اوسکو خریدار آنکھ سے

نزار تخلص سید قاسم علی ولد میر احمد علی شاگرد مصحفی وطن انکا مشہد بزرگوار ونکے انکی پہلے دلی مین بعد ازان فیض آباد مین سکونت کی تھی انکا مولد و مسکن لکھنو ہے

دل دے تو بیٹھے اوس سے جب بے پیر کو نزار ۔۔۔ پھر کیون پکارتے ہو یہ ہر دم کہ ہای دل

نزار تخلص خواجہ محمد اکرم شاگرد میر تقی میر

کیا کہیے غرض صبر کا مقدور نہین ہے ۔۔۔ اک زخم نہین دل یہ کہ ناسور نہین ہے

نزہت تخلص مولوی برہان الدین باشندۂ قصبہ دیوا ضلع الہ آباد

گو تم دم مردن مرے بالین پر آئے ۔۔۔ کیا ظلم کہ اسوقت بھی نہ نقاب اٹھا کے آئے
اک قامت رعنا کا تصور تھا ہمیشہ ہیچ ۔۔۔ ہنگامۂ محشر کے تماشے نظر آئے

نزہت تخلص رفیع الدرجات خلف عبرت رامپوری

لالہ لالۂ داغ جگر ہے صحرا صحرا وحشت ہے ۔۔۔ شبنم شبنم رقت ہے اور گلشن گلشن الفت ہے

نزہت تخلص مرزا ارجمند دہلوی نامہ نویس عماد الملک نواب غازی الدین خان بہادر نظام تخلص

چاک کر پھینک دیا ہم نے کا اوبجا دگیا ۔۔۔ ایک قصہ تھا گریبان کو سلوانے کا

نزہت تخلص مرزا کرامت اللہ دہلوی برادر زادہ مرزا جمعیت شاہ ماہر

اوٹھاؤن سر پر اگر ہووے غم خدائی کا ۔۔۔ مگر نہین ہے گوارا ستم جدائی کا

نزہت تخلص لالہ رام سروپ ابن لالہ شام لال متوطن کرادلی ضلع مین پوری

مہربان مجھ پر جو وہ خورشید سیما ہو گیا ۔۔۔ آج روشن میری قسمت کا ستارا ہو گیا

نساخ تخلص راقم الحروف شیخ محمد عبد الغفور

اشعار دیوان اول

شہید ناز ہون مین دیدۂ آئینہ رویان کا
کیا ہے نفس امارہ نے گرہ دل کو ام زنار
کسی مہرو کی فرقت مین ہوئین جو موجزن آنکھین
سراپا زخم ہون تیغ زبان یار سے لیکن
کیف مے سے چشم مست یار مین ڈورے ہین
اون نکیلی چتونون سے ہو گیا سینہ فگار
جنبش ابرو سے اوسکے ٹوٹتا ہے غنچۂ دل
موم دل جو ہی ستاتا ہے اوسے ہر سنگدل
ٹوٹ جائے رشتۂ جان اوسکا آنا ہو جو بند
کام تیرے پانون کا کب دست مانی سے ہوا
پوچھو نہ حال گرمی حسن شباب کا
اے صنم تیرے سنہرے رنگ کی تلچھٹ ہے
ٹکڑے پھر جوش جنون مین اپنا دامان ہو گیا
سر بسجدہ گوشۂ محراب ابرو مین جو ہے
سونے کی ہول کہتی ہے زنجیر آہنی
حاصل ہے اشارون مین مزا لطف بیان کو
اوسکی انگیا کی جو چڑیا کا مجھے رہتا ہے دھیان
کم نہین ہے ساغر کی گردش سے دو چشم مست
کون ماہیت کو سے ثبت پر فن سمجھا
نغمے شیشے مین نکلتے ہین صدا سے رنگین
صید لاغر کو نہین خنجر سر سرمہ کا خیال

گمان کیونکر نہ ہو زخمون پہ میرے چشم حیران کا
ہوا ہے غول خضر راہبر اپنی بیابان کا
بنا ہے کشتی طوفان ہلال اپنی گریبان کا
نہین ملتا ہے مثل ذات حق منہ غنچہ دہن کا
مجھکو دھوکا دے رہے ہین دام اوس گیسو کا
کیا اثر ہے ڈال کے پھولون مین کنگھی تیر کا
کام وہ صیاد لیتا ہے کمان سے تیر کا
شمع کا سر کاٹنا اک کھیل ہے گلگیر کا
آمد و رفت نفس ہے آنا جانا یار کا
تیرا ہر نقش قدم نقشہ ہے روئے حور کا
ہے دوپہر کو گرم مزاج آفتاب کا
پورون پر مہندی کا چھلا خاتم زر ہو گیا
ہتھکڑی ہاتھون مین پھر تار گریبان ہو گیا
ہندوی خال صنم شاید مسلمان ہو گیا
آیا ہے اسے پری جو یہ موسم بہار کا
لیتا ہے وہ لوک شوخ سے کام زبان کا
ہے کف دست آشیانہ طائر افسوس کا
شک ہے ہی آنکھون کو ڈورون سے تیغ تیز کا
شیخ سمجھا جو حرم دیر برہمن سمجھا
تیری سنان پہ کھٹکا سبھی ہے سنانی کا
چشمۂ زمزم پہ گویا قافلہ ہے ماہ کا

اوڑ گئے اوڑتے جو خبر سنکے مری نالون کی
تھا وہ جاڑا گاہ گرمی دن کبھی برسات کا
آنا جو اوسنے بند کیا میری جان گئی
ہر نگاہ مست ساقی مین ہے کیفیت نئی
جو ذکرِ حق مین ہے اپنی ہی جیبِ گردان سے
ثنہ دہونے مین کرے جو وہ مسواک کیا عجب
مارا جو تیر اوسنے دلِ داغدار پر
کس بت چین کا کھلا جوڑا کہ خوشبو ہے جہان
کب گوارا کرتی ہین نازک منش سختی کا کام
پابوس جو لبِ جو وہ پامال ہوا ہے
ہے غلغلۂ حشر و یا شور قیامت
روز و شب کے حال کے پرچے لگا دیتے ہین وزر
شک نہین پہرتے ہین روز و شب تلاش یار مین
اتنے گناہ کرتے ہین جنکا نہین شمار
پڑ رہے آبلے کو مرے دل کے دیکھیے
پروانہ صفت شمع کی سب ہے گرد ہمیشہ
بے اثر وہ ہین کہ بس مجکو ملا خاک مین
ہاتھ اوٹھانے مین جو ہوتا ہے فلکیری کا شک
اوڑ جائے اور چمن سبز خوبان کو بہار خط
اب عاشق و معشوق نے دیکھا اثر عشق
تیز ہے جسکی زبان خاموش ہی رہتا ہے وہ
درد عاشق کا نہ ہو صدمہ کبھی معشوق کا
جو ہین حالی منزلت خود بخود اونکو فروغ

ول گلشن مین ہر اک مرغ خوش آواز سا
اک روش کتنا بہت دشوار ہے اوقات کا
ضبط نفس نے توڑا ہے رشتہ حیات کا
ایک سی تاثیر مین ہوتی نہین ہے ہر شراب
کہ آسیا سے ہے بجوف دانہ تسبیح
عالم کو کہ بہولی ہے گویا دہن کی شاخ
پیدا ہوئی ہے شیر کی سر پہ ہرن کی شاخ
مثل نافہ ہو گیا ہے شک کا بازار بند
استخوان کوئی چبا سکتا ہے دندان گہر
دیتی ہے خبر یار کے پازیب کی جھنکار
یا اوس بت عیار کی پازیب کی جھنکار
یار کی ڈیوڑہی کے ہرکارے ہین یہ شمس و قمر
جب یہ ثابت ہے کہ سیارے ہین شمس و قمر
تنگ آگئی ہین کاتب اعمال دوش پر
دیکھا نہ ہو اگر گہر آبدار سبز
صورت کی طرح صاف نہین سیرت فانوس
دفن گور و نہین کئی جو لکھے کتنے بار نقش
وصل کا دیتا ہے اب شاخ کو پیغام رقص
ہو سرمہ آئینہ رویونکی آنکھون کا غبار خط
بیتابی دل ہوتی ہے بیان ضبط نہ ہو ان
ترزم عالم مین نہ ہووے گوش زد تقریر شمع
مگر کبھی پروانہ کی کرتا نہین شبہون چراغ
مدرسہ کا چرخ پر چلتا ہے بے روغن چراغ

وہ لڑائی آنکھ اوسکے جو کہ ہو وہ سر بکف
ہے شہ پہ تیر سے مبتلا جو ہی یہ تیری ہی قضا
تیری روئے صاف سے جو میری رنگ زرد ہے
نہ آتے تم تو کب کی اے مری جان کوچ کر جاتے
اوڑے ہوئے سوئے دیانہ آتی ہین جمر
نہین ہے سختی تنگی دہر سے ایمن
مبتلا ہجران مین ہو کر بڑھ گئے غمہای دل
جسے عشق مین ترے نسلخ کھل گیا
دل کو تمہ غیر خموشی بتان یاد نہین
دلبر چلا گیا کوئی چال یہ ہم پسا
گالی سجے جو دے مجھے غیر رشک سے
اوس بت کے ہجر مین جو ٹپکتے ہین اشک صاف
امید وصل ہم ہجر مین یون گزرتے ہین
پھرتے جواب صاف سے ہین کاسۂ سوال
ہے وصل مین وہ زلف گرہگیر گلے مین
دانت پنہان ہین لب شیرین یار مین اسے شیرین ہیر
دربدر اپنی نگہ پھرتی ہے ماری ماری
بوسۂ خال پہ تو دانت نہ ہیں اسے نساخ
چشم فتان سے جو ہے دستۂ نرگس حیران
سرمہ کی حاجت نہین چشم سیاہ یار کو
بل بے صفائی ہاتھ کی اے دلبر نمک
کیونکر زبان سے اوسکی نزاکت کا ہو بیان
ہون میسر مجھے ساقی ازل کی باعث

چشم قاتل ہے نگاہ تیز سے خنجر بکف
اے ماہر وصبح و مسا آپ اطرف یک اسطر
چاندنی چاندی کا پتر دھوپ سونے کا ورق
دل و دین عقل و ہوش خواب خور تاب و توان تک
بنی ہے فصل بہاران مین مثل برگ سنگ
ہوئی ہے گوشہ گزین سنگ مین اگر کے سنگ
حیف دل افسوس دل اے ستادل ہائے دل
کوئی نہین ہے جان کا دشمن سوائے دل
اسلیئے لب پہ مری نالہ و فریاد نہین
تعویذ حب و بغض ہے نقش قدم نہین
اوس بت کی دشمنی بھی محبت سے کم نہین
سنگ پیکان ہے کم مری چشمان نم نہین
عجب گنج زیست ہے اپنی نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین
اس ہند کی بخیل بھی حاتم سے کم نہین
اب طوق گلے مین ہے نہ زنجیر گلے مین
کونسا خرما ہے جسمین استخوان ہوتا نہین
بیٹھ رہتا کبھی سائل کے مقدر مین نہین
چابنی دانتون سے لوہے کے چنے کھیل نہین
مسی لب سے ترے ہو گی مجلس حیران
کام کیا سنگ فسان سے تیغ جوہر دار کو
دل ہاتھون ہاتھ سے لیا مجھسے ملا کر ہاتھ
مہندی ملنے سے لال ہون جس دم لگا کر ہاتھ
جام سے شیشہ صراحی خم صہبا ہے

وہ میری عشق صادق کے اثر سے میرا معشوق ہے
جو مجنون تہا وہ لیلی ہے جو لیلی تہا وہ مجنون ہے

ہوئی کیفیت اشراق حاصل مے کو پینے سے
ہر اک سرکش ہے دور ہو مین اے ساقی ظلام کو [illegible]

جدا معشوق سے عاشق کو کردے
مگر دورِ فلک شورِ اذان سے

لا کہ آرزو کی خون سے ہے ظالم بہرا ہوا
آبِ بقا کہان تری چاہِ ذقن مین ہے

شمع وار تک غرورِ نازِ معشوقانہ ہے
رخ پہ خط سبز غزل حسن کا پہ وانہ ہے

خاک پاتے مری مرقد کا نشان صبر و شکیب
بعد مرے دن جو تری چاہ چہپائی ہوتی

سر چڑہا ہے اے بت شمشیر زن عاشق کا خون
خلق سمجہی ہے غلط پیشانی پر سینہ در ہے

کی بیان حال مین اوسکی فراموشی کی یاد
آتے آتے تا زبان تقریر آدہی رہ گئی

کعبہ سجدہ اگر ہو ترا سنگ در اے بت
بہولی سی رہی یاد کہ سجدہ نہ کرینگے

مین پر خون دل کو ہے جو دربدر آوارہ ہے
دخت رز کو دو رساغر جنبشِ گہوارہ ہے

اوسکو بہی میری جدائی سے ہو رنج
جان مشکل سے جدا ہو تن سے

اشعار دیوان دوم

سوئے جو محو وفا کوئی بدگمان نہ ہوا
ہمارے اونکے محبت کا امتحان نہ ہوا

خال فتنہ ہے جو فتنہ [illegible] ہان نہ ہوا
وبال جان ہے جو گیسو وبال جان نہ ہوا

یہ اشتیاق [illegible] اوسکی [illegible] نی پر
کہ دو عدو سے ملے اور مین بدگمان نہ ہوا

گرچہ ہے حالِ دلِ زار وصل کا مضمون
کہ پیش یار کبہی شرم سے بیان نہ ہوا

تشنہ یہ آئینہ نے قلعی بہی چڑہائی لیکن
نہ ہوا یار ترے منہ کے برابر نہ ہوا

کٹ گیا سر تو مرے حلق سے نکلی یہ صدا
سر بہی اک بار گران تہا نہ ہوا اسنے ہوا

دیکہتا ہون نظر یاس سے تو کہتے ہین
کیا کرین پاس ہمارے کوئی خنجر نہ ہوا

غبار خاکساران اوڑہے سوئے حریم جانان
تعجب کیا فلک پر ہو اگر کوئے زمین پیدا

پردہ ہے پردہ نشین جو تجہے پردہ نہ ہوا
پردہ چشم کو رشک آیا کہ پردہ نہ ہوا

اسے لب یار اسی کا ہے مسیحائی نام
دلِ بیمار کا تم سے جو مداوا نہ ہوا

مجھکو تکلیف عیادت بھی نہ دو رشک مسیح
نستر انی کی بھلا تاب کہان سے لاتا
کثرتِ عشاق نے پردے مین چھپایا مجھے
دیکھتا ہے زخم دل اوسکا ادا سے دیکھنا
قتل ہونے پر بھی مین ہرگز نہ نکلا قید سے
رشک سے کیونکر نہ مرجاؤن کہ رکھا اونکو
یاد مین زلفون کے روشن داغ کیسا ہوگیا
وصل مین مجھ دست رنگین سے چھپائین چہ تیار
خط جو نکلا حلقۂ گیسو ہوا بے نور صاف
بیٹھے تم پردے مین بے پردہ ہوا سیان اور تو
ہنستے ہنستے باغ مین جو گل کے منہ پر منہ کیا
جھوٹ دعوے اون مسی آلودہ ہونٹھون نے کیا
نعش پر بے پردہ آئے اور سب دیکھین آئے
کیون جلاتا ہے عدو کو واسطے ای شعلہ رو
جسنے اوس نوخط کو دیکھا محو الفت ہوگیا
بعد مردن بھی اثر اللہ ری سوز عشق کا
لاگ پر غیرون کی مجھسے دوستی کی یار نے
بخت کا شاکی وہ تھا مین سنکے پیغام وصال
ہوگیا دشمن جو کی اوس پر محبت کی نگاہ
دور فلک ستمگر جب حسب مدعا تھا
کسے امید الطاف ستم آمیز جورون سے
ستم ڈہانے کو میرے بالکل ہیتا بانہ آتی ہین
یار کے ساتھ آتے ہین اغیار بھی

مرگیا جو ترا بیمار یہ اچھا نہ ہوا
یہ ہوا خوب کہ مین حضرت موسیٰ نہ ہوا
یہ نکلا ہو لکھا ہجوم اے جان چلمن ہوگیا
رشتۂ نظارہ گویا تار سوزن ہوگیا
زخم شمشیر ہلالی طوق گردن ہوگیا
میری جان کو موت بیخ مرگ دشمن ہوگیا
آفتاب آسمان جوشش سودا ہوگیا
طائر رنگ حنا انگیا کی چڑیا ہوگیا
دیکھکر رنگ زمرد مار اندھا ہوگیا
پردۂ انشا مین نہان روے اخفا ہوگیا
شیخ اوس گلرو کا منہ غصہ سے کیسا ہوگیا
پھول سب ہنستے ہین منہ سوسن کا کالا ہوگیا
ہاے جینے سے بھی بدتر اپنا مرنا ہوگیا
دل ہمارا اکیا کوئی تعویذ حب کا ہوگیا
خط سبز یار کیا نقش محبت ہوگیا
فاتحہ کو جو گیا وہ شمع تربت ہوگیا
بغض دشمن کا مرے حق مین محبت ہوگیا
شکر بھی آیا جو ہونٹھون تک شکایت ہوگیا
دیدۂ الفت نگر چشم عداوت ہوگیا
آہون مین بھی اثر تھا نالہ بھی تب رسا تھا
وہ عاشق ہون کہ جینا مجھکو مرنے سے سوا تھا
کمند گردن خوبان ہے ہر نقش قدم میرا
جذب دل کا زور ہم دکھلا نہین گیا

اک زخم دلکو لگا واہ رے نصیب
تماشا تھا دم مردن اگر وہ خندہ پہ آجاتے
آسمان خاک مین ملا نے کسکو
آئے ہین دیکھنے کے بہانے وہ نزع مین
قسمت تو دیکھنا کہ ستانے کے واسطے
ہر ایک میری جان کو آفت ہے اے ندیم
نالون سے مرے صور کا دم بند ہو آہتے
ہووے گا پردہ فاش دل چاک چاک کا
مرتا ہون کسکے غم مین ہین کیا بدگمانیان
رحم آگیا ہے حال پہ نساخ کے ضرور
شب فراق سے تھی بڑہ کے بیقراری رات
ہونے دو ایسا نہ ہو جو کہین صبح ہو جائین رقیب
وصل مین نساخ تم کیون چھیڑتے ہو ذکر غیر
نساخ جذب شوق کا وعدہ مگر ہے آج
جانے کا اونکو قصد بہانے سے مگر ہے آج
ہے معترف گناہون کا نساخ اے کریم
ہے مرنیکا یہ غم ہے کہ مجاور بنکے
مین نے ہر طرح سے کر دیکھا ہے گنڈا تعویذ
نقش کیا کیسا فتیلا اور کہان کا تعویذ
موت اوسکے منہ مین پانی جو آتی ہو آج
منتظر مین وصل مین اسکا کہ اوٹھ جاے حجاب
تیری آتی ہے ان آنکھون مین نہ ٹھہرا انتظار
اوس بت پیمان شکن کی بات پر اے دل نہ بھول

دشمن بھی رات میری طرح بیقرار تھا
تو دست یار مین نساخ دامان قضا ہوتا
تیرے دل کا غبار ہے گو یا
مرنا تو اور جینے سے دشوار ہو گیا
اے ہمنشین رقیب بھی ایک آسمان ہوا
ناصح ہوا رقیب ہوا آسمان ہوا
نساخ کبھی حشر بپا ہو نہین سکتا
چلمن سے شکل اپنی نہ مجھکو دکھائین آپ
ناحق کا ماجرا نہ طوفان اوٹھائین آپ
کرتے ہین اوسکے حق مین جو ہردم دعا ہم
سحر کا خوف رہا وصل مین جو ساری رات
خفتگان خاک کو نالو جگاتے ہو عبث
فتنۂ خوابیدہ کو دیکھو جگاتے ہو عبث
کیون ہر گھڑی نگاہ تری سوے در ہے آج
گردش پہ آسمان کے ہر رنگ دگر ہے آج
اک دن ادا ہوئی نہین مجھسے نماز صبح
گور پر بیٹھے رہے مہر و وفا میرے بعد
نقش باطل ہین یہ سب نقش فتیلا تعویذ
عشق صادق ہے جو پوچھو تو ہے سچا تعویذ
کل آپ آئے تھے جسے بیمار دیکھکر
اور اونکو لالۂ مرغ سحر کا انتظار
شعلہ رو کہہ تو سہی سیماب تھا یا انتظار
جان من وعدہ کہان کا اور کیسا انتظار

ن شعلہ

بان کو ٹھہرا رکھا ہے لب پہ شوقِ وصلِ جانان
تواضع سے کیا ہے صیدان شہری غزالون کو
مجھے گمراہی ناسخ سے حیرت یہ حیرت ہے
بلائے تو اشارے سے جو اے پردہ نشین مجھکو
ہوا گرم سخن بے خوف اوس سے بزم اعدا مین
نہ جائیگا مرا خون رائگان اے قاتل عالم

کرتی ہے جو تسکین دلِ ناساز کی آواز
کوئی پیغام زبانی یہ مگر لایا ہے

خود بخود آ کے جو کٹواتی ہین عشاق گلے
ساتون یہ دلفریب ہین دل کسکو دیجیے
پتا نہ سوزش پروانہ کا کبھی پایئے
یہ مردہ زندہ کرنا نہین ہے کہ سہل ہو
نہین ہے اب کوئی مونس اسی سے جی بہلے
ہے بوسۂ لب شیرین بھی کسقدر شیرین
طریق عشق مین ہین خضر راہ اے ناسخ
ہوئی ہین لاکھون ہی ایسے کرامتین ظاہر
اپنے دلمین کیا ہی چھپاتے ہین در کو کھولکر
آفت ہو تم بلا ہو ستم ہو غضب ہو تم
آتی ہے اونکی جان لبون سے جو پھر گئی
تم سے ہوا نہ دردِ دلِ زار کا علاج
کیسا فلک پہونچے کبھی اونکے کان تک
سودائے زلف سر سے نکالین یہ جی مین ہے
سامنے نکار سے ہے وصل میں کب

گر رہا ہے دیکھئے کار مسیحا اشتعار
قدِ خم گشتہ کار تیر کرتا ہے کمان ہوکر
چلا کہنے مرید حضرت پیر مغان ہوکر
کرینگی کام تیری اونگلیان گویا زبان ہوکر
رہا محفوظ مین تیس دانتون مین زبان ہوکر
گواہی حشر مین دیگا ترا خنجر زبان ہوکر

قانون شفا ہے یہ ترے ساز کی آواز
پاسے قاصد مین ہے جبریل کی پر کی آواز
نقش تسخیر ہے قاتل تری تلوار کی پاس
ابرو مژہ نگاہ جبین زلف خال خط
چراغ لیکے اگر ڈھونڈی کو جا ای چراغ
اے حضرت مسیح ہے مشکل دوائے عشق
نکل نجا ہے خدایا کہین یہ حسرت دل
کہ بند ہو گئے ای جان لب شکایت دل
ہمارے قبلہ و کعبہ جناب حضرت دل
ہین ایک مرشد کامل جناب حضرت دل
غضب کو شلِ غم جیب زنجیر کٹر کاٹے ہین ہم
لیکن کسیکے ہو نہ ہوئی کچھ عجب ہو تم
کہنے لگے مرو بھی کہین جان بلب ہو تم
پھر کونسے مرض کی تبا درد دوا ہو تم
ہم جانتے ہین نالۂ تر سے نارسا ہو تم
کب تک سنا کرین یہ بھلا کیا بلا ہو تم
مین تو بس ایک ہی نہین مین نہین

مرے لاکھ بار تو نے کہا
وہ سما جاتے ہین مانند نظر آنکھون مین
اوسکے حسن تمکین کا یہ سمایا ہے خیال
مین تو نہین ہون بوالہوس مین تو نہین ہین بیوفا
کیون نہ کرین بہانہ وہ پاس ہمارے آنے مین
شکوہ ہمارا کیون کیا نام ہمارا کیون لیا
برابر اوسکو شب و روز وصل یار مین ہے
تم سے ڈرتا ہون کہین توبہ نہ آسے نوبت
دم تزئین جو ہوا جو شانے کو
آہ سوزان سے دل ہوا ٹھنڈا
جل اوٹھے اور آگ دل مین مرے
ہون وہ افتادہ نقش پا کی طرح
نہ بولو منہ سے مگر آنکھون سے سلام تو لو
جل بجھا خاک ہوا مٹ گیا برباد ہوا
خاک معشوق کو ہو عاشق دلسوز کا غم
اے سکندر کس سے مانگون داد ہاتھون سے تری
آئینہ کی اوٹ کر لی میری صورت دیکھکر
بزم مین اونسی اوٹھا کر آئینہ دیکھا جو منہ
لی نہ اوس آئینہ رو نے وصل مین کروٹ ادہر
کیا صفائے سینہ ہے جو دل نظر آتی ہو صاف
ہجر مین خوب وقت پر پہونچے
بیمارون سے آئی ہے صاحب صبا تجھے
وہ وقت وہ ہے عشق کی مٹی خراب ہے

خاک اختر تیرے مرکہین مین ملک نہین
کرتے ہین دیکھتے ہی دیکھتے گھر آنکھون مین
خواب کا بھی نہین ہوتا ہے گزر آنکھون مین
مین تو نہین ہون کچھ رقیب گھر مین مجھے بلائیے کیون
یہ تو نہین عدو کا گھر جسکے بیان دوہ آئین کیون
ہمسے نہین ہے لاگ اگر غیر دنسے وہ لگائیے کیون
مگر رقیب کے سر پر یہ آسمان نہین
آپ سے آپ لگے کہنے جواب تم مجھکو
زلفین اولجھین مرے پہنانے کو
ہین دم سرد بھی جلانے کو
اشک و ڈورے تھے جو بجھانے کو
ننگ سمجھا ہون سر اوٹھانے کو
تم اپنی چشم سخنگو سے کوئی کام تو لو
شمع نے تو بھی نہ لی کچھ خبر پروانہ
شمع ہنستی تھی کھڑی رات سر پروانہ
کیا بگاڑا ہے حسینون کو بنا کر آئینہ
وائے ناکامی جو باشد سکندر آئینہ
ہو گئے حیران جوان و پیر پشت آئینہ
شور دل ہے نالہ شبگیر پشت آئینہ
آئینہ مین ہے عیان زنجیر پشت آئینہ
اے اجل مرحبا جزاک اللہ
تم بھی خدا کی شان کہو بیوفا مجھے
اب بوالہوس بھی کہنے لگے بیوفا مجھے

تشبیہا

مر جاؤن مین تو ترک کرین وہ رقیب کو
کرتے نہین ہین بات شب وصل کیا کہلے
نہین ہو۔ نکتے ہو زلف دراز ہی اوسکو
برسون سے جان دیتے ہین مرنا نہین نصیب
ہے بات ایسی ہی کچھ تو کہ بزم یار مین چپ ہون
تدبیر اپنی جان کی اے قند کیا کرین
کبھی طور پہ بچاؤن اسلی کہون نہ ہرگز
زلفین سنبل نے سنواری مستی سوسن نے ملی
جمع جو عشاق مین اور پڑتے ہین ہر دم ورد
مسیر تیرے عشق کی سب مرد و زن مین ہجوم ہے
گل سے بلبل کو محبت سرو کو قمری سے عشق
کرتی ہے بپا ہر دم ہر لحظہ نئے فتنے
بہار آئی ہے اے نساخ جی مین ہے نکل جاؤن
کسکو منظور ہے دشمن کی دعا کا احسان
بہرا جاتا ہے شورش شوق سے دل
جلاتی ہے مردون کو وہ چشم کافر
پھڑکتی ہین نساخ جو اپنی آنکھین
یون محبت وہ جتاتے ہین مجھے
ہوتے ہین پردہ در پردہ راز
یہ ہوا نقش محبت کا اثر
کہتے ہین عاشق صادق مجھکو
کشمکش مین جو پھنسا زلفون کو سلجھا کے
خاک آلودہ لباس اپنا جو دیکھا کی وفا

بس جا لگا زبان ہی مری حق مین سود ہے
عقدہ دہان یار کا دشمن کا راز ہے
شب فراق بڑی بد بلا ہے کیا کہیے
حاصل یہی ہے الفت زلف دراز سے
عدو سمجھتے ہین منہ مین مری زبان نہین ہے
آئی نہین فراق مین کیا موت مر گئی
مرے دم مین دم کہان جو کسی تاب لن ترانی
آمد فصل بہاری کی چمن مین دہوم ہے
نقش پائے یار کیا مُہر دل مرحوم ہے
لیلی و شیرین و قیس و کوہکن مین دہوم ہے
فصل گل مین رسم یاری کی چمن مین دہوم ہے
پیری یہ فلک کی ہے یا رونگی جوانی ہے
برنگ نالہ زنجیر مین بند سلاسل سے
میری مشکل نہ خدایا کہین آسان ہووے
سراپا تمنا ہوا چاہتا ہے
زندگی مسیحا ہوا چاہتا ہے
کسی سے اشارا ہوا چاہتا ہے
چشم دشمن سے چھپاتے ہین مجھے
بات پردے سے سناتے ہین مجھے
مثل تعویذ جلاتے ہین مجھے
اپنے نزدیک بناتے ہین مجھے
دل صد چاک الجھتا ہے ترے شانے سے
گرہ ہے یا شرمندۂ تسخیر پیراہن مین ہے

ہجر مین کیا کیا مجھکو جلایا
دیوانہ ہون وون جو شبیہ
گاہے جلایا گاہے مارا
شانے نے سلجھائین وہ زلفین
خاک خبر لے میری وہ غافل
گھڑی بھر بھی جو جھگڑی مین گزرے
مدت یہ راز پند و نصیحت کا اب کھلا
تم دشمنی بد مین سے جو پروا نہین کرتے
کرتے نہین ہم گل کی روش چاک گریبان
کیا جانیئے کیا اونکو گمان ہے کہ ہمیشہ
شرمانے لگے کیون دل صد چاک سے میرے
کیا مین ہی گنہگار ہون آنکھین نہ ملا لو
گر کہیے کچھ بولیے کیون وصل مین چپ ہین
بے مہر ہین بیدرد ہین بیرحم ہین نساخ
مجھسے کرتا ہے جو خوش چشم اشارا کوئی
رشک اونکو بھی ہی جو باغ مین دیکھین یہ حکم
پردۂ دید و دل مین ہو تمھین جلوہ نما
وصل مجھکو نہ ہوا اور نہ دشمن کو فراق
مشکل آسان جو ہوئی دیکھ کے اونکو دم نزع
ایسی دیکھی ہے لگاوٹ غلط انداز بہت
ہے عجب دور کہ ہر ناکس و جاہل نساخ

سرو ہی دل باد سحری سے
آگ وہ ہو گئے نامہ بری سے
خوش نگہی سے بد نظری سے
اولجھا مین آشفتہ سری سے
بیخبری ہے بیخبری سے
خضر بہتر ہی عمر جاودان سے
نساخ مجھکو رات ناصح کے گھر لے
اچھا نہین کرتے یہ اچھا نہین کرتے
بلبل کی طرح عشق کو رسوا نہین کرتے
وہ بیخبر آجاتے ہین وعدہ نہین کرتے
جلنے سے کبھی آپ تو پروا نہین کرتے
اغیار تمھین بزم مین دیکھا نہین کرتے
کہتے ہین کہ ہم آپ کا کہنا نہین کرتے
اصنام ذرا خوف خدا کا نہین کرتے
بزم مین ہائے بگڑ جاتا ہے کیسا کوئی
مجھسے گل تک نہ ہنسے بولے نہ غنچا کوئی
کیا چھپائین کہ نہین آپ سے پردا کوئی
ہائے نکلی نہ مرے دل کی تمنا کوئی
بولے وہ ہائے نہ آئی تو نہ مرتا کوئی
جی نہ سکتا ہے مرے دل کو بھلا کیا کوئی
زعم مین اپنے کوئی میر ہے سودا کوئی

نسبت تخلص منشی رگھناتھ پرشاد متوطن شاہ آباد شاگرد منشی مود عالم مقصود

استخوان ہر ایک سوز غم سے جلکر رہگیا
شمع کے مانند دل غم سے پگھل کر رہگیا

نسبت تخلص میر احمد علی مرحوم ریختی گو سے لکھنوی صاحب دیوان ہین

اے دوگانا وہ اکلی آنکھہ نہین	مجھسے تیری یہ پھرگئی ہے آنکھہ
بل بہراک شخص سے جو کرتی ہے	کسی بانکے سے کیا لڑی ہے آنکھہ

نسیم تخلص نسیم اللہ باشندہ میرٹھہ شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

دم بدم آج دم سرد جو بہرتی ہو نسیم	یاد شاید چمن کوچۂ جانان آیا

نسیم تخلص مولوی حکیم نسیم اللہ خلف حکیم محمد علیم اللہ باشندہ کوئل عدالت کوئل مین وکالت کرتے تھے

بے سبب ہر کس و ناکس سے لڑا کرتی ہیں	اپنی آنکھون کو ذرا او بت پر فن سمجھا
نسیم اون سے کہتا ہون گر بات کوئی	تو کہتی ہین کیا کچھ سنا چاہتے ہو
گئی گھڑی کے روز کرتے ہین وہ عاشقونکو قتل	ہر روز اونکے کوچہ مین روز شمار ہے

نسیم تخلص نواب محمد حسین علی جاگیردار ہر لور متعلق الیسور

عاشق ہون زلف کا مین گنہ کیجیے معاف	گرکچہ خطا کی بات زبان سے نکل گئی

نسیم تخلص گلزار علی

غیر دن کے ساتھہ اوسکی تو ساری تپاک ہے	اک ہم ہی اے نسیم اوڑ اسکے کو خاک ہین

نسیم تخلص دیا شنکر پنڈت کشمیری ولد گنگا پرشاد باشندۂ لکھنؤ صاحب مثنوی گلزار نسیم شاگرد آتش اپنے مذہب کو ترک کرکے مشرف بہ اسلام ہوئے تھے مثنوی انکی نظر سے گذری

ذلت سے ہے جو پھیلاے بشر پیش بشر ہاتھہ	یارب نہ کبھی ہاتھہ کا ہو دست نگر ہاتھہ
کس سوچ مین ہو نسیم بولو	آنکھین تو ملاؤ دل کہان ہے

نسیم تخلص مرزا راجہ کدار ناتھہ دہلوی پیشکار نظارت دربار شاہی نبیرہ راجہ رام ناتھہ بہادر شاگرد رنگین

قتل ہاتھون سے ترے یہ دل رنجور ہوا	درد سر روز کا تہا خوب ہوا دور ہوا
ہے جب سے جدا ہم سے دلارام ہمارا	پاتا ہے نہین تب سے دل آرام ہمارا

سی مالیدہ وندان یار کے یکسر چمکتے ہین	تعجب ہے کہ تارے ابر مین کیونکر چمکتے ہین

نسیم تخلص پنڈت برج ناتھ اکبرآبادی

کسی کو دیکھنے منظور ہو جو خار مین روح	تو آکے دیکھیے یہان سیر سے جسم زار مین ہم
نسیم جاے اگر باغ مین وہ جان جہان	ہر ایک گل مین پڑی جان ہر ایک خار مین دم

نسیم تخلص اصغر علی خان دہلوی بن نواب آغا علی خان مقیم لکھنؤ شاگرد مومن خان اشعار انکے اچھے ہوتے ہین لکھنؤ مین انکے شاعری کا بڑا شہرہ ہے دیوان انکا نظر سے گزرا سنہ ۱۲۸۲ بارہ سو بیاسی ہجری مین انتقال کیا

ہون عاشق دیوانہ جو معشوق خدا کا	غل نالۂ زنجیر مین ہے صل علے کا
جب دیکھیے قرار نہین ایک شکل پر	میرا سا اب تو حال ہوا روزگار کا
اونھین ہٹ تھی مجھے خواہش رہا جھگڑا نہین ہان کا	وہان دہن نہین یہان صاف تھا مطلع گریبان کا
حیا بڑھنے نہین دیتی ارادہ نوجوانی کا	اشارا ہوکے رہجاتا ہے ہم پر مہربانی کا
کبھی آغوش مین رہتا کبھی رخسارون پر	کاش اسے آفت جان مین ترا آنسو ہوتا
منہ میرا نہ کھلواؤ کہ ہو جائینگے لب بند	دیکھو یہی اچھا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
صلح کے بعد جو سوچا تو یہ بولا کافر	ہاے منہ دیکھیگا اگر وہ مسلمان میرا
کیون ڈراتے ہین یہ واعظ کہ خبردار رہو	کیا جہنم بھی کوئی کوچۂ جانان ہوگا
کہے دیتی ہین یہ نیچی نگاہین	کہ بالاے زمین کیا کیا نہ ہوگا
دیکھو رقیب آئے دیکھو رقیب آئے	کیا منہ اب آپ کا ہے جو منہ چھپائے گا
نہ گھورئیے مجھے بوسہ اگر دیا تو لیا	رقیب دل مین سمجھو لو اگر ملال ہوا
افشاے محبت کا جو تھا خوف تو ہر اشک	آنکھون مین نہان تھا کوئی دامن مین چھپا تھا
جب مین بیتابی سے گھبرایا تسلی اسنے کی	مونس جان حزین شب بھر ترا اقرار تھا
بیکسی اپنی وہ رونا تیرا	مجھکو ہنگام سفر یاد آیا
گلے مین بخت کے اونکا ہی کچھ فقرہ نکل آیا	ہوئی تھی صلح کس مشکل سے پھر جھگڑا نکل آیا
یہ حسن تھا کہ آنکھ ہماری جھپک گئی	پردہ پڑا جو یار نے پردہ اوٹھا دیا

نام میرا سنتے ہی شرما گئے
معاذ اللہ گر ہے نوجوانی
واے قسمت کہہ رہے ہین وہ رہی سحر دیکھیے
ایک بوسہ بھی نہین اچھی طرح لینے دیا
اللہ ری بیکسی کہ یہ نوبت ہے آج کل
دشمنی کی مجھ سے میری ازدیادِ شوق نے
منت بھی کی مگر نہ کسی نے مری سنی
آنکھون مین ہے لحاظ تبسم فزا ہین لب
ہوتی ہین جوشِ عشق مین جو جو شکایتین
کہتے ہین مجھکو دیکھ کے خاموش خیر ہے
کسقدر خاطرِ شوریدہ ہے دشوار پسند
ہاتھ مین خنجر کمر مین تیغ تیز
بوسے گر چھینے لیے ہین تو دیے بھی ہم کو
کس کس مصیبتون سے ہوئی ہے نصیب مرگ
دیکھو او قاتل بسر کرتے ہین کس مشکل سے ہم
برق نے اک طرزِ بیتابی مرا سیکھا تو کیا
موت کاہے کو قیامت تک اب آئیگی ہمین
شوقِ شراب و خواہشِ جام و سبو نہین
بوسہ ہم آج مانگتے ہین
برہم ہین وہ غیرِ بے حیا سے
اچھا اچھا عدو سے ملیے
ارمان نکل جائین کچھ عاشقِ مضطر کے
ہتا یہ خطرہ کہین نیند نہ ہون

تم نے تو خود آپ کو رسوا کیا
رہو گے عمر بھر تم پارسا کیا
کس لیے تکلیف کی ہے آپ فرمائیے کیا
بولے جھنجھلا کر اجی بس دم مرا گھبرا گیا
ارمان تک بھی دل سے ہمارے نکل گیا
اضطراب ایسا بڑھا آخر کو بیدا ہو گیا
مانند قولِ یار مین بے اعتبار تھا
شکرِ خدا کہ آج تو کچھ راہ پر ہین آپ
کہتا ہے ناز سے وہ بتِ سیم تن درشت
کیون چپ کھڑے ہو سامنے دیوار کیطرح
بجز اجل کچھ نہین کرتا ترا بیمار پسند
یہ ارادہ ہے ایک مشتِ خاک پر
چھٹ گئے آپ کے احسان سے برابر ہو کر
کیا کیا اٹھائے ہین شبِ غم مین قضا کے ناز
چارہ گر سے درد ناداں درد سے دل ہی ہم
سیکڑون باتین ہین ایسی خاطرِ ناشاد مین
سخت جانی حضرتِ عیسے بنائیگی ہمین
ہے سب حرام جب سے کہ پہلو مین تو نہین
کرتے ہین قسمت آزمائی
مانگین کچھ اور بھی خدا سے
جاؤ جاؤ اجی بلا سے
آنسو نہ مرے پوچھو رو لینے دو جی بھر کے
گالیان بھی مجھے سننا نہ سکے

جب اور کسی پر کوئی بیداد کروگے / یہ یاد رہے ہمکو بہت یاد کروگے

کہا مین نے تنہائی ہے بات سن لو / کہا ہنسکے تم کو تو سودا ہوا ہے

سحر ہوئی دشوار خواب کب تک بہت ہوئی اب نسیم اٹھو / نسیم جاگو کمر کو باندھو اٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے

دیتے ہو بوسہ تو کہین لاؤ بھی / خیر کسی طرح سے شرماؤ بھی

یہان تک تھی حریص نالہ بلبل / نکالی بیضے سے منقار پہلے

نسیم تخلص محمد یعقوب ولد حافظ غلام احمد نکہت تخلص خواہرزادہ عبدالحکیم بسمل شاگرد عبدالکریم سوز

نہ اوٹھاؤ نسیم کو در سے / جانیو خاکسار ہے اپنا

ہو گئے خاک ہم ولے ظالم / دل مین تیرے غبار ہے ابتک

کوئی نبہتی ہے اسطرح کر سدا / اک نہ اک بات یہ لڑائی ہے

نشاط تخلص میرن شاہ درویش مقیم دلی بیس برس ہوئے کہ انتقال کیا

لگے ہو بیٹھنے اوس بیوفا کے پاس بہت / نشاط آپ کو یہ کیا خیال آیا ہے

نشاط تخلص مولوی الہی بخش باشندہ کاندھلہ قصبہ بڑے مدرس تھے دلی مین مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ کی خدمت مین تحصیل علم کی تھی

تیغ ابرو کا اگر کچھ بھی اشارا ہوجائے / آپ کا نام ہو اور کام ہمارا ہوجائے

نشاط تخلص ایشری سنگھ کایتھ عرف بسنت سنگھ ولد لالہ سندر داس شاگرد رنگین و انشاء اللہ خان

کوئی تڑپا ہے مار چشم کا اور کوئی قامت کا / ترے کوچے مین جو گرم آج ہنگامہ قیامت کا

پاؤن تک دسترس کہان ہو نشاط / ہاتھ سے ہاتھ تک نہین جاتا

نتھ کے حلقے کا دیکھکر عالم / ناک مین آرہا ہے میرا دم

آشنائی تجھسے کیا کی مجھسے نادانی ہوئی / دوستی میری ہی آخر دشمن جانی ہوئی

جسے چاہے ہے دل اپنا قیامت خوبصورت ہے / پری ہے حور ہے تصویر ہے محبوب صورت ہے

اے صنم ہم نہ پھرے پاس وفا سے اپنے / جو کیا تم نے سو تم پاؤ خدا سے اپنے

نشاط تخلص لالہ اجودھیا پرشاد فرخ آبادی خلف لالہ ایسری پرشاد

قلق و یاس و غم و رنج و الم درد و بلا	اور کیا عشق سے اچھا ای دل ناشاد آیا

نشتر تخلص میر امداد حسین ولد میر حامد علی باشندۂ لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر انسے مرشدآباد مین ملاقات ہوئی تھی صاحب دیوان ہین

یاد آئی ہیکسی جو تری برق خال مین	بجلی کیطرح ہونے لگا بیقرار دل

نصرت تخلص لالہ گوبند رائے کاہتہ شاگرد نصیر

کمر کا خیال اوسکے جب آ گیا	تو سب نے کہا یہ عدم کو چلا

نصرت تخلص غلام نبی خان خلف حکیم مشرف علی خان باشندۂ فیروزآباد ضلع آگرہ شاگرد صمد علی حسرت

یاوری یہ ہے آج کل تقدیر	ورنہ مین اور کوچہ دلبر کا

نصیر تخلص نصیر الدین غوثی جلیسری

گلبدن پھولونکی چھڑیونسے کرے ہے اہتمام	عالم فصل بہار اب ہوکے آئی ہے بسنت

نصیر تخلص شاہ نصیر الدین دہلوی عرف میان کلو ولد شاہ غریب اللہ سجادہ نشین شاہ صدر جہان علیہ الرحمۃ شاگرد میر محمدی مائل آخر عمر مین حسب طلب دیوان چندو لال حیدرآباد دکھن کو گئے وہین وفات پائی مضامین عالی و تازہ خوب باندھتے تھے سنگلاخ اور مشکل زمینون مین اونسے بہتر کہنے والا پیدا ہوا نہیں انکا دیوان نظر سے گزرا

پشت لب پر ہے ترے یہ خط ریحان ایسا	نسخہ تو دیکھو لکھے یاقوت رقم خوان ایسا
سبز بختی کہون کیا اپنی کہ جھٹ جان گئی	پڑھکو افسون جو کھلائے کوئی مین لایا بیڑا
یون دل صد چاک کو منت دیدۂ تر کھینچا	یہ محل پر پژمردہ ہے اسکو چھڑک کر کھینچا
فلک پہ دیکھ مری دود آہ کا ٹکڑا	گھٹا ہے شرم سے ابر بہار کا ٹکڑا
دیکھی جب اپنی صورت وہ پری پیکر لگا	بنگیا آئینہ جوگی منہ کو خاکستر لگا
کیا کیجئے نصیر اپنی قسمت کا لکھا یہ تھی	اوس شوخ سے جو قاصد خط بھی نہ لکھا لایا

بیوجہ یہ دل زلف گرہگیر مین اولجھا
تیر خاکی سے ہے نگاہ سرمہ آلود اوسکی دیکھہ
قیامت آپ کا قد اوسکے دلپذیر ہوا
کمان و تیر نمط مجھکو ربط تھا اوس سے
ناکون سے زخم پہلو لگتا ہے کنگھورا
باز آ کہین اب سنگ منقتی سے نفس شوم
شب دیکھہ کہکشان کو جی مین خیال آیا
جینے کے لیے جنبش لب کا ترے کشتہ
نہ سمجھو کہ آغاز خط عارضی ہے
ہے ذوق سا قبا بطے کے نکھار کا
گرفتار تعلق نقطۂ پرکار آسا ہون
یہ کیا ہی کہکشان اسکو نہین کوئی بتانے کا
آہ کچھ ہمکو نہ تھی فرصت یکدم کی خبر
یون اشک زمین پر ہین کہ منزل مین پہنچکر
نکلی تھی دم تیشہ زنی کوہ سے آواز
سچ بتا مجھکو تو سوفار خدنگ قاتل
ہے عجب جوہر کا عالم اپنی رشک حور کا
چھوڑا نہ تجھے نے رام کیا یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہوا
نہ بہر طواف کعبہ گئی نہ معتکف بتخانہ ہوئے
کھینچ اوسکو نہ لایا جذبۂ دل تاثیر نہ کچھ نالی نے کی
اوس لب کا لیا بوسہ نہ کبھو ہیہات نہ لپٹا پاؤن
مجنون تو پھرا جنگل جنگل فرہاد نے چیرا کوہ و دو
دست بر نور جو تیرا یہ ارادہ کرتا

دیوانۂ شامت زدہ زنجیر مین اولجھا
مرغ دل سہمی ہے کیا ہوگا نشانا تیر کا
چھڑی سے سر زمین بیٹھا فقیر ہوا
جب اوسنے آپ کو کھینچا مین گوشہ گیر ہوا
مت چھیڑ میرے دل کو بیٹھا ہے کنگھورا
گھر مین مری رحمت کا فرشتا نہین آتا
کیا کاسہ فلک مین افسوس بال آیا
منت کش اعجاز مسیحا نہین ہوتا
خدا جانے کیا اسکا انجام ہوگا
ہیندا بنا ذقن کیونکہ نہ بارش گئے تار کا
مین اپنی چار دیواری سی باہر ہو نہین سکتا
نشان سے بہشت شبد بر فلک پرتا زیا کا
اے حباب لب جو تو نے یہ عقدہ کھولا
جون قافلۂ ریگ روان اوٹھ نہین سکتا
فرہاد یہ دشمن ہے تری جان کا لوہا
لہو کس کس کا پیے گا دہن سرخ ترا
سرو مین خوشہ لگا دیکھا نہ تھا انگور کا
ہے توبت کافر بخدا یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہوا
کیا شیخ و برہمن ہم نے کیا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا
مین دونون کا شاکی ہو رہا یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہوا
دل تجھسے برنگ پان و حنا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا
مین آہ رہائی دست و پا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا
نیچہ مہر کا کیا منتہ تھا کہ پنچا کرتا

افسردہ ترے مرے اوسنے نہ کی ہم چشمی
شگفتہ ناز کو کرتی ہے تری چشم احیا
رات اوس بت کا ہوا بوسہ رخسار نصیب
تشفعہ اوس بت کی جبین پیہون لعل یار و نگین
حسن سے آگاہ اگر مغرور خوبون کو کیا
گو ہین یار و پیر ہم پر عشق سے خالی نہین
پاے بوسی پر نہ جا اے شمع تو گلگیر کے
کب چشم یار سے ہو دل زار کا علاج
سرگرم نالہ کونسا گذرا ہے اے نسیم
بیٹھا ہے کیا تو منہ کو کئی غنچہ وار بند
چشم خون افشان عاشق قہقہہ ہے رنگ کا
خال چشم ایک یہ تعویذ نظر ہے تیرا
اوس شعلہ خو کی بزم مین مست کہین جا بنج
ٹوٹا ہے عشق یون تری اس ناتوان پہ
او ٹھہ کہین بیدار ہو کہین بند سوتا ہے نصیر
چرائی چادر مہتاب شب سیکش نے جو جیب
نہ سمجھو دانۂ تسبیح مین گولی یہ زنجیری
ہے آفتاب سنے یہ خم چرخ مینا فیا
کیا اسی تحفہ کے قابل یہ گنہگار رہتا آہ
دم خنجر اسنے کا گمان یہ ہے کہ کرتا ہے تیز
سنجر تا ہے یار کا شہید تیرا اے فلک
اوو ہی وسمی کی نہین ہے یہ رنائے سبز
خیال زلف بتان مین نصیر بیٹھا کر

ورنہ پانی کو رگ ابر کو پتلا کرتا
پہ فرنگی تو ہے اعجاز مسیحا کرتا
جھوٹ بولون تو خدا اکا نہ ہو دیدار نصیب
دیکھلو شق القمر انگشت پیغمبر سمیت
کام ہی دینا تھا آئینہ کو اسکندر سمیت
رکھتے ہین خاکستر افسردہ کو اخگر سمیت
عاقبت تاج زر آلودہ یہ پھیا سر سمیت
بیمار سے ہوا نہین بیمار کا علاج
بھاگی جو آہ سرد پھرا اوسکی گلی سے آج
اتنا ہنسی مین ہم سے نہ ہو گا خدا رنجیدہ
دیکھیے کیونکر رہے گا جیب اور دامان سفید
چشم بد دور لگی کیسی تجھے یار نظر
اے شمع لا نہ حرف شرارت زبان پر
اگر نا ہے جسطرح سے ہما استخوان پر
ہے سفر درپیش غافل فکر زاد راہ کر
کٹورا صبح دو شہ اسنے لگا خورشید گردون کو
کمر باندھی ہے زاہد لشکر عصیان کی تسخیر کو
نکل سبو سے خانہ خمار سے بھر
تم مری قتل کو اوٹے جو سفر سے تلوار
میری تربت کی سدا لوح ہجر سے تلوار
نقشون سے نقل سکے ہین زمین پر ہالا
مہ جبین رات یہ تارون بھری آئی سبز
گیا ہے سانپ نکل اب لکیر پیٹا کر

یہ غلط ہے کہ جیسے بول کا سر نیچا ہے
ہے سر دار یہ بھی گردن منصور دراز

ہو چکی باغ مین بہار افسوس
آہ اے بلبلو ہزار افسوس

طوفان ہے اس دیدۂ پر آب کی گردش
پانی بھری ہے دیکھ کے گرداب کی گردش

دل صید ہو گیا تیری پریشان نظری سے
کرتا ہے خطا ہووے اگر تیر کو جنبش

دریا دلون کو ہم نے نہ دیکھا کہ جون گہر
ہون بہر آب و دانہ کبھی آشنائے حرص

نادان تلاش دانہ نکر مثل آسیا
ایسا نہو کہ تجھکو جہان مین پھرائے حرص

نہ تو مہتاب ہے نہ مہر درخشان عارض
رحل یہ خط ہے ترا جس پہ ہے قرآن عارض

جیسے قرآن پہ ہو سبز غلاف مخمل
یون خط سبز مین مین تیرے یہ نہان عارض

ان دو شعر زمزدہ بالا کو صاحب سراپا سخن نے غلطی سے مولوی کرامت علی اظہر شاگرد شاہ نصیر کے نام سے لکھا ہے

آزاد کسطرح سے ہے تو سرو بوستان
کھینچے ہے مینوا تو سرا سر جبین پہ خط

خاک اب پروانۂ دلسوز رکھی مجھسے چشم
تیری آنکھون پر تو چربی چھا گئی اکبار شمع

آسا قیا شتاب تری انتظار مین
پڑھتا ہے بیان دعائے قدح جام اب تلک

سر گشتہ گو ہون صورت پر کار پر کبھو
باہر رکھا نہ گھر سے کوئی گام اب تلک

صیاد مین وہ صید ہون ہے جسکے حال پر
صد چشم مہر سے نگران دام اب تلک

عاشق ہوا ہے کسکو ہوا ہے شکست رنگ
دل کی شکستگی ہے بنائے شکست رنگ

کرسے ہے کشور دیوانگی کو سر رگ سنگ
طناب خیمۂ مجنون بنی ہے ہر رگ سنگ

روشن دو چند مہ سے ہے اپنا چراغ دل
اے شمع عکس مہر خوبت ہے داغ دل

بلبل ہزار حیف نہ ہو ہمکنار گل
اور مفت مین نسیم تو لوٹی بہار گل

کب دل ہے پھولون سے ہمارا ہمہ تن چشم
نظارۂ ساقی کو ہے مینا ہمہ تن چشم

اے تیر فگن ہم ترے ہاتھونکی ہین قربان
تو دی کیطرح ہمکو بنایا ہمہ تن چشم

برقع کو اولٹ منہ سے جو کرتا ہی تو باتین
اب مین ہمہ تن گوش ہون یا ہمہ تن چشم

فساد خون اسی سے ہوتا بند ادسکو گلشن میں
صبا کر تو ہوا خواہی سے وہان گل و شبنم

ابھی لڑکا ہے وہ ہے بیخبری کا عالم
ہوا سے زلف یکسو ہو تو خال رخ دیکھتے ہین
برباد رفتگان محبت کی خاک ہے
سرکشی بیوجہ کچھ کرتی ہین زلفین آپ کی
یہ وجہ ہے کہ خط ترے تنہ پہ عیان نہین
دریا مین گھر ہے خضر علیہ السلام کا
بیٹھا ہون فرش خاک پہ مانند نقش پا
پایا نصیر گلشن ہستی سے یہ ثمر
سر مژگان ہر وقت نالہ آنسو کو ترستے ہین
جنگجو ہر کمانہ کر تو تیر سید ہے ہاتھ مین
کبھو نہ اوس رخ روشن پہ جا بیان دیکھین
جو وقت بوسہ کے وہ آگیا دہان منہ مین
مرے حضور یہ بولی مین تیری چھاتی پر
اوسکے تیر دن کی ہین یون شرخ لہو سی پیکان
دل اپنا کیون نہ ہو بحر جہان مین جون گہر فارغ
غنچون پہ اوس پڑ گئی یکدست صبح دم
حلقہ یہ تیری چشم پر افسون کا دشت مین
وا شد نہین ہے غنچۂ تصویر کی طرح
دم غنیمت ہے کوئی دم کی یہ صحبت ہے عزیز
تو ہم کو دکھاتا ہے سہ تو کو عبث چرخ
اوسنے تو ڈبو یا مجھے اور اسنے جلا یا
سب سے ملا کا ابرو ہم سے نفاق رکھو
آہ مژگان سے نہ کاوش کرو اے طفل سرشک

دیکھنا ہوگا جوانی مین پری کا عالم
کبھو بدلی گھر آتی ہے کبھو تارے جھکتے ہین
اے قیس دشت مین یہ بگولا اوٹھا نہین
مجکو سوجھی ہے کہین اب مار یہ کہا دین نہین
آتش جو شعلہ زن ہو تو اوٹھتا دھوان نہین
عکس خط اوسکا آئینہ کے درمیان نہین
کیونکر اوٹھون جگہ سے کہ منزل رسیدہ ہون
بار گنہ سے صورت شاخ خمیدہ ہون
یہ سچ ہے جو گرجتے ہین وہ بادل کم برستے ہین
دست جیب مین رکہہ سر شمشیر سیدھا ہاتھ مین
گھٹا ئین چاند پہ سو بار چھا گئیان دیکھین
تو لوز بستہ بنی ہے میری زبان منہ مین
جو پہنچی ہاتھ تو بدلا لگی کے بارہ ہو ن
جیسے خفا ہون یہ نظر آئین چمن مین مرچین
تلاش آب ہے ہمکو نہ فکر دانہ رکھتے ہین
شبنم کی دیکھکر تری اس سینہ بند کو
دام بلا ہوا ہے غزال رمیدہ کو
کیا جانے کیا ہوا دل آفت رسیدہ کو
تجھسے پھر ملنا خدا جانے ہمارا ہو نہ ہو
ناخن جو تراشیدہ ہو کب عقدہ کشا ہو
ہو خانہ خراب آنکھ کا اور دل کا برا ہو
اسس دوستی کو اپنی بالائے طاق رکھو
جسکے سایہ مین رہو اوسکا برا چاہتے ہو

دیجے دل مین کیون جگہہ اس آہ بے تاثیر کو
مت ستا اے زلف اتنا عاشق دلگیر کو
آب دو دانہ چاہیے اے سہر و دو جہان شکستہ کا
کیا بوسہ رخ لون مین کہ بالی کی تری کو نچ
پامال ہوکے کون سنی سخت کا لیا ن
زندگی مشکل ہے دست اشک سی پانی مجہ
کشتیٔ دل غرق ہوجائے نہ کس صورت سی آہ
سو دبازار محبت یہ نظر آیا مجہے
پروا نہین پروانہ کے جلنے کی تجہے آہ
کیونکر نہ یہ فسر ہو دل افعی گردون
دلِ صد چاک عاشق کو بناتا ہے گلِ بازی
جو گرا قطرۂ خون وہ بہی انا الحق بولا
وحشت سے مجہے اتہا اوٹہا نہین دیتے
زلف مین دل جو گرفتار نظر آتا ہے
اے غافلو دم اللہ صفت آئی جاتی ہر
کشتہ ہون تیغ نگہ کا تیرے اے زہرہ جبین
کی اوسکی دل مین آہ نے تاثیر عاقبت
افشاے راز دیدہ و دو دلستہ کردیا
شمع مطول اوسکی فقط زلف ہی نہین
ہوتا ہے ترے چہرۂ روشن کے مقابل
یہ درمیان سے اوٹہا دے حجاب کا پردہ
قبا دکہی ہے سلکاری کی شب کس ماہ کی
یہ عالم اوسکے خط سبز نے دکہایا مجہے

جسمین گمان بہی نہ ہو رکہنا ہی کیا اوس تیر کو
سرکشی کو چہوڑ کا فرمان اپنی پیر کو
کام منزل تک چلی زاد سفر اتنا تو ہو
ہے نیش زنی مین مجہے کژدم سے زیادہ
رفتار تو یہ کچہہ تری گفتگو سو وہ
قتل یہ اکدن کرے گا طفل وزرانی مجہے
موج طوفان ہے تمہاری چین پیشانی مجہے
دل کا جب سودا ہوا تب ہو گیا سودا مجہے
اے شمع کوئی خاک کفن تجہے لگا دے
مہتاب جو ہر شب قدح شیر پلا دے
جو کہیلے جانبر وہ اوس بت گلفام سے کہیلا
بعد مردن بہی نہ حق گوئی منصور چہپے
بجتی ہے مرے پاؤن سلاسل کی دف
بال بال آہ گنہگار نظر آتا ہے
جیتو کہ نخل عمر کو یہ کہاے جاے ہے
چاہیے بہر کفن چادر مہتاب مجہے
اس نخل سوختہ نے دیا ہے ثمر مجہے
ہرگز یہ تجہہ سے چشم نہ تہی چشم تر مجہے
خط بہی سکے ہے حاشیۂ مختصر مجہے
ہم شہر بدر راہ کو اے یار کریگے
ہاے تیرے اگر ہم رہے رہے نہ رہے
فلک جو کاڑ ہنے سیکہا ہے بولی چاند تارے کی
کہ جسکو دیکہہ کے عالم نے زہر کہایا ہے

دل کا گیا دل بلا زلف چلیپا ٹھہرے	کچھ ترے گانٹھہ گرہ مین ہو تو سودا ٹھہرے
دریدہ وہ آنکھہ یار سے لڑتی ہو رات سے	تار نظر کو رشتہ سے ہے چاک قنات سے

نصیر تخلص میر ناصر علی ولد عبد الغنی لکھنوی شاگرد ناسخ بشتر فارسی کہتے تھے صاحب دیوان گزرے

حاشیہ ہے خط ریحان سے گلستان پر تم	سبزۂ خط سے نہین ہے یہ بہار عارض
جاتی شب وصال ہے چھیڑ دو نہ ذکر مو	سے غرض اب ہو نہ طول کلام زلف
چشم کسکی ہے جو محو عارض جانان نہین	کون سا دل ہے کہ شکل آئنہ حیران نہین
آئین نظر جو رقص مین اوس گلبدن کے پاؤن	حیرت سے نقش سان نہ اوٹھین انجمن کے پاؤن
مردم چشم دلبران ہو سپند	چشم بد دور ہے غضب کی آنکھہ
بولے بالین پہ چشم ماروشن	ہیر ڈالی جو جان بلب کی آنکھہ

نصیر تخلص نصیر الدین خلف بدر الدین نواسہ منشی نبی بخش حقیر باشندۂ دہلی

ڈوبی ہین میری دیدۂ پر نم کے تیر سے	نرم ہوا فراق ہوا ابر تر ہوا
انہین سے میرے در پے آزار ہی ہوگا	ناصح ہوا رقیب ہوا چارہ گر ہوا

نصیر تخلص ارجن سنگھ ولد بدھ سنگھ داروغہ توپخانہ راجہ ستہر شاگرد محمد شاکر ناحق مقیم فرخ آباد

یہ کالی گھٹا رات اندھیری یہ سیاہی	کیا ہجر مین تڑپاتے ہین برسات کی راتین

نصیر تخلص محمد نصیر اوستاد مرزا فریدون قدر بہادر ولد علی اصغر اوستاد مرزا نصیر الدین حیدر بادشاہ لکھنؤ خلف محمد عباس اوستاد مرزا غازی الدین حیدر والی لکھنؤ شاگرد نواب عاشور علیخان صاحب دیوان گزرے

یا رب مزا ہمارے جلانے کی یاد ہو دل	جنت نصیب جہنم مین جاے دل
یہ عشق بد بلا ہے نہ سمجھی تھی اے نصیر	اب دل گنوا کے کہتے ہو کیون ہاے ہاے دل
اللہ رے حسن دیکھکر اوس مہ جبین کی لو	بجھہ بجھہ گئی ہے مشعل شمس و قمر کی لو

نصیر تخلص شیخ مقصود احمد خلف مولوی ولایت احمد باشندۂ کاکوری

ترے ستم سے کچھ ایسی ادا نکلتی ہے | کہ خود بخود مرے دل سے دعا نکلتی ہے
تری گلی مین ہے یہ اژدہام لالہ رخان | ہزار گلشنون سے صبا نکلتی ہے

نظام تخلص نواب عماد الملک غازی الدین خان بہادر وزیر اعظم عالمگیر ثانی خلف نواب قمر الدین خان وزیر اعظم محمد شاہ بادشاہ دہلی اولاد مین حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ سے تھے صاحب دیوان فارسی وارد و گذرے

آیا نہ کبھی خواب مین بھی وصل میسر | کیا جانئے کس وقت مری آنکھ لگی تھی

نظام تخلص نظام شاہ رامپوری

وہ ہی سب باتین ہوئین کیون ہم نہ کہتے تھے نظام | ملکے اوس عیار سے بدنام تو ہو جائیگا

نظامی تخلص شیخ نظام الدین برادر کلان شیخ فدا حسین فدا ازانسے ایک دیوان یادگار

ترے نظارے کو کھولی جو خواب سے آنکھین | تو ہووے نرگس شہلا گلاب سے آنکھین
کچھ آج دل ہے بہت بیقرار پہلو مین | تڑپ رہا ہے جو بے اختیار پہلو مین
ہر ایک زخم پہ مرہم لگائے اوس پر | ہزار زخم ہین دل پر ہزار پہلو مین

نظر تخلص مرزا علی ولد مرزا محمد امان دہلوی شاگرد مصحفی اولاد مین مالک اشتر رضی اللہ عنہ کی تھی وطن الکاعرب مولد و مسکن لکھنو

نصب آئینہ مری قبر پہ کرنا پس مرگ | جانئے تا وہ بھی یہ تھا عاشق زار عارض

نظمی تخلص میر خیر الدین باشندۂ علی گنج

دل لگا وان جہان گذر ہی نہین | کیا کرون کوئی راہبر ہی نہین
رات فرقت کی کب کٹیگی خدا | شب ہجران کی کیا سحر ہی نہین

نظیر تخلص کنفیت راے دہلوی شاگرد نصیر دہلوی

کیا زرد ہوئین عشق کی آزار سے آنکھین | ہمچشم ہین اب نرگس بیمار سے آنکھین

نظیر تخلص نظیر محمد خان خلف محمد فیض خان کوتوال فرخ آباد

باتین کرنے کا وہ موقع جو نہین پاتے ہین | وعدۂ وصل اشارون ہی مین کر جاتے ہین
وہ دہی دیگا تو انکار نہین ہے ساقی | ہم بلا نوش جو پاتے ہین وہ پی جاتے ہین

نظیر تخلص ولی محمد اکبرآبادی معلمی کرتے تھے بیشتر خمسہ و مسدس کہتے تھے کلیات انکا نظر سے گزرا

آتش تصور میں جب میں نے اوسکا	لبہاے نزاکت سے اک شور تھا بس بر کا
تھا ارادہ تیری فریاد کریں حاکم سے	وہ بھی کم بخت ترا چاہنے والا نکلا
تجھے کچھ بھی خدا کا ترس ہے او سنگدل ترسا	ہمارا دل بہت ترسا ارے ترسا نہ اب ترسا
سبھوں کو مے ہمیں خوناب دل پلاتا تھا	فلک ہمیں یہ سمجھے کیا یہ زہر کہانا تھا
خرام ناز سے اوس شوخ نے دامنکو جب جھٹکا	تو میری خاک نے کیا کیا ہوا کے ساتھ سر پٹکا
عبث محنت ہے کچھ حاصل نہیں تیشہ زنی سے	یہی مضمون تھا فرہاد کے تیشے کی کھٹ کھٹ کا
دیتے ہوں جان حور و ملک جسکی آن پر	کیونکر دماغ اوسکا نہ ہو آسمان پر
جب لے چلا وہ دل مرے پہلو سے کھینچ کر	دلسے مرے صدا بھی نکلی کہ ہاے دل
سرچشمۂ بقا سے ہرگز نہ آب لاؤ	حضرت خضر کہیں سے جاکر شراب لاؤ
زلف ہو بر سر احسان تو گرفتار کرے	چشم کی ہمیں عنایت ہو تو بیمار کرے
پھر جھک کی جھمک تس پہ غضب بانا ہے	اب کوئی آن میں سب خلق تہ و بالا ہے

نظیر تخلص ایک شخص بنارسی شاگرد سودا کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

تا ایک نظر دیکھیے تجھے اے مہ تابان	رہتا ہے سدا مہر درخشان ہمہ تن چشم

نعمت تخلص شیخ عبد الحق مرحوم باشندۂ سکندرہ قوم برہمن سے تھے حضرت شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ کی فیض صحبت سے مشرف با اسلام ہوئے

تڑپے ہے پڑا یہ دل غمگین بغل میں	اب آ کہیں اے باعث تسکین بغل میں

نعمت تخلص نواب نعمت اللہ خان مرحوم

جاتا ہے بس ہن یار کے ایسا شتاب دل	آخر کو کیا کرے گا یہ خانہ خراب دل

نعیم تخلص شیخ محمد نعیم سپاہی پیشہ تھے

ظالم سے ہوا غیر میں جس یار کی خاطر	اوس یار کو منظور ہے اغیار کی خاطر

نعیم تخلص منشی محمد حسین خان باشندۂ کاکوری [illegible] ہی تخلص کرتے ہیں بیشتر

مین رہتے تھے اندنون لکھنؤ مین وکالت کرتے ہین اُنسے لکھنؤ مین ملاقات ہوئی تھی

مستی مین بوسے اوس لب لعلین کا لیے	بیہوشی مین ہوش ہے مجھے بادہ خوار کا
اورنگ زمین سے سرمۂ چشم فلک بنا	رتبہ ہوا بلند یہ اپنے غبار کا
اے پیر رو جو تری یاد مین ہوا اپنا وصال	خلد مین بات نہ بھولے سے کرین حور سے ہم
آہ نہین سکتا زبان پر آہ ہمدم نام وصل	ہجر جانان سے بیان کب طاقت دل طاقت ہے

نعیم تخلص نعیم اللہ خان دہلوی شاگرد حاتم

خیال کرکے ترے مو کمر کو روتا ہون	وہ کیون نہ روئے پڑے جسکی بال آنکھون مین

نعیم تخلص سید امجد علی لکھنوی

اپنا رہا یہ ہجر مین عالم تمام شب	ہچکی لگی رہی ہمین پیہم تمام شب

نفیس تخلص دلاور خان خلف سوری خان فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صغیر

گھستے ہین جبین سنگ در یار سے آخر	اک روز مٹ جائیگی تقدیر ہماری

نقی تخلص نقی علی خان عرف پیاری صاحب نبیرہ سبحان علی خان کمبوہ باشندہ لکھنؤ مقیم کربلا شاگرد فتح الدولہ برق وعلی اوسط رشک صاحب دیوان ہین

میرے آنکھون سے تمی لڑ رہی ہین کیا کیا آنکھین	مجھکو دکھلاتی ہے کیا نرگس شہلا آنکھین
کیون تاکتے ہو تم دل وحشی خصال کو	اے جان کیا کرو گی ہرن کا شکار آنکھہ

نقی تخلص نواب علی نقی خان خلف نواب امام علی خان باشندۂ لکھنؤ شاگرد باقر اور اولاد مین شجاع الدولہ کے ہین

بچائے جان ہماری خدا اسے ہر یہ دعا	بڑا ہے عشق بتان سے معاملہ دل کا
ہوا بھی اوسکے پیے نوک خار سے ہے زیادہ	حباب سے کہین نازک ہے آبلہ دل کا

نقی تخلص سید علی نقی جلالوی شاگرد مرزا حاتم علی بیگ مہر

سوم کو پتیوں ہون ترتیب یہ سیر نرگس	کہ نکلے آنکھون سے سے سیر و انتظار مین ہے

نکہت تخلص مرزا امتیاز علی بیگ دہلوی شاگرد نصیر دہلوی ایک دیوان اردو و ترجمۂ سکندر نامہ و فرہنگ مصطلحات زبان اردو اُنسے یادگار ہین

خط مرا اوڑا اوڑکے اوسکو مین کبوتر بنگیا
دل کو دو پارہ مرے کیا کر دیا

خط کا ہر پرزہ کبوتر کا ہر اک پر بنگیا
تیغ دو دم نے دو دلا کر دیا

نہ کٹتا دل گر اوسن لعف سیہ سی تیرہ بختون کا
نافہ مین جو ہے مشک تو ہے بہرہ ور ہی بو سے

کر کیون بیٹھے بٹھائے اوسکے پیچھے پیا لگتی
انسان جو وطن مین ہے تو شہرت نہین ہوتی

دم بدم قاتل کا دم بھر سکتا رہے
جب تلک جیتے رہے مرتے رہے

نکہت تخلص حافظ غلام احمد دہلوی قرابت دار و شاگرد مولوی امام بخش صہبائی

بیداری اور خواب ہین یہان جمع ایک جا
اچھا ہوا کہ آنکھو نسے خون ہو کے بہ گیا

رکھتی ہے تیری آنکھون مین کیا کیا اثر شراب
مدت سے ایک آفت جان تھی بلای دل

نگین تخلص حاجی مرزا محمد جان مرثیہ خوان شاگرد علی جان درخشان ولد مرزا محمد حسین متوطن دہلی باشندۂ لکھنؤ مقیم سوجی کھوا متعلق کلکتہ کربلا کی زیارت بھی کی ہے یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

افسوس حوصلے دل پرفن کے رہ گئے
اللہ ری خوف روز نقاہت کہ طفل اشک

بیٹھے صنم کے پاس تو بت بنکے رہ گئے
امیدوار گوشۂ دامن کے رہ گئے

مدفن عشاق پر آتا ہے وہ محشر خرام
ہزارون طرح کی کیفیتین لبریز ہین دل مین

خفتگان خواب غفلت کی جگانے کے لیے
کہین بہتر ہے یہ کاسہ ہمارا ساغر جم سے

نمود تخلص شاہزادۂ مرزا احمد آسمان قدر خلف مرزا محمد خرم بخت بن مرزا محمد جہاندار شاہ عالم بادشاہ شاگرد ناسخ انکا مولد بنارس مسکن لکھنؤ

یہ کسکی ناوک مژگان ہوئی ہے خار پہلو مین
ہوئے نالو نسے جب فرصت تو شغل آہ کرتا ہے
جبھی اے ہمنشین کچھ بادہ خواری کی ہے کیفیت

کہ جا ہے دل ہین پیکان تیر کے دو چار پہلو مین
ہمارا دل نہین رہتا کبھی بیکار پہلو مین
کہ ساغر ہاتھ مین ہو ساقی سرشار پہلو مین

نمود تخلص سید مہدی ولد میر عباس لکھنوی شاگرد آتش

جا ہو جلاؤ چاہو اسی خاک مین ملا لو
اے جان میرے پاس نہین کچھ سواے دل

نمود تخلص میر محمد حسین خان عرف چھوٹے صاحب برادر خورد سید محمد علی خان

رئیس شمس آباد

مقابلہ مین چھپ جاے چشم مہر منیر
اگر وہ چہرۂ انور کو بے نقاب کرے

نوا تخلص قدرت اللہ دہلوی تعلّی کرتے تھے

مجنے بابا بھی کہ محشر مین سلے گی دل کی داد
پریہ حیران ہین کہ کس منہ سے کرین فریاد ہم

نوا تخلص نور اللہ خان ولد مولوی دلیل اللہ باشندۂ بداون شاگرد بقاءاللہ بقا شعر فارسی خوب کہتے تھے جرات نے انکے ابا جی رکھیکہ کہی ہے صاحب دیوان گذرے

کچھ نہ اسے رقیب تو اوسکی مصاحبت پہ ناز
کچھ دنون بزم یار مین ہمکو بھی اعتبار تھا

اوس ہاے حنائی پر روکر جو رکھون سر کو
کس ناز سے وہ ہنسکر کہتا ہے کہ بس سر کو

تنکا ہے منزلون کا یا پیام یاس لاتا ہے
الٰہی خیر کچھ نامہ بر کچھ شست آتا ہے

ہے گرمباری سے میرے ساری عالم کو بھی
شور نالۂ سے میرے ہر شخص شب بیدار ہے

برنگ نقش پا اوس در کی جب سے خاک پکڑی
اوٹھا ہے کوئی لے بیٹھے نہ میری تن کی مٹی

الٰہی تاک لگیو گو رمین اوس تیرہ باطن کے
کہ جسنے بے تکلف اوسکی زلف عنبرین پکڑی

ہوگیا ور وسر اس رشک سے مجھ نا تنکیا لو
لگانے کو جو مہندل غیر نے اوسکی جبین پکڑی

رہی ہے رات تھوڑی دل ہی مضطر دیکھیے کیا ہو
ادھر اندیشۂ دشمن ادھر اوسنے نہین پکڑی

او نہین کیا لطف مستی ہو جنہون نے نازنینونکے
نہ چشم عشوہ زا دیکھی نہ ساق نازنین پکڑی

نواب تخلص میر نصیر الدین عرف میر نواب ولد حکیم میر علی جان ولد حکیم مہتاب خان دہلوی مقیم بنارس شاگرد ناسخ

پیکان ہر ایک غنچہ ہے بن اوسکی انکھ مین
نشتر ہے باغ مین مجھے نالہ ہزار کا

مجھے جنت مین کب بہایا خرام ناز حور وتکا
وہان بھی دیکھنا چاہینگے اوس مہوش کی چال کی پھیر

نواب تخلص نواب نصر اللہ خان رئیس رامپور

رات آخر ہوئی اور صبح کا تارا نکلا
مدعا دل کا نہ صد حیف ہمارا نکلا

نوازش تخلص نوازش علی خان لکھنوی اتنی مخمس ہین سنہ ۱۲۵۵ اٹھارہ سو

شاگردون نصیری مین کلکتہ مین تھے صاحب سراپا سخن نے انکو مرزا مہدی ناقب کا شاگرد کہا ہے انہون نے مجھسے اپنی کو برق کا شاگرد بتلایا تھا واللہ اعلم

زلف کا سر کو مری جس روز سے سودا ہوا
پاؤن پڑے کے لپٹی زنجیر زندان کیطرح

بتوں جاتے ہین خدا کو یہ تبھی کی یاد مین
آخرت کرتی ہین غارت اہل دنیا کی طرح

کمہ یا مین لپٹے ہین گمہ جاتے ہین محرم تلک
اسے نوازش اب گنہ ہوتے ہین کیا کیا ہاتھ سے

نوازش تخلص نوازش حسین خان لکھنوی عرف مرزا خانی ولد حسین علی خان ابن نواب ناصر خان شاگرد میر سوز صاحب دیوان گزرے

ایک عالم کو آزما دیکھا
جسکو دیکھا تو بیوفا دیکھا

حال بد کا شریک دنیا مین
نہ برادر نہ آشنا دیکھا

کیفیت مین کم بہت نوازش سے ہے
عشق خوبان مین جو نشا دیکھا

عشق مین ایک خلل سا تہہ لگا رہتا ہے
اشک بھی نکلی نوازش جو کبھی دل ٹھہرا

زبس کہ رہتا ہے آنکے کا اوسکی ہیان لگا
صدا ہے در پہ ہے دریدہ اپنا کان لگا

یہ بل کرتا ہے تو نوک خنجر کی آبداری پر
تجھے بھی طنطنہ کتنا ہے اتنی سی کٹاری پر

وہ کلی دن جو بسر شب ہو ہم آغوشی مین
اب تو کٹتی ہے مری چار پہر آنکھون مین

یہ سانس ہے کہ پیکان ہے نشتر ہے کہ دل ہے
کانٹا سا کھٹکتا ہے یہ کیا دیکھو بر مین

بن ہاتھ لگے اوس کی جا سی نہین اٹھتا ہین
لاغر ہے کہتے ہین تیار اسے کہنے مین

حرام نیند کی اقرار وصل جانان سے
انکو کوئی کسیکا امیدوار نہ ہو

کسی تیغ جفا سے جو ہے امید نسی کی
جو ہووے بھی تو وہان شاید وہان ہم تم خفا ہو

یہ جانتے تو نہ باتون کی تجھسے غور کرتے
ترے خیال مین پہرون ہی گفتگو کرتے

ایک مین کیا خوب کر دیکھے اوس حسن آفرین
اپنی ہمنامی پہ حیران خود وہ صورتگر ہے

ایام وصل مین ہم لپٹے ہین جیسے اوس سے
یون وصل کی بھی کاغذ پیان ہم نہونگے

آغاز عشق ہی مین شکوہ جفون کا اے دل
ٹک صبر کرا ابھی تو کیا کیا ستم نہ ہونگے

عدا ہے تو ملے آشنا نہین ملتا
کوئی کسیکا نہین دوست سب کہانی ہے

نور تخلص میر وزیر علی خلف میر بادشاہ لکھنوی شاگرد فتح الدولہ برق صاحب دیوان ہین

بیگہ خط مین گنہگار ٹھہرا یا مجھکو ۔ سیہ نامہ مرے اعمال کا پرچا ٹھہرا

عاشق سے کیا ضرور ہین یہ فقرہ انیان ۔ ہوتی نہین مین آپ نہ یہ گفتگو کرین

مانین نہ مانین وصل پہ راضی ہون یا نہون ۔ تقریر جا کر یار سے اب دو بدو کرین

حسن و جمال یار سے دل شاد کیجیے ۔ معشوق کیجیے تو پریزاد کیجیے

نور تخلص حکیم نادر حسین ولد میر اصغر علی بن حکیم عوض علی باشندۂ بریلی بسبب منسوب ہونے ساتھہ دختر ہمشیرۂ نواب معتمد الدولہ کے کانپور مین سکونت کی تھی

اللہ رے سوز عشق کہ جب کٹ گیا گلا ۔ رگ رگ سے بدلے خون کی نکلا بخار دل

بعد مردن بھی کسی سے نہین نیکی کی امید ۔ خاک پر بن مجھکو ملانے کو احبا آئے

نور آخر کو ہوا آپ کے نالون مین اثر ۔ تو وہ تھامے ہوئے ہاتھون سے کلیجا آئے

نور تخلص ایک شخص باشندۂ پانی پت کا ہے اور کچھہ معلوم نہوا

آہو یہ تری آنکھین ہین یا نرگس شہلا ۔ یا زہر ہلاہل سے کے بھرے جام ہین دونون

نور تخلص مولوی محمد نور الحسین منصف دربھنگا ضلع ترہت باشندۂ شہر گیا کی شاگرد مولوی اولاد علی کا ہے راقم کے دوستون مین ہین شعر بہت کم کہتے ہین

جن دنون مین مشتعل داغ دل بیتاب تھا ۔ اک چراغ روز سا خورشید عالم تاب تھا

تھا شوق شہادت مجھے وہ بر سر کین تھا ۔ خنجر مری قسمت کی برائی سے نہین تھا

سودے مین تری گیسوے مشکین کی سراسر ۔ ناسور مرے دل کا صنم نافۂ چین تھا

تربت پہ مرے نور ہے چادر شب مہتاب ۔ روشن ہے کہ قاتل مرا اک ماہ جبین تھا

نور تخلص صمصام حیدر مرحوم برادر عمزاد ملیجان منور تخلص ولد منشی حسن علی شاگرد راقم الحروف باشندۂ ہوگلی مقیم ٹالیگنج متعلق کلکتہ آغاز جوانی مین انتقال کیا

جو اہد اد کھتے ہین وہ بہری کو میری سیل مین ۔ نور کیا نامہ بر کی طرح ہر دم بہتے ہین

رواں ہین اشک سے حسرت ہی ہی ۔ جگر اور دل لہو ہوکر ان آنکھون سے نکلے ہین

نہ پہونچے ہاتھ انکے وصل میں بھی پائے ناز تک	اسی حسرت میں مرتے ہیں کف افسوس ملتے ہین

نور حق تخلص شاہ محمد جمیل دہلوی خلف خواجہ محمد جلیل شاگرد مولوی امام بخش صہبائی کسب باطن مولوی قطب الدین مرحوم خلف مولانا فخر الدین قدس سرہ و شاہ آل احمد عرف اچھے میان و حضرت محمد نصیر محمدی سے کیا تھا

رباعی

دنیا مین ہوا عدم سے آنا اپنا	اور آکے ہوا نہ یہان ٹھکانا اپنا
نے جانے کی راہ ہے نہ رہنے کی جگہ	دشوار ہوا ہے منہ دکھانا اپنا

نیاز تخلص میر محمد سعید اکبر آبادی علمی کرتے تھے

کہان ہے دسترس اتنی جو پہونچے تیرے داماں تک	نہ پہونچے ناتوانی سے یہ ہاتھ اپنے گریبان تک

نیاز تخلص میر محمد علی مرثیہ گو باشندۂ دہلی مقیم حیدر آباد

خراب ان خانہ خراب آنکھوں مین کیونکر نہ ہو پانی	جنکی ہے برسات بھی رہتے ہین گھر جنکے ہوئے

نیاز تخلص شاہ نیاز احمد سرہندی ولد حکیم شاہ رحمت اللہ باشندۂ بریلی کسب باطن مولانا فخر الدین دہلوی و شاہ عبد العزیز بغدادی سے کیا تھا دہلی مین تربیت پائی تھی سنہ ۱۲۵۰ بارہ سو پچاس ہجری مین ماہ جمادی الثانی مین ستر برس کی عمر مین وفات پائی دیوان فارسی و اردو انکا نظر سے گزرا

سمجھے جسین خواب عدم مین تھا نہ تھا زلف یار کا کچھ خیال
یہ جگا کے شور ظہور نے مجھے کس بلا مین پھنسا دیا
وہ جو نقش پا کی طرح رہی تھی نمود اپنے وجود کی
سو کشش سے دامن ناز کے اسے بھی زمین سے مٹا دیا

یا الٰہی زورق گردون سنبھال	کسطرح امڈا ہے یہ طوفان اشک
صبر و قرار و شکیب تاب و توان عقل و دین	سب نے تو لی اپنی راہ رہگئی کیون جان تو
عقل گئی مدرسے سر اٹھ عشق کی میکدے مین آ	جام فنا و بیخودی اٹھو پیا جو ہو سو ہو

نیاز تخلص عبد الرسول باشندۂ جہانگیر نگر عرف ڈھاکہ

سادہ لوحی دیکھئے میری کہ ڈہونڈہ ہون مین اوسکے ہاتھون شیشہ دل میرا چکنا چور ہے

نیاز تخلص لالہ راجہ رام این لالہ جگناتہ باشندہ بھگونت نگر

بہولکر بھی نہین کرتا وہ کبہی یاد مجھے
کر دیا اوسکی فراموشی نے برباد مجھے

نیاز تخلص محمد نیاز علی خلف محمد مبارک علی باشندہ بچہراون ضلع مراد آباد

سرگرم فغان شب دل ناشاد حزین تھا
شعلہ مرے آہون کا جو تھا عرش نشین تھا

برباد ہوکے یار کے دل مین جگہ ملے
آباد کر گئین مری بربادیان مجھے

نیر تخلص مرزا احسن عسکری ولد مظفر علی بیگ عرف آغا جان باشندہ لکھنؤ شاگرد مرزا رضا علی نوازش

کس حسن کے ہین اوس بت پیمان شکن کے ہاتھ
ہیرے کی ہے کلائی عقیق یمن کے ہاتھ

نیر رخشان تخلص مخدوم مکرم جناب نواب ضیاء الدین احمد خان بہادر رئیس لوہارو خلف الرشید نواب احمد بخش خان بہادر مرحوم والی فیروز پور جہرکہ شاگرد رشید مرزا اسد اللہ خان غالب دہلی مین رہنے کے ہنگام مین راقم کو انکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا تھا بیشتر فارسی کہتے ہین علم تواریخ مین بہت دخل رکھتے ہین ہر ایک زبان مین اشعار انکے شیرین و نمکین ہوتے ہین

آنکھون مین دشمنون کی کھٹکتا ہون مثل خار
احسان ہے یہ مجھ پہ مرے جسم زار کا

گرا نتھا نہین ستم و جور یار کو
شوق زیادہ جو کو مری بھی گران نہین

پیری و مفلسی مین نہ لو نام مے کا اب
لطف ارتکاب مین ہے نہ اجر اجتناب کے

مے کے گرنے کا ہے خیال ہمین
ساقیا لیجیو سنبھال ہمین

شب نہ آئے جو اپنے وعدے پر
گزرے کیا کیا نہ احتمال ہمین

کیا ہو سکے تو فرشتہ کا بھی گزر نہ ہو
بیت الصنم ہے شیخ خدا کا یہ گھر نہ ہو

رخشان جو آتے آتے ابھی رک گئے ہین اشک
آنکھون مین آگیا کوئی لخت جگر نہ ہو

چاک یکسر مرا گریبان ہے
دل کا مضمر مرا گریبان سے ہے

بوالہوس اور بھی مرنے کی کرینگے خواہش
لیکے گل قبر پہ رخشان کی نہ آیا کیجے

حرف واو

واحد تخلص واجد علیخان لکھنوی شاگرد نسیم دہلوی

لپٹی ہین بلائین سر سے قدم تک جو بالا — سہے ہر لکیر نور کی تحریر ہاتھ مین

واحد تخلص شیخ عبد الواحد دہلوی شاگرد آغا جان عیش

بیتاب ہو کے شوق مین سب راز کہدیا — واحد ستم کیا یہ دل بیقرار نے

پوچھتے کیا ہو اسیران قفس کا احوال — بال و پر نکلے نہین تھے کہ گرفتار ہوئے

وارث مرزا وارث علی بیگ فرخ آبادی خلف علی نقی بیگ صوبہ دار

آیا ادھر وہ بت خود کام ہمارا — کس کام کا جذب دل ناکام ہمارا

وارث تخلص شاہ وارث الدین دہلوی استاد عالمگیر ثانی خوشنویسی پایہ دوم خطاب پایا تھا درویشانہ اوقات بسر کرتے تھے حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر قدس سرہ کی اولاد مین تھے

خورشید رو کا مہر جو جلوہ جہان نشان ہے — ہر ذرہ مین جو دیکھو اسکی جھلک عیان ہے

وارث تخلص حاجی شاہ محمد وارث الہ آبادی خلیفہ و شاگرد شاہ قطب الدین بمعیت صاحب دیوان گذرے

بڑا اسے سنگدلون سے معاملہ دل کا — نہ ٹوٹ جائے مین ڈرتا ہون آبلہ دل کا

ہمارے آہ اور نالے فلک پر جا کے پہونچے — اگر ہوتا نہین وہ بیخبر آگاہ کیا سمجھے

بتا تو اسے مرے ظالم مثال نقش قدم — تری گلی مین کوئی گر کے پھر اوٹھا بھی ہے

وارفتہ تخلص نواب شہر علی خان ولد نواب مرزا اشکوہ نبیرہ شجاع الدولہ شاگرد مرزا باقر ادراک

ہو جین ہزار اپنے گلین مار سیہ کے مانند — آپ نے دھوئے جو در پا کے کنارے گیسو

سر عاشق پہ گریگی یہ بلائین نازل — پا کی ان تک آ گئے ہین بڑھکر جو تمھارے گیسو

واصف تخلص مولوی احمد حسین ولد تاج الدین لکھنوی شاگرد اشرف خان تخلص صاحب دیوان ہین

اختر تابان شب یلدا مین آگئے ہین نظر | موتیے کے ہار یہ لپٹے نہین بالون پر

واصف تخلص حسن بخش خان شاگرد اعظم الدولہ صاحب تذکرہ

آتا ہے دل مین چاک گریبان کیجئے | عمر کی لو چلنے کا سامان کیجئے

واصف تخلص قاضی محمد یعقوب باشندۂ بلیا ضلع غازی پور

گھر خانۂ ویران کو یہ گردان کر چکا | لے جا ہے او دل جیتا ہوا وہی کمان

واصل تخلص درگا پرشاد خلف لالہ گنگا پرشاد متوطن کول مقیم مخدوم

واصل اب اوسے کیا ہین چشم امید ہو | ہر وقت دیکھتے ہین وہ ترچھی نگاہ سے

واصل تخلص محمد واصل

سر گرم ناز کیون نہ ہو وہ رشک آفتاب | عالم مین اوسکے حسن کا بازار گرم ہے

واعظ تخلص شیخ الٰہی بخش باشندۂ بہار شاگرد مقصود عالم مقصود

کب بیان غم سے چشم تر نہ ہوئی | کب عیان سوزش جگر نہ ہوئی

واقف تخلص واقف شاہ غازی پوری معاصر سودا مقیم دہلی کچھ روز ون فیض آباد مین بھی رہے تھے آخر عمر مین لکھنؤ مین جا کر وفات پائی

مین تو گیا تھا سونپ کر دل کو نشا کے ہاتھ | اسے آہ چھڑ گیا یہ کمان سے جفا کے ہاتھ
صبح پر وصل یار کی ٹھہرے | ہاے پھر انتظار کی ٹھہرے
عشق مین کیا فضل و ہنر چاہیئے | آہ مین تھوڑا سا اثر چاہیئے
خوبرو ہو کے باوفا ہووے | مین نہ مانون اگر خدا ہووے
رحم اے زلف ستمگر لطف اسے بخت سیاہ | ہو کشان کھینچے ہیے کب تک پریشانی مجھے

واقف تخلص مرزا قوماش بہادر شاہ خلف بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد ذوق

سوختہ جگر ساتھ ہین سو پارہ دل ہین | اشک آنکھ سے [illegible]
ہر کوچہ و بازار سے ہو سنگ فشانی | دیوانہ ترا نکلے تو اس دم ہو موسم نکلے

واله تخلص مرحمت خان فارسی میں نام قنب تخلص کرتے ہیں وطن انکا کشمیر مولد دہلی مسکن لکھنؤ

گئے جو بندوں میں اسنے تو ایکبار رہے	تو خلق میں ہو خدائی کا اعتبار رہے
ہے عیاں جلوۂ ترا انسان کی تصویر سے	صورت معنی ہو ظاہر حرف کی تحریر سے

واله تخلص میر مبارک علی خلف و شاگرد شاہ قدرت اللہ قدرت مقیم مرشدآباد علوم ظاہر سے بے بہرہ تھے

ہوئی ہے مشتعل میری دل بیتاب میں آتش	نہ کبھی تھی کھینچنے اب تلک سیماب میں آتش

والہ تخلص محمد خان ملازم مرزا جہاندار شاہ خلف شاہ عالم بادشاہ

دل یہ میری در امید جو مسدود ہوا	جلوہ گر سامنے آ شاہد مقصود ہوا

والہ تخلص ایک ہندو باشندۂ فیض آباد کا ہے اور کچھ حال معلوم نہوا

معدوم کو کیونکر کوئی ثابت کرے واں	مضمون کمر یار کا عنقا سے نہیں کم

والی تخلص منشی محمد والی باشندۂ ہنڈوہ ضلع بردوان

کیا پوچھتے ہو یار و حال تباہ میرا	بے مہر ہو گیا ہے وہ رشک ماہ میرا

وجاہت تخلص احمد علی خان خلف احمد نور خان رامپوری قوم افغان شاگرد محمد حیات خان حیات

ہے وجاہت یہ زینت نقش بر آب	کیا یقین آسکے نقش باطل کا

وجیہ تخلص سید ضامن علی ابن سید جعفر علی باشندۂ الہ آباد

شکوے جفاؤں کے نہیں ہرگز روا مجھے	ہر حال میں ضرور ہے تیری رضا مجھے

وجیہ تخلص نواب وجیہ الدین بہادر برادر نواب حسام الدولہ شاگرد مرزا افاخر مکین بیشتر فارسی کہتے تھے

خون دل بسکہ رہا ان کے جگر جیتوں میں	پانی پانی ہوا خجلت سے میں جیتوں میں
تسکین ہو درد دل کو نہ آج ہو نہ کل ہو	بے یار زندگی ہے وہ ہے ملے تو کل ہو

وحدت تخلص جمعیت رائے کایتھ باشندۂ میرٹھ

محروم ہے عندلیب کو اب عزم تا ل کی ۔ فصل بہار آئی ہے اوسکو ہوا لگی

وحدت تخلص مولوی محمد علی سابق ڈپٹی مجسٹریٹ میدنی پور ولد قاضی عنایت علی مرحوم باشندۂ کلکتہ شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت اندنون شعرگوئی ترک کی ہے راقم کے احباب سے ہین

شیخ اطلس کی ازار آب رودان کی انگیا ۔ ضعف تن آگ مین ہے ضعف بدن بدنیا

وحشت تخلص میر ابو الحسن دہلوی نبیرہ تیرانداز خان شاگرد مرزا سودا

مین نے شروع نزع مین کی تھی بہت خبر ۔ پہونچا تو اوس گھڑی کہ مرا کام ہو چکا
قاتل اگر کہے کر سکتا ہے چھوڑ دو ۔ خنجر تو ایک دم کے لیے منہ نہ موڑ دو
کردنگا اس دل دیوانہ کی تدبیر آنکھوں سے ۔ لگی ہے بہنے موج اشک کی زنجیر آنکھوں سے

وحشت تخلص مرزا باقر علی خان خلف حسین علیخان نائب و مختار مہدی علی خان صوبہ دار بریلی باشندۂ فتح آباد مقیم لکھنؤ شاگرد میر تقی میر صاحب دیوان گزر کر

دیکھکر اوسکو ہوا ہوں محو نہ آؤں ہوش مین ۔ ہووے محشر کا اگر شور و فغان بالاے سر

وحشت تخلص میر بہادر علی لکھنوی شاگرد جرأت ملازم نواب شجاع الدولہ بہادر

کیا جانیے کدھر کو گیا ہو اوس دل ۔ جو پھر کبھی نہ آن پھرا میرے پاس دل
مانگو بوسہ تو وہ دشنام دیوے نوشی مین ۔ دیکھیو ہوش ہے کتنا اوسی بیہوشی مین

وحشت تخلص احمد بیگ باشندۂ میرٹھ شاگرد صمد علی حسرت

حوصلہ دیکھنا مرے سر کا ۔ سنگ رہ بنگیا ہے دلبر کا

وحشت تخلص یوسف علی باشندۂ اولدن ضلع میرٹھ شاگرد مولی بخش قلق

تیری نگہ سے کب تہ و بالا جہان نہین ۔ از بسکہ مین کب زمین نہین کب آسمان نہین

وحشت تخلص مخدوم بخش کانپوری ولد خدا بخش شاگرد احمد علی کامل

تیرے پسند ہو تو یہ سارے بہار ہے ۔ کھا کھا کے گل بنا لیے ہین گلدستہ حاری تھا

وحشت تخلص میر غلام علی خان مرادآبادی ولد میر فرحت اللہ خان داماد مولوی محمد رشید الدین خان دہلوی شاگرد مومن خان بنارس اور دہلی مین

نشو و نما پائی تھی بلند شہر مین سکونت کی تھی شعر انکے خوب ہوتے ہین ۔

بسکہ رنج افزای طبع نازک جانان نہین
آسمان بھی ہے دماغ اس آہ بے تاثیر کا

آتین حسرت صہبا کی سناتا ہون آپ
ذکر سن سن کے رقیبون کی جو آشامی کا

سارے عالم سے صفائی ہوئی اپنی وحشت
کیا مکدر کہین وہ آئینہ رخسار ہوا

منفعل ضعف جنون سے ہوئی اتنی کہ نہ پوچھ
طوق آہن جسے سمجھے تھے گریبان نکلا

جو نہ جاتا ہو کہین کوچہ جانان کے سوا
ایسے دیوانے کو کچھ حاجت زنجیر نہین

اے دل آسان نہین جور اوٹھانا اوسکی
نوجوان یار ہے وہ کچھ فلک پیر نہین

او دیکھا ہے جو یہ شدت سے فلک کا بالکل
رنگ رخ مین مری اسواسطے تغیر نہین

پھری وحشت مری دن پھر کے جو دیکھا اوسنے
گردش چشم ہوئی گردش دوران مجھکو

گزرا اس اعتماد محبت سے مین خدا
مجھسے چھپا نہین کاش وہ الفت رقیب کی

گرم غمخانہ ہے اتنا آہ آتشبار سے
بھاگتی ہے دھوپ میری سایۂ دیوار سے

بے تکلف آئے وہ پھر تماشا دفتنہ
کام آسان ہوگیا یہان مرنا دشوار سے

نالہ میرا روز و شب سن سن کے عادت ہوگئی
اہل عالم اب نہین مرتے بانگ صور سے

کیون نہ باطل سمجھون اقرار وفا
سحر پیچے ہے تری گفتار سے

خط کے آنے سے گئی شرم سخن
آئینہ طوطی ہوا زنگار سے

وحشت تخلص سید حبیب احمد خلف میر مشتاق احمد باشندۂ دہلی

آخر اپنا بھٹک کے غبار
ایک دن اوسکے در پہ آہی رہا

خانہ خراب نالہ و زاری سے باز آ
ہر دم کے اسے ہچکیون ای دل اثر نہین

وحشت تخلص شاہزادہ کبیر الدین دہلوی شاگرد میرزا ابراہیم ذوق و میرزا رحیم الدین حیا

وہ بیوفا و امید تسلی شب غم
خیال ہے دل مضطر ترا کدھر آیا

کر نئے فتنون مین ہے فتنۂ محشر ظالم
سیکڑون فتنے ہین اٹھا مجھے تری فتنا کو

نامہ کو فلک دکھاوش بجا سے کیا حصول
ہوگی ستائی کیا کسی خانہ خراب کو

وحشت تخلص استاد راقم الحروف مولوی حافظ رشید النبی مرحوم خلف الرشید

مولوی حافظ حبیب النبی مرحوم رقت تخلص اولاد مین حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مولد و منشا رامپور مسکن کلکتہ ہوگلی مین عہدہ جلیلہ افتا پر مامور تھے کچھ روز وق حافظ اکرام احمد ضیغم سے اصلاح لی تھی عربی و فارسی اور اردو اشعار نہایت خوب و بنہایت مرغوب کہتے تھے عین شباب مین ۱۲۷۴ بارہ سو چوہتر ہجری مین انتقال کیا راقم نے یہ تاریخین اونکے وصال کی کہی ہین

تاریخ

مرگئے حیف حضرتِ وحشت — یا خدا ہون وہ داخل جنت
گوہر درج علم و فضل تھے وہ — نیر برج علم و فضل تھے وہ
عالم با عمل تھے اور کامل — علم مین بے بدل بڑے فاضل
قاضی شرع حافظ قرآن — تھے وہ بے شبہ صاحب عرفان
جب کہ اوستاد کا وصال ہوا — مجھکو تاریخ کا خیال ہوا
یہ ندا دی سروش نے ناگاہ — مرگئے آہ ایسے فاضل آہ

۱۲۷۴ ہجری

قطعہ تاریخ کہ بدو بحر رمل و سریع خواندہ میشود

کیا کہوں کیا غم ہوا ہائی یہ جبدم خبر — شاعر شیرین زبان مرگئے افسوس آہ
فکر تھی تاریخ کی کلک نے مصرع لکھا — وحشت جادو بیان مرگئے افسوس آہ

۱۲۷۴ ھ

قطعہ تاریخ

حیف کہ مولانا رشید النبی — راہ رو کشورِ فانی ہوئے
مصرع تاریخ خرد نے کہا — خسروِ اقلیم معانی ہوئے

۱۲۷۴ ھ

اشعار

مہتابی یہ جلوہ ہے جو اوس شکل پری کا — عالم ہے رخ مہ پہ چراغ سحری کا
چشم آہو کے انداز قدم کبک دری کا — رخ مہر کا ہے قد سرو کا نقشہ ہے پری کا
عریانی مین کیا نذر کرون دست جنون کو — دامن ہی جو رکھتا ہون تو زخم جگری کا

لب خشک ہین تر آنکھین ہین فرقت مین شب کو
لمانی کی تو مدت سے قسم کھائی ہے ہمدم
تدہ و نظر بازی خوبان جہان سے
انکھو نسے دکھا دیتے ہین مفہوم عدم کو
اوس کمان ملاحت کی یہ الفت کا اثر ہے
پوشاک ہوا کرتی ہے کیون قطع دہان کو
نہ کھینچے ہوے میان طبع رسا سے پیدا
خال اے نور نظر ہین ترے چہرے پہ کہان
زخم دل پر نمک افشان ہے فراق احباب
چشم انسان ہے مرا گھر کہ مثال مردم
آب حیوان اپنے حق مین شربت سم ہو گیا
بارش تیر قضا ہے اس تواضع کا اثر
یاد ابرو سے تمہارے کٹ گئے ایام غم
تنگ رکھتی ہے غضب کنج عدم کی آرزو
رونق بزم شراب آج وہ جانانہ ہوا
پرتو افگن جو کبھی ساعد جانانہ ہوا
مشتری کون ہوا اوس مہ کا جو بیمہری کا
اسی پری تنکے جو وہ میری طرح خبطا ہے
پانون مین سلسلۂ زلف پریشان الجھا
صاد چہرے پہ ترے خامۂ قدرت نے لکھا
ہوکے برباد غبار تن لاغر اپنا
آب یاقوت کی ماہی اسے کہیے کہ سدا
شعلۂ عشق سے روشن دل مشتاق رہا

بیان زیر نگین ملک ہے خشکی و تری کا
یہ غم ہے کہ کھاتا ہون کسی رشک پری کا
ہر مسئلہ بیان نوک زبان ہے نظری کا
لکھتے ہین جو وصف آپ کی نازک کمری کا
ہے شور جہان مین مری شوریدہ سری کا
وحشت مین اگر خوف نہین جامہ دری کا
بال ہو چشم تصور مین بلا سے پیدا
پرتو مردم نشان مین صفا سے پیدا
شور سر مین ہے مری بانگ درا سے پیدا
رو سیاہی مین ہون مین ضیا سے پیدا
خنجر سفاک زخم دل کو مرہم ہو گیا
موت ہے شکل کمان دشمن اگر خم ہو گیا
ہجر مین ہر دم مجھے شمشیر کا دم ہو گیا
مجھکو وحشت مین دہان یار عالم ہو گیا
سر جو شیشے کا جھکا سجدۂ شکرانہ ہوا
ہر حباب لب جو شاہد پروانہ ہوا
نقد جان لیکے یہ کہتا ہے کہ بیعانہ ہوا
کہربا بھی تری آنکھون پہ ہے دیوانہ ہوا
اپنے ہی دام مین پابند وہ جانانہ ہوا
باعث چشم حسینون مین تو ممتاز رہا
راکب دوش صبا صورت آواز رہا
آشنائے لب جانان سخن ناز رہا
سینہ تا مرگ پر از حکمت اشراق رہا

حلقۂ زلف سے ہے یہان سلسلۂ آزادی
سودی جانان کے تصور مین رہا سینہ گرم
حال بیتاب کا ہی تجہے معلوم نہین ؛
رشتۂ مہر و وفا بالی بتا کر توڑ ہی
خون تہوکتا ہون الفت ابر گویا ر مین
گیسو ہین مشک آنکہین بیماری قرہ ہین تیر
جو کج ہین اونکو ثمرۂ حرمان نصیب ہے
بیٹہے جو ہاتہ رکہ کے صگ کرو تہ ذ قن
پہونچی نہین ہے آہ شرربار تا فلک
مانگ مین سیندور ہے اونکے کمان بالا سر
تہا سواد موہوانی مین دہوان بالا سر
شمع کا سر کاٹتے ہین بزم مین گلگیر سے
کیا ہی تہی جبین پر جبین تعویذ لٹکانے مین شب
نہین باقی کوئی تار گریبان بہی مگر تن پر
بجہایا ہے چراغ زندگی تعویذ گیسو نے
مسی آلودہ لعل تر گیسو اونکے آہو ہے
قدم باہر نہین رکہتے نگہ آنکہونکے پردے سے
خیال اوس زلف و لب کا نقش تربت کا ہوا
غضب ہے دزد حنا کو تم نے ہاتہون ہاتہ باندہا
تل نہین عکس ہے جو ناف بت مغرور کے پاس
باسا وس بزم مین وہ پائے ہین جو مرغ تیز
کار دل بخیہ و مرہم سے تواب ہو گزرا
آتش فندق جانان نے جلایا ہے مجہے

صین تقیید مین یہان عالم اطلاق رہا
برگ گل بہی سبب سوزش فراق رہا
موج زن سینہ مین یہان قلزم اشواق رہا
کب تو پابستۂ زنجیر میثاق رہا
لکہ اے طبیب میری دوا مین ہرن کی شاخ
دنبالہ دار سرمہ ہے گویا ہرن کی شاخ
دیکہی ہے کسنے پہولتے پہلتے ہرن کی شاخ
پیدا ہو باغ حسن مین سیب ذقن کی شاخ
پہوٹی ہے دوش اشک سے چرخ کہن کی شاخ
سرخی رنگ کف پا ہے عیان بالا سر
اب سفیدی سے ہے خاکستر عیان بالا سر
آفتین کیا کیا نہین لاتی زبان بالا سر
اونکے بالون مین جو اولجہین چوڑیان بالا سر
کہ جا پڑتا ہے اب دست جنون زخمونکی ٹانکون پر
بجائے شمع ہووے مار مہرہ اپنی مدفن پر
یہ افعی چاٹتے ہین اوسکو گلبرگ سوسن پر
حجاب عشق گہونگہٹ ہے کسیکے روی روشن پر
شبیہ لیلی و شیرین نقش ہے ہر اک سل پر
زبان ہے لال کیونکر مدح خوان کے ایسے عاول پر
حب فلفل ہے عیان چشمہ کافور کے پاس
زندگی مین کوئی ممکن ہے گذر حور کے پاس
زخم ہین زخم پہ ناسور ہین ناسور کے پاس
مٹی مہندی کی ہو قبر تن محرور کے پاس

اپنے باعث ہین وہ تلخی کو گوارا کرتے
پاس ناموس نہین ہے دل وحشی کو کبھی
قاصد وہان گیا تو ہوا مرغ نامہ بر
سبزہ پیدا ہے تو اب بزم مین جا دیتے ہین
چہرۂ جالی سی جو ہر شمع کی دکھا دیتے ہین
پر تو حسن سے دکھاتے ہین اعجاز مسیح
ادھر ادنی یہ شگوفہ ہے کہ گلشن مین نسیم
ہے ہلال شفقی اپنے گریبان مین ہلال
سرو بالا نہین بالا یہ بتاتا اچھا
باندھ لیتے ہین جو وہ وزن و خیال شعرون کا تہ
دو دو نی باتین ہین جو تکرار کی غیرت کی سبب
کب خیال حلقۂ جعد رسا ہوتا نہین
دل سے کم سودائے چشم فتنہ زا ہوتا نہین
یار آغوش تصور سے جدا ہوتا نہین
آستین نہان سے ہے چراغ عقل پر باد بہار
سینہ سے ہے آمد گاو ناوک مژگان یار
سادگی یار نے مارا ہے جیسے ہمنشین
تیوری گل کی عوض اکر چڑھا جاتے ہین جو
کونسی شب ہے دخال مر و مک پر مہربان
لطف و اشفاق و عنایات و کرم تو اکثر
خط لگا ہونے ہوا رخسار پر وہان پایمال
ہو سکے بر باد اب شرقی کی ہوا رکھتی ہین ہم
بیان تسلسل شک مین ثابت ہے، وہان ہیچ

پر نہ کیا اوس لب شیرین کو دشنام سے کام
یہ تمکین وہ ہے کہ جسکو نہین کچھ علم سے کام
بال مد تک سے کہین خالی بدن نازنین
باغ سبزا اپنا بالا کر وہ دکھا دیتے ہین
ماہ کو عقد ثریا وہ بنا دیتے ہین
اپنے بالی کی وہ بجلی کو جلا دیتے ہین
ہنستے ہنستے گل و بلبل کو رلا دیتے ہین
اشک خونین بچے کس درجہ بڑھا دیتے ہین
خود سے کیا آپ کرے ہمکو سنا دیتے ہین
دل چرا لینے کی یہ اوسکو سزا دیتے ہین
کیا غناۃ مضاعف وہ پڑھا دیتے ہین
کب دل دیوانہ پابند بلا ہوتا نہین
شور محشر کونسی شب یہان بپا ہوتا نہین
ایکدم یہان عالم دل مین خلا ہوتا نہین
ورنہ ہر پیراہن غنچہ قبا ہوتا نہین
کونسا دل زخمی تیر قضا ہوتا نہین
دل شہید خنجر ناز و ادا ہوتا نہین
غنچۂ دل کنج مرقد مین بھی وا ہوتا نہین
ثابت و سیارۂ گردون فدا ہوتا نہین
اندنون وہ مائل جور و جفا ہوتا نہین
رہگذر مین سبزہ کو نشو و نما ہوتا نہین
کب غبار جسم یہان وقف صبا ہوتا نہین
فلسفی کا ابطو ثابت مدعا ہوتا نہین

تیرے سے کاکل کی ہوا باغ مین ای ترک بتد
فرط صفا سے جسکا ہراک تل ہوا آئینہ
درکار کب تجھے سر کامل ہے آئینہ
اے جان تمہارے رخ کے مقابل ہوا آئینہ
اوجل جو ایک پل نہین ہوتا ہے ای صنم
تصویر عکس چہرۂ رشک پری جو کی
اے جان جان قمر کی صورت سوال ہے
اوس رخ صفائی کی جہدم دیکہہ پائی چاہیے
کیون نہو آئینہ زانو سے آئینہ کو فوق
مین آتا ہے نہین جبتے تکیۂ زانو سے بد
دست مشاطہ مین دے آئینہ اپنے ہاتھہ کو
سنبھالے ہین سہرے نالون نے سنبھالے
مارا پڑا ہون خنجر غفلت غدار سے
سے خوش گردون مین مرغ وکر پای گلگون کی بیز
نہین ہے ال بجا کا ل ہنوز اوس ستن کا ابد لب
رواں ہی آنکہون سے لہو خون کا پانی پانی ہو جس سے
دکہا کر دو شعر اسے دل کیا ہے بطلان ہوئے بلبل
نہ سو گل او نہ شعر کی شمع مزار عاشق
غرق ہو لے جیسے دریا صورتے مین مستغرق ہے
چشم قاتل جو ہر خنجر سے سوتی ہے مدام
رکہتے نہین وہ مشک تو ہنگام تکلم
مستان ہجکر بے پردے مین ستم کے
تمہین کسطرح پاکسی دیوانہ کی صورت

ہو غنچہ کلاہ تری کلی چہدا ہو
منہ دیکہو اوسکے رخ کے مقابل ہوا آئینہ
ہر سمت عکس رخ سے مقابل ہوا آئینہ
آئینہ اب دکہانے کے قابل ہوا آئینہ
شاید تمہارے چہرے پہ مائل ہوا آئینہ
جو ہر کہلے یہ آج کہ عامل ہے آئینہ
یعنی صفا کا آپ سے سائل ہے آئینہ
آئینہ بن جاتی ہے تصویر پشت آئینہ
کہکشان تو اوسین بہان تصویر پشت آئینہ
کیا نوشتہ ہے مری تحریر پشت آئینہ
جرم بوسہ پر ہو تعزیر پشت آئینہ
فلک اپنی پشت خمیدہ کو تمہارے
ٹانکو وان زخم کو سونے کے تار سے
یہ زیر کاکل ہوا انکی کمر برق رخشان کا سا ہے جہی
لب طلب ان نہ کہولین سائل زکوۃ مال صباحت
سر رشک خون نہین ہے جتنا کہان یہ سرخی حنا باتین
ہے جو کہ بیرہنان کو حاصل کہان یہ نکہت کا پھنچ
خاک پروانہ سے بلبل کی صدا آتی ہے
خواب و بیداری مین غافل کا وطن ہو مین ہے
گردش مہ دو جہی پابستہ ہے حرف ابن مین ہے
مصری کی ڈلی صاف چبا جاتی ہین کیسے
باتین سر محفل وہ سنا جاتے ہین کیسے
تبلاکہ وداع با دہیما جاتے ہین کیسے

حیران ہین اگر آپ تو آئینہ مین دیکھیں
سینہ سے مین کسی زلف کے آجاسے گزرین کیسے

وہ سینہ خط عالم وحشت مین دکہا کر
طوطے مرے ہاتھونکے اوڑ جاتی ہین کیسے

وحشی تخلص میر بخشی مرحوم دہلوی مقیم عظیم آباد

اندنون بیقرار ہے یہ دل
کیا ہوا کس سے یار ہے یہ دل

اپنے ملنے سے منع مت کر تو
اسمین بے اختیار ہے یہ دل

وحید تخلص مولوی محمد عبد الرؤف مترجم سر رشتہ لیجس لیٹو کونسل خلف ولد منشی احمد علی شاگرد شاہ الفت حسین فریاد باشندہ کلکتہ بیشتر فارسی کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین

بلبل کے ہون ہر ہے نہ افسانہ جدا اوسکا
بو آتی ہے گل سے بھی کہ دیوانہ ہے اوسکا

ہر شے مین اوسی شمع تجلی کا ہے جلوہ
موسی ہے نہ اک طور پہ یہ دہندہ ہے اوسکا

خورشید پہ خورشید ہے یا ماہ پہ ہے ماہ
یا سر پہ رکہا آپ کی ہے تاج زری کا

وحید تخلص میر ہادی خلف میر مہر علی انس مرثیہ گوے لکھنوی

دل تم سے نہ پھیریگا وحید جگر افگار
یہ عاشق جانباز کا شیوہ نہین ہوتا

وحید تخلص مولوی وحید الدین خلف مولوی امیر اللہ باشندہ کڑا ضلع الہ آباد بیشتر فارسی کہتے ہین

رکھئی کتنون کے دلمین قتل ہونے کی ہوس
دوہی ہاتھون مین تجھے ہاتھ تیغ زن کیا ہو گیا

آج ہر شہر کے کوچے نظر آتے ہین ویران
کسطرف لگئی وحشت تری دیوانے کو

لڑائی جانے دو بس دور بھی کرو غصہ
ملو وحید سے بہر خدا سنو تو سہی

وے کی کسطرح سے کہو ہوے بیراہن
اوسکی گلی مین جاکے صبا اودہر ہو گئی

وحید تخلص منشی سرفراز علی خان ولد سر بلند خان باشندہ سالار شیونے چہار راہ تو ابع نرسنگہ پور دکھن شاگرد میر وزیر صبا مقیم قصبہ موہان متعلق لکھنؤ انسے ۱۸۵۷ اٹھارہ سو ستاون عیسوی مین کلکتہ مین ملاقات ہوئی تو صاحب دیوان ہین

سودا زدہ زلف کا کیا خوب لقب ہے
فرماتے ہین دیوانہ شوریدہ سر زلف

چھپا ہے دل مین اگر سوزشِ جگر رگِ سنگ
تڑپ تڑپ کے نہ ظاہر کرو نہ پھر رگِ سنگ

بتونکے نام سے فصاد فاک پتھر سے ہے
بتون کے عشق مین رگ گئی سر بسر رگِ سنگ

جنیو اوس بت کافر کا یاد آتا ہے
وحید سنگ جو اوہر مین دیکھ کر رگِ سنگ

ناحق اتنا نہ کرو ظلم و ستم بندے پر
اے بتو چاہیے کچھ خوف خدا کا دل مین

ایسی چلے وہ چال کہ کبن ذبح ہو گیا
گردن پہ میرے چل گئی تلوار جب پاؤن

سر رازنما آج ٹھوکرین کھاتا ہے راہ مین
رکھتی تھی کل زمین پہ جو لوگ تلکے پاؤن

وحید تخلص حکیم وحید اللہ خان باشندۂ بداؤن ولد حکیم سعید اللہ خان ملازم
راجہ بھرت پور صاحب دیوان ہین

مارؤا سے چاہنے والون کو وہ
دیکھی ہم نے کچھ عجب تاثیر نالۂ لعت

گو تیری طرف سے کوئی باتین بھی بنا دے
جنبش نہ کرے پر ترے رنجور کی گردن

شکایت دلِ نالان کچھ اور کیا تجھے
ہوا ہے دشمن جان وہ دستدار ہیں

وزیر تخلص نواب وزیر علیخان متبنائے نواب آصف الدولہ بہادر کلکتہ مین
سنہ ۱۲۳۰ بارہ سو تیس ہجری مین انتقال کیا حال انکا نہایت مشہور ہے حاجت بیان نہین

بعد رنجش کے مزا ملنے سے کچھ حاصل نہین
گر تمھین الفت نہین اپنا بھی اب وہ دل نہین

وزیر تخلص وزیر علی رامپوری خلف حسن علیخان

دام الفت مین تری پھنسکے بلا دیکھین تو
طایر دل کے تڑپنے کا مزا دیکھین تو

دل مین کاسے کی کھلانے کا جو بل رکھتے مین
ہاتھ کافر تری چوٹی کو لگا دیکھین تو

نہ سہی شیر طاو فاخیر لڑائی ہے سہی
آج وہ آنکھ کو غیرون سے لڑا دیکھین تو

دل کی تسکین کو صورت یہ وزیر اچھی ہے
اوسکی تصویر کو چھاتی سے لگا دیکھین تو

وزیر تخلص سید وزیر علی باشندۂ الہ آباد

قیدی حلقۂ گیسو سے پریشان ہو نہین
پاسے وحشت کو مری حاجت زنجیر نہین

وزیر تخلص خواجہ محمد وزیر لکھنوی خلف خواجہ محمد فقیہ شاگرد
امام بخش ناسخ

نعمت تسلیم

سلسلہ اسکے نسب کا خواجہ بہاء الدین نقشبند علیہ الرحمۃ سے ملتا ہے اپنے طرز پر شعر اچھا کہتے تھے بائیسوین ماہ ذی قعدہ سنہ بارہ سو ستر ہجری مین فوت کی دیوان انکا نظر سے گذرا

سر مرا کاٹ کے پچھتائیے گا | اسکی پھر جھوٹی قسم کھائیے گا

واے محرومی نہ دیکھا خواب مین بھی یار کو | میری اور اسکے درمیان غفلت کا پردا ہو گیا

جسم کیسا یہان لباس جسم آدھا ہو گیا | جامۂ تن گھٹ گیا ایسا کہ نیما ہو گیا

اپنے گناہ آ نہین سکتے حساب مین | زاہد کو خوف چاہیئے روز حساب کا

زاہد حرام مے کو نہ کہنا وگرنہ مین | جنت مین چھین لون گا پیالہ شراب کا

ہوا ازبسکہ ہجوم نگاہ مشتاقان | ہر ایک روزن دیوار یار بند ہوا

ہنسکے بولا وہ گل تر ابھی گل دیگر شگفت | دانۂ گوہر کف رنگین مین جب گلگون ہوا

خواب مین تجھ سے ہمکنار رہا | عین غفلت مین ہوشیار رہا

حسن عارض عارضی تھا کھل گیا | خط کے آتے ہی لفافا کھل گیا

خط پہ خط لائے جو مرغ نامہ بر | بوسہ ران مرغون کا دڑبا کھل گیا

خط سیہ سے کانٹون کا اک ڈھیر ہو گیا | غمزہ نہ کیجے سیب ذقن بیر ہو گیا

صدمہ شب فرقت کا اوٹھانا نہین اچھا | اے بیخبری آپ مین آنا نہین اچھا

جیب گیا دوستی کے پردے مین | دشمن جان سے کیا حجاب کیا

آج مجھسے بات اگر کرتی نہین | دینگے یہ بت کل خدا کو کیا جواب

زبان کو وصل کی شب گفتگو کی کب ملی فرصت | ہجوم بوسۂ لب نے نہ دی اک بات کی فرصت

ہوا کیا دل مین خون آرزو آج | کہ خون آلودہ ہے اے اشک طرح

فرقت دیدار مین جو رات بھر آئی نہ تھی | وصل مین آئے ہوئی آنکھون مین شرمائی ہوئی نیند

جو کہتا ہون ترا بیمار ہون مین | تو کیا کہتا ہے کہہ اپنی دوا کر

چلا ہے او دل حسرت طلب کیا شادمان ہو کر | زمین کوی جانان چھٹ دیکھی آسمان ہو کر

اسی خاطر تو قتل عاشقان سے منع کرتی تھی | اکیلے پھر رہے ہو یوسف بے کاروان ہو کر

نگہ دزدیدہ وسوسے تدبیریں کرتی ہیں وہ آنکھیں
نہاں جسطرح بد پرہیزیاں بیمار کرتا ہے

بھروسے عوض شراب کو ساغر کو سنگ سے
کانٹے ہی چنتی ہے ساقی اب اک سبز رنگ سے

آنکھیں کھلی ہوئی ہیں عجب خواب ناز سے
فتنہ تو سو گیا ہے در فتنہ باز سے

کیا کیا نہ ہمکو اپنی عبادت پہ ناز تھا
بس دم نکل گیا جو سنا بے نیاز ہے

ایک عالم نے جبہ سائی کی
اے بتو تم نے بھی خدائی کی

بگئی زاہدون کے پاس کبھی
دختر رز نے پارسائی کی

ہوئی گر صلح بھی تو بھی رہی جنگ
ملا جب دل تو آنکھ اوس سے لڑا کی

پڑا ہے تفرقہ بنتا ہوں سے
وزیر اب میں کہیں ہوں دل کہیں ہے

یوسف جو کہا او نہیں تو بولے
کیا آپ نے مول لے لیا ہے

مے دے کہ نہ دے بادۂ اطہر تو نہیں ہے
کچھ پیر مغان ساقی کوثر تو نہیں ہے

کچھ معجزہ ختم آپکے لب پہ تو نہیں ہے
عیسے سے ہے تو ہوا پیمبر تو نہیں ہے

کہتے ہو مجھے خواب میں معراج ہوئی ہے
جبریل کا تکیے میں کوئی پر تو نہیں ہے

کرتے ہو ذکر میرے دل بیقرار کا
منہ سے کہیں زبان نہ باہر نکل پڑے

باتیں جو چلنی چلنی سنی میرے یار کی
ناصح تو کیا ہے اوسکا فرشتہ بھی سل پڑے

قتل بے شمشیر او ظالم کیا
آئینہ دکھلا دیا دو دو ہو گئے

آزردہ جو تم ہو تو خفا کون نہیں ہے
آئینہ بھی پر تو سے مرے چین بجبین ہے

وزیر تخلص میر پرورش علی ابن میر خیر اللہ باشندۂ اٹاوہ

بیگنہ عاشقوں کو قتل کیا ہے ظالم
حیف ہے خوف خدا تجھکو نہ زنہار آیا

وزیر تخلص وزیر خان خلف عبد الرحمن خان متوطن کھگندم

کچھ بھی تو بتا دیجئے تقصیر ہماری
کس بات پہ یہ ہوئی ہے تعزیر ہماری

وزیر تخلص وزیر علی خان عظیم آبادی شاگرد نواب جعفر حسن خان تخیر
اس شخص کو موسیقی میں اچھا دخل ہے یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

سو سو ادا و ناز سے ہے ایک ایک گام پر
ہم خاک میں ملی تیری طرز خرام پر

عاشق ہوئے ہین ہم ترے ابجان ترےنئے — صدمے دکہانہ دشمن ایمان سنئے سے
آنسو کبہی گرے ہے کبہی چشم سے لہو — لائے ہین رنگ دیدۂ گریان نئے نئے
ایسی جفا سرشت کی عاشق ہوئے وزیر — جسنے کئے ہین قتل کے سامان نئے نئے

وزیر تخلص شیخ وزیر علی ولد معین الدین احمد خطیب باشندہ بلگرام شاگرد و خواہرزادہ احمد علیخان احمد فارسی گو صاحب دیوان فارسی و ریختہ ہین

اپنے کوچے سے بہی آخر کو اوٹھایا آخر — آہ نے ہمکو اثر آہ دکہایا اولٹا
ہوا ہے جبسے تم پر مبتلا دل — ہمارے ہاتھ سے جاتا رہا دل
کیونکر سمائے اوسمین کسی اور کا خیال — گہر کر گیا ہے وہ بت بے پیر آنکہہ مین

وسعت تخلص مستقیم خان افغان باشندہ رامپور شاگرد قدرت اللہ شوق

واے قسمت ایک گالی کی ہوئین تو بن جایا — وقت گفتن جب زبان پر اوسکی کانٹ آگئی

وصال تخلص حکیم نصر اللہ خان دہلوی شاگرد و خلف حکیم ثناء اللہ خان انکو علوم متداولہ اور طب مین بہت خوب دخل رکہتے تہے

آئینہ گہورنے کو سب سے نرالا نکلا — منہ تو دیکہو یہ بڑا چاہنے والا نکلا
پہیر لینگے منہ نہ ہرگز اوس شوخ کی جفا سے — ہوگا یہی نہ آخر مرجا ئینگے بلا سے

وصف تخلص سید شاہ منور علی

نگہ زلف پر کی غش یاد آیا — جو دیکہین وہ آنکہین ہرن یاد آیا

وصف تخلص میر محمود علی ولد میر محمد حسین نیض آبادی مقیم کانپور شاگرد میرزا پیا

کار مانی کیا تصور نے — کہینچی تصویر یار آنکہون مین

وصف تخلص بنی مادہو ابن لالہ موتیچند شاگرد مقصود عالم مقصود

ایک شب بہی تو مرے گہر مین نہ آکر رکہا — داغ یہ دل مین بڑا اسے ماہ پیکر رکہا

وصل تخلص مولوی محمد مظہر خلف قاضی غلام سبحان خان بہادر سابق قاضی القضات صدر الحق صدر دیوانی کلکتہ شاگرد حافظ اکرام احمد ضیغم انکا وطن پنڈوا مولد و مسکن کلکتہ پہلے اوباش تخلص کرتے تہے ہر دو زبان میں

شعر اجا لکھتے ہیں انکا نام تاریخی ہے

مرض عشق بدن مین عوض جان ہوگا
ملک الموت بھی یہان آکے پشیمان ہوگا

غم نہین گر نہ ہوئی دولت دنیا حاصل
رتبۂ شاہ و گدا خاک مین یکسان ہوگا

ہوگا کونین مین اے وصل تمنائی و غنی
دل سے جو معتقد حضرت عثمان ہوگا

غیرون کے حق مین زہر ہوئی تعدیل
اپنے تو کام کے وہ لب شکرین نہین

پارہ پارہ ہوا دل سیماب
دیکھا جبوقت بیقرار نہین

برمین گر دہ جانی ہو لطف زندگانی ہو
لطف زندگانی ہو برمین گر دہ جانی ہو

سر سے پانک ہے کاکل جانان
آج کل رات دن برابر ہے

علم الماس و در و مرجان نثار دیدہ ہے
دیکھیے کیا مین گریہ مین بہار دیدہ ہے

وصل تخلص میر احمد علی ولد میر اصغر علی باشندۂ لکھنؤ مقیم بنارس شاگرد خواجہ وزیر وزیر صاحب دیوان ہین

وصل کی شب میرا انگیا پر ہوا گر دسترس
مین یہ سمجھون آگئی سونے کی چڑیا ہاتھ مین

وصل سب جاتی رہی دل کی پریشانی ہنسی
شل غنا نہ ہو جو وہ زلف میلیا ہاتھ مین

وصل تخلص مرزا اسحاق ولد حاجی ابراہیم خلف آغا قدیر اصفہانی شاگرد شرف الدین ملول باشندۂ لکھنؤ بیشتر مرثیہ کہتے تھے

لیا تنک جو آغوش مین مین تو بولا
ابی چھوڑ کب تک ستار رہے گا

ہاتھ مین ہاتھ لے غیرون کا پڑی پھرتی ہو
ہم جو دامن چھوین تو آپ جھٹکے جاتے ہو

وصل تخلص حکیم محمد علی خان خلف حکیم نصر اللہ خان وصال باشندۂ دہلی اکبر والد ماجد سے کسب سخن کیا ہے

بوسے تو اپنے لب کے ہمین پانچ چار دے
ساتھ اوسکی گالیان بھی اگرچہ ہزار دے

محفل اغیار مین مجھکو بلایا آپ نے
فتنہ کیا بیٹھے بٹھائے یہ اوٹھایا آپ نے

وصل تخلص میر کرار حسین ابن میر رحم علی خوشنویس متوطن چھبرامو ضلع فرخ آباد

کھلی جاتے وہ بس وصل سے بولو جالو
رہے الطاف وہی اگلی ملاقات رہے

وصی تخلص شاہ وصی احمد پھلواری کے پیرزادے ہین انسے پھلواری مین ملاقات ہوئی تھی

میرا خزان گرچہ پا مال ہوا | آستانہ ترا دو گنا لال ہوا

وفا تخلص لالہ نول راے برادر کلان راجہ گلاب راے دیوان نجیب الدولہ نواب نجیب خان بہادر صاحب دیوان گزرے

کہنے لگا وہ سن کے مرا نالہ و فغان | یا بہجیا کرے گا یہ بیمار کب تلک
بکہرا ہے کوئی زلف کو اپنی جو اے وفا | پہر آہ کسطرح سے ملے میرا سراغ دل

وفا تخلص لالہ شنکر لال الہ آبادی

زر ہے نہ سیم ہے پاس نہ ہے جان و دل ہے | یہان ہے فقط ایجان جہان نام خدا کا
جبتک کہ رہے جان وفا تیرے بدن مین | لازم ہے رہے ورد زبان نام خدا کا

وفا تخلص مرزا عبد العلی خوشنویس شاگرد نصیر وطن انکا کشمیر مولد دہلی سیلی کرتے تہے

وہ لب زخم جگر سے ہے عاشق دلگیر کا | جسمین جو انگشت حیرت ہو وہ پیکان تیر کا

وفا تخلص مرزا ادار ابخت مرحوم نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبد الرحمن خان احسان

منہ سے کوئی کہو تم کسو اسطے خفا ہو | اس اپنے خستہ دل سے اس اپنی بیجان سے
مین نے کہا غور و کر مرتا ہون تم نہ جاؤ | اک ناز و ادا سے کہنے لگے وہ کب سے

وفا تخلص میر حیدر علی مرثیہ خوان باشندہ دہلی مقیم امرتسر

دشمنون سے مل ملکر خاک مین ملاتے ہو | خاک دوستی کا ہو اب بدگمان اپنا
سینے سے لگے ہو سے ہی وسے مجکو دغا ہی | یہ طور نہین اوس بت بے پیر مین دو تو

وفا تخلص محمد سلیمان خلف مولوی احمد سلیمان خوشنویس مقیم شاہ جہان پور

غافل نہین ہون ذکر سے دم بھر مین اے صنم | حق نے زبان دی ہے ترا نام کو لیے

ولا تخلص مظہر علی خان دہلوی ولد سلیمان علی خان وداد شاگرد نظام الدین ممنون مقیم کلکتہ انکی مثال جیسی نظر سے گزری

نوبت بہ شکست دل شکر داغ اور علم آہ کا | دہوم ہے آنا ہوا ہے عشق عالیجاہ کا

یوسف کا جو نقشا در و دیوار پہ کھینچا	کیون تونے زلیخا ئہ دل زار پہ کھینچا

ولا تخلص محمد مراد خان ابن منور خان باشندۂ الہ آباد

اب تو خاموش ہے دل ورنہ قیامت ہوتی	آسمان تک جو پہونچتا کبھی نالہ اپنا

ولایت تخلص مرزا ولایت علی طبیب خاص نواب امیر الدولہ بہادر رئیس [illegible]

زندگی بہاری ہے بے تیرے صنم	پتھرون سے سر کو ٹکراتے ہین ہم
بے لباسی ہوگئی اپنا لباس	جامے سے باہر ہوئے جاتے ہین ہم

ولایت تخلص ولایت شاہ مقیم کوئل

نہ تنہا یہ دل بلکہ جان بیچتا ہون	کہ ہستی کی ساری دوکان بیچتا ہون

ولایت تخلص نواب ولایت علیخان لکھنوی ولد نواب احمد علیخان نبیرہ شجاع الدولہ شاگرد مرزا باقر [illegible]

رہا کر اب ہمین صیاد فصل گل آئی	قفس مین اب تو ہوا تنگ حوصلہ دل کا

ولی تخلص مرزا محمد ولی دہلوی مقیم مرشد آباد برادرزادہ شاہ اسرار اللہ [illegible] صاحب دیوان گزرے

نیم نگہ نے ترے قتل کیا اک جہان	یار مرے مت کہین پھر سے نظر دیکھنا
بیکسی پر مری کبھی [illegible] کو [illegible] ئی	تجھ بن اے نالہ نوحہ گر نہ ہوا
تھی آشنا نہ تیغ سے اوسکی کمر ہنوز	ہم تب سے ہاتھ پر لیے پھرتے ہین اپنا سر
کبھی جو زلف اوٹھاوے تو منہ نظر آوے	اسی امید پہ گزری ہے صبح و شام ہمین
بند قبا چمن مین جو وہ یار وا کرے	لے برگ گل کو ہاتھ مین پنکھا صبا کرے

ولی تخلص شاہ ولی اللہ اولاد مین شاہ وجیہ الدین گجراتی علیہ الرحمۃ کے سے تھے عالمگیر بادشاہ کے عہد مین دلی مین آئے تھے بعضے تذکرہ والون نے انکا نام ولی محمد لکھا ہے اور انکو موجد ریختہ جانتے ہین لیکن مقتضائے تحقیق یہ ہے کہ انکے زمانے کی آگے بھی دکھن مین شعراے ریختہ گو موجود تھے غرض یہ اپنے وقت کے استاد تھے دیوان انکا نظر سے گزرا

پھر میری خبر لینے کو صیاد نہ آیا
شاید کہ مرا حال اوسے یاد نہ آیا

شغل بہتر ہے عشقبازی کا
کیا حقیقی و کیا مجازی کا

جنون عشق ہوا اسقدر زمین کو محیط
کہ پارسا کو ہوئی موج بوریا زنجیر

ہون گریہ خاکسار و لے ازرہ ادب
دامن کو تیرے ہاتھ لگایا نہین ہنوز

خط کے آنے سے خبردار کیا گلرو کو
نشۂ ہوش ہے اس بادۂ ریحانی مین

اے جان و لے وعدۂ دیدار کو اپنے
ڈرتا ہون مبادا کہ فراموش کرے تو

مفلسی سب بہار کھوتی ہے
عشق کا اعتبار کھوتی ہے

ترانہ مشرقی حسن انوری جلوہ جامی ہے
نین جامی جبین فردوسی و ابرو ہلالی ہے

اے ولی رہنے کو دنیا مین مقام عاشق
کوچۂ یار ہے یا گوشۂ تنہائی ہے

ترک کر اے رقیب فرعونی
آہ میری عصاے موسی ہے

مرا دل مجھ سے کر کے بیوفائی
پسند خاطر خوبان ہوا ہے

اک دل نہین آرزو سے خالی
برجا ہے محال اگر خلا ہے

ولی تخلص شیخ ولی محمد رفیق و مصاحب نواب بہادر جنگ والی بہادر گڑھ خلف شیخ منگا کرنیل پلٹن نواب نجابت علی خان بہادر والی جھجر باشندہ سیالکوٹ شاگرد نصیر دہلوی

کیونکہ بتلاؤن نشان تجھکو ستمگر اپنا
عالم خانہ بدوشی مین کہان گھر اپنا

رتبہ تھا کیا قمر کا کہ کرتا وہ ہمسری
جب آفتاب رخ کے برابر نہو سکا

ولی تخلص مولوی امو جان باشندۂ دہلی شاگرد مرزا نوشہ غالب انکو دہلی کے مشاعرے مین دیکھا تھا

پردہ جبھی تلک ہے کہ پردے مین ہو وہ شوخ
چہرہ کھلا تو راز چھپایا نہ جاے گا

محشر مین روبرو مرے آکر کھڑا ہوا
جانا کہ اس سے شور مچایا نہ جاے گا

غم میتون نہین ہے کہ آگے ہی ٹال دون
سینے کا سنگ ہے یہ ہٹایا نہ جائیگا

ولی تخلص علی محمد خان ولد قائم علی خان باشندۂ لکھنؤ شاگرد نواب ظفر یاب خان

راسخ صاحب دیوان ہین

تابع فرمان ہین جو چاہیے وہ کیجیے — ناز بیجا آپ کی اے مہربان بالای سر
اندوہ و یاس و درد و غم و دوری صنم — کیا کیا میسر آئے ہین آشنائی دل
شکوہ نہین ہے کچھ فلک پیر سے ہمین — دشمن نہین ہے کوئی ہمارا سوای دل
وا یہ حال ہے اب کی خدا پرستون کا — جو دل ہے دیر کی جانب تو قبلہ رو آنکھین
چار یار پیمبر کو ربع مسکون مین — ہمیشہ ڈھونڈھتی ہین اپنی چار سو آنکھین
محفل مین ہنسکے بولا جو مجھسے وہ غلط رو — کیا کیا ہوئے رقیب سیہ رو چراغ پا
ثابت ہوا یہ ہمکو وہ عشق سے وصلے — پا نہ سکیے حشر تک نہ ہمارے فراغ پا

وہم تخلص میر محمد علی خلف میر محمد تقی خیال صاحب بوستان خیال مقیم لکھنو ملازم سرکار [illegible]

کو فکر تیرے دل کے تئین سو لگی رہی — پر وہم ہے یہ شعر وہی یاد لگی رہی
جا کے اوس سے آشنا اب کوئی — ہے ترے غم مین جان بلب کوئی

حرف ہای ہوز

ہاتف تخلص مرزا محمد دہلوی معاصر سودا آزادانہ زیست کرتے تھے

خط آگئے پہ حسن نہ یہ ارمان رہیگا — ایسے جو ملے ہے احسان رہے گا
مت پوچھ ہمنشین کہ جہان مین کہان تھے — دل جس جگہ کہ لگ گیا اپنا وہان رہے

ہاتفی تخلص مولوی محمد حسن علی خلف شیخ عبد الغفار باشندۂ شاہجہان پور مقیم فرخ آباد صاحب فرائض الغنی و رموز القرآن

دیوانۂ بہار چمن مین رہا اسیر — موج نسیم ہے اوسی زنجیر پا ہوئے

ہادی تخلص میر جواد علی خان دہلوی عماد الملک مرحوم کے رفیقون مین تھے ۱۲۱۵ بارہ سو پندرہ ہجری مین فوت کی صاحب دیوان گزرے

اندیشہ کچھ نہ کر مرے فریاد و آہ کا — فریاد رس ہے کون تری دادخواہ کا
کیا ہے کسکی سبھی یاد زلف نے بیمار — کر پیچ و تاب مین ہے تار تار بستر کا
چمن مین ہادی نازک مزاج جب آیا — لیا جنون نے رگ گل سے کام نشتر کا

گر آج شکستہ ہے بہت رنگ رخ گل
صیاد نے کس بلبل شیدا کو ستایا

تو نے پہچانا نہ یار اوسکو تغیر حال سے
ورنہ کوچے مین ترے ہادی مکرر ہو گیا

خندان خندان جدہر پہرا وہ
گریان گریان ادہر گئے ہم

عیان تو نالے سے جگر آب کیا ہی ہادی
پر خدا جانے کہ اوس دل مین اثر ہو کہ نہین

جی مین حسرت نہ رہی زخم کی تیری قربان
قتل کے بعد بہی پہر کیجیو تو وار کوئی

ہادی تخلص سید محمد مہدی قرابت دار شاہ نور علی مرحوم باشندۂ الہ آباد

ملتی نہین تشبیہ ترے زلف کی جانان
سچ ہے مین خطا کیجیے جو مشک ختنی ہے

ہادی تخلص مرزا غلام فخر الدین بہادر نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد آغا جان عیش

آیا نظر وہ ماہ لقا تین دن کے بعد
روشن یہ قمر ختم ہوا تین دن کے بعد

ہادی تخلص مولوی محمد ہادی باشندۂ سنبھل

داغ ہین سینے مین بہی ہادی کہ تن پر بیٹہا
ٹہیکم ہے پہول گل کہن کی شاخ مین

ہاشمی تخلص محمد نادر حسین خان خلف شیخ فرخ حسین حرمان تخلص نائب و دوستاو نواب محمد حسین خان رئیس کالپی

اوس سنگدل سے آج ملاتا ہون اپنا دل
نقشہ مرا مقابلہ کرتا ہے سنگ کا

یہ راز عشق چہپے کسطرح کہ ان روز و ن
ہمارے بس مین دل خانمان خراب نہین

بولی جو مین نے زلف و رخ یار کی بہار
بگڑی ہے شانہ آپ کو آئینہ آپ کو

وا شد مرے دل کی کوئی ممکن ہے صبا سے
کہلتا ہے کہین غنچۂ تصویر ہوا سے

اسقدر کنج قفس مجکو خوش آیا ہے کہ اب
دل مرا نام رہائی سے خفا ہوتا ہے

ہاشمی تخلص میر محمد ہاشم لکھنوی شاگرد سودا

مرا سو بار اوس تک نامۂ پر آرزو پہونچا
اودہر سے پر جواب صاف پہونچا جب کبہو پہونچا

دماغ آشفتہ ہوتا ہے صبا نکہت سے سنبل کے
مشام آرزو مین بو کسی کاکل کے گو پہونچا

کچہ تفرقہ دین مین شاید رشتہ ہوا ہے ہمین
تسبیح شیخ کی ہو زنار درمیان ہے

غیرت یہ چاہتی ہے ہم آئینہ کو توڑین
پر کیا کرین کہ روے دلدار درمیان ہے

ہاشمی تخلص سید اکبر علی الہ آباد مین مختاری کرتے تھے

جام دے ساقی مجھے صہبائے تند و تیز کا
مست ہون دیکھون تماشا سبزۂ نوخیز کا

ہاشمی تخلص ایک شخص دہلوی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

نشے مین شیشون کو کیا فلک سر پر اوٹھا لایا
کہ مست ابر سیہ ہو کے چمن مین جھوم آیا ہے

ہجر تخلص سید جمیل الدین خلف میر ابرار علی شاگرد ذوق باشندۂ ڈاسنہ مقیم دہلی

جو ہم نظم سخن مین اپنے لفظ آہ لکھتے ہین
سر لوح محبت در بسم اللہ لکھتے ہین

سمجھے ہے جو ہمکو وہ اسے سر کا کل پیچان ہم کو
خواب کیا کیا نظر آتے ہین پریشان ہمکو

ہجر تخلص مرزا اصغر حسین لکھنوی ولد حکیم مرزا علی نواسہ آغا مرزا بھلہ دار شاگرد خواجہ وزیر

بیقرار ایسا ہون رکھون پا جانان پر جو ہم
ماہی بے آب ہو مچھلی کا چکلا ہاتھ مین

دست پر نور ایسے اوس عیسیٰ کی ہین معجز نما
ہو ید بیضا اگر لے سنگ موسیٰ ہاتھ مین

سیر اکرتی ہے اوس رو کی جو تصویر آنکھون مین
زیادہ دیدۂ اختر سے ہے تنویر آنکھون مین

ہدایت تخلص ہدایت اللہ خان دہلوی کسب باطن و کسب سخن حضرت خواجہ میر درد قدس سرہٗ سے کرتے تھے شعر صاف و شستہ کہتے تھے ۱۲۱۵ بارہ سو پندرہ ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

جب سے زبان پہ یار ترا نام ہو گیا
کچھ دل کو چین جان کو آرام ہو گیا

ناتوانی کا بھی احسان ہے مری گردن پر
کہ ترے پاؤن سے سر مجھکو اوٹھانے نہ دیا

جاتا رہا ہون آپ ہی مین اپنی یاد سے
کیا جانیے کہ کسنے فراموش کر دیا

دیکھ اوسکی چشم مست کو دل تو بہک گیا
بس میری جان دو ہی پیالون مین چھک گیا

اک دن بھی مہربان نہ وہ بیوفا ہوا
اے آہ و نالۂ سحری تمکو کیا ہوا

غلط ہے سبزۂ خط کو جو کہیے باغ لگا
میان یہ چاند سے مکھڑے کو تیرہ داغ لگا

کٹتی ہی نہین یہ ہجر کی شب
یارب کیا آج ہو گئی صبح

سینے کی تیری کہلتی ہے اسے میری جان خبر
آئینہ ساز کر گئے اپنی دو کان بند

وہ کیا کرے کہ محبت کا مقتضا ہے یہی
وگرنہ فائدہ اوسکو مرے ستانے سے

طاقت ہے کسی شرح محبت کے رقم کی
سن حال مرا پہٹ گئی چہاتی بہی قلم کی

صبا کوچے سے اوسکی مت اوٹھانا خاک کو ہرگز
مبادا گرد اوسکی چہرۂ گلفام پر بیٹھے

شب ہجران مین ترے صبح کی ہوتی ہوتی
استخوان شمع ضعف سے گئی زرد ہو رہے

ہدایت تخلص ہدایت علی ساحر فرحت اللہ تخلص

دلی سے پڑ رہے ہین باہر ہمارے طفل اشک
رکہون مین کب تلک انکو سنبہال انکھون تین

ہدایت تخلص ہدایت اللہ ابن شیخ عبداللہ باشندۂ شاہجہانپور مقیم تہکندہ

دہمکاتے ہین کس بات پہ اے ماہ لقا آپ
کیا جرم ہوا مجہسے جو ہین آج خفا آپ

ہدہد تخلص عبدالرحمن مقیم دہلی شعر انکا قطعۂ زعفران کا خواص رکہتا ہے

رباعی

ہدہد کا مذاق ہے نرالا سب سے
انداز ہے اک نیا نکالا سب سے

سر دفتر لشکر سلیمان ہے یہہ
اوڑتا بہی ہے یہ تو دیکھو بالا سب سے

ہرچند تخلص ہرچند کشور نبیرہ راجہ کل کشور باد فروش

پردہ ظلمات دل پر سے رہین سب وہم کو
شمع رو نے جب چراغ بزم کو گل کر دیا

ہرچند تخلص ایک شخص صاحب دیوان کا ہے اور کچہ حال معلوم نہ ہوا غالبا نام بہی ہرچند ہو دیوان انکا نظر سے گذرا

برنگ مار جو روے زمین پر سر ٹپکتا ہے
ہوا سنبل کو کیا سودا تری اس زلف پیچان کا

رخ پر نور رشک ماہ کا گر عکس پڑ جائے
برنگ مہر ہو روشن ہر اک ذرہ بیابان کا

بولتے یون جور دیکہی دیکہہ کے حسن سرو
کیا زمین پر کوئی گردون سے فرشتا اوترا

مری طرح سے جو تو بیٹہہ جاتی ہے اے گرد
ترے قدم مین کیا طاقت خرام نہین

ہلال تخلص امیر علیخان ولد تراب خان باشندۂ لکہنؤ شاگرد رشک صاحب دیوان و مثنوی مقفا و مردف و سراپا ہین

مجھسے الگ جو دن یہ ہوتا تو خوب تھا
پہلو میں میری قبر کے بنتا مزار دل

دیکھیں جو مجکو تو بنیں چشمۂ خورشید آنکھیں
صورت خط شعاعی ہوں منور پلکیں

جلتے ہیں خوب وصل میں مجھپر عدو بری
کیا آگئی ہے پاؤں کی رفتار ہاتھ میں

یہ ہاتھا پائی کہیں دیکھی سنی نہیں
پاؤں کے ساتھ آپ کر ملتی ہیں کنیاں

بڑھ بڑھ کے کیا [illegible] وار لگائے ہیں جی ہی میں سے
ہاتھ نکے بدلے چوم لوں اوس تیغ زن کے پاؤں

ہما تخلص سید احمد حسین عظیم آبادی شاگرد خواجہ وزیر شعر اچھا کہتے ہیں شستہ بارہ سو اٹھتر ہجری میں کلکتہ میں آئے تھے راقم کے احباب میں ہیں

جب مرے ارمان لب کو لوگو جن خط آئے نہیں
اے ہما اس لعل کا کا نگہبان ہو گیا

واکئے ان ہو[illegible] غنچہ دہن خاک کے تلے
چھوٹے تو کیا عجب ہے چمن خاک کے تلے

عاشق [illegible] ہے نہ معشوق کو زمیں
اہل خاک کے تلے سنے دہن خاک کے تلے

دامن کو [illegible] کبھی چھو نہیں سکے
کیسے پڑے ہیں سیکڑوں دن خاک کے تلے

ہمت تخلص اخوند ہمت رامپوری

عجب گردش میں [illegible] اندنوں اوقات کٹتی ہے
غنیمت ہے کوئی ساعت جو تیری سات کٹتی ہے

ہمت تخلص سید ہمت علی خلف سید رحمت علی مرحوم باشندہ بنارس مقیم کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ الخ

پڑی ہے جو [illegible] لاش شہیدان
ذرا کوچہ زمین کربلا سے

بلائیں لیتی ہے زلف دوتا کی
ذرا تقدیر تو دیکھو صبا کی

اوٹھاؤں گا نہ سر قدموں سے تیرے
قسم ہے مجکو تیرے کفش پا کی

خبر لیتی نہیں ہے ہجر میں بھی
قضا نے بھی مگر ہمت قضا کی

ہمت تخلص لالہ اندرمن ابن لالہ سیتارام باشندہ دہلی شاگرد مقصود عالم مقصود

میں مروں صدمۂ فرقت سے یہی ہے منظور
پوچھتی غیر کو ہو میری خبر کچھ بھی نہیں

ہمدم تخلص نواب عبداللہ خان ساکن رامپور ولد نواب فتح علیخان رئیس [illegible]

ذکر فنا کرتے ہوں کہ [illegible] ہم سبکے یاد نہیں
اسلئے لب پہ مرے نالہ و فریاد نہیں

نہ دیر میں جب صنم کو پایا حرم میں پھر تلاش آیا
بڑا محبت کا ہو خدایا کہ ٹھوکریں کہائیں دربدر کی

ہزار باتیں وہ ہر بیٹھے نہ مانیں سب مری کر بیٹھے
رقیب کان آپ کے بہر بیٹھے نہ سنیے باتیں ادہر ادہر کی

ہنر تخلص مرزا نجف ور ریختہ دہلوی شاگرد مرزا حاجی شہرت تخلص

اے ہنر دیکھا کچہ اپنے درد نہاں کا اثر
پردہ سے پردے میں اونکو شوق پیدا ہوگیا

ہنر کچہ اب کی نگاہ میں وہ کر گئیں جادو
وگرنہ یوں تو ملے آنکہ بارہا مجھسے

ہوس تخلص نواب مرزا محمد تقی خان خلف نواب مرزا علیخان بن نواب سالار جنگ باشندہ فیض آباد مقیم لکہنو شاگرد مصحفی انکی اکثر غزلوں میں لیلی مجنوں کا مضمون ہوتا ہے صاحب تذکرۂ سراپا سخن نے جو لکہا ہے کہ انکی ہر غزل میں لیلی مجنوں کا مضمون ہوتا ہے غلط ہے اشعار انکے بحر متقارب و بحر متدارک شانزدہ رکنی میں خوب ہوتے ہیں مثنوی لیلی مجنوں اور دیوان انکا نظر سے گزرا

ہجر میں ہم نے عجب طرح سے دل شاد کیا
آئی ہچکی تو کہا اونسنے ہمیں یاد کیا

دی درد عشق نے مجھے غم میں بہی اک خوشی
رونے پہ میرے دیر تلک وہ ہنسا کیا

محفل میں ساتھ لے نہ گیا کیوں نشان یار
ہنسنے سے میں کلال کے بیجان خجل ہوا

بلبل نے کڑہایا نہ غم گل نے رلایا
مجھکو تو فقط اوسکے تغافل نے رلایا

بالیں پہ دم نزع وہ خود کام نہ آیا
مرنا بہی مرا ہائے مرے کام نہ آیا

ور دل سے تو کسی کو ہوس آگاہ نکر
شرط الفت تو یہ ہے جان دے اور آہ نکر

کہتا ہے دیکہ کوچے میں مجھکو وہ سنگدل
دیوانے سے کرے کوئی کیا پہر اختلاط

گر وکچہ مشکل ایسی ہمیں اے عشق ملے ہووے
ہوس گرا لکہ فن کی تم ہوئے استاد کیا حاصل

رنجش کا اونہوں نے بہی کیا وقت نکالا
مجہسے وہ بگڑتے ہیں جب خوب سنورتے ہیں

کیا کیا نہ رنج ہم پہ ترے بن گزر گئی
اب جلد آئیں کہ بہت دن گزر گئے

غلطی ہم ہو جوانی میں کبہی ہوتی تہی
مطلب اظہار کہا تی میں کبہی ہوتی تہی

ہجو نسے ہوس ہو دیکہے ہم جلکے مقابل
تہوڑی سی توانائی بہی ہمکو اگر آئی

ہوئے عازم ملک عدم جو ہوس تو خوشی یہ ہوئی تہی کہ غم سے چہٹے
یہ فراغ الم سے روان ہی نہ تہا وہان غم یہ ہوا کہ وہ ہم سے چہٹے
کبھی دیر مین تہے کسی بت پہ فدا کبھی کعبے مین کرتے تہے جاکے دعا
ترے در پہ جو بیٹھے تو خوب ہوا کہ کشاکش دیر و حرم سے چہٹے
یہی کہتی تہی لیلی پردہ نشین کہ فراق کی اب اوسے تاب نہین
ملون اوس سے کہ تا مرا قیس حزین کہ ہمہ کے درد والم سے چہٹے

ہوش تخلص غلام مرتضے دہلوی

جان کرتن سے جدا ہو تو جدا ہو لیکن	جان منظور نہین تیری جدائی مجھکو
باغ ہستی کی وہین سوجہہ گئی کیفیت	مے گلرنگ جو ساقی نے پلائی مجھکو
زاہد کا دل نہ خاطر مے خوار توڑیے	سوبار توبہ کیجیے سو بار توڑیے

ہوش تخلص منور علی دہلوی شاگرد خدا بخش خان تنویر

مبتلا ہوتے ہین جانکر عاشق	اپنے قاتل کا دل بڑہانے کو

ہوش تخلص شیخ عزیز الدین فرخ آبادی خلف شیخ فیض الدین محو تخلص

ہے اے ہوش ہر عضو مین جلوہ اوسکا	وہ رگ رگ مین اپنے سمائے ہوئے ہین

ہوش تخلص سوتی بہاری لال باشندۂ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

ہے کونسا وہ دن کہ نہین لب پہ آہ سرد	اور کونسی وہ شب ہے کہ شور و فغان نہین

ہوشیار تخلص منشی کیول رام قوم کایتھ باشندۂ دہلی صاحب دیوان فارسی گزرے

ملایا خاک مین دکہلا کے تونے قد بالا کو	سہی کو سرو کو شمشاد کو عرعر کو طوبا کو
خراب چشم میگون ہو گیا اب ہوشیار آخر	صراحی کو پیالے کو سبو کو خم کو مینا کو

ہویدا تخلص میر محمد اسلم مرثیہ گو برادر محمد معصوم باشندۂ دہلی معاصر سودا و میر

اوسکے ہاتہون سے ہم اب ربط خفا سنتے ہین	اسے مرے خون کا پیاسا ہو یہ کیا سنتے ہین

ہینگا تخلص میر ہینگا دہلوی کسی محبوب پر عاشق تہے اسی سبب رقیبون سے

ہاتھ سے مارے گئے سودا کے معاصر تھے

ایذا سے کبھی منہ کو موڑا دل نے	شیشہ مری زندگی کا توڑا دل نے
کام اوس بت سنگدل سے ڈالا مجھکو	مارا آخر غرض نہ چھوڑا دل نے

حرف یای تحتانی

یاو تخلص میر غلام حسین دہلوی شاگرد ثنار اللہ خان فراق مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی قرابت داروں مین تھے کسب باطن مولانا فخرالدین صاحب سے کرتے تھے

ہے کون جو ہو ابرو سے خدا رکے آگے	رستم بھی نہ ٹھہرے تری تلوار کے آگے

یاو تخلص لالہ کاشی رام عملہ عدالت شاہجہان پور باشندہ بیانی شاگرد مقصود عالم

جب سے گئے میرے حال کے اخبار	مجھکو اسے سب بے خبر خبر نہ ہوئی

یاو تخلص امام خان خلف حامد خان فرخ آبادی

وہ کیون اپنے وعدے پہ آ نہ نکلے شب کو	سنا ہے کہ مہندی لگائے ہوئے ہین

یار تخلص میر احمد یار دہلوی خلف شاہ اللہ یار شاگرد میر تقی میر

آفرین اسے دست گستاخ محبت آفرین	یہ گریبان ایک مدت سے گلے کا ہار تھا

یاس تخلص حافظ حفیظ الدین باشندۂ دہلی

جب تو نہ ملا تو یاس خستہ	پھر کونسی آرزو کرے کا
بادہ خواری نہ چھوڑ تو اسے یاس	یہ بھی اک مشغلہ ہے یارون کا
مغبچون سے یہ راہ و رسم اور پھر	یاس کہتے ہو پارسا ہین ہم
یاد آتا ہے ہمین اپنا دل خون گشتہ	جب کہین بزم مین ہم جام و سبو دیکھتے ہین
کیا شش ہین پر دم کا شکوہ ہے نہ کرتا اوس سے	پیچھا ہی سنے کیا اور بھی بیتاب سمجھے
چونک پڑتے ہین عدم سے خفتگان خاک بھی	ہر روز شور قیامت کیا تری رفتار ہے
جب جنون تھا تو تھے گریبان چاک	عشق ہی اب تو سینہ چاک ہوئے

چاک کیونکر نہ ہووے سوسو بار — پہر یہ آخر مرا گریبان ہے
اسکے ہر تار مین ہے سو شورش — رشک محشر مرا گریبان ہے

یاس تخلص حسن علی خان قرابت دار نواب عقیدت خان شاگرد جعفر علی حسرت مقیم لکہنو

جی تلک دے کے خدا وہ تو نہ ہوتا ہرگز — تو نے کیا جانئے کیون یاس کو دلگیر کیا
مجہکو یقین ہو چکا تیرا وہ دل رہا نہین — آشنا نہ نار کر صنم بندہی کا کیا خدا نہین

یاس تخلص حکیم خیر الدین دہلوی شاگرد مومن خان و محمد ابراہیم ذوق

ہون وہ ثابت رہ الفت مین کہ جون نقش قدم — جب تلک مٹ نہین لیتا نہین اصلا ہلتا
زانوے یاس کہان اور سر دلدار کہان — ہمنشین بات وہ کر جسکا ہو کچہ بہی سر پاؤن
شربت وصل نہ پینے دو نہ سم کہانے دو — کیا قیامت ہے نہ جینے دو نہ مرجانے دو
ربط غیرون سے بڑہا مجہسے وفا چاہتے ہو — دل مین سمجہو تو یہ کیا کرتے ہو کیا چاہتے ہو
عشوہ و ناز و ادا چٹنے سے کہتے ہین مجہے — ایک دل رکہتے ہو کس کس کو دیا چاہتے ہو
وصل جانسوز سے پروانے کو کیا ہوتا ہے — کم ہے ٹہنڈا کوئی قسمت کا جلا ہوتا ہے
دم تو لے تیغ تلے اے طپش دل تہم جا — دیکہہ قاتل کا مرے دہیان بٹا جاتا ہے
گردن غیر پہ خنجر کو ہنسی سے رکہا — وان تجہے کہیل ہے یہان کام ہوا جاتا ہے

یاس تخلص تن سکہہ راے ابن راے لچہمی پرشاد قرابت دار راجہ الفت راے شاگرد مقصود عالم مقصود

یار کے آئینہ رخ کی تجلی دیکہو — صاف شیشے کا گمان ہوتا ہے دیوار و در پر

یاس تخلص مولوی انور علی باشندۂ قصبہ آرہ ضلع شاہ آباد مفتی عدالت ضلع مذکور ولد شیخ محمد حیات مرحوم شاگرد غلام علی راسخ اٹہارہ انیس برس ہوئے کہ انتقال کیا دیوان فارسی دارد و اکثر نظر سے گزرا

کیونکر کہین مرے تئین رسوا نہ کرینگے — گر دیدہ و دل یہ ہین تو کیا کیا نہ کرینگے
مرغان چمن سب ہی ثناخوان ہین گل کے — پر یہ نہین معلوم کدہر کان ہین گل کے

یاور تخلص میر امام الدین دہلوی شاگرد نظام الدین ممنون مصوری مین کمال رکھتے تھے

مدعا لیجے تو کیا لیجے کہ ہم کو ہمنفس
بات بھی کرنے کا اوسکے سامنے یارا نہین

یاور تخلص میر مہدی حسن ابن میر امداد حسین باشندۂ نوشہرہ ضلع مین پوری

کسطرحسے نبہے کی کیجے تو
آپ ہر بات مین بگڑتے ہین

یاور تخلص شیخ امداد علی ولد شیخ ولایت علی باشندۂ بریلی شاگرد محمد بخش شہید وطن انکا دہلی مولد و مسکن لکھنؤ اونسے ایک دیوان یادگار ہے

اس آہ نارسا نے سکھلیا بگاڑ دیا
اوس گل کے کان تک نہ گئی نالۂ دل

ہوا ہے دفن دل بیقرار پہلو مین
بنا ہے کشتۂ غم کا مزار پہلو مین

کون ہوتا ہے بری وقت مین اپنا یاور
مرد جو ہین وہ مصیبت مین خبر لیتے ہین

یحییٰ تخلص منشی یحییٰ خان سورج مل جاٹ کے قلعہ مین رہتے تھے

رقیبون کی رکھتے ہو تم چاہ دل سے
بھلا یا ہمین واہ جی واہ دل سے

یسین تخلص مولوی عبد الستار ولد شاہ عبد القادر باشندۂ سلہٹ شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت عرصہ ہوا کلکتہ سے وطن کو چلے گئے راقم کے احباب مین ہین

بیقراری دل بیتاب کا لکھون جو حال
کیون نہ عالم ہو زمین شعر پر بھونچال کا

سیلاب اشک تر سے سمندر کا جوش ہو
گر ہو نہان نظر سے رخ خونفشان دوست

یعقوب تخلص میر یعقوب علی مقیم دہلی مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے یارون مین تھے

ہم تو آتے ہین تمہارے کوچے مین اے یار کبھو
پر یہ خطرہ ہے کہ چل جاے نہ تلوار کبھو

یقین تخلص انعام اللہ خان خلف اظہر الدین خان شاگرد مرزا مظہر جانجانان قدس سرہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھے وطن انکا سرہند مولد دہلی احمد شاہ بادشاہ کے عہد مین پچیس برس کی عمر مین تہمت زنا سے والد ماجد کے ہاتھ سے بیگناہ شہید ہوئے اشعار انکے نہایت پر درد

وبا مزہ ہوتے ہین دیوان انکا نظر سی گزرا

آشنا کوئی جہان مین کبھو بے وفا نہ تھا
ملتی ہے تیرے مجھسے یہ دل آشنا نہ تھا

جو کچھ کہ مین ہون تمکو یقین سے ہے سزا تری
بندہ جو تو بتون کا ہوا کیا خدا نہ تھا

سر پر سلطنت سے آستان یار بہتر تھا
ہمین ظل ہما سے سایۂ دیوار بہتر تھا

مرا دل مرگیا جبدن سے نظارہ سی باز آیا
یقین پرہیز اگر کرتا نہ یہ بیمار بہتر تھا

شکوہ حسن سے آنسو ہمارے سوکھ جاتے ہیں
یقین سورج کے آگے کب اثر رہتا ہی شبنم کا

اسقدر غرق لہو مین یہ دل زار نہ تھا
جب حنا کو تری پاؤن سی سروکار نہ تھا

آنکھ سے نکلے یہ آنسو کا خدا حافظ یقین
گھر سے جو باہر گیا لڑکا سو ابتر ہو گیا

کہون مین کیونکہ نہ صبح بہار تجھکو کہ آج
جو تو چمن مین نہ تھا گل کے منہ پہ نور نہ تھا

شکوہ جفاے یار سے کرنا وفا نہین
بندون کو اعتراض خدا پر روا نہین

کیسے ہی ہم گئے نہ گیا پر بتون کا عشق
اس درد کی خدا کی بھی گھر مین دوا نہین

سو سو ہی التفات تغافل مین یار کے
بیگانگی سے اوسکی کوئی آشنا نہین

یقین مارا گیا جرم محبت پر زہی طالع
شہادت اسکو کہتے ہین سعادت اسکو کہتی ہین

کوئی دن اور کرنے دو جنون تمکو بہاران تک
عبث سیتے ہو اوسکو کیا رہا ہی اب گریبان تک

کیا دل ہے اگر جلوہ گہ یار نہ ہووے
ہے طور سے کیا کام جو دیدار نہووے

جور وجفا مین یار بہت ہو گیا دلیر
کرتے تو کیا یہ اس کو نہ آتی وفا مجھے

حق مجھے باطل آشنا نہ کرے
مین بتون سے پھرون خدا نہ کرے

جسکو منظور ہو مرنا اوسے جینا ہے خدا
ہے دم پاک مسیحا دم شمشیر مجھے

نہ نکلا کام کچھ اس صبر سے اب نالہ کرتا ہون
مری فریاد سے شاید مری فریاد کو پہونچے

پریشان خاک سے اوگتا ہی سنبل اس سے ظاہر
کھیلے ہین ہوس لیلی اب تلک ماتم مین مجنون کے

دعا مستون کی کہتی ہین یقین تاثیر رکھتی ہی
الٰہی سینہ جتنا ہے جہان مین تاک ہو جاوے

اپنے سینہ پہ تمکو جلا کر داغ کرتے ہین یقین
ان بتون کی ضد سے ہو جاتے ہین مسلمان کوئی

یقین تخلص سید محمد حسین دہلوی

پانی ہو آب خضر جو آجاے نام لب — شرمندہ ہو مسیح سُنے گر کلام لب
خط سے نہین لب فیروزین یہ ہمنشین — طوطی سبز پر سے ہے گرفتار دام لب

یقین تخلص میرن صاحب شاگرد امیر

وصل کی شب رخ جانان پہ نگہ مین نکلا — تھا یہی ڈر نظر آئی نہ سحر کی صورت

یکتا تخلص خواجہ معین الدین خان دہلوی شاگرد عبد الرحمن خان احسان

برسات مین لکھی ہے کہ یکتا نہ پی شراب — واعظ تجھے کچھ ابر و ہوا پر نظر نہین
وہ کون ہے جو اس دل مضطر مین گھر کرے — کسکی مجال ہے کہ ترے گھر مین گھر کرے

یکتا تخلص نوروز علی ولد امان علیخان غالب تخلص باشندۂ عظیم آباد انمین ایک بڑا عیب ہے کہ دوسرے شاعر ونکے شعر کو اپنے نام سے پڑھتے ہین

ستارے ہین ثابت تری جوتی کو شارے — روشن ہے ماہ و مہر سے گرد و نکی پڑی آنکھ

یکدل تخلص دلاور خان برادر کہین و شاگرد مصطفے خان یکرنگ باشندۂ دہلی

نہین مطلب مجھے کچھ باغبان سے — مین دیوانہ ہون گل کی رنگ و بو کا

یکرنگ تخلص مصطفے خان دہلوی معاصر شاہ آبرو نبیرۂ خان جہان خان لودی شاگرد مرزا مظہر جانجانان منصب دار شاہی تھے بعضے تذکرہ والون نے انکو خان آرزو کا شاگرد لکھا ہے

مجھکو معلوم ہے ہوا گل سے — بھول جاتے ہین زر سے دولتمند
کیون ہوئی ہو تم انکو دشمن ہمارے اسقدر — دوست کا ہوتا ہے دشمن کوئی پیارے عتقد
کیا جانیے وصال ترا ہو کسے نصیب — ہم تو ترے فراق مین اے یار مر چلے

یل تخلص عبد القادر دہلوی سارا کلام انکا اسی انداز کا ہے

کہدو رقیب سے کہ وہ باز آئے جنگ سے — ہرگز نہین ہین یار بھی کم اوس جنگ سے

یمین تخلص حکیم احمد علیخان دہلوی شاگرد قدرت اللہ خان قاسم

شب کہا مین نے بتا اپنے مجھے گھر کا پتا — کان کا بالا بتا کر بس وہ بالا بتا

یوسف تخلص یوسف خان ولد رحمت خان غوری باشندۂ لکھنو

شاگرد آتش

رخ قمر سے زیادہ ہے آب و تاب میں پاؤن — نہ دیکھے چشم فلک نے بھی ایسے خواب میں پاؤن
کاٹا پہاڑ دل مین نہ تقصیر ین کر گہر کب — تیشہ ترے نصیب یہ اسے کوہکن ترسے

یوسف تخلص مرزا یوسف بیگ ولد مرزا قاسم بیگ لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید

تا روز حشر یہ نہین ممکن کہ صبح ہو — اس درجہ ہے دراز یہ شبہای تار زلف
نہین ہے جب سے اے یوسف وہ رشک گل پہلو مین — برنگ مرغ بسمل ہے دل رنجور پہلو مین
بتان سنگدل کی سخت باتین روز سنتے ہین — نہ ہو کسطرح اپنا شیشۂ دل چور پہلو مین

یوسف تخلص سید امجد علیخان ولد میر فیض علیخان شاگرد احمد علی کامل

اے یار تیرے دست حنائی کو دیکھکر — خوبان مصر کاٹتے ہین بے اختیار ہاتھ

یوسف تخلص میر یوسف علی باشندۂ دہلی شاگرد عزت اللہ عشق

نہین ہے غیر کے فقرے سے کچھ ہمکو خبر یوسف — زبان پر رات دن اوس حور کا افسانہ رہتا ہے

یوسف تخلص میر یوسف علی شاہ خلف حاجی احمد علی شاہ فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صغیر

شراب پینے نے کر دیا ہے حیا تنک اوس بت کو بے تکلف
نقاب اوٹھا کر یہ کہہ رہا ہے حجاب ہم سے کیا کرینگے

تذکرۃ الشاعرات

اچپل تخلص چنگن جان

ہے طپش اوسکے جی کو ابھی غم سبتے ہو بیان — شادی وہان رہجاتی ہے ماتم ہستے ہو بیان

امیر تخلص امیر صاحب طوائف ساکنۂ لکھنؤ ناز و انداز مین طاق عشوہ و ادا مین شہرۂ آفاق ہے راقم الحروف سے اس مجموعۂ خوبی سے لکھنؤ مین ملاقات ہوئی تھی

جدہر کو دیکھنے سے جان زار جاتی ہے — اوسی طرف کو نظر بار بار جاتی ہے
یہ نقش تھا کہ نہ چھوڑا تمہارے کوچہ مین — صبا لیے مرا مشت غبار جاتی ہے
یہ محو دید رخ گل ہے بلبل شیدا — نہین خبر کہ چمن سے بہار جاتی ہے

بنو تخلص اور نام دہلی کی ایک زن خانگی کا ہے جسکے عشق مین گلاب سنگہ آشفتہ اپنا گلا کاٹ کے مرگیا اور اوسکے حزن کا یہ اثر ہوا کہ بنو بھی اس سانحہ کے بعد کسی سے آشنا نہ ہوئی اور چند روز کے بعد عارضۂ دق اوسکے لاحق ہوگیا اور اوسکو بھی آشفتہ کے پاس بہشت پہنچا دیا اوسنے آشفتہ کے فراق مین بہت شعر کہے ہین

چھوڑ کر مجھکو کہان او بت گمراہ چلا — تو چلا کیا کہ یہ دل بھی ترے ہمراہ چلا
نہ تو موت آتی ہے نہ زیست کا یارا مجھکو — ہائے آشفتہ ترے مرنے نے ڈہا مجھکو
موت پر بس نہین چلتا ہے کرون کیا ورنہ — تو نہین ہے تو نہین زیست دوبارا مجھکو
اب کسے مین کہان عیش کدہر بستر خواب — نہین مخمل بھی کم از بستر خارا مجھکو
ہے غضب وہ تو مرے اور جیون مین بنو — موت آجائے کو ہو عمر دوبارا مجھکو
نعش آشفتہ کو بیرحمون نے پھونکا آگ سے — آتش غم ہی جلانا مرگ کی کچھ کم نہ تھی

بیگم تخلص دختر میر محمد تقی ساکنۂ لکھنؤ شاگرد تقی میر

ہر شب کان جسم گیسو مین گرفتار رکھا — اب کہتے ہو کیا تم نے مجھے مار رکھا
کچھ بے ادبی اور شب وصل نہین کی — ہان یار کے رخسار پہ رخسار رکھا

بیگم تخلص تارا بیگم

کیون وصل مین چھپاتا ہے تو ہمسے یار پیٹ — رکھتا ہے سو بہار کی یہ ایک بہار پیٹ

بیگم تخلص رشک محل متوطن پنجاب ممنوعہ واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ متخلص بہ اختر بہت روزر ون تک کلکتہ مین تھین اب لکھنؤ کو چلی گئین گانے مین اچھا دخل رکھتی تھین ہنسیر ریختی کہتی تھین یہ شعر اس تذکرے کیلیے بھیجے تھے

ہے منظور باجی ستانا تمھارا — گلہ کرتی ہے جو دوگانا تمھارا
نہ بھولنگی سسرال مین تم کو خانم — نہین مجکو دو بھر ہے کھانا تمھارا
مری کنگھی چوٹی کی لیتی خبر ہو — یہ احسان ہے سر پر دوگانا تمھارا
ہوا بال بیکا جو مرزا اہمارا — تو پھر سنگ ہے اور شانا تمھارا
گھر سے گانا کے دوگانا مری مہمان گئی — مین یہ الگار ون یہ لوٹی کہ مری جان گئی

جان تخلص صاحبجان طوائف ساکنہ فرخ آباد

جان جانی ہے دل ترستا ہے — جلد آجاؤ مینہ برستا ہے
جان و دل بیچتے ہین ہم اپنی — ایک بوسے کو لے سستا ہے

جانی تخلص بیگم جان عرف بہو بیگم بنت نواب قمر الدین خان زوجۂ نواب آصف الدولہ بہادر نقل ہے کہ بیگم صاحبہ بیمار تھین اور ہمدم نام ایک خواجہ سرا اونکے احوال پرسی کو آیا انھون نے فی البدیہہ جواب مین یہ مطلع پڑھکر سنایا

کیا پوچھتا ہے ہمدم اس جسم ناتوان کے — رگ رگ مین نیش غم ہے کہیئے کہان کہان کے
دل خین سے لگایا وہ ہوا دشمن جانی — کچھ دل کا لگانا ہی ہمین راس نہ آیا

جینا بیگم بنت مرزا بابر مغفور محل خاص مرزا جہاندار شاہ بہادر ولیعہد شاہ عالم بادشاہ

رونے کا عبث بہانا تھا — مدعا تمکو بیان نہ آنا تھا
یہ کسکی آتش غم نے جگر جلایا ہے — کہ تا فلک مرے شعلہ نے سر اوٹھایا ہے

چندا تخلص مہ لقا طوائف ساکنۂ حیدر آباد شاگرد شیر محمد خان ایمان اسپ تازی و نیزہ بازی و تیر اندازی مین مردون کی طرح دخل رکھتی تھی چار پانچ سو سپاہی و شاگرد پیشہ اسکے نوکر تھے شاعرون کی بہت عزت کرتی تھی

یک لخت پارہ پارہ کر ڈالون آئینہ کو ۔ پر کیا کرون کہ تیرا ائینہ درمیان ہوگا

حجاب تخلص نبی جان ساکنہ ہاتیر بنارس مین سکونت اختیار کی تھی

ستئے نہ کیونکر بھلا شنہ سے سدا واہ واہ ۔ نام خدا اے صنم تیری ادا واہ واہ

حور تخلص منا جان طوائف ساکنہ لکھنؤ شاگرد محمد رضا طور

جو پہنا پاؤن مین سونیکا توڑا اوس پری تو نے ۔ مسلسل پاسے دیوانہ ہوا زنجیر آہن سے
بدی کی جسنے ہمسے ہمنے اوسکے ساتھ نیکی کی ۔ ہماری خو یہ ہے ہم دوستی کرتی مین دشمن سے

دلبر تخلص چھوٹی بیگم ساکنہ حیدرآباد

قسمت مین ہماری نہ ہوا ہائے صد افسوس ۔ یک روز لپٹ کر شب مہتاب مین سونا
ہے چوکھٹ آپ کی اور سر ہمارا ۔ قیامت تک یہین ٹکرائینگے ہم

دلہن بیگم مشہور نواب بہو صبیہ رضیہ انتظام الدولہ خان خانان بہادر
زوجہ آصف الدولہ بہادر

بہا ہے پھوٹ کے آنکھو سے آبلہ دل کا ۔ تری کی راہ سے جاتا ہے قافلہ دل کا
جہان کے باغ مین ہم بھی بہار رکھتی ہین ۔ مثال لالہ دل داغدار رکھتے ہین

زہرہ تخلص بنی طوائف وطن اسکا کشمیر مولد و مسکن دار الامارت کلکتہ گلرو و گلبدن و گلندام ہے ۔ خوشخو و خوش گلو و خوشخرام ہے ۔ سخن سنجی و سخن فہمی و سخن طرازی مین آفت ہے ۔ سخن چینی و سخن سازی و سخن پردازی مین قیامت ہے کبھی کبھی موزونی طبع کے سبب فکر سخن کرتی ہے اور کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتی ہے

دیکھکر جو رنگ دل ہے عاشق دلگیر کا ۔ سبزۂ رخسار سبزہ ہے مگر کشمیر کا
دل ہمارا اور دکا بتلا بنا اے برہمن ۔ ہے تصور دمبدم جو اوس بت بے پیر کا
ہے جو غنا و رقص کا چرچا بسنت مین ۔ ہنڈ دل کی بہار ہے ہر جا بسنت مین
اب غنچۂ بہار جو ہوتا ہے گوش زد ۔ جوشش جنون ہوا ہے زیادہ بسنت مین
کیا کسی مہوش کا زہرہ اوسکو بھی ہے انتظار ۔ دیدۂ عاشق کی صورت ہے جو بیدار آئینہ
وردو غم فراق سے شکوہ ہوئی جو بگلی ۔ دہکی کشش کشان کشان اوسکی گلی مین لیگئی

ر و سئے ہین سر پٹکتے ہین زندگی یک عذاب ہے
جب نہ ملے وہ جان جان کیون نہو دل کو بیکلی

ہجر مین تیرے گلبدن وقف الم ہے جان زار
بستر خار سے فزون مجھکو ہے فرش مخملی

شہرہ تخلص امراؤجان عرف چمپن طوائف ساکنہ لکہنؤ شاگرد آغا علی شمس چہوٹے سن مین بڑی طبیعت دار ہے یہ شعر راقم الحروف نے اوسکی زبانی سنے تھے

امتحان ہے اگر مرا منظور
آپ ہے آزمایئے دل کو

نہوئی شہر و دشت مین تسکین
اب کہان لیکے جایئے دل کو

زینت تخلص اور نام دہلی کی ایک شاہد بازاری کا تھا جو اپنے عاشق مرزا ابرہیم بیگ مقتول کے ساتھ از راہ وفاداری کے لکہنؤ کو چلی گئی بعض صاحب تذکرہ نے اسکا تخلص نازک لکھا ہے

شب مہتاب مین تا صبح زینت
خیال ماہرو ہے اور ہم ہین

ہے نالہ و زاری کا مرے شور فلک پر
پر وہ بت مغرور کوئی کان دہرے ہے

سلطان تخلص شاید دختر نواب معتمد الدولہ بہادر کا ہو لیکن حال انکا تحقیق معلوم صاحب دیوان ہین

قاتل سے کب کہا تھا کہ آنکھین لڑا ہو دل
آخر نہ میری جان پہ آسے بلا سے دل

شرم تخلص شمس النسا بیگم بنت حکیم قمر الدین خان بنارسی ساکنہ لکہنؤ شاگرد وزیر دیوان انکا نظر سے گزرا

جیتے جی نہ آیا اوسے کچھ دھیان ہمارا
مرجانے پہ کیا نکلے گا ارمان ہمارا

گر پڑون یار کے قدمون پہ اگرچہ ہو شرم
لاتہ آیا ہے بہانہ مجھے بیہوشی کا

کوئی نا آشنا نہین ایسا
ملے ہین آپ آشنا کیا خوب

وصل مین شرم و حیا شرم کو مشکل ہے بہت
کثرت شوق سے ہو جاتا ہے دشوار لحاظ

دشمن ہوا وہ جان کا کی جس سے دوستی
سچ ہے مثل کسیکا کوئی آشنا نہین

سو طرح کی جفا تری اے نازنین سہی
اتنی بہی مجھکو قدر نہین تو نہین سہی

فرمایئے تو آپ کے پہلو مین بیٹھ جاؤن
پیار سے بٹھایے تکیہ پہلو ہین سہی

شرم تخلص چہوٹی صاحب طوائف باشندۂ لکہنؤ کلکتہ مین جو آئی تہی راقم الحروف نے اوسکو دیکہا ہی

مُردے زندے ہوگئے پازیب کی جہنکار سے	ہر قدم پر حشر برپا ہے تری رفتار سے
یہ کس رشک مہ کا نظارہ ہوا ہے	کہ خورشید آنکہون کا تارا ہوا ہے
ملے غیر سے یار آنکہون کے آگے	مری جان یہ کسکو گوارا ہوا ہے

شیرین تخلص بیگا طوائف ساکنۂ لکہنؤ شاگرد میر محمدی سپہر وارد دہلی بجز راقم نے اوسکو کلکتہ مین دیکہا ہی صاحب دیوان ہے

باتین وہ دلفریب ادائین وہ دلربا	ایسے پری خصال پہ کیونکر نہ آئے دل
شیرین کا یہ کلام ہے ہر وقت ہر گہڑی	جسکو خدا خراب کرے وہ لگائے دل
عاشق کو دیکہتے ہین عداوت کی آنکہ سے	آگاہ وہ نہین ابہی الفت کی آنکہ سے
شیرین ترے کلام کو ہمیشہ نہ پائیگا	دیکہے گا جو غزل کو عنایت کی آنکہ سے

صاحب تخلص امۃ الفاطمہ بیگم عرف صاحبجی ساکنۂ لکہنؤ دہلی کی سیر بہی کی تہی مومن خان دہلوی نے مثنوی قول غمین اسیکی تعریف مین کہی ہے

رقیبون کا جلنا کہان دیکہتا تو	سمان یہ مرے گہر مین آیا تو دیکہا
گنہ کیا صنم کے نظارے مین زاہد	یہ جلوہ خدا نے دکہایا تو دیکہا
کہوتے ہین وشنے پیرہن پوشنی کی بند	یہ کر رکہے نسیم سے کہد و قبا ہی گل
نظر ہے جانب اغیار دیکہئے کیا ہو	پہری ہے کچہ نگہ یار دیکہئے کیا ہو

صنم تخلص درگا شاہد بازاری اکبرآباد قوم ہنود سے ہے

چہپا یا اگر رخ پر نور اپنا	ہے گا طالب دیدار کیونکر

طراقت تخلص دہلی کے ایک زن پردہ نشین کا ہے اور کچہ حال معلوم نہ ہوا

اودیکے لب مسی شراب سے بہتر	تشن ہے آفتاب سے بہتہ

عالم تخلص خاص محل زوجۂ واجد علی شاہ بادشاہ لکہنؤ متخلص بہ اختر اندنون شیابرج متعلق کلکتہ مین رہتی ہین شعر اچہا کہتی ہین ستار اچہا بجاتی ہین مثنوی اور

دیوان انکے نظر سے گزرے

کیسوے خدار او سکے رخ پہ بل کہانے لگا	سینۂ عشاق پر بس سانپ لہرانے لگا
بیقراری کیا بیان ہو اسس دل بیتاب کی	شور ذا فغان سے ہمارے عرش تہرانے لگا
او جاڑ سے ؛ دیکھیے کس کس کے آشیانے کو	یہی چمن مین ہے اب چار موفغان صیاد
اسے باغبان چمن مین یہ کہدے پکار کے	لو بلبلو چلو کر دن آگے بہار کے
وحشی وہ ہون کہ قیس نے بہی بس غبر گا	گنڈے بنا کے سینے گریبان کو تار کے
عالم وہ طلبگار ترے ہو گئے او سبدن	جب تازہ ستم کوئی بہی ایجاد کرینگے

عزیز تخلص عزیز طوایف ساکنۂ دہلی شاگرد سعادت یارخان رنگین

جبکہ باغ و بہار دیکھین گے	ایک گل کیا ہزار دیکھین گے
تم نہ دیکھو گے گو ہمین یکبار	ہم تمہین لاکہ بار دیکھین گے

عفت تخلص نجم النسا بیگم ساکنۂ لکھنؤ شاگرد مقصود عالم مقصود تخلص

ہم جو اے جا نجہان تجہسے بچہڑ جاتے ہین	صدمے ہوتے ہین قلق ہوتے ہین گہبراتے ہین

فرخ تخلص فرخ بخش ساکنہ کانپور شاہد بازاری سرگرم دلداری تہی

ہمارے قتل کی تدبیر بے تقصیر ہوتی ہے	نگاہ پاک کی شاہد بہی تاثیر ہوتی ہے

قمر تخلص حیدری بیگم عرف ماہ طلعت بیگم بنت مرزا ہمایون بخت ہمشیرہ مرزا محبوب علی قوس تخلص زوجۂ واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ بڑہی ذہینہ وطبیعت دار و خوش مزاج وظریفہ تہین موسیقی مین بہی دخل رکہتی تہین ہر دو زبان فارسی وار دو مین شعر اچہا کہتی تہین سنہ ۱۲۸۱ بارہ سو اکاسی ہجری مین کلکتہ مین انتقال کیا یہ شعر اِس تذکرے کے لیے دیے تہے

دل ناشاد کو تمنے نہ کبھی شاد کیا	بہول کر بیٹھے ہین پہر نہ کبہی یاد کیا
مرکے بہی خو نہ گئی بادہ کشی کی زاہد	حشر مین ساقی کوثر کا نہ دامان چہوٹا
روز و شب کرتی ہے بلبل یہ قفس مین فریاد	اے گیا فصل بہاری مین گلستان چہوٹا
لیگیا قیس یہ بہی فوق تمہارا وحشی	مرکے بہی دست جنون سے نہ گریبان چہوٹا

دعویٰ تھا عبث یار مسیحائی کا تم کو
داغ سودا سر پہ ہے پاؤں میں زنجیر [illegible]
گر مقابل ہو تمھاری روئے آتش رنگ سے
سوزشِ داغِ دلِ بیتاب سے پایا فروغ
عشق خطِ صنم کا تھا اللہ یہ گت
گر آبِ زندگی کبھی تو برسائے اے فلک
اے میکشو تکلف ساقی تو دیکھنا
شیدا ہیں چشم پرفن آہو شکار کے
ہوں وہ سرگشتہ کہ بعد مرگ اے جوشِ جنوں
تیرے جانبازوں کو بس کافی ہے شمشیرِ نگاہ
گلِ سودا شگفتہ میں یہ نقش [illegible] ہی ہے
نہ پوچھو ہمنشیں ہے شب فرقت کی بیتابی
گرے اتنے ستارے کفش پہ تیری مہ تاباں

اچھا نہ ہوا ایک بھی بیمار تمھارا
سب ہے پر پر دو تیری الفت میں یہ حال [illegible]
بدر کی صورت گھٹے ہر دم کمال آفتاب
اے قمر کب تھا بھلا ایسا جلال آفتاب
پھر عذاب آئے ہیں مرقد میں مار سبز
کشتِ امید وصل ہنوز نہ ہوا سبز
شیشے ہیں سرخ جام مے خوشگوار سبز
گلشن میں کب ہے نرگس بیمار کی غرض
لوح مرقد کے لیے سنگ فلاخن چاہیے
قتلِ عاشق کے لیے کیا تیغ آہن چاہیے
نسیم آہ کا جھونکا ہے یاں بادِ بہاری ہے
الم ہے درد و حسرت سب ہے فغاں ہے آہ و زاری ہے
روشن [illegible] کی ہر ایک فرش زرنگاری ہے

ماہ تخلص منجھلی بیگم ساکنہ لکھنؤ

گر مقابل عارضِ جاناں کے یکدم اے گل
کاکل میں میرے دل کو گرفتار کر چلے

شرم سے بلبل کو پھر ہرگز نہ منہ دکھلائے گل
کالی بلا سے اسے مجھے مار کر چلے

محبوب تخلص محبوب محل ممتوعہ واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ متخلص بہ اختر اندنوں
مٹیا برج متعلق کلکتہ میں رہتی ہیں

اُدھر [illegible] سکے نہ مصیبت فراق یار میں روح
جو آنا ہو تجھے مد نظر تو آ ظالم
نکلی حسرت دل ایک بھی کہ موت آ گئی
ہے آرزو تیرے ہاتھوں سے قتل ہوں میں بھی

نکل گئی تن لاغر سے انتظار میں روح
نکل نہ جائے کہیں تیرے انتظار میں روح
ہمیشہ تڑپے گی تیرے لیے مزار میں روح
لگی ہوئی ہے تری تیغ آبدار میں روح

مستور تخلص مستور بیگم ساکنہ لکھنؤ

خزان مین بھی نہ کسی سال کم ہوئی وحشت | رہا ہے اپنا گریبان بے رفو برسون

مشتری تخلص قمر زمان عرف مجھو طوائف ساکنہ لکھنؤ شاگرد آغا علی شمس خوش طبع و خوشنویس و خوشگو ہے راقم الحروف سے اِس شوخی مجسم سے لکھنؤ مین ملاقات ہوئی تھی

ناحق ہے نازِ حسن سے یہ بے نیازیان | بندہ نواز آپ کسیکے خدا نہین
اوسوقت آپ میری عیادت کو آئے ہین | جب سانس ہچکیون کے گلے سے اوترتی نہین دو انیا
ناکسون سے ربط بد وضعون سے صحبت واہ واہ | دیکھلی حضرت سلامت میرزائی آپ کی
شیخی کی لیا کرین فرشتے | جانے کی وہان مجال بھی ہے
غفلت مین ہم اونکو دیکھتے ہین | ہے خواب بھی کچھ خیال بھی ہے
باتین تو وہ کرتے ہین خوشی کی | چہرے سے عیان ملال بھی ہے
ہین آپس مین وہم و گمان کیسے کیسے | یہان کیسے کیسے وہان کیسے کیسے
سہے ہجنے جور بتان کیسے کیسے | اوٹھانے ہین کوہ گران کیسے کیسے
ملے خاک مین جور گردون دون سے | مکین کیسے کیسے مکان کیسے کیسے
ولین سمجھا چشم کا بیمار رہے | جسنے میری ناتوانی دیکھ لی
تیری نظرون مین ہے یکسان نیک و بد | اے سبُک قدردانی دیکھ لی
بے مروت کر دیا اوس ماہ کو | آسمان کی مہربانی دیکھ لی
جیتے رہتے بھی تو مشکل تھی رہائی مجھکو | سستے چھوٹے جو ترے ہاتھ سے مرکر چھوٹے
اِس سے تو وصل کے ارمان مین مرنا بہتر | یاالٰہی نہ کسی سے کوئی ملکر چھوٹے
مار ڈالا مجھے اسے مشتری اِس نیت نے | زلفین چھوٹین کہ مرے واسطے اژدر چھوٹے

غنچہ تخلص اپنی دختر بلاکیر صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس شہر کلکتہ۔ مہرو مشکین مو سمن قد کمان ابرو خوش گام خوش خرام سیمتن نازک بدن قوم انگریز سے ہین موسیقی مین اچھا دخل رکھتی ہین ستار خوب بجاتی ہین کلکتہ مین رہتی ہین کبھی کبھی شعر کہتی ہین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتی ہین تھوڑے روز ہوئے کہ مشرف بہ اسلام ہوئین

از حاجی سعید بخت مجموعہ دار متخلص بہ سعید باشندہ سلہٹ شاگرد حافظ اکرام احمد ضیغم

جناب حضرت نساخ ہیں جو جان سخن
جہان میں یوں کہتے ہیں سب جن کو راز داں سخن

کیا ہے جمع انھوں نے یہ تذکرہ کیا خوب
عجیب وضع سے مدون ہے داستان سخن

سعید مجھ کو ہوئی تاریخ کی جو اُس کے فکر
کہا سروش نے آرائش جہان سخن

۱۲۸۱